

"لے لوں پھر تمہاری جان"۔۔۔؟؟ وہ اس کی بھگی آنکھوں میں  
 ڈوبتا پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ اچانک سے ہی بچوں کی طرح لڑنے والا  
 لڑکا۔۔۔ بڑا ہو گیا تھا۔۔۔ جو الفاظ سے مہوت کر دیتا تھا۔۔۔ اس کے  
 سوال نے کسرت کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔۔  
 نظریں چھکیں۔۔۔ آنکھ کا آنسو پلک پہ ٹھہر گیا۔۔۔ بے مول  
 ہو جاتا۔۔۔ اگر وہ جھک کر اس کو اپنے ہونٹوں پہ نہ سنبھال لیتا۔۔۔  
 اس کے نرم ہونٹوں کا لمس کسرت کے دل میں کچھو کے اٹھا گیا۔۔۔  
 سانس خود ہی گہرے ہو گئے۔۔۔ وہ آنسوؤں انمول کر کے اس کے  
 چہرے سے دور ہو گیا۔۔۔ پر بازو ویسے ہی پکڑ رکھا تھا۔۔۔

# روٹھا ہوا عشق

از قلم  
 (امیر حمزہ)



روٹھا ہوا عشق  
از قلم :- امیر حمزہ

\*\*ایک پھول یادوں والا\*\*

تمہیں یاد ہے۔۔۔؟؟

وہ بہار کی پہلی رت۔۔۔۔۔

جب تم اور میں باغ میں تھے۔۔۔۔

اور ہر طرف اس پھیلی تھی۔۔۔۔۔

اس اس کو گواہ بنا کر ہم نے۔۔۔۔

ساتھ رہنے۔۔۔۔ ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت تمہیں وہاں۔۔۔۔۔

اس باغ میں ایک پھول بھا گیا تھا۔۔۔۔۔

تمہیں وہ پھول چاہیے تھا۔۔۔۔۔

پر اس پھول کے گرد۔۔۔۔۔

بہت سے کانٹے تھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ پھول تمہیں چاہیے تھا۔۔۔۔۔

تو۔۔۔۔۔

میں انکار کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔۔؟

میں نے وہ پھول توڑا۔۔۔۔۔

تم پیچھے بیچ پہ پیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

تمہاری طرف میری پشت تھی۔۔۔۔۔

تم دیکھ ہی نہ پانی کہ مجھے پھول توڑتے

کتنی اذیت ہوئی۔۔۔۔۔ پر میں نے وہ پھول توڑ لیا۔۔۔۔۔

تمہیں دیا۔۔۔۔۔ اپنا زخمی ہاتھ چھپا لیا۔۔۔۔۔

تم پھول دیکھ کر خوش ہو گئیں۔۔۔۔۔ اور وہ پھول۔۔۔۔۔

تم نے میرے کوٹ کی جیب میں لگا دیا۔۔۔۔۔ اور کہا۔۔۔۔۔



سردشام امریکہ کے دل نیویارک کی سڑکوں پہ اتر گئی تھی۔۔۔۔۔ امریہ کا سب سے زیادہ آبادی کا حامل یہ شہر ہمیشہ سے ہی توجہ کا مرکز رہا ہے۔۔۔۔۔ اسکی ہر بات خاص تھی۔۔۔۔۔ اسکی ہر بات نرالی تھی۔۔۔۔۔ اطراف میں اتری شام میں وہ بے حد خاموش نیچے نظریں کیئے سرمئی صاف ستھری سڑک پہ چل رہا تھا اس نے وائٹ شرٹ کے اوپر لیڈر کی بلیک جیکٹ اور سکائے بلیو جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی جس کی جیبوں میں اس نے ہاتھ ڈالے ہوئے تھے آج نیویارک کا موسم عام دنوں سے زیادہ سرد تھا ڈھلی ہوئی شام اور سڑک پہ گرتی ہلکی ہلکی اوس ایک عجیب اور اداس سا منظر پیش کر رہی تھی اسے اس وقت مارکٹ میں کوئی کام نہیں تھا پر اس شام کے بوجھل اور اداس منظر میں وہ بھی اپنا حصہ ڈالنے آ گیا تھا سڑک پہ کافی رش تھا مردوزن کی ایک بڑی تعداد تھی جو اسکے ساتھ آگے پیچھے دائیں بائیں ہنستی مسکراتی چل رہی تھی پر وہ کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ چلتے چلتے ایک کیفے کے پاس رکاوٹر فوراً اسکے قریب آ کر موزڈب انداز میں کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں سر۔۔۔۔۔؟؟ ویٹر نے انگلش میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"مجھے کولڈ کافی چاہیے۔۔۔۔۔" اس نے بھی انگریزی میں جواب دیا یہ کہتے اسکے چہرے پہ کوئی "تاثر نہیں تھا وہ وہاں کھڑا بھی ایسے تھا جیسے بہت جلدی میں ہو اور نہ چاہتے ہوئے بھی اُسے

یہاں رُکنا پڑ گیا۔۔۔۔ اسکی بات پہ ویٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔ وہ اسکا برف سا سفید چہرہ بغور دیکھنے لگا جس پہ ہلکی ہلکی شیو تھی اتنی شیوا اسکی ہمیشہ سے رہی تھی ہے یا نہیں۔۔۔۔؟ ویٹر کے اس طرح دیکھنے پہ اسکے چہرے پہ ایک نا دیدہ سی غصے کی شکن آئی تھی اور لہجے کی سختی بڑھ گئی تھی۔۔۔

سوری سر ہمارے پاس اس وقت تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ ویٹر نے مسکرا کر کہا یہ کہتے ویٹر نے ادھر ادھر نظریں گھمائیں اور ارد گرد کے ختکی کے حصار میں مقید ماحول کو دیکھا وہ شاید اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو جو انگریز نہ ہو کر بھی انگریزوں سے زیادہ انگریز لگتا تھا جس کا لہجہ اور بالوں کا اسٹائل بریٹش تھا اسکو احساس کروانا چاہ رہا ہو کہ اس قدر ٹھنڈے ماحول میں اسے کولڈ کافی کہاں ملے گی۔۔۔؟

ہممسم۔۔۔ اس نے اپنے گلابی ہونٹوں کو بھیچ کر کہا تھا اس وقت وہ ایسا لگ رہا تھا جیسے " برصغیر کا نیا لارڈ آیا ہو۔۔۔۔۔"

اس کے علاوہ آپ کچھ اور بتادیں۔۔۔؟

ایک ٹھنڈی کولڈ ڈرنک۔۔۔۔ اس نے ویٹر کے سوال پہ سر دلہجے میں کہا ویٹر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پر جب اسنے اپنے سامنے والے کو خود کو انور کرتے دیکھا تو سر کو جنبش دے کر چلا گیا اور وہ وہیں کھڑا رہا ارد گرد کی بہت سی کرسیاں خالی تھیں وہ ان کو

دیکھ رہا تھا پر کسی ایک پہ بھی بیٹھا نہیں یہ ایک اوپن ایریا کیفے تھا جسکے ٹیبلز اور کرسیاں باہر آسمان تلے لگی ہوئی تھیں ہر ٹیبل پر ایک چھوٹے گلدان میں پھول رکھے تھے اور گلدان کے ساتھ ہی ایک کینڈل جل رہا تھا موسم سرد ہونے کی وجہ سے اکثر کرسیاں اور ٹیبلز خالی کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی جینز کی پینٹ سے نکالا اور کلانی پہ بندھی ریسٹ واچ میں وقت دیکھا دس بجنے میں ابھی کچھ دیر تھی ویسے اسے کوئی ضروری کام یا اس نے کہیں جلدی پہنچنا نہیں تھا وہ اپنی مرضی کا مالک تھا کہاں جانا ہے اور کب جانا ہے یہ سب وہ خود طے کرتا تھا پر اس وقت اُسے یہاں کھڑے ہوئے پانچ منٹ سے زیادہ ہونے والے تھے اور وہ دل میں فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اگر ایک منٹ میں ویسٹرنہ آیا تو وہ یہاں سے چلا جائے گا پر چھٹا منٹ ہونے سے پہلے ویسٹرنہ کو لہ ڈرنک لے کر آگیا تھا کو لہ ڈرنک دیکھنے سے ہی کافی ٹھنڈی لگ رہی تھی اس نے ویسٹرنہ کے ہاتھ سے کو لہ ڈرنک لی اور والٹ سے پیسے نکال کر ویسٹرنہ کے ہاتھ پہ رکھے اور یہ کہہ کر کیفے سے باہر نکال گیا ویسٹرنہ نے اپنے ہاتھ میں موجود نوٹ کو "keep the change" دیکھا جو اسکی ایک دن کی کمائی سے زیادہ تھا اور پھر اس لڑکے کو دیکھا جو اب پھر سڑک پر تیز تیز چل رہا تھا ویسٹرنہ کے چہرے پہ اب مسکراہٹ تھی اسنے اس نوٹ کو جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا اور دوبارہ کام میں لگ گیا۔۔۔

اس نے کیفے سے کچھ دور جا کر کولڈ ڈرنک کا ڈھکن کھولا اور گرمی گھونٹ لی جس سے تقریباً آدھی بوتل خالی ہوگئی وہ کولڈ ڈرنک پیتے ہوئے سڑک سے کچھ فاصلے پہ بنے ایک چھوٹے سے گارڈن میں چلا گیا گارڈن کی گھاس پہ گرے اوس کے قطرے اسکے جو گزر رکھنے سے لڑکھڑاتے گھاس سے نیچے گر رہے تھے وہ ایک بیج کے پاس آ کر رک گیا اب کی بار اس کا ارادہ بیٹھنے کا تھا پر بیج گیلا تھا تو اسنے اپنا ایک پاؤں بیج پہ جمایا۔۔۔۔۔ پھر ایک گھونٹ کولڈ ڈرنک کی لے کر کولڈ ڈرنک والے ہاتھ کو بیج پہ رکھی ٹانگ کے گھٹنے پہ رکھ لیا اس نے ایک نظر پورے گارڈن میں دوڑائی اور ایک جگہ اسکی نظریں رک گئیں گارڈن میں لگی سفید روشنی میں اسے دو جھکے ہوئے وجود نظر آئے وہ وجود واضح نہیں تھے پر اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کر چکے تھے کچھ پل گزرے تو وہ دونوں وجود سفید روشنی کے نیچے آگے وہ ایک عام نقوش والے انگریز بوڑھا بوڑھی تھے جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گارڈن میں ہلکا ہلکا چل رہے تھے بوڑھا بلیک تھری پیس

میں ملبوس تھا اور بوڑھی عورت جو شاید بہت بیمار تھی اسنے ایک ہاتھ میں لائٹھی پکڑی ہوئی تھی اور دوسرا ہاتھ اپنے ہمراہی کے سپرد کیا ہوا تھا جو اسکے ہمراہی نے بے حد مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا بوڑھی عورت نے وائٹ ٹکھنوں تک آتا سکرٹ پہنا ہوا تھا جس پہ گلانی اور سفید پھول پرینٹ تھے بوڑھے نے اس بوڑھی عورت کو کچھ کہا جس پہ وہ ہنسنے لگی تھی اور

بوڑھا اسکی ہنسی کو دیکھ کر مسکرانے لگا وہ بھی ان دونوں کو دیکھ رہا تھا پھر انکی مسکراہٹ دیکھ کر اسکے چہرے پہ بھی ہلکی سی مدھم سی مسکان آ کر رک گئی گہری سبز مائل آنکھوں میں دلچسپی بڑھ گئی تھی وہ ان دونوں کو ساتھ چلتے باتیں کرتے دیکھتا رہا کچھ دیر بعد وہ جوڑا گاڑڈن سے چلا گیا تو وہ بھی گاڑڈن سے باہر آ گیا اب اسنے گھر جانا تھا وہ اپنے گھر کو جاتے رستے پہ چلنے لگا تو اسے ایک آواز نے روکا وہ پلٹا۔ ایک فقیر ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔؟ فقیر نے یہ کہتے اپنی آنکھوں پہ " ہاتھ لگایا تھا اسکی انگلیوں پہ کچھ نمی لگ گئی جو اسکے آنسوں تھے گہری سبز مائل آنکھیں اس فقیر کو کچھ دیر دیکھتی رہیں پھر اس نے والٹ نکالا اور والٹ میں جتنے سیکے تھے سارے نکال کر اس فقیر کے ہاتھ پہ رکھ دیئے اور جانے لگا تب فقیر نے اسکے عقب سے کہا۔۔۔

کوئی دعا بتا جاؤ کوئی خاص دعا جو میں تمہارے لیے رب سے مانگوں۔۔۔۔۔ " فقیر کی اس بات نے جیسے اس کے قدم پتھر کے کر دیئے ہوں۔۔۔۔۔ وہ پلٹا۔۔۔۔۔ فقیر کو دیکھا۔۔۔

میں نے سولہ سال کی عمر میں محبت کی تھی پھر اسے کھو دیا اب دعا کرنا وہ محبت مجھے جلدی مل جائے "۔۔۔۔۔

وہ یہ کہہ کر رکا نہیں اور فقیر سے دور ہوتا چلا گیا فقیر اسکی پشت جب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اندھیرے میں غائب نہ ہو گیا۔۔۔

~~~~~

~~~~~

اگر زندگی کی کتاب سے کچھ تبدیل کرنے کا موقع قدرت انسان کو دیتی تو وہ قدرت کی کتاب کی واٹ لگا دیتا۔۔۔۔۔ کبھی اسے کچھ تبدیل کرنا ہوتا تو کبھی کچھ۔۔۔۔۔ پر اس نے تو صرف اپنا چہرہ تبدیل کرنا تھا۔۔۔۔۔ کس نے۔۔۔؟ وہی جو جولائی کے مہینے کی تہمتی دوپہر میں جس سے بھرے کچن میں جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔۔۔ پیشانی پہ آئے ہوئے بال پسینے سے پیشانی پہ ہی لٹوں کی صورت میں چپک گئے تھے وہ بار بار اپنے لون کے عام سے سوٹ کی آستین سے پسینے کو صاف کرتی پتیلی میں چھچھ چلاتی پھر دوپٹے سے پورا چہرہ صاف کرتی "اپنی جلدی کر لو کب سے انتظار کر رہے ہیں" باہر سے آتی آواز نے اس کے ہاتھ مزید تیز کر دیئے تھے اس نے اپنے ہاتھوں کو مشین کی طرح چلنے پہ مجبور کر دیا تھا یا پھر دھوپ کی کرن نے جو شلف پہ رکھے چولہے کے سامنے بنی چھوٹی کھڑکی سے آرہی تھی وہ کھڑکی بس نام کی کھڑکی تھی کھڑکی کے دروازے ٹوٹ کر کب کے اتر گئے تھے اور اس پہ لگی جالی بھی ٹوٹ ٹوٹ کر بڑے بڑے سوراخوں میں

تبدیل ہو گئی تھی دھوپ عین اس کے چہرے پہ آرہی تھی کچھ دھوپ کی گرمی اور کچھ آگ کی  
 پیش دونوں ہی اپنے جوبن پہ تھیں۔۔۔۔ اس کا خوب امتحان لے رہی تھیں وہ کبھی کچھ  
 قدم پیچھے ہوتی تو پھر بریانی کے جلنے کے ڈر سے دوبارہ چولسے کے سر پہ آجاتی۔۔ "بس لا  
 رہی ہوں پانچ منٹ" اس نے بریانی کے پتیلے کو دم کے لیے رکھ کر باہر بیٹھے لوگوں کو  
 "حوصلہ دیا تھا" امی فرحت یا علیزہ میں سے کسی کو بھیج دیں وہ آکر وہی میں چٹنی ملا لیں گی  
 سامنے رکھی وہی کو دیکھ کر اس نے ماں کو کہا اور خود برتن دھونے لگی۔۔

نہیں بھئی میں نہیں جاؤں گی گرمی دیکھی ہے کتنی ہے۔۔؟"

اور نہ ہی میں جاؤں گی۔۔ اس کی آواز پہ فرحت اور علیزہ دونوں ہی گرمی کا رونا رونے  
 لگیں "آپی آپ خود ہی کر لیں نا آپ کو تو پتہ ہے گرمی سے ویسے ہی جلد خراب ہو گئی ہے  
 میری اور اب کچن میں جا کر اور بھی خراب ہو جائے گی" علیزہ نے بیچارگی سے اپنے ہاتھوں  
 کو دیکھ کر کہا تھا اور ساتھ ہی ماں اور دادی کی طرف تائید کے لیے دیکھا۔۔

ہاں صحیح کہہ رہی ہے میری بچی نہ جائیو ساری جلد جھلس گئی ہے پہلے ہی تیری۔۔۔"

دادی نے فوراً حمایت لی۔۔۔۔

ہاں کیرت تم خود ہی کر لو گرمی سچ میں بہت ہے اور کچن میں اتنی گرمی میں ایک ہی فرد کھڑا  
 ہو جائے کافی ہے دوسرے سے تو مزید گرمی میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔ ماں نے بھی علیزہ

کی بات کی تائید کر دی اور ان تینوں کی بات سن کر ایک پل کیلئے کیرت کے ہاتھ رک گئے تھے کیا سچ میں اتنی گرمی ہے جس سے علیزہ کی جلد خراب ہو جائے گی "کیا میری جلد نہیں ہے میں بھی تو گرمی میں جل رہی ہوں میرا خیال کیوں کسی کو نہیں آتا"۔۔۔۔؟ کیرت ایک پل میں سب سے بیزار

ہو گئی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ بچپن سے یہ سب برداشت کرتی آرہی تھی ہر مرتبہ چھوٹی بہنوں کو اس پہ ترجیح دی جاتی جب وہ پیدا ہوئی تھی تو اس کے ابو بڑے خوش تھے بھاگتے دوڑتے وہ اسپتال کے باغ میں آئے جہاں ان کی اماں، کیرت کی دادی بیٹھی تھیں "اماں میں باپ بن گیا لڑکی ہوئی ہے" وہ خوشی سے پاگل ہوتے جا رہے تھے۔۔

اچھا لڑکی ہوئی ہے"۔۔۔؟ بیٹے کے منہ سے لڑکی کا سن کر ان کا منہ سا تر گیا۔۔ "کیسی"

ہے گوری تو ہے نین نقش کیسے ہیں"۔۔ "کس پہ گئی ہے"۔۔؟ انہوں نے ایک ہی

سانس میں سارے سوال پوچھ لیے تھے انور اپنی ماں کی بات پہ ہنسے "اماں جی آپ خود

دیکھ لیں نا آئیں اندر چلیں"۔۔۔ انور نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور اسپتال کے اندر لے کر چلے

گئے۔۔ "اماں یہ دیکھیں"۔۔ انور نے ننھی سی کیرت کو بڑی احتیاط سے اپنے ہاتھوں میں

اٹھا کر ماں کے سامنے کیا۔۔۔ جب کیرت کی دادی نے کیرت کو دیکھا تو ان کی ہوا تیاں اڑ



اماں رنگ سے کیا ہوتا ہے خون تو میرا ہی ہے نا۔۔۔ انورماں کے پاس ہی بیٹھ گیا " تھا۔۔۔ بھولا تھا ماں کی مانتا تھا۔۔۔ اور ماں کے روٹھنے پہ مناتا بھی تھا۔۔۔۔

ہاں خون تیرا ہے پر تیرے جیسا نہ ہے میرے جیسا نہ ہے اس کی شکل اپنی نانی جیسی " ہے کالی۔۔۔ وہ انتہائی غصے سے بول رہی تھیں  
اماں تو کیا ہوا کالے گورے سے کیا ہوتا ہے "۔۔۔؟"

کیوں نہیں ہوتا۔؟ ہوتا ہے جن کے چہرے کالے ہوئے ہیں ان کے نصیب بھی کالے " ہوئے ہیں گھر کے گھر برباد کر دیوں ہیں کالے رنگ کی عورتیں اور تو نے اسکی آنکھیں دیکھی ہیں کیسی ہیں بڑی بڑی بھوری بالکل اسکی نانی جیسی جو میرا پورا مانیکہ کھا گئی "۔۔۔۔  
اماں ایسا کچھ نہیں ہوتا یہ اکیسویں صدی ہے "۔۔۔ انورماں کی باتوں سے اب عاجز ہو رہا " تھا

صدی کوئی بھی ہو کم سختی کم سختی ہی رہوے ہیں اور تو بھول گیا تیرے ماموں نانا نانی کے ساتھ کیا ہوا تھا جب زینت بیاہ کر آئی تھی "۔۔۔۔؟

اماں بس کر دیں وہ سب پرانی باتیں ہیں اور جو آپ کہنا چاہ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہوتا وہ " سب کچھ قسمت میں لکھا تھا اور مرنا تو ایک نہ ایک دن سب کو ہی ہے " انہوں نے گہرا



کو دیکھ کر انکی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں شاید وہ جان گئی تھیں کہ کیرت کی قسمت میں اب سے رونا ہی لکھ دیا گیا ہے وہ دل ہی دل میں خدا سے شکوہ کرتی رہیں کہ کیوں خدا نے اس بچی کو ان جیسا بنا دیا۔ - ؟؟ کیوں ایک زینت کی کہانی ایک پہ ہی ختم نہیں ہوئی وہ جانتی تھیں کہ کیرت کو کبھی اسکی دادی قبول نہیں کریں گی اور ان کی باتیں دوسروں کو بھی کیرت سے دور کر دیں گی

انہوں نے اسپتال میں ہی انور کے سامنے ہاتھ جوڑ لیے تھے کہ کبھی اس بچی کو ان کے جیسا ہونے کی سازا نہ دی جائے اور کبھی بھی اُس کو ماضی کے بارے میں علم نہ ہو انور نے انہیں زبان دی کہ وہ ایسا کچھ نہیں ہونے دیں گے پر کیرت کی نانی کو تسلی نہ ہوئی وہ جانتی تھیں کیرت کی دادی اور ان کی عادت کو اور ہوا بھی ایسا ہی دادی کیرت کو ہاتھ تک نہ لگاتیں وہ روتی رہتی پر کبھی انہوں نے کیرت کو ہاتھ نہیں لگایا اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہتیں کیرت کی ماں جل جل جاتی پر پھر وقت کے ساتھ انہیں بھی یہ سب سننے کی عادت ہو گئی کیرت کے دس سال بعد انور کی ایک اور بیٹی فرحت ہوئی جو اپنے ابو جیسی تھی اور اس کے ایک سال بعد انور کو اللہ نے ایک اور بیٹی دی علیزہ جو اپنی دادی کے نقوش کی حامل تھی کیرت کے بعد کی دونوں پوتیاں دادی کی جان تھیں اور کیرت ایک ناپسندیدہ اور زبردستی کا رشتہ انور نے اپنی ماں کو سختی سے کہہ دیا تھا کہ وہ تینوں

بچیوں کو کبھی ماضی میں ہونی والی کہانی کے بارے میں نہ بتائیں جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔۔۔۔ پر کیرت کی دادی پھر بھی جب جب کیرت کو دیکھتی تو پتہ نہیں کیوں انہیں ایک عجیب سا غصہ آنے لگ جاتا۔۔۔۔۔ کیرت کا اصل نام تو کبھی انہوں نے لیا ہی نہیں تھا منجوس، کالو، کم بخت اور نجانے کیا کیا کہتی رہتیں وہ کیرت کو۔۔۔ کیرت کو تو انہوں نے اسکول میں بھی داخل نہیں ہونے دیا تھا پر جب فرحت بڑی ہوئی تو نجانے کیسے ان کے دل میں رحم آ گیا اور انور کو کیرت کا بھی داخلہ فرحت کے ساتھ کروانے دے دیا کیرت کی عمر بڑی تھی اور وہ سمجھدار بھی تھی اس لیے ٹیچر نے اس کو دوسری جماعت میں کر دیا تھا پر وہ پھر بھی اپنی ہم جماعتوں میں سب سے بڑی لگتی تھی۔۔۔

گھر میں اسکی موجودگی نہ ہونے کے برابر تھی دادی کے ہر وقت اسے حقارت بھر جملے کہنے سے علیزہ اور فرحت نے بھی اسے حقارت کا نشانہ بنانا شروع کر دیا وہ بات بات پہ کیرت سے لڑتیں اور شکایت بھی خود ہی کر دیتیں اور دادی بڑھ چڑھ کر کیرت کو سناتیں کیرت کی ماں اگر اس کی طرف داری کر دیتی تو دادی کی لڑائی ان سے بھی شروع ہو جاتی کیرت کو کبھی سمجھ نہیں آئی کہ دادی اس سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں "کالارنگ کیا سچ میں اتنا بڑا داغ ہے۔۔۔؟ کہ گھر والے آپکو ہاتھ لگانا بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے"۔۔۔۔۔ ان سب سے کیرت کو بہت دکھ ہوتا وہ روتی تو بس ایک شخص تھا جو اس کے آنسو پونچھنے

کے لیے ہر وقت اسکے ساتھ کھڑا رہتا وہ تھی اسکی نانی وہ جب بھی اپنی نکلنی سامنے  
روتی تو نانی اسکا رونے میں پورا ساتھ دیتیں

وہ دونوں ایسے مل کر روتی تھیں جیسے ایک سب گنواں کر رہی ہو اور دوسری سب  
گنوانے والی ہو اس لیے رو رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ دونوں دو جسم ایک روح جیسی تھیں کیرت  
نے سب سے زیادہ محبت اپنی نانی سے ہی کی تھی اور نانی نے اس سے، نانی کی بات اس  
کے لیے پتھر پہ لکیر جیسی تھی جب سب نے اسکو گرایا تو نانی نے اسے سنبھال لیا نانی نے  
کیرت کی دوستی کتابوں سے کروادی کیرت گھر میں چپ رہنے لگی گھر کے کام کرتی اسکول  
کے کام کرتی کتاب لے کر بیٹھ جاتی دادی کو یہ بھی برداشت نہ ہوتا وہ جب بھی کیرت کے  
ہاتھ میں کتاب دیکھتیں تو کہتیں "کتاب کے ساتھ تو یوں چپکی رہوے ہے جیسے افسر بنے  
گی خدا نے شکل انسانوں والی نہیں دی خواب انسانوں سے بڑھ کر دیکھتی ہے

منحوس"۔۔۔۔۔ دادی کی بات اسکے دل پہ ایک گہرا زخم کر جاتی پر وہ چپ رہتی اپنی کتاب  
پڑھتی رہتی روتی رہتی وہ ہر کام میں آگے آگے رہنے کی کوشش کرتی سب کے کام  
آگے سے آگے کرتی کہ شاید ان پتھر دلوں کے دل میں رشتوں کی محبت چوٹ مار جائے  
ایک نظر اس پہ بھی کر دیں چھوٹی بہنیں اسے بھی بڑی بہن سمجھنے لگیں پر ایسا کچھ نہ ہوا لیکن  
اس نے کام کرنا نہ چھوڑا بس ان سے بھلائی کی امید چھوڑ دی پر ایک شخص اور تھا اس کے

بخت میں جو ایک اچھا دوست تھا اسکا جو اسکو جب بھی دیکھتا تھا تو مسکرا کر دیکھتا تھا کبھی کبھی  
اسکی سائیڈ بھی لے لیتا تھا جو اس کے قریب ہونے کی شاید کوشش کرتا تھا وہ تھا اسکا  
کزن شکل ---

ایک شخص جو محبت کرنے کا ہنر رکھتا تھا  
وہ بھی بدلہ اس وقت جب ایمان آیا محبت پر

بریبانی بن چکی تھی --- سب کو دے کر وہ دوبارہ کچن سمیٹنے چلی گئی تھی "اپنی چائے بھی بنا  
دو" --- وہ ابھی کچن سمیٹ کر باہر آئی ہی تھی کہ علیزہ کی نئی فرمائش اسکے لبوں سے بے  
ساختہ پھوٹ پڑی کیرت جو ابھی بیٹھنے کا سوچ ہی رہی تھی دوبارہ کچن میں چلی گئی ایک پل  
کے لیے تو اسکا دل کیا کہہ دے وہ "میں نہیں بنا رہی چائے مجھے بھی گرمی لگتی ہے" پر  
پھر وہ سر جھٹک کر چلی گئی بولنے سے کیا ہوگا --- کچھ بھی تو نہیں --- جب بولنے سے  
کچھ نہ ہو تو چپ رہ جانا چاہیے --- تسلی رہتی ہے کہ ہم خود سے چپ ہیں --- کروائے

نہیں گئے۔۔۔۔۔ وہ سب کے لیے چائے بنا لائی سب کو چائے دے کر وہ چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

بریانی کیسی تھی "۔۔۔؟؟ بریانی صاف کرنے کے بعد بھی جب کسی نے تعریف نہیں کی تو" اس نے خود ہی پوچھ لیا وہ اس بات کے انتظار میں تھی کہ شاید گھر والے خود تعریف کریں گے

کیا مطلب کیسی تھی جیسی بریانی ہووے ہے ویسی ہی تھی تو نے اس میں کون سے ایسے ذائقے ملا دیئے تھے جو پوچھنے بیٹھ گئی "۔۔۔ دادی جو تین پلیٹ بریانی کی ہضم کر کے بیٹھی تھیں کیرت کی بات پہ تلخی سے بولیں باقی سب چائے پیتے رہے بس کیرت کی امی تھیں جو کچھ کہنا چاہ رہی تھیں پر پھر چپ کر گئیں۔۔۔

دادی میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی بریانی ختم ہو گئی نا اس لیے پوچھ رہی تھی "۔۔۔ کیرت کے لیے دادی کا لہجہ نیا نہیں تھا اس لیے اس نے تحمل سے جواب دیا تھا۔۔

لوجی اب یہ کالوہمائے (ہمارے) کھانے پینے پہ بھی نظریں رکھتی ہے "۔۔۔۔۔ داد" نے ہاتھ اٹھایا "سن لے بی بی تیرا دیا نہیں کھاتے اپنے بیٹے کا کھاتے ہیں "۔۔۔۔۔ دادی چھوٹی سی بات پتہ نہیں کہاں لے کر جا رہی تھیں کیرت تو پچھتا رہی تھی بول کر، علیزہ اور فرحت چائے کے ساتھ ساتھ دادی کی چٹھی باتوں کا مزہ بھی لینے لگیں

دادی میں نے کب کہا میرا دیا کھاتے ہو آپ لوگ "۔۔۔ دادی کی بات پہ اسکے چہرے پہ ہلکی سی ناگواری آئی تھی جو اسنے مسکراہٹ میں بدل لی تھی وہ پتہ نہیں کیا سوچ کر لاڈ میں دادی کی طرف ہاتھ بڑھا کر بڑھنے لگی

اے دور رہ مجھ سے کتنی بار کہا ہے ہاتھ لگانے کی کوشش نہ کیا کر بختاں ماری "۔۔۔۔۔  
 دادی نے ایک دم تڑاخ سے کہا کہ کیرت کے بڑھتے قدم اٹھے ہوئے ہاتھ ہوا میں ہی رہ گئے ایک سایہ اسکے چہرے پہ لہرایا تھا۔۔۔۔۔ دادی کی بات پہ علیزہ اور فرحت نے یہ زور دار قہقہہ لگایا کیرت کی گردن شرمندگی سے جھک گئی اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیا کرے بیٹھ جائے یا یہاں سے چلی جائے کچھ پل وہ یوں ہی گھڑی رہی پھر ہمت کر کے یہ ظاہر کرتی کمرے سے چلی گئی کہ جیسے اسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوا پر ایک وار ہوا تھا سیدھا اسکے دل پہ آنکھوں کے جھرنے سے آنسوؤں کا چشمہ نکلنے والا تھا پر وہ ضبط کر گئی تھی۔۔۔۔۔

اماں ایسے تو نہ بولتیں آپ "۔۔۔۔۔ کیرت کی امی کو برا لگا تھا اپنی ساس کا یوں بولنا  
 چلو جی اب ان بی بی کو برا لگ گیا "۔۔۔۔۔ ناک سکوڑ کر نجمہ کو دیکھا پھر علیزہ کی طرف متوجہ ہو گئیں "علیزہ ادھر آ میری لاڈو میرے تیل لگا دے "۔۔۔۔۔ دادی مسکرا کر بولی تھیں پر علیزہ ایسی ہو گئی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے اٹھی دیوار پہ لگی گھڑی کو دیکھا۔۔۔۔۔ چل اڑ سے۔۔۔۔۔

ہائے میں نے تو کالج کا کام کرنا ہے ہائے اللہ میں بھول کیسے گئی"۔۔۔ اور ہائے ہوئی "کرتی کمرے سے فرار ہو گئی دادی اسے آوازیں دیتی رہ گئیں پر وہ بھاگ گئی دادی نے فرحت کی طرف دیکھا "میں موم نہیں لگاؤں گی مجھے بھی کالج کا کام کرنا ہے"۔۔۔ فرحت نے بھی صاف ستھرا انکار کیا اور چلی گئی بیچاری دادی دونوں سے انکار سننے کے بعد خود ہی تیل لگانے لگ گئیں۔۔۔

~~~~~

~~~~~

کچن سے پلیٹ میں بریانی نکل کر وہ بڑے کمرے میں دوبارہ آئی جہاں اب صرف دادی اور اسکی امی بیٹھی تھیں دادا ابھی بھی تیل لگا رہی تھیں اور امی ٹی وی دیکھ رہی تھیں "امی میں نانی اماں کے گھر جا رہی ہوں ان کو بریانی دینے"۔۔۔۔ کیرت نے استری اسٹینڈپہ سے تہہ شدہ چادر اٹھا کر لپیٹی اور ماں کو بتا کر چلی گئی دادی نے کیرت کی پشت کو دیکھ کر گندا سا منہ بنایا تھا۔۔۔ دوپہر کا وقت تھا۔۔۔ گلی سنسان تھی۔۔۔۔ کیرت گلی کے ایک طرف چل رہی تھی پانچ چھپے گھر چھوڑ کر اس کی نانی کا گھر تھا گھر کا دروازہ ہمیشہ کی طرح کھلا ہوا تھا وہ گھر میں داخل ہو گئی تھی اسکی نانی کا گھر دو منزلہ تھا اوپر والی منزل انہوں نے کرائے پہ دی ہوئی تھی نانا کی

موت کے بعد اسکی نانی کے پاس خرچے پورے کروانے کا کوئی وسائل تو تھے نہیں اس لیے انہوں نے اوپر کی منزل کرائے پہ دے دی جن سے ان کا گھر خرچ اور دوسرے خرچے آرام سے پورے ہو جاتے تھے کیرت جب نانی کے کمرے میں گئی تو نانی سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھی تھیں ان کے سرہانے قرآن رکھا تھا اور ہاتھ میں ایک خستہ حال کاغذ تھا جسے دیکھ کر وہ رو رہی تھیں کیرت جب نانی کے گھر آتی تھی تو وہ یہ کاغذ اکثر نانی کے ہاتھ میں دیکھتی تھی اور انہیں ایسے ہی روتے۔۔۔۔۔ کئی بار اسنے جاننا چاہا کہ اس کاغذ میں ایسا کیا لکھا ہے جسے پڑھ کر اسکی نانی اکثر روتی ہیں پوچھنے پہ نانی اسے ایک ہی بات کہتی۔۔

یہ ایک راز ہے کیرت اور میری کوشش ہے کہ میں یہ راز اپنے ساتھ ہی لے جاؤں اگر یہ راز کھل گیا تو کسی کو بہت دکھ ہو گا شاید اسکو پوری زندگی پچھتاوا بھی رہے یا پھر اس کے لیے جینا مشکل ہو جائے۔۔۔۔۔

کیرت نانی کی اس بات پہ خاموش ہو جاتی پھر اس نے نانی سے اس کاغذ کے بارے میں پوچھنا ہی چھوڑ دیا پر یہ تجسس

اسے ہمیشہ ہی رہا کہ وہ جانے اس کاغذ پہ لکھا کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔؟

کیرت نے جب نانی کو روتے دیکھا تو وہ خاموشی سے کچن میں چلی گئی وہاں بریانی پلیٹ میں نکالی۔۔۔۔ گھر کی پلیٹیں دھوئیں۔۔۔۔۔ پانی کا گلاس بھرا اور دوبارہ نانی کے کمرے میں چلی گئی نانی اب چُپ ہو گئی تھیں۔۔۔

اسلام علیکم نانو۔۔۔ کیرت نے کمرے میں داخل ہو کر تھوڑی بلند آواز میں کہا تھا "وعلیکم اسلام ارے تم کب آئیں"۔۔۔؟؟ نانی نے چونک کر کیرت کو دیکھا کیرت بیڈ کے پاس آگئی تھی جب آپ اُس کاغذ کو دیکھ کر رو رہی تھیں "۔۔۔ وہ کہہ کر بیڈ پہ بیٹھ گئی بریانی کی پلیٹ " درمیان میں رکھ کر وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل کی طرف ہوئی اور پانی کا گلاس وہاں رکھ دیا پھر خود بیڈ پہ بیٹھ گئی

بریانی بنائی تھی آج "۔۔۔؟؟ نانی اسکی بات کو نظر انداز کر گئی تھیں کیرت نے نانی کی طرف دیکھا وہ دونوں اب آمنے سامنے تھیں ہاں جی بریانی بنائی تھی سوچا آپ کے لیے بھی لے جاؤں "۔۔۔ کیرت نے ایک گہرا سانس لے کر کہا تھا جیسے وہ بہت تھک گئی ہو آج۔۔۔

تم نے کھائی کیرت "۔۔۔؟؟ نانی آلتی پالتی مار کر بیڈ پہ بیٹھی تھیں۔۔۔۔ " کیا چیز نانو "۔۔۔؟ اسنے سادگی سے پوچھا "

کیرت میں بریانی کی بات کر رہی ہوں تم نے کھائی "۔۔۔؟"

ہاں جی میں کھا کر آئی ہوں "۔۔۔ کیرت نے یہ کہتے نظریں چرائی تھیں اس کو دیکھ کر نانی مسکرائیں

کیرت تم کیوں اپنا حصہ بچا کر مجھے دینے آ جاتی ہو "۔۔۔؟" اور میرے سامنے جھوٹ مت بولا کرو تمہیں پتہ ہے جب بھی تم جھوٹ بولتی ہو تو تمہاری یہ آنکھیں جو میرے جیسی ہیں فوراً تمہارا جھوٹ بتا دیتی ہیں تمہیں پتہ ہونا چاہیے کیرت تمہاری آنکھیں وہ سب بولتی ہیں جو کچھ تم چھپانا چاہتی ہو میری چڑیا "۔۔۔"

کیرت گڑبڑا گئی "نہی۔۔۔ نہیں میں تو سوچ کہہ رہی ہوں میں تو جھوٹ نہیں بول رہی "۔۔۔ نانی نے اپنی بھنو کو اچکایا جسے دیکھ کر کیرت نے مدھم سا کہا "ہاں جی میں جھوٹ بول رہی ہوں "۔۔۔" اس نے نظریں جھکالیں نانی اسکی معصومیت پہ ہنس دیں "مجھے پتہ تھا آؤ مل کر کھاتے ہیں اور میں نے آج قیمہ بنایا ہے وہ بھی کھا کر جانا "۔۔۔ کیرت نے ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور وہ دونوں باتیں کرتیں بریانی کھانے لگیں۔۔۔

بہت مزے کی بنی ہوئی ہے کیرت تم ماشا اللہ سے بہت اچھا کھانا بناتی ہو "۔۔۔ نانی کی بات پہ کیرت کا بریانی کھاتا ہاتھ رک گیا وہ نانی کو دیکھنے لگی  
کیا ہوا کیرت "۔۔۔؟"

کچھ نہیں نا نو آپ کو پتہ ہے بریانی کی صرف آپ نے ہی تعریف کی ہے میں نے اتنی " گرمی میں کھڑے ہو کر بنائی پر پھر بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ بریانی اچھی بنی ہوئی ہے " کیرت کی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے پر اس نے ضبط کیا۔۔۔ چہرے پہ اداس مسکان۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا تم ان لوگوں سے اچھے کی امید نہ رکھا کرو بس ان کے ساتھ اچھا کیا کرو " اس کا بدلہ تمہیں اللہ دے گا۔۔۔۔ انہوں نے درمیان سے بریانی کی پلیٹ سائیڈ پہ کی اور کیرت کو اپنے قریب کر لیا نا نو پتہ نہیں میرے گھر والے مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں میری سگی بہنیں مجھ سے ایسے دور بھاگتی اور نفرت کرتی ہیں جیسے مجھے کوڑھ کر بیماری ہو۔۔۔ کیرت کی آنکھوں سے اب مسلسل آنسو جاری ہونے لگے تھے۔۔۔ اسکی باتیں نانی کو بھی دکھی کر رہی تھیں

ایسے نہیں کہتے بیٹا۔۔۔ انہوں نے سمجھانے والے لہجے سے کہہ کر اسکا سر اپنے " کاندھے پہ رکھ لیا " اب مجھے وہ دوسری بات بھی بتاؤ جس سے تم ایسے رو رہی ہو۔۔۔ نانی کی بات پہ اسنے انکے کاندھے سے سراٹھایا اور کچھ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی

آپ کو کیسے پتہ چلا میں کسی اور بات پہ رو رہی ہوں"۔۔۔؟ وہ ایک پل کے لیے رونا " بھول گئی۔۔۔ نم آنکھوں سے نانی کو دیکھا

کیرت جو باتیں دل پہ لگتی ہیں نانا کا دکھ بہت زیادہ ہوتا ہے اور رویا ہمیشہ بڑے دکھوں پہ جاتا ہے چھوٹے موٹے دکھ بہادر لوگ ہنس کر جھیل جاتے ہیں اور میری کیرت بہت بہادر ہے اب بتاؤ جلدی کیا ہوا"۔۔۔؟ وہ اسکا سر دوبارہ اپنے کاندھے سے لگا کر اسکا گال تھپکنے لگیں کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ اسنے دادی والی ساری بات انہیں بتا دی نانی نے ایک سر د آہ بھری۔۔۔

اللہ سے دعا کرو کیرت کہ ان لوگوں کو ہدایت آجائے اور تم دیکھنا کیرت ایک دن ان سب کو اپنی غلطیوں اپنے رویوں کا احساس ہو جائے گا تم اس دن ان سب کو معاف کر دینا کسی

کے رویے کا دکھ اپنے دل میں رکھ کر اسے زہر مت بنانا تم نے شہد ہی رہنا دل دکھانا آسان ہوتا دکھے ہوئے دلوں سے معافی ملنا مشکل پر تم کوشش کرتی رہنا سب کو معاف کرنے"۔۔۔۔

نانی اسکا گال محبت سے تھپکتیں اسے سمجھا رہی تھیں

نانو کالی رنگت ہونا اتنا بڑا جرم ہوتا ہے کہ آپ کے اپنے ہی آپکو حقارت سے دیکھنے " لگیں دادی بہنیں نفرت کرنے لگیں ماں باپ آپ سے فرق کرنے لگیں "۔۔۔؟  
 نانی اسکی بات پہ خاموش سی ہو گئی تھیں نانی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیرت کو کیا کہیں اسکو کیا بتائیں کہ اس نفرت کی وجہ صرف اس کا کالا رنگ ہی نہیں بلکہ اسکے یہ نقوش اور بھوری آنکھیں بھی ہیں جو اس کی نانی جیسی ہیں۔۔۔۔۔

نانی کو ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کبھی کیرت کو ان کا ماضی پتہ نہ چل جائے۔۔۔۔۔ وہ کل پتہ نہ چل جائے جس سے کیرت کا آج اتنا دردناک ہے نانی کی آنکھیں بھی اب آنسو بہانے لگی تھیں۔۔۔۔۔

~~~~~

~~~~~

جہاں سورج کی تپش بڑھی اور وہ عین کیرت کے گھر کے صحن میں آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔  
 وہیں وہ بھی دکھ سکھ رو کر نانی کے گھر سے آ گئی۔۔۔ اس نے اوپر جا کر ترپال صحن پہ پھیلا دیا۔۔۔ صحن میں چھایا ہو گئی تھی۔۔۔ پر گرمی کی شدت ویسی ہی تھی۔۔۔ کیرت کے ٹیوشن کے بچے آ گئے تھے۔۔۔ وہ بڑے سے برآمدے میں بیٹھے تھے۔۔۔ کیرت وغیرہ کا گھر لاہور

کی ایک پرانی عمارت تھی۔۔۔۔۔ پرانے طرز سے تیار وہ ایک بڑے صحن اور بڑے  
 برآمدے والا گھر تھا۔۔۔۔۔ سامنے کمرے ایک قطار سے بنے تھے۔۔۔۔۔ جن کے دروازے  
 سیدھے برآمدے میں کھلتے تھے۔۔۔۔۔ ہر کمرے کے اندر ایک دروازہ تھا۔۔۔۔۔ جو دوسرے  
 کمرے میں کھلاتا تھا کمروں میں بڑے بڑے طاق تھے۔۔۔۔۔ گھر میں ویسے تو پانچ کمرے  
 تھے۔۔۔۔۔ پر استعمال میں تین ہی تھے۔۔۔۔۔ باقی کے دو ہمیشہ سے کاڑھ کباڑ سے بھرے  
 اور بند تھے۔۔۔۔۔ تین کمروں میں سے۔۔۔۔۔ ایک کمرہ ان تین بہنو کا تھا۔۔۔۔۔ ایک ابو اور  
 امی۔۔۔۔۔ جبکہ جوان تینوں کمروں سے بڑا تھا۔۔۔۔۔ وہاں ٹی وی سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ تخت  
 پچھا تھا۔۔۔۔۔ اور اس تخت پہ دادی اماں بیٹھیں۔۔۔۔۔ کیرت کی ہر چال پہ نظر رکھتی  
 تھیں۔۔۔۔۔ جبکہ بیچاری کیرت کو چالیں چلنی آتی نہیں تھیں۔۔۔۔۔ وہ تو قدم اٹھاتی تھی۔۔۔۔۔  
 سنبھل سنبھل کر۔۔۔۔۔ سب سے۔۔۔۔۔ دادی کی گالیوں اور کوسنوں سے بچنے۔۔۔۔۔ ان  
 جملوں سے بچنے کے لیے جو فرحت اور علیزہ اسے کہتی رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ دونوں دادی  
 کی ٹوکاپنی تھیں۔۔۔۔۔ جیسے وہ بولتیں ویسا انہوں نے بولنا سیکھا۔۔۔۔۔ دونوں کالج جاتی  
 تھیں۔۔۔۔۔ ایک ہی کلاس میں تھیں۔۔۔۔۔ دونوں کا خواب ایف ایس سی کے بعد زیننگ  
 کا تھا۔۔۔۔۔ یہ بھی بس ایک بھرم ہی تھا۔۔۔۔۔ کالج جاتے رہنے کا۔۔۔۔۔ ورنہ پڑھنے لکھنے  
 کا کوئی خاص شوق نہیں تھا۔۔۔۔۔ ڈونگ کی ڈونگ ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ اور ڈگ بھرتی بھاگتی

کالج جاتیں۔۔۔۔۔ باپ سے کالج کے نام پہ بہت کچھ اینٹھ لیتیں۔۔۔۔۔ ابو اچھے  
تھے۔۔۔۔۔ بھولے ماں کی سننے والے۔۔۔۔۔ اتنے بھولے کہ ماں نے کہا۔۔۔۔۔ سورج کو  
کہو چاند۔۔۔۔۔ تو انور نے فوراً کہا چاند۔۔۔۔۔ دادی خوش رہتی تھیں۔۔۔۔۔ سب پہ چالا  
کر۔۔۔۔۔ اپنی منوا کر۔۔۔۔۔ دونوں پوتیوں نے کچھ لینا ہوتا دادی کے کان میں پھونک مار  
دیتیں۔۔۔۔۔ اور دادی "میری بچیاں"۔۔۔۔۔ کہہ کر ہر چیز دلوانے کا حکم صادر کر  
دیتیں۔۔۔۔۔ اور انور دلوا بھی دیتے۔۔۔۔۔ وہ کبھی فرحت اور علیزہ کو بازار لے جا رہے  
ہوتے تو کہتے۔۔۔۔۔

کیرت تم بھی چلو گی"۔۔۔۔۔؟؟ وہ بولنے ہی لگتی۔۔۔۔۔ کہ دادی بول پڑتیں۔"  
ایک موٹر پہ تینوں کو کیسے بٹھائے گا۔۔۔۔۔؟ اور یہ اونٹنی کہاں لد کے جائے گی۔۔۔۔۔ اتنی"  
بڑی اچھی لگے ہے بازاروں میں موٹر پہ جھولتی"۔۔۔۔۔؟؟ دادا کا منہ کہتے بگڑ بگڑ جاتا۔۔۔۔۔  
فرحت اور علیزہ۔۔۔۔۔ ضبط کرتیں۔۔۔۔۔ خوب ہنسنے کے بعد۔۔۔۔۔ جب تک کیرت عین  
زمین میں گھٹنوں تک دھنس جاتی۔۔۔۔۔ اتنی عمر نہ تھی اسکی۔۔۔۔۔ پر دادی کا بس چلتا تو وہ  
اسے اینس سواندھیرے کا قرار دے کر کسی میوزیم میں رکھوا دیتیں کہ۔۔۔۔۔ "بھیا یہ لویہ  
زمین کھدوائی تھی ہمارے صحن کی وہاں سے یہ بنی اسرا ئیلیوں کی عورت برآمد ہوئی ہے  
اسے رکھ لیجو) لیو(۔۔۔۔۔ ہمارے) کسی کام کی بھلا"۔۔۔۔۔؟؟ انہیں تھماتیں اور

انجان بن کر گھر لوٹ آئیں۔۔۔۔۔ پر یہ ان کے بس میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ بیچاری اس معاملے میں بہت بے بس تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے زندگی سے ایک سبق سیکھا۔۔۔۔۔ "ایک چپ سو سکھ" وہ چپ رہتی تھی۔۔۔۔۔ سب کی سنتی اور رات کو سسکتی۔۔۔۔۔ یانانی کے سامنے ندیاں بہا آتی۔۔۔۔۔ جیسے آج بہا آئی۔۔۔۔۔ بچوں کو کام بتا کر وہ خود تپتے صحن کی جھاڑوں دینے لگی۔۔۔۔۔ دیتے دیتے پسینے سے بھیگ گئی۔۔۔۔۔ نہ دیتی۔۔۔۔۔ اگر یہ مرجانا پیڑ نہ لگا ہوتا صحن میں۔۔۔۔۔ نیم کا درخت نیم دراز جھکا ہوا سا۔۔۔۔۔ ہوا چلتی تو پتے برساتا۔۔۔۔۔ آندھی آتی تو نمولیاں۔۔۔۔۔ یہ گھوم گھوم کے سر میں لگتیں کے ٹیسیں ہی اٹھنے لگتیں۔۔۔۔۔ زرا

سی ہوا سے ابھی بھی صحن پتوں سے بھر گیا تھا۔۔۔۔۔ اور جھاڑو لگانا اسکی مجبوری بن گئی تھی۔۔۔۔۔ شام کو اسنے بھی تو آنا تھا۔۔۔۔۔ کس نے۔۔۔۔۔؟ ارے بھئی۔۔۔۔۔ اسی نے۔۔۔۔۔ اہممم اہممم سمجھے۔۔۔۔۔؟؟ نہیں۔۔۔۔۔؟ چلو میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ شکل نے کیرت کا کزن۔۔۔۔۔ پھوپو کا بیٹا۔۔۔۔۔ اکلوتا پیس۔۔۔۔۔ کیرت کا ہم عمر۔۔۔۔۔ اسکول میں کھرک تھا۔۔۔۔۔ واجبی شکل اور پیلے لال اور کالے دانتوں والا۔۔۔۔۔ پان نے خوب پینیننگ کر دی تھی اسکے دانتوں پہ۔۔۔۔۔ موٹا پیٹ۔۔۔۔۔ باہر کو نکلا ہوا۔۔۔۔۔ تنگ قمیص میں الگ ہی دکھائی دیتا۔۔۔۔۔ پروہ اچھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے لیے۔۔۔۔۔ اور کیرت اسکے

لیے۔۔۔۔ کیرت اپنی ٹوشنوں کی فیسوں سے ادھر دیتی۔۔۔ اور بھول جاتی۔۔۔۔ اسلیے  
 کیرت اچھی تھی۔۔۔۔ اور شکل آتا کیرت کو مسکرا کے دیکھتا۔۔۔۔ کبھی کبھی سائیڈ بھی  
 لے لیتا۔۔۔۔ اور باہر بھی گھماتا۔۔۔۔ کیرت کے خرچے پہ کھا بھی آتا۔۔۔۔ کیرت کے  
 لیے شکل اسلیے اچھا تھا،۔۔۔۔ بتیس کی ہونے کو تھی۔۔۔۔ پر بات کرتی تو۔۔۔۔ بچی  
 لگتی۔۔۔۔ ہر بات میں معصومی ہی معصومی۔۔۔۔ یا شاید احساسِ کمتری۔۔۔۔

شادی کے لیے رشتے آتے۔۔۔۔ دادی ہنستیں۔۔۔۔

پسند کر ہی نہ جاویں "۔۔۔۔ دادی استہزائیہ کہتیں۔۔۔۔ اور علیزہ یا فرحت کو"

سامنے۔۔۔۔ کیرت کے بالکل برابر بٹھا دیتیں۔۔۔۔ یعنی کرو اب پسند۔۔۔۔ کر کے تو  
 دکھاؤ۔۔۔۔ اور رشتے والے اٹھتے۔۔۔۔ چلے جاتے۔۔۔۔ کہتے انہیں چھوٹی پسند

آگئی۔۔۔۔ یہ بات کیرت کو دکھی نہ کرتی۔۔۔۔ اسے عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔ پر پہلے ہوتا  
 تھا،۔۔۔۔ پھر عادت ہو گئی شکل کی۔۔۔۔ اب کوئی پسند کرے نہ کرے۔۔۔۔ کس کو

پروا۔۔۔۔؟

سورج پل پل ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔۔ دوپہر کو سب سو جاتے تھے۔۔۔۔

بس کیرت اٹھی رہتی تھی۔۔۔ پڑھاتی رہتی۔۔۔ خود نے پڑھائی چھوڑ دی تھی۔۔۔ بہت پہلے۔۔۔ ایک دو اسکولز میں بھی پڑھایا۔۔۔ آفیس میں بھی کام کیا۔۔۔ پھر دادی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔۔۔ دادی نہ اسے گھر میں برداشت کرتیں۔۔۔ نہ گھر کے باہر جانے دیتیں۔۔۔ حد کر دیتیں۔۔۔

عصر کا وقت ہوا چلا تھا۔۔۔ وہ کام چیک کرتی اٹھی۔۔۔ اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔۔۔ سلام پھیرا ہی تھا۔۔۔ کہ وہ سلام کرتا اندر آ گیا۔۔۔ اور وہ الجھ گئی۔۔۔ دعا مانگے یا۔۔۔ اسے دیکھے۔۔۔ ہائے یہ دل۔۔۔ وہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اور وہ برآمدے میں ہی رک گیا۔۔۔

میرے لیے دعا کرتی ہو"۔۔۔؟ وہ بے شک اچھا لگتا نہ ہو پر باتیں اچھی کر لیتا تھا۔۔۔ " تبھی کیرت گردن تک اسکے نام کی دلدل میں پھنس گئی تھی۔۔۔

تمہارے لیے ہی ہاتھ اٹھاتی ہوں"۔۔۔ دل نے یہ کہنا چاہا تھا پر مجبوری تھی۔۔۔ وہ " پاکستانی تھی۔۔۔ شرمائی۔۔۔ اور سر کو بس اثبات میں ہلا پائی۔۔۔ اور دعا مانگنے لگی۔۔۔ وہ وہیں کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔ اندر نہ گیا۔۔۔ جبکہ اندر کی آوازیں اب بتا رہی تھیں کہ عوام اٹھ چکی ہے۔۔۔ کیرت نے چہرے پہ ہاتھ پھیرے اور جائے نماز پلیٹ کر استری اسٹینڈ پہ رکھ دی۔۔۔

چائے بناؤں"۔۔۔؟؟ اسنے مدہم آواز میں پوچھا۔۔۔"

بالکل بناؤ شام کو تمہاری چائے ہی پینے آتا ہوں ورنہ دہلی گیٹ میرا کیا کام"۔۔۔؟؟ وہ "شوخی سے بولا۔۔۔ کیرت دبا دبا مسکراتی پہلے اندر گئی۔۔۔  
شکیل آئے ہیں"۔۔۔ اعلانیہ کہا اور کچن میں چلی گئی۔۔۔ کیرت کی امی اندر سے چیخیں

ارے باہر کیوں بیٹھے ہو اندر آ جاؤ جس ہو رہا ہے باہر تو"۔۔۔ سچ میں جس تو ہو رہا "تھا۔۔۔ اور وہ بھی بس اٹھنے کا ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ اس لیے پکار پہ اندر چلا گیا۔۔۔ فرحت اور علیزہ نے سلام کیا۔۔۔ یہ کام وہ کم ہی کرتی تھیں۔۔۔ پر بھئی شکیل شکیل تھا۔۔۔ پھوپو کا بیٹا۔۔۔ انکا اکلوتا کزن۔۔۔ دیکھنے کو ایک ہی نصیب تھا۔۔۔ تو وہ دونوں بھی جی بھر کر دیکھتیں۔۔۔ دیکھ کر شکر ادا کرتیں۔۔۔ اور وہ مغرور ہو جاتا۔۔۔ کم بولتا۔۔۔ نخرے کرتا۔۔۔

کیرت چائے بنا لائی تھی۔۔۔ کپ لیتے وہ مسکرایا تھا۔۔۔ پھر کیرت کی امی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ وہ گھر بار۔۔۔ دنوں پھر شکیل کی امی کا پوچھنے لگیں۔۔۔ شکیل بتاتا جا رہا تھا۔۔۔

کام کا تو پوچھیں ہی نہ ماشا اللہ سے اچھا ہے سرکاری نوکری ہے سکون ہی " سکون "۔۔۔۔ نوکری کو لگے دوسرا سال تھا۔۔۔۔ تب سے ہی اسکی امی نے بھائی کے گھر آنا کم کر دیا۔۔۔۔ بیٹا مغروریت میں سیر تھا تو ماں سواسیر۔۔۔۔ اکبری منڈی نو لکھا رہتی تھیں۔۔۔۔ پہلے ہر روز آیا کرتی تھیں۔۔۔۔ پر جب سے بیٹے کی نوکری لگی۔۔۔۔ انکے پیر میں مغرور کڑی لگ گئی۔۔۔۔

کیرت باہر برآمدے میں گئی۔۔۔۔ کان اندر ہی چھوڑ آئی۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ جم کے وہاں بیٹھی تھیں۔۔۔۔ ہر بات پہ "واہ واہ"۔۔۔۔ ایویں ہی۔۔۔۔ نہ ہنسنے والی باتوں پہ بھی لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔۔۔۔ اور باہر بیٹھی کیرت کے پیٹ میں گولے بن رہے تھے۔۔۔۔ شکل جب بھی آتا وہ اسے لے کر باہر ضرور جاتا تھا۔۔۔۔ کبھی کس بہانے تو کبھی کس سے۔۔۔۔ دادی پوری کوشش کرتیں فرحت علیزہ یا ان دنوں میں سے ایک کو لازمی بھیجنے کی۔۔۔۔ پر شکل صاف انکار کرتا اور کہتا۔۔۔۔

مجھے وہ آدمی ہی زہر لگتے ہیں جو ایک موٹر سائیکل پہ تین تین سواریاں بٹھا کر پھیرتے ہیں " مجھے پیچھے بیٹھی ایک ہی سواری برداشت ہوتی ہے دوسری تیسری کے لیے معذرت "۔۔۔۔ وہ کہتا اور کیک لگاتا۔۔۔۔ کیرت اور وہ۔۔۔۔ گم۔۔۔۔ پیچھے رہ جاتا

سائیلنس کادھواں۔۔۔ اور دھول۔۔۔ بہت دیر باتیں کرنے کے بعد اس نے کیرت کو آواز دی۔۔۔ کیرت کا دل زور سے اچھالا۔۔۔ اسنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ یعنی دل سنبھل جا زرا پھر محبت کرنے چلا۔۔۔ ہائے۔۔۔ اونے۔۔۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر گئی وہ کھڑا تھا۔۔۔ وہ اندر آئی تو سب کو دیکھتے ہوئے بولا میں زرا اردو بازار جا رہا ہوں کچھ کتابیں لینی ہیں۔۔۔ پھر سب سے نظریں کیرت پہ لے گیا۔۔۔

اس لیے تم چل پڑو میرے ساتھ تمہیں تو اچھی خاصی پہچان ہے کتابوں کی پورا دن پڑھتی ہو۔۔۔ ایک نظر سب پہ ڈالی پھر دوبارہ کیرت کو دیکھنے لگا۔۔۔ اعلان ہو گیا۔۔۔ اب بین ہو گا۔۔۔

ہاں میں بھی سوچ رہی تھی جانے کا میں چل پڑتی ہوں آپ تو گھر کا کام کریں گے۔۔۔۔۔ فرحت جلدی جلدی کھڑی ہو گئی۔۔۔ چپل اڑ سے لیے۔۔۔ علیزہ نے گھورا۔۔۔ یعنی میں نے جانا تھا۔۔۔۔۔ شکل نے سرناں میں ہلا دیا۔۔۔

نہیں کیرت کی چوائس اور کلکشن اچھی ہے میں نے اکثر اسے جو کتابیں پڑھتے دیکھا ہے معیاری ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ کیرت خاموشی سے کھڑی تھی۔۔۔ دادی کا دل کیا وہ اس

کیرت کو آگ ہی لگا دیں۔۔۔۔۔ کالو کہیں کی۔۔۔۔۔ فرحت کا منہ بن گیا۔۔۔۔۔ لعنت بھیج کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ علیزہ نے بھی

خاموشی سے کپڑے جھاڑے اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اور کیرت چادر لینے چلی گئی۔۔۔۔۔

جلدی آجائو"۔۔۔۔۔ دادی نے تپتی زبان سے کہا۔۔۔۔۔"

ہاں جی ضرور"۔۔۔۔۔ وہ مدھم آواز میں بولتی بچوں کو چھٹی دیتی۔۔۔۔۔ گھر سے نکل

گئی۔۔۔۔۔ باہر وہ بانیک پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے بیٹھتے ہی اسنے بانیک چلائی۔۔۔۔۔ وہ اردو بازار کی بجائے مال روڈ جانے لگے۔۔۔۔۔ لاہور پہ شام گہری ہوتی جاتی تھی۔۔۔۔۔ سورج ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔

~~~~~

~~~~~

وہ اپنے کمرے کے بیڈ پہ بے خبر اوندھے منہ سو رہا تھا بیڈ سے کچھ فاصلے پر بنی کھڑکیاں سفید پردوں سے کور تھیں جس سے صبح ہونے کا بالکل پتہ نہیں چل رہا تھا کمرے میں مکمل خاموشی تھی بس ایک گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک تھی جو پورے کمرے میں ایک مدھم سا

شور پیدا کر رہی تھیں وہ پرسکون سو رہا تھا کہ اچانک اسکے چہرے کے تاثر بدلنے لگے وہ ایک دم سے ہی بے چین ہو گیا کبھی کروٹ لے کر سیدھا ہوتا تو کبھی دوبارہ اوندھا ہو جاتا کچھ دیر وہ اسی طرح اضطراب میں رہا پھر اچانک سے ہڑبڑا کر اٹھ گیا اور ادھر ادھر خالی نظروں سے دیکھنے لگا پھر جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ وہ اپنے کمرے میں ہی ہے تو وہ جلدی سے بیڈ سے کھڑا ہوا اور سامنے بنی لکڑی کی الماری کھول کر اس میں کچھ ڈھونڈنے لگا کچھ دیر میں اسے وہ مل گیا تھا جو وہ ڈھونڈ رہا تھا جس کو کھودینے کے ڈر سے وہ اکثر ایسے ہی

اٹھتا تھا اس نے الماری سے ایک چھوٹا سا بیگ نکالا اور اسے لے کر دوبارہ بیڈ کے پاس چلا گیا بیڈ پہ بیٹھ کر اسنے بیگ کی زپ کھولی اور بیگ کا سامان باہر نکالنے لگا بیگ سے ایک درمیان سائز کی ڈائری ایک پین اور کچھ پرانے پیپرزنکے جن پہ ریاضی کے سوال کیے ہوئے تھے اور جن کو چیک کرنے کے بعد ہر پیپر پر آنکھوں والا اور مسکراتا ہوا سا گڈ دیا ہوا تھا اس نے اس گڈ پر اپنی انگلیاں پھیریں جیسے کچھ محسوس کرنا چاہ رہا ہو پھر اسنے وہ پین اٹھایا جو ڈائری کے ساتھ پڑا تھا پین اٹھا کر اسنے پین کو بغور دیکھا اور پھر ایک مسکراہٹ اسکے چہرے پہ پھیل گئی پین کی کیپ پر آج بھی اس نازنین کے دانتوں کے نشان تھے جس پہ وہ دل ہار بیٹھا تھا کیسے وہ اسے بار بار سوال سمجھاتی اور پھر اسکے سوال کرتے وقت خود پین کی

کیپ دانتوں میں دبا کر پریشانی سے اسے دیکھتی رہتی جو سوال ٹھیک کرتے کرتے غلط کر دیتا تھا وہ پین کو دیکھتا رہا پھر اسنے پین کو ایک طرف رکھ کر ڈائری اٹھالی ڈائری کو اس نے بڑے احتیاط سے کھولا ڈائری کے درمیان میں ایک پھول رکھا تھا سفید ٹشو کا پھول جس کے اوپر مار کر کلرز سے چھوٹے چھوٹے نقطے لگائے ہوئے تھا جس کی ڈنڈی ہرے رنگ کے کاغذ سے بنی تھی اور دو پتے بھی کاغذ کے ہی لگائے ہوئے تھے پھول میں سے دس سال بعد بھی ایک مدہم سی خوشبو آرہی تھی پھول مرجھا گیا تھا ڈائری میں رکھنے سے وہ پچک گیا تھا پر اس پھول سے جڑے اس کے جذبات آج بھی تازہ تھے اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ گئے تھے اس کے اندر لگا دس سال پہلے محبت کا ننھا پودا اب ایک تناور درخت بن گیا تھا جس کی جڑیں اسکے جسم میں موجود رگوں سے زیادہ تھیں ان دس سالوں میں

اسنے سب یاد رکھا بس بھولا گیا تو بس اس نازنین کا چہرہ بھول گیا جس سے اس کی ملاقات دس سال پہلے صرف پندرہ بیس دنوں کے لیے ہوئی تھی اس نے بہت کوشش کی اس نازنین کے چہرے کو یاد رکھنے کی پر وہ بھولتا گیا اور یہ ہی اسکی زندگی کی اصل اذیت تھی اسے اپنے آپ پر بہت غصہ آتا تھا اور اس غصے نے ہی اسے بے حد سنجیدہ اور بے تاثر

کر دیا تھا وہ بہت کم لوگوں سے ملتا اور بہت کم بولتا اور کچھ چند لوگ ہی تھے جنہوں نے اسے مسکراتے دیکھا تھا وہ مسکراتا تھا پر تنہائی میں جب اس کے سامنے یہ چیزیں ہوتی تھیں تب وہ اپنی مسکراہٹ کو روک نہیں پاتا تھا وہ پھول کو دیکھ رہا تھا ماضی کی یادیں ایک بار پھر اسکے ذہن میں شکل بنانے لگی تھیں وہ اپنے اسکول گراؤنڈ میں گھٹنوں کے بل اس نازنین کے سامنے بیٹھا تھا ہاتھ میں ٹشو کا پھول تھا گراؤنڈ میں لڑکے لڑکیاں یہ سب دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے ایسا اسکول میں پہلی بار ہو رہا تھا کہ ایک لڑکائیوں سر عام اسکول گراؤنڈ میں بے خوف کسی کو پر پوز کر رہا تھا پر سامنے کھڑی نازنین نے جب اسکے گال پہ ایک زور کا تھپڑ رسید کیا تو وہ کچھ لڑکھڑا گیا جب وہ سنبھال تو وہ جا چکی تھی اور اب سامنے سے اسکول کی میڈم آرہی تھیں یہ سوچتے اسنے اپنے گال پہ ہاتھ لگایا جہاں دس سال پہلے اسے تھپڑ پڑا تھا اور اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گیا اور سینے پہ پھول رکھ کر اپنی آنکھیں زور سے موند لیں کہ شاید آج اس ماہ رخ کا چہرہ اسکے ذہن میں آجائے شاید آج کوئی معجزہ ہو جائے وہ کچھ دیر یوں ہی لیٹا رہا پر جب ایسا کچھ نہ ہوا تو وہ جھنجھلا گیا اتنے میں

کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی تو اسنے پھول کو اسی احتیاط سے اٹھایا اور ڈائری کے اوپر رکھ دیا اور اٹھ کر دروازہ کھولا سامنے اسکی بجا بھی کی بہن ٹینا کھڑی تھی جو سلیو لیس ٹاپ

اور جینز میں ملبوس تھی لٹنوں کے سامنے سے جینز دائروں میں کٹی ہوئی تھی جس سے اسکے سفید گھٹنے صاف نظر آ رہے تھے ٹینا کو دیکھ کر اسکے چہرے پہ ناگواری آگئی تھی ٹینا بڑھ کر اسکے گلے لگنے لگی کہ اسنے ٹینا کو بازو سے پکڑ کر دور کر دیا۔۔

مجھے سے دور رہا کرو۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بے تاثر لہجہ میں کہا اور کمرے سے باہر آ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور ٹینا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

کیوں آئی ہو۔۔۔ بریٹش لہجے میں انگلش بولتا ہوا وہ بہت اچھا لگ رہا تھا وہ جب سے " نیویارک آیا تھا وہ ایسے ہی انگلش میں بات کرتا تھا گھر اور باہر ہر جگہ لوگ انگلش بولتے تو وہ

اسنے کب اردو کا ہاتھ چھوڑ دیا اسے خود پتہ نہ چلا اسے اردو آتی تھی پر بولتا بہت کم تھا

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے اور یونیورسٹی جانا تھا شاید تم میری یونیورسٹی میں ہی پڑھتے ہو اس لیے سوچا تمہارے ساتھ چلی جاؤں۔۔۔ ٹینا نے اسکے لہجے کی سختی سے محظوظ

ہوتے کہا یہ لہجہ اسکے لیے نیا نہیں تھا وہ اُس سے ایسے ہی رکھائی بد تمیزی سے ہی بات

کرتا تھا اور ٹینا کو یہی سب پسند تھا وہ پہلا لڑکا تھا جسے ٹینا خود لطف دیتی تھی اور وہ اُسے گھاس

تک نہ ڈالتا تھا وہ صرف ٹینا کو ہی نہیں بلکہ کسی لڑکی کو گھاس نہیں ڈالتا تھا اور لڑکیاں مری

جاتی تھیں اسکا گھاس کھانے کے لیے اور ٹینا بھی ان لڑکیوں میں

سے ایک تھی۔۔۔

میں نہیں لے کر جاؤں گا بھائی کو کہہ دینا وہ تمہیں چھوڑ دیں گے اور ایک بات میرے " گلے مت پڑا کرو"۔۔۔ اسنے سرد مہری سے کہا تھا اسکی بات پہ ٹینا کے چہرے کے رنگ کچھ کچھ سے ہو گئے پھر وہ دوبارہ مسکرا بولی۔۔

تمہارے بھائی گھر نہیں ہیں اور میری بہن بھی آفس کے لیے نکل چکی ہے "۔۔۔۔" " تو تم بھی نکل جاؤ"۔۔۔ وہ یہ کہہ کر کمرے میں داخل ہو گیا " ٹینا باہر سے اسکا نام پکار پکار کر دروازہ بجاری تھی۔۔

میں نہیں لے کر جاؤں گا گیٹ لاسٹ "۔۔ اسنے تھوڑی بلند آواز میں کہا تھا یہ سن کر ٹینا کا " چہرہ غصے سے لال ہو گیا اور وہ پاؤں پٹختی چلی گئی۔۔۔

وہ دوبارہ اپنے بیڈ پہ آکر بیٹھ گیا تھا اسنے پھول کو اٹھایا اور مسکرا کر بولا

میں ایک دن تمہیں ڈھونڈ لوں گا بس میری دعا ہے کہ جب تم مجھے ملو تو کسی اور کی ہو کر نہ ملو " اگر تم کسی اور کی ہو گئیں تو میں اس دنیا کو آگ لگا دوں گا تم صرف میری ہو صرف میری "۔۔۔

اسنے بیڈ سے سارا سامان اٹھایا اور بیگ میں دوبارہ ڈال کر الماری میں رکھ دیا اور خود فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔

-: دوسرا باب

\*\*ملن سے پہلے ہجر\*\*

بات بہت عام تھی۔۔۔۔۔

تمہیں صرف دیکھا ہی تو تھا۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ کب اپنا مان لیا۔۔۔۔۔

مجھے علم ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں اپنا مانا ہی نہیں۔۔۔۔۔

بلکہ۔۔۔۔۔ تمہیں اپنے اندر بسا بھی لیا۔۔۔۔۔

تم کو ایک پودے کی طرح دل میں رکھا۔۔۔۔۔

اور اپنی محبت سے اس پودے کو سینچا۔۔۔۔۔

اب وہ پودا مجھ میں ایک تنوار درخت بن گیا ہے۔۔۔۔۔

مجھ میں اب "میں" سے زیادہ "تم" پائی جاتی ہو۔۔۔۔۔

پروقت کا کھیل الگ تھا۔۔۔۔۔ ہمارے راستوں کی طرح۔۔۔۔۔

میں نے تم تک آنے کی جیسے کوشش کی۔۔۔۔۔

میں تم سے اور دور ہو گیا۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔ دور ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔

ملن سے پہلے ہجر۔۔۔۔۔ میرے مقدر میں لکھ دیا گیا۔۔۔۔۔

میں تم سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔ یوں جیسے۔۔۔۔۔

جیسے۔۔۔۔۔ شجر پہ لگے پتے۔۔۔۔۔ ایک ہی شاخ پہ ہو کر بھی۔۔۔۔۔

ساتھ نہیں رہ پاتے۔۔۔۔۔ ایک پروائی کا جھونکا۔۔۔۔۔

انہیں بکھیر دیتا ہے۔۔۔۔۔ دور۔۔۔۔۔ بہت دور کر دیتا ہے۔۔۔۔۔

جیسے ہمیں کر دیا۔۔۔۔۔ دور۔۔۔۔۔ حالات نے۔۔۔۔۔ وقت نے۔۔۔۔۔ قسمت  
نے۔۔۔۔۔

~~~~~

~~~~~

یہ رات لاہور پہ نئے خواب لے کر اتر تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں لیٹ چھت تک رہی

تھی۔۔۔۔۔ پنکھے کی آواز نے کمرے میں شور مچا رکھا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت ابھی

ڈرامہ دیکھ کر لیٹی تھیں۔۔۔۔۔ اور شاید سو گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت جب شکل کے ساتھ

واپس آئی اس سے امی کے علاوہ کسی نے بات نہ کی۔۔۔۔۔ ابو کو تو ویسے ہی گھر میں ہونے والی کاروائیوں کا علم ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ تبھی وہ، وہ مان جاتے جو دادی کہتیں۔۔۔۔۔ کیرت جلدی واپس آگئی تھی۔۔۔۔۔ پر پھر دادی نے جو ٹکے ٹکے کی باتیں سنائیں کہ اسکی بھوک تک مر گئی۔۔۔۔۔ جبکہ اسے بھوک لگی تھی۔۔۔۔۔ پر اسے کچن میں جاتا دیکھ دادی فوراً بولیں۔۔۔۔۔

کہاں چل دی جلے پیر کی بلی۔۔۔۔۔؟؟ کھا ٹھونس کر نہیں آئی کیا جواب پھر کچن میں چل "دی"۔۔۔۔۔؟ کیرت کے بڑھتے قدم رک گئے۔۔۔۔۔ شرمندگی سے سر جھک گیا۔۔۔۔۔ مڑی تو علیزہ اور فرحت کی محظوظ نظروں کو خود پہ جما پایا۔۔۔۔۔ البتہ امی ناگواری سے دادی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پر کچھ بولیں نہ۔۔۔۔۔ کیرت کو بھی کوئی جواب نہ یاد آیا۔۔۔۔۔ وہ نہ بتا سکی کہ شکل اور اس نے آج بس ڈھیر ساری باتیں کی۔۔۔۔۔ اور اگر وہ یہ کہہ بھی دیتی تو دادی نے کہنا تھا۔۔۔۔۔

تو کالو باتوں سے تیرا یہ کنواں (کنویں سے مراد پیٹ (نہ بھارا)۔۔۔۔۔؟؟ اس بے عزتی سے بچنے کے لیے وہ سیدھی کچن کے دروازے سے اپنے کمرے میں جا کر لیٹی گئی۔۔۔۔۔ اور چھت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ بالکل سیدھی لیٹی تھی۔۔۔۔۔ ذہن

میں شکیل کی باتیں گردشت کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ جو وہ پارک کے بیچ پہ بیٹھی کیرت کے سامنے کھڑا ہوا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں امی کو تمہارے گھر بھیجوں"۔۔۔۔۔ وہ معنی خیز مسکرا کر بولا "تھا۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ نظریں جھکانے بیٹھی کیرت کی شرم سے گردن بھی جھک گئی۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی گھر وہ "کس" لیے بھیج رہا تھا اپنی امی کو۔۔۔۔۔ اور میں امی کو کہوں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے شادی کی بات طے کر دیں"۔۔۔۔۔ اس نے چپ سادھے بیٹھی کیرت کو دیکھتے اپنی بات میں اضافہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی گرد مزید جھک گئی۔۔۔۔۔ چہرہ گلابی پڑ گیا۔۔۔۔۔ وہ چپ رہی۔۔۔۔۔ اور اسی چپ کے ساتھ واپس گھر آ گئی۔۔۔۔۔ شکیل کی باتیں ایک بار پھر کیرت کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھیر گئی تھیں۔۔۔۔۔ تو اب اسکی آزمائشیں ختم ہونے والی تھیں۔۔۔۔۔ شکیل پھوپھو کو بھیج دے گا۔۔۔۔۔ "اسکے لیے"۔۔۔۔۔ اور پھر کیرت ان ساری باتوں طعنوں اور پل پل پڑنے والی جھڑکوں سے دور ہو جائے گی۔۔۔۔۔ ملاقات جب مختصر ہوگی تو قدر خود ہی بڑھ جائے گی۔۔۔۔۔ کیرت نے چھت سے نظریں ہٹا کر کروٹ لی۔۔۔۔۔ پھر جب کروٹ لے کر بھی چین نہ آیا تو وہ اپنے سینگل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسکی نظریں

سامنے دیوار پہ پڑیں جہاں اسے اپنا کالا سایہ دکھائی دیا۔۔۔۔۔ جو بالکل کیرت جیسا تھا۔۔۔۔۔ جو اکثر کیرت سے بات کرنے آجایا کرتا تھا۔۔۔۔۔ سائے کو دیکھ کر کیرت کے چہرے پہ ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔ پر سایہ مسکرایا۔۔۔۔۔  
 تم مجھے دیکھ کر ناخوش کیوں ہو جاتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ سایہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ تم مجھے ڈراتے ہو"۔۔۔۔۔ کیرت نے بے بسی سے جواب دیا۔۔۔۔۔ خاموش پڑے کمرے میں سائے کا قہقہہ گونجا۔۔۔۔۔ جو صرف کیرت کو ہی سنائی دیا۔۔۔۔۔

تم مجھ سے خود ڈرتی ہو۔۔۔۔۔ جبکہ میں صرف تمہارا بہتر رہوں اچھائی اور برائی میں فرق بتاتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کمرے کی دیواریں۔۔۔۔۔ اور گھڑ گھڑاتا پنکھا۔۔۔۔۔ کیرت اور اس کے سائے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے دکھ سے اپنے سائے کو دیکھا۔۔۔۔۔  
 تم صرف مجھے دکھی کرتے ہو۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم مجھے خوش نہیں رہنے

دیتے"۔۔۔۔۔ کیرت کا سایہ ایک دم سے افسوس میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس نے گہری نظروں سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔

تم دکھ خود کو دیتی ہو کیرت۔۔۔۔۔ تم آج پھر ایک غلط انسان پہ یقین کر کے خواب سجا رہی ہو۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا تمہاری پھوپھو شکل سے تمہاری شادی ہونے دیں گی۔۔۔۔۔؟؟ اور کیا شکل تم سے شادی کر لے گا۔۔۔۔۔؟ کیرت کے دل کو کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں وہ کر لے گا۔۔۔۔۔ کیونکہ میں اس پہ یقین کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ کیرت نے "خود پہ قابو کرتے ہوئے ہلکا سا چیخ کر کہا تھا۔۔۔۔۔ ابھی سایہ کچھ بولتا کہ وہ فوراً بولی۔۔۔۔۔" اور مجھے تمہارے مشورے نہیں چاہیے تم جا سکتے ہو مہربانی کرو مجھ پہ چلے جاؤ۔۔۔۔۔ کیرت نے کہہ کر نظریں سائے سے پھیر لیں۔۔۔۔۔ کچھ پل کے لیے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے جب دوبارہ سامنے دیوار کو دیکھا تو سایہ سچ میں جا چکا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے تھکا ہوا سانس لیا۔۔۔۔۔ نہ جانے کیوں ہر بار جب کیرت خوش ہوتی تھی تو اسکے اندر کے خدشات شکل اختیار کر کے اسکے سامنے آکھڑے ہوتے تھے۔۔۔۔۔ پر اب کی بار ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ شکل اسے دھوکا نہیں دے گا۔۔۔۔۔ کیرت نے خود کو تسلی دی اور دوبارہ بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ باہر بڑے سے



رکا تھا۔۔۔۔۔ اندر بچتے سازنے اسے تحیر میں مبتلا کیا تھا۔۔۔۔۔ اس دن سے وہ یہاں  
 آنے لگا۔۔۔۔۔ بیٹھ کر پیا نو سننا رہتا۔۔۔۔۔ وہ بوڑھی پیانسٹ اب کیز پہ جلدی  
 جلدی انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔۔ پھر اس نے ہاتھ  
 روک دیے تو ماحول میں چھیا فسوں ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔ اور بچے بے ساختہ کھڑے ہو کر تالیاں  
 بجانے لگے۔۔۔۔۔ سبز مائل

آنکھوں والے کی آنکھوں میں بھی ستائش تھی۔۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکی مسکان جس سے گال  
 پہ مدہم ڈمپل پڑا تھا۔۔۔۔۔ بوڑھی سے اب وہ بچے کچھ سمجھ رہے تھے۔۔۔۔۔ پروہ اپنی  
 جگہ پہ بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ حتیٰ کہ بچے ایک ایک کر کے چلے گئے۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں والے  
 نے نظریں بوڑھی پہ سے ہٹالیں تھیں۔۔۔۔۔ ذہن کے پردوں پر کوئی اور اترنے  
 لگا۔۔۔۔۔ ایک پل میں وہ واپس پاکستان میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔ جہاں وہ اپنی کلاس میں  
 بیٹھا۔۔۔۔۔ اسے چمیر پہ بیٹھے ٹشو پیپر کے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ اس کے  
 لیے ایک نئی چیز تھی۔۔۔۔۔ اسنے لوگوں کو ٹشو استعمال کے لیے خریدتے۔۔۔۔۔ پھر  
 استعمال کے بعد پھینکتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پروہ یہ پہلی بار دیکھ رہا تھا کہ کوئی بے ضرر ٹشو کو  
 اتنا خوبصورت بنا سکتا ہے کہ اسے سنبھال کر رکھ لیا جائے۔۔۔۔۔ چمیر پہ بیٹھی لڑکی

نے لاشعوری طور پہ نظریں اٹھیں تو اپنے سامنے ڈیسک پہ بیٹھے دوسروں سے مختلف اور سبز آنکھوں والے مغرور سے لڑکے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔

کیا دیکھ رہے ہو ضامن "۔۔۔۔۔؟؟؟ اسکی آواز پہ ضامن کا سحر ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔ نظریں " اسکے پھول بناتے ہاتھوں سے ہٹیں۔۔۔۔۔ ضامن نے تکان سے مسکراتی اپنی اس دو دن پہلے بنی ٹیچر کو دیکھا۔۔۔۔۔

آپ یہ کیسے بنا لیتیں ہیں "۔۔۔۔۔؟؟؟ اس نے انگلی سے پھول کی طرف اشارہ " کیا۔۔۔۔۔ نئی ٹیچر نے سادگی سے شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔

اسکول میں سیکھے تھے بنانے "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر دوبارہ پھول بنانے لگی پھر " رکی۔۔۔۔۔ "تم نے سیکھنا ہے "۔۔۔۔۔؟؟؟ ضامن نے ناک سکوڑ کر نہ میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ ٹیچر نے ضامن کی اس تمکینت پہ گہرا سانس لیا اور دوبارہ پھول بنانے لگی۔۔۔۔۔ پھر اسکی

سماعت سے ضامن کی آواز ٹکرائی۔۔۔۔۔

آپکا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے حیرت سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ اسے ضامن کو " پڑھاتے آج تیسرا دن تھا اور ضامن کو اسکا نام بھی نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔؟؟ وہ ابھی کچھ کہتی کہ اسکی دوست اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔

پریشے کتنے بن گئے"۔۔۔۔۔؟؟؟ نوشین نے کلاس میں داخل ہوتے ہی پھولوں کا " پوچھا۔۔۔۔۔ پریشے نے پہلے ضامن پھر نوشین کو دیکھا۔۔۔۔۔ بس تھوڑے سے رہتے ہیں"۔۔۔۔۔ پریشے نے سادگی سے جواب دیا۔۔۔۔۔ "نوشین" اب اسکے قریب آگئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن ان دونوں کی باتوں کو خاموشی سے سننے لگا تھا۔۔۔۔۔

اچھا انہیں چھوڑو تمہیں پر نسل میم بلارہی ہیں۔۔۔۔۔ تمہاری سی وی چاہیے انہیں تم " لائی ہونا"۔۔۔۔۔؟؟؟ پریشے نے فوراً سراشات میں ہلایا۔۔۔۔۔ اور پھولوں کو سامنے میز پہ دھرتی وہ اپنا پرس اٹھا کر نوشین کے ساتھ کلاس سے نکل گئی۔۔۔۔۔ وہ ضامن کے سوال کا جواب دینا بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ پر ضامن کو اسکا جواب مل گیا تھا۔۔۔۔۔ مغرور چہرے اور سبز آنکھوں والے کے چہرے پہ مسکان در آئی تھی۔۔۔۔۔ آنکھیں ہنوز پھولوں پہ تھیں۔۔۔۔۔ پریشے کلاس سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ ماضی کی دھند بھی حال کی دھوپ میں تحلیل ہوگئی۔۔۔۔۔

کرسی پہ بیٹھے ضامن نے اطراف میں دیکھا۔۔۔۔۔ وہ نیویارک میں ہی تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین کے گھر۔۔۔۔۔ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ جلیز کی روف پینٹ پہ تیز بھوری شرٹ اور اس پہ کالی جیٹ پہننے وہ ایک شان سے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ہلکی ہلکی شیو تیکھے نقوش والے پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔ کالے بالوں کو آج اس نے

جیل نہیں لگایا تھا۔۔۔۔۔ تبھی وہ ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین اب اسکی طرف آرہی تھیں۔۔۔۔۔

تم چائے پیو گے یا کافی"۔۔۔۔۔ "؟؟؟ نیویارک میں رہنے والے امریکیوں کے لیے مشہور" تھا کہ وہ باقی امریکیوں سے سات گنا زیادہ کافی پیتے ہیں۔۔۔۔۔ جیسے پاکستانیوں کے لیے چائے ایک نشہ ہے ویسے ہی نیویارک میں رہنے والے امریکیوں کے لیے کافی ایک نشہ ہے۔۔۔۔۔ ضامن کچھ دیر انہیں سوچتی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔۔۔

چائے"۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین نے سر کو خم دیا اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔ یہ ایک" اوپن کچن تھا۔۔۔۔۔ جو لاؤنج کا ہی ایک حصہ لگتا تھا۔۔۔۔۔ دستانے اتار کر۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین نے چائے کے لیے پانی چڑھایا اور ضامن کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔۔۔ جواب کرسی سے اٹھ کر لاؤنج کے صوفے پہ آ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین ایک سینگل مدر

تھیں۔۔۔۔۔ انکے شوہر نے انہیں ایک عرصہ ہوا طلاق دے دی تھی۔۔۔۔۔ ان کی ایک بیٹی تھی جس کے ساتھ وہ تنہا رہتی تھیں۔۔۔۔۔ پھر بیٹی کی شادی کے بعد وہ گھر میں اکیلی ہو گئیں تو انہوں نے بچوں کو پیا نوسکھانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔ اس طرح انکے اس ویران گھر میں رونق بھی رہتی تھی اور وہ خود مصروف بھی۔۔۔۔۔ ضامن اور لیڈی کیتھرین کی کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ ضامن کی نیویارک کی پہلی دوست تھیں۔۔۔۔۔ اور ضامن لیڈی کیتھرین کا نیویارک میں انکی زندگی کا آخری دوست۔۔۔۔۔ تمہاری پڑھائی پوری ہونے والی ہے"۔۔۔۔۔ "وہ البتے پانی میں اب چائے کے پتے ڈال رہی تھیں۔۔۔۔۔

جی پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا"۔۔۔۔۔ وہ پرسکون سا

بولتا تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین کا چہرہ پل بھر کے لیے بجھا۔۔۔۔۔ پروہ بھی جلد ہی نارمل ہو کر بولیں۔۔۔۔۔ وہاں جا کر کیا کرو گے"۔۔۔۔۔ "؟؟"

کیا آپ کو نہیں پتہ "۔۔۔۔۔؟؟؟ انکے سوال پہ وہ بھنوں سکڑ کر انہیں دیکھتا بولا تو لیڈی " کیتھرین مسکرا دیں۔۔۔۔۔ ابلتے پانی میں چینی ڈال کر اب وہ کاؤنٹر پہ دونوں ہتھیلیاں جما کر اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اگر وہ تمہیں نہ ملی تو"۔۔۔۔۔؟؟؟ لیڈی کیتھرین اسکی کہانی جانتی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن " نے انہیں خود ہی سب بتایا تھا۔۔۔۔۔ اس سوال سے ضامن کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔۔۔ اسے یہ باتیں پسند نہ تھیں۔۔۔۔۔

میں اسے ٹھونڈوں گا"۔۔۔۔۔ وہ رکھائی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کیتھرین چند لمحے خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔ جیسے سوچ رہی ہوں کہ اگلا سوال پوچھیں یا نہیں۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے پوچھا لیا۔۔۔۔۔

اور اگر تمہاری اس ٹیچر پریشے کی شادی ہو گئی ہوئی تو"۔۔۔۔۔؟؟؟ ضامن نے ناگواری سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ لب آپس میں پیوست ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ ہتھیلیاں جمائے کھڑی کیتھرین اسکی سبز آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں ایک پل کے لیے جھکائیں۔۔۔۔۔ پھر اٹھائیں تو وہ بدلی ہوئی سی تھیں۔۔۔۔۔

کہتے ہیں پاکستان میں ہر روز لوگ مرتے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی کار ایکسپڈینٹ میں، کوئی " بیماری سے، کوئی بھوک سے اور کوئی کسی دوسرے کے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔ اور اگر

پریشہ کی شادی ہو گئی ہوگی تو اسکا شوہر بھی انہیں میں سے کسی ایک موت کا شکار ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اب میں اسے اپنی مان بیٹھا ہوں

اور مجھے چیزیں بانٹنے کی عادت نہیں ہے"۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے سے بولا  
 تھا۔۔۔۔۔ کیتھرین اسکی بات پہ شل رہ گئیں۔۔۔۔۔ پھر وہ بدقت سنبھلیں۔۔۔۔۔  
 اور اگر وہ اپنے شوہر کی وفادار نکلی تو۔۔۔۔۔ اسکے بعد بھی اسی کی رہی تو"۔۔۔۔۔؟؟؟"  
 ضامن نے گردن ناں میں ہلائی  
 ایسا ناممکن ہے۔۔۔۔۔ میں اس پہ ہر چیز اتنی تنگ کر دوں گا کہ اسکے پاس میری ہونے  
 کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں بچے گا۔۔۔۔۔ میں اسکے ذہن سے ہر طرح کی وفائے نکال  
 دوں گا۔۔۔۔۔ اسے کسی اور کا "ہونا" یا "رہنے" نہیں دوں گا میں اسے ہر ایک سے  
 چھین لوں گا۔۔۔۔۔ وہ صرف میری ہے"۔۔۔۔۔ اسکے سرد لہجے سے لیڈی کیتھرین کی  
 ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔ چائے کا قہوہ اب جلنے لگا تھا۔۔۔۔۔ جلی جلی سی  
 خوشبو جیسے ہی کچن میں پھیلی تو لیڈی کیتھرین نے فوراً آنچ دھیمی کی اور پھر اس میں دودھ  
 ڈال کر دوبارہ ضامن کو دیکھا تو وہ کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔  
 کیا ہوا"۔۔۔۔۔؟؟؟ انہوں نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔۔۔"

جارہا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ قطعیت سے بولا۔۔۔۔۔

میں نے چائے بنائی ہے تمہارے لیے اور تم جارہے ہو"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے "سپاٹ چہرے سے لیڈی کی متھریں کو دیکھا۔۔۔۔۔

میں چائے پینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ پر آپ کی باتوں نے مجھے کچھ پل کے لیے برہم کر دیا " ہے۔۔۔۔۔ اور اب میرا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ میں جارہا

ہوں"۔۔۔۔۔ وہ روٹھے بچے کی طرح کہہ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔۔۔۔۔ لیڈی کی متھریں سر د آہ بھر کر اسکی پشت دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔ وہ

غلط بول بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ انہیں نجانے کیوں یہ بات بھول گئی کہ ضامن پریشے

کو لے کر بہت حساس ہے۔۔۔۔۔ وہ پریشے کو لے کر ناامیدی کی باتیں کبھی برداشت

نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کی متھریں اپنے دوست کو ناراض ہو کر جاتے دیکھ بے بس

ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ پر وہ اسے منالیں گی۔۔۔۔۔ انہوں نے بنی بنائی چائے سینک میں بہا

دی۔۔۔۔۔ چائے وہ پیتی نہیں تھیں۔۔۔۔۔ چائے بہا کروہ کچن سے نکل کر اب اپنے

کمرے میں جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ کافی پینے کا اب انکا دل نہیں تھا۔۔۔۔۔ نیویارک کی یہ

دوپہر آزر دگی سے دو دوستوں کو ناراض ہوتے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔



گھنگھرالے سے چھتے کی طرح کے تھے۔۔۔۔۔ آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھورا  
 تھا۔۔۔۔۔ گول منہ، کھڑاناک اور بھرے گالوں والا شخص اس آدمی کی کلائی مضبوطی سے  
 تھامے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ جیسے ہی نیلے کوٹ پینٹ والا آدمی سنبھلا اسنے اپنی کلائی برہمی  
 سے گھنگھرالے بالوں والے سے چھڑائی۔۔۔۔۔

اندھے ہو۔۔۔۔۔ جاہل۔۔۔۔۔ نان سینس"۔۔۔۔۔ وہ اپنی رو بہت کچھ اسے سنانے "  
 لگا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والا شرمندہ ہوا۔۔۔۔۔

معذرت۔۔۔۔۔ بہت معذرت"۔۔۔۔۔ وہ شرمندگی سے بولتا نیچے سے اس آدمی کا "

موبائل اٹھانے لگا۔۔۔۔۔ موبائل اٹھا کر اس نے آدمی کی طرف کیا اور بولا۔۔۔۔۔

میں نے سچ میں آپ کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ بہت معذرت۔۔۔۔۔ میرا دھیان آپ کی "

طرف نہیں تھا"۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والا صفائی پہ صفائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ نیلے

سوٹ والے نے کچھ سخت کہنے کے لیے لب ہلائے ہی تھے کہ اسنے ہاتھ جوڑ

لیے۔۔۔۔۔ نیلے سوٹ والے کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔۔۔

آئندہ دیکھ کر چلنا"۔۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتا اپنا موبائل اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر آگے بڑھ "

گیا تھا۔۔۔۔۔ گھنگھرالے بالوں والے نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے اور نیلی پینٹ کوٹ

والے کو جاتے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ کچھ دیر دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ سڑک پہ

چلنے لگا۔۔۔۔۔ چلتا رہا۔۔۔۔۔ چلتا رہا۔۔۔۔۔ پھر بہت دور آ کر رکا۔۔۔۔۔ سینے سے ہاتھ کھولے۔۔۔۔۔ انہیں پہلوں میں گرایا۔۔۔۔۔ ہاتھ گراتے ہی اسکی پوری آستینوں والی شرٹ کی آستین سے کچھ "چھن" کی آواز سے اسکے آدھ کھلے ہاتھ کی ہتھیلی پہ گرا۔۔۔۔۔ اسنے مٹھی بند کر لی۔۔۔۔۔ پھر مٹھی آنکھوں کے سامنے کی۔۔۔۔۔ اور آہستہ آہستہ بند مٹھی کھولی۔۔۔۔۔ دھوپ ہتھیلی پہ پڑی تو۔۔۔۔۔ سونے کے بریسلیٹ نما گھڑی۔۔۔۔۔ پھر سے چمکنے لگی۔۔۔۔۔ اور ساتھ بھوری آنکھوں والے کی آنکھیں بھی۔۔۔۔۔ ایک فاتحانہ مسکراہٹ اسکے چہرے پہ آرکی تھی۔۔۔۔۔ اس سڑک پہ لوگ کم تھے۔۔۔۔۔ تبھی وہ اپنا چوری کیا سامان یوں کھلے عام دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ گڈ مارنگ برہان"۔۔۔۔۔ گھنگھرا لے بالوں والے نے اپنی پیٹھ تھسکی۔۔۔۔۔ اور قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

کیا کہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے مجھے "۔۔۔۔۔؟؟ کوٹ پینٹ والے کی باتیں سوچنے کی اداکاری" کی "ہاں۔۔۔۔۔ آئندہ دیکھ کر چلنا"۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات دہرا کر ہنسا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔ "اب وہ اڑے ہوئے رنگوں سے اس راستے کو کئی بار دیکھے گا۔۔۔۔۔ جہاں اس نے مجھے دیکھ کر چلنے کا "مشورہ" دیا تھا"۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے گھڑی نما



کھانا کیرت بناتی تھی۔۔۔۔۔ ابھی بھی وہ ناشتے کے برتن سمیٹ کر کچن میں انہیں دھورہی تھی۔۔۔۔۔ اور امی بازار جا رہی تھیں۔۔۔۔۔

آج کونسی سبزی لاؤں؟۔۔۔۔۔ بازار میں جا کر تو سمجھ ہی نہیں آتا کے لوں " کیا۔۔۔۔۔ جس سبزی کو ہاتھ لگاؤ وہی کاٹنے جو دوڑتی ہے مہنگائی نے تو گلے دبا نا شروع کر رکھے ہیں "۔۔۔۔۔ امی چادر اوڑھتے بڑبڑا رہی تھیں کہ دادی بولیں۔۔۔۔۔

بڑے کا گوشت لے آئیو۔۔۔۔۔ ٹکیاں (شامی) بنا لے ویں گے۔۔۔۔۔ بڑے دن " ہو گئے کھائے "۔۔۔۔۔ دادی نے نعت پہ جھومتے ہوئے ہی حکم صادر کیا تھا۔۔۔۔۔ امی سر ہلاتیں گھر سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ کچن میں کھڑی کیرت برتن دھو چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ بڑے کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں کپڑے تھے۔۔۔۔۔

کہاں اڑنے کا ارادہ ہے بی بی کا "۔۔۔۔۔ دادی نے اسے کپڑے نکال کر استری کی " طرف بڑھتے دیکھا تو تیح کر بولیں۔۔۔۔۔ وہ رکی۔۔۔۔۔ پلیٹی۔۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔

دادی جمعہ ہے نا اس لیے "۔۔۔۔۔ اسنے سادگی سے شانے اچکا کر "

کہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تو نے تو جمعہ کی جماعت کروانی ہے"۔۔۔۔۔؟ دادی نے ناک سے مکھی اڑا کر گندا "سامنہ بنایا" دادی جمعہ ہے نا"۔۔۔۔۔ کیرت کی نقل اتاری پھر سر جھٹک کر نعت پڑھنے لگیں۔۔۔۔۔ کیرت نے انکی بات پہ بس سر دآہ بھری اور کپڑے استری کرنے لگی۔۔۔۔۔

اے سن میرے بھی کر دیو"۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے کپڑے استری کر لیے تھے اب "وہ استری بند کر رہی تھی کہ دادی فوراً بولیں۔۔۔۔۔ کیرت نے گردن گھما کر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔ دل کیا پوچھ لے۔۔۔۔۔ کیا آپ نے بھی جماعت کروانے جانا ہے۔۔۔۔۔؟؟ پر خاموش رہی۔۔۔۔۔ سر کو خم دے کر دادی اور امی کے کپڑے بھی نفل لائی۔۔۔۔۔ دادی خود کے کیرت کا ہاتھ نہ لگواتی تھیں۔۔۔۔۔ پر اپنا ہر کام کیرت کے ہاتھ سے کروانا انہیں بہت پسند تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ باقی کی دوپونیاں کام کے وقت ان سے سارے رشتے ناتے ختم کر دیتی تھیں۔۔۔۔۔ پر دادی کو پھر وہ دونوں جان سے زیادہ پیاری تھیں۔۔۔۔۔

دوپہر ہوئی تو "ہائے ہوئی"۔۔۔۔۔ "تھک گئیں"۔۔۔۔۔ "اف گرمی" کرتیں علیزہ اور فرحت بھی کالج سے آگئیں۔۔۔۔۔ آتے ہی اپنے کمروں میں بیگ اور کتابیں پھینکی اور دادی کے دائیں بائیں لیٹ گئیں۔۔۔۔۔

آپی غسل خانے میں بالٹی میں پانی بھر دو میں نہاؤں گی"۔۔۔۔۔ علیزہ نے تھکان سے " صدالگائی۔۔۔۔۔ کیرت خود نہا چکی تھی اور اب اپنا سوٹ دھور ہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے امی کا بھی سوٹ استری کر دیا تھا۔۔۔۔۔ امی نہا کر ابھی نکلی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے علیزہ کی آواز سنی تو کپڑے چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

پانی بھر دیا ہے تم نے کپڑے نکال لیے"۔۔۔۔۔ "؟؟ اسنے کمرے میں آ کر پوچھا تو علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔۔ آپ نے نہیں نکالے"۔۔۔۔۔ "وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے نکل کر رکھنے کا کہہ کر گئی ہو۔۔۔۔۔ فرحت بھی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔ دادی نے ٹی وی کی آواز ہلکی کر دی۔۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ تم مجھے کہہ کر ہی نہیں گئی تھیں"۔۔۔۔۔ کیرت کے جواب پہ علیزہ نے لب بھینچ کر " کیرت کو گھورا۔۔۔۔۔ پھر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔ لو آپ کو نہیں پتہ تھا کہ آج جمعہ ہے"۔۔۔۔۔ "؟؟

جمعہ کا تو پتہ تھا پر یہ نہیں پتہ تھا تم کیا پہنو گی"۔۔۔۔۔ علیزہ کے بگڑ کر بولنے پہ کیرت نے سمجھانے والے انداز میں جواب دیا۔۔۔۔۔ فرحت کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ اور کچن میں چلی

گئی۔۔۔۔۔ وہاں سے ایک کٹوری میں بیسن نکالا۔۔۔۔۔ کمرے سے برابر علیزہ کی آواز آرہی تھی۔۔۔۔۔

کیا پہننا تھا۔؟ کپڑے ہی۔! اگر نکال دیتیں تو کیا جاتا۔۔۔؟ پر نہیں آپ نے کبھی ہمارا " کوئی کام کیا ہے جو آج کرتیں "۔۔۔۔۔ علیزہ کی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔ کیرت کو اب کی بار دھچکا لگا۔۔۔۔۔

علیزہ تمہارے سارے کام میں ہی کرتی ہوں "۔۔۔۔۔ اسکے بولتے ہی دادی نے ہاتھ " اٹھایا۔۔۔۔۔ کیونکہ دادی کو علیزہ پہ ترس آ گیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں جانے ہیں کیا کرے ہے تو۔۔۔۔۔ موت پڑے ہے کام کرتے تجھے۔۔۔۔۔ اگر بچی کا " سوٹ نکال دیتی تو کیا ہاتھ ٹوٹ رہے تھے تیرے "۔۔۔۔۔؟؟  
دادی نکال دیتی پر یہ مجھے بتا "۔۔۔۔۔ کیرت کی بات اسکے "

منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔۔ دادی نے پورا ہاتھ کھول کر کیرت کے چہرے کی طرف کیا۔۔۔۔۔

لعنت گھوڑی کہیں کی۔۔۔۔۔ مرن جوگی کو ایک ایک کام بتاؤ تو یہ بڈھی کرے " گی۔۔۔۔۔ ورنہ ہونق بنی گھر میں قبر کھدواتی پھرتی رہ وے گی "۔۔۔۔۔ دادی کا پارہ ہائی

ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔ کچن میں بیسن کو کٹوری میں ڈال کر فرحت دادی کی باتوں پہ دبے دبے تمقے لگا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے بیسن میں گلاب کا عرق ڈالا۔۔۔۔۔ انگلی سے ملاتی وہ دوبارہ کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ دادی ابھی بھی کیرت کو بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ امی بھی کمرے میں آگئی تھیں۔۔۔۔۔

اب یہاں کھڑی کیا ٹسوے بہا کر فاتحہ پڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔؟ جا کپڑے نکال ان دونوں کے۔۔۔۔۔ بڑی بہن ہے گھوڑے جتنی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ عقل پھر بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ دادی نے پوری تقریر کے بعد ٹی وی کی آواز کھول لی۔۔۔۔۔ علیزہ اب شانت بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اور فرحت دیوار پہ لگے شیشے کے سامنے کٹوری لے کر کھڑی بیسن کا پیسٹ اپنے منہ پہ لگا رہی تھی۔۔۔۔۔

میرا بھی سوٹ نکال دینا۔۔۔۔۔ فرحت نے شیشے میں پڑتے کیرت کے عکس کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔ کیرت ڈبڈبائی آنکھوں سے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ امی نے اسکا ہاتھ پکڑا پر کیرت نے آنکھوں سے چھڑوایا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میں جانتی ہوں دادی کی عادت ہے۔۔۔۔۔ وہ زبردستی سا مسکرا کر کہتی " وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ امی نے دکھ سے کیرت کو جاتے دیکھا۔۔۔۔۔ پھر کمرے میں آئیں۔۔۔۔۔

نا تم دونوں اپا بچ ہو۔۔۔۔؟؟ جو اپنے کام اس پہ ڈالتی پھرتی ہو۔۔۔۔؟؟"

اے بس کر دے۔۔۔۔ آگئی مادرِ ملت۔۔۔۔۔ دادی نے امی کی بات کاٹ کر خود بولنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ "بڑی بہن ہے نکال دے وے گی تو مر نہیں جاوے گی وہ"۔۔۔۔۔ دادی کہہ کر فرحت کی طرف متوجہ ہو گئیں۔۔۔۔۔

کیا لگاوے ہے لاڈو"۔۔۔۔؟؟ بیسن کے پیسٹ کو پورے منہ پہ مل کر فرحت دادی کی طرف گھومی۔۔۔۔۔

بیسن اور گلاب کا عرق ہے گرمی اتنی ہوتی ہے سارا رنگ جھلس گیا ہے۔۔۔۔ اور آئل اتنا آتا ہے منہ پہ کہ کیا بتاؤں"۔۔۔۔! فرحت چل کر علیزہ کے پاس آگئی۔۔۔۔ دادی آئل "لفظ پہ الجھ گئی تھیں۔۔۔۔۔"

تم لگاؤ گی"۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے سر اثبات میں ہلا کر کٹوری تھام لی۔۔۔۔۔ امی ان سب کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھ کر سر جھٹک کر غسل خانے کی ٹوٹی بند کرنے چلی گئیں۔۔۔۔۔ جس سے پانی ٹپ ٹپ کرتا رہتا تھا۔۔۔۔۔

یہ آئل (کیا ہووے ہے"۔۔۔۔؟ فرحت دادی کے آئل پہ ہنسی۔۔۔۔۔ پھر جلدی سے چہرہ دوبارہ سپاٹ کر لیا۔۔۔۔۔ البتہ علیزہ کھل کے ہنسی تھی۔۔۔۔۔



لاہور کے سنار بازار میں کاروبار ٹھنڈا پڑا تھا۔۔۔۔۔ اکثر سنار فارغ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ بس کچھ  
 کی دکانوں میں اکا دکا لوگ موجود تھے۔۔۔۔۔ ایسے میں چند دکانیں چھوڑ کر اس شیشوں کے  
 دروازوں والی دکان میں برہان کھڑا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھ میں چوری شدہ سونے کی گھڑی  
 تھی۔۔۔۔۔ سامنے سنار کھڑا تھا۔۔۔۔۔ برہان نے گھڑی سنار کو دی۔۔۔۔۔  
 کہاں سے اچکائی ہے لڑکے "۔۔۔۔۔؟؟؟ سفید سوٹ میں ملبوس درمیانی عمر اور شکنوں  
 زدہ چہرے اور گول چشے والے سنار نے گھڑی اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھا۔۔۔۔۔ برہان  
 ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔  
 کیوں پچا سنار کا کام چھوڑ کر چور بننے کا ارادہ ہے "۔۔۔۔۔؟؟؟ سنار پچا کے ماتھے پہ بل پڑ  
 گئے۔۔۔۔۔  
 میں نے جہنم میں نہیں جانا وہ جگہ تم جیسے چوروں کے لیے ہی اچھی ہے "۔۔۔۔۔ اس  
 بات پہ برہان نے قبضہ لگایا۔۔۔۔۔  
 چوری کا مال خریدنے والا بھی چوری ہی ہوتا ہے پچا۔۔۔۔۔ اور تم تو ایک عرصے سے مجھ  
 سے چوری کی چیزیں خرید رہے ہو "۔۔۔۔۔ پچا نے ہاتھ جھلایا۔۔۔۔۔ جیسے کہتے ہوں چپ  
 کرو۔۔۔۔۔ برہان چپ ہو گیا۔۔۔۔۔

میں تو تمہار بھلائی کرتا ہوں تمہاری روزی کا ذریعہ ہوں"۔۔۔۔۔ اب کی بار چچا نے یہ کہتے گردن اکڑالی تھی۔۔۔۔۔ برہان بس چچا کی چالاکی پہ سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔۔۔ اچھا چچا حساب کرو جلدی مجھے اور کام بھی ہیں"۔۔۔۔۔ وہ عجلت سے بولا تو چچا گھڑی الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

یہ بیس ہزار ہیں"۔۔۔۔۔ پانچ ہزار کے چار نوٹ نکال کر کاؤنٹر پہ رکھے برہان نے فوراً پیسے اٹھالیے۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا اس سے زیادہ چوری شدہ گھڑی کے پیسے کہیں سے بھی نہیں ملیں گے۔۔۔۔۔

اچھا ایک گلاس پانی تو پلا دو چچا"۔۔۔۔۔ برہان کاؤنٹر پہ جھک کر پیچھے رکھے کولر کو دیکھتے بولا۔۔۔۔۔ چچا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ اور کولر کی طرف پلٹ گئے برہان کاؤنٹر پہ اور جھک گیا۔۔۔۔۔ دو منٹ بعد وہ پانی پی کر دکان سے نکلنے لگا پھر رکا۔۔۔۔۔

یہ گھڑی ایک امیر آدمی کی تھی آج صبح میں اس سے جان بوجھ کر ٹکرایا۔۔۔۔۔ اس طرح کہ "میری ٹانگ اسکے پیروں میں الجھ گئی۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ میں نے اسکی وہی کلانی پکڑ لی جس میں اسنے یہ گھڑی (سا منے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا جہاں سونے کی گھڑی رکھی تھی) پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔ میں نے گھڑی کے لاک پہ انگوٹھے سے دباؤ ڈالا اور کلانی کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔۔۔۔۔ میرے انگوٹھے کے دباؤ سے گھڑی کالا کھل

گیا۔۔۔۔۔ جب اسنے مجھ سے اپنی کلانی پچھڑوائی تو گھڑی میری ہتھیلی پہ تھی جسے میں پھپھانے کے لیے اسکا گراموبائل اٹھانے جھک گیا۔۔۔۔۔ اور گھڑی کو اسی وقت میں نے اپنی شرٹ کی آستین میں ڈال لی۔۔۔۔۔ جب کھڑے

ہو کر میں نے اسے موبائل دیا اس وقت گھڑی میری آستین میں تھی۔۔۔۔۔ اور میں نے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑ رکھے تھے۔۔۔۔۔ میرے ہاتھ جوڑنے سے اسے مجھ پہ رحم آگیا اور وہ چلا گیا۔۔۔۔۔ پچا اسکی کہانی دلچسپی سے سن رہے تھے پر پھر وہ جیسے لہجے۔۔۔۔۔ "لیکن اسے پتہ کیوں نہیں چلا کہ اسکے ہاتھ سے گھڑی اتر گئی"۔۔۔۔۔؟؟؟ پچا کی بات پہ وہ مسٹری سے مسکرایا۔۔۔۔۔

ویسے یہ جادو ہے پر تم میرے ہمراز ہو اس لیے بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔ میں نے اسکی کلانی " مضبوطی سے اس لیے ہی پکڑی ہوئی تھی تاکہ اسے گھڑی اترنے کے بعد بھی محسوس ہوتا رہے کہ اسکی کلانی کے گرد کچھ ہے۔۔۔۔۔ اور وہ اس وقت اپنے موبائل کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔۔ گھڑی کی طرف نہیں۔۔۔۔۔ جادو یہ ہی تھا کہ موت دکھا کر بخار پہ رازی کرنا۔۔۔۔۔ میں نے اسکی توجہ موبائل پہ لا کر گھڑی اچکالی "۔۔۔۔۔ اسنے شانے اچکائے اور وہاں سے غائب ہو گیا "۔۔۔۔۔ پچانے داد دینے والے انداز میں لب بھینچ "



لاہور پہ شام اترتی نظر آتی تھی۔۔۔۔۔ ایسے میں لوگ چھتوں پہ آگئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت بچوں کو پڑھا رہی تھی۔۔۔۔۔ نانی کے گھر سے وہ ابھی آئی تھی۔۔۔۔۔ انکی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ آج اسنے سوچا تھا ابو آئیں گے تو نانی کو انکے ساتھ ڈاکٹر کے پاس بھیجے گی۔۔۔۔۔ نانی نے منع کیا تھا۔۔۔۔۔ پر کیرت دو ٹوک کہہ آئی تھی ابو آئیں گے تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں گی آپ تیار رہنا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی امی کو بھی نانی کی طبیعت کا بتایا تو وہ پریشان ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر چادر لے کر نانی سے ملنے چلی گئیں۔۔۔۔۔ دادی کو خبر ہوئی تو دادی زیر لب بولیں "مرے توجان چھٹے"۔۔۔۔۔ انکے لہجے کا تنفر انکے چیرے کو سیاہ کر گیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت فرحت کمرے میں سو رہی تھی جبکہ علیزہ چھت پہ تھی۔۔۔۔۔ موبائل میں وہ مصروف نظر آتی تھی۔۔۔۔۔ چھت پہ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔۔ کالالون کا پرنٹ سوٹ پہنے دوپٹے کو گلے میں ڈال کر علیزہ منڈیر کے پاس کھڑی تھی لمبے بالوں کی اسنے چٹیا بنائی ہوئی تھی جو کمر پہ گری تھی۔۔۔۔۔ اس کی نظریں موبائل پہ تھیں۔۔۔۔۔ جو اس نے ابھی کچھ دن پہلے ہی لیا تھا۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر کہ

کالج کا کام اب موبائل پہ بھی آئے گا۔۔۔۔۔ میری دوستوں نے بھی موبائل لے لیا ہے "اب مجھے بھی لے کر دیں"۔۔۔۔۔ اسکی

بات کی تائید فرحت نے کی۔۔۔۔۔ کیونکہ موبائل لینے کی یہ پلاننگ دونوں کی تھی۔۔۔۔۔ دادی نے سمجھنے والے انداز سے سر ہلایا اور پھر ابو کو ساری بات اچھے سے سمجھا دی۔۔۔۔۔ اگلے روز ابو دکان سے آتے ہوئے موبائل لے آئے۔۔۔۔۔ تب سے علیزہ کے پیر زمین پہ نہیں تھے۔۔۔۔۔ فرحت بھی بہت خوش تھی۔۔۔۔۔

یہ موبائل ہمارا ہے بس۔۔۔۔۔ یہ بات کیرت کے لیے تھی۔۔۔۔۔ تاکہ وہ موبائل " کے ارد گرد بھی نہ بھٹکے۔۔۔۔۔ کیرت اداسی سے مسکرائی اسے انکے موبائل کی ضرورت بھی نہیں تھی اسکے پاس نوکیا کا ابو والا موبائل تھا۔۔۔۔۔ جسے وہ کم کم ہی استعمال کرتی تھی۔۔۔۔۔ جب جاب کرتی تھی تو زیادہ ضرورت محسوس ہوتی تھی موبائل کی پر اب۔۔۔۔۔ اب تو اسے بالکل ضرورت نہیں تھی موبائل کی۔۔۔۔۔ اس لیے اس نے انکے موبائل کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔۔۔۔۔

علیزہ نے موبائل میں فیسبک انسٹال کر لی تھی۔۔۔۔۔ آئی ڈی بنا کر اب وہ نئے دوست بنانے کا سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔ اب بھئی۔۔۔۔۔ شکل کی تو مت ماری گئی ہے جو کیرت کے پیچھے لگا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اب علیزہ کی تو نہیں ماری ہوئی نا۔۔۔۔۔ تو وہ کیوں کسی لا حاصل چیز کے پیچھے وقت ضائع کرے۔۔۔۔۔ اس لیے وہ کوئی فیسبک پہ ڈھونڈ لے



آتا تھا۔۔۔۔۔ صحن سے آگے ایک چھوٹا برآمدہ تھا۔۔۔۔۔ پھر دو کمرے۔۔۔۔۔ جو ایک خالی تھا جبکہ دوسرے میں شکل اپنی امی کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وہ چائے کے کپ سے گھونٹ بھر رہا تھا۔۔۔۔۔ زرینہ سامنے بیٹھیں اسے ناگواری سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

یہ کیا نیا ڈرامہ ہے۔۔۔۔۔؟ کہ شادی بھی اب تم نے کیرت سے کرنی ہے۔۔۔۔۔؟ دماغ "حل گیا ہے کہا"۔۔۔۔۔؟؟؟ زرینہ پھنکاری تو شکل نے چائے کا کپ میز پہ رکھا اور بولا۔۔۔۔۔

امی کیرت سے شادی کے دو فائدے ہیں ایک تو وہ بولتی کم ہے۔۔۔۔۔ دوسرا اسے "جیسا بھی گھر میں رکھا جائے گا خاموشی

سے رہ لے گی۔۔۔۔۔ گھر کے کام کرے گی۔۔۔۔۔ ٹیوشنیں بھی پڑھاتی رہے گی۔۔۔۔۔ بہت کمالیتی ہے وہ ٹیوشنوں سے"۔۔۔۔۔ شکل نے سر کو ہلکی جنبش دی تھی لہجے میں استعجاب تھا اسے کیرت سے کوئی دلی لگاؤ تو تھا نہیں۔۔۔۔۔ وہ تو بس کیرت کی کمائی پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ شکل کیرت کے پیچھے اس وقت لگا تھا جب کیرت

کمپنی میں ریسیشنسٹ تھی۔۔۔۔۔ پھر اس نے چار مہینے میں ہی وہ جاب چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کی وہاں تنخواہ بہت اچھی لگ گئی تھی۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اچانک ہی شکل کے دل میں کیرت کے لیے کچھ کچھ ہونے لگا۔۔۔۔۔ اور وہ کیرت کے قریب قریب رہنے لگا۔۔۔۔۔ اور جب اس نے نوکر چھوڑی تو اس کے بعد شکل نے بھی اس سے بات کرنا کم کر دی۔۔۔۔۔ پر اب جب وہ دوبارہ ٹوشنز پڑھانے لگی تو شکل ایک بار پھر اسکے قریب ہو گیا۔۔۔۔۔ اس قربت کے ڈرامے کو اب دو سال زیادہ ہونے کو تھے۔۔۔۔۔ اور ان دو سالوں میں شکل کیرت کی نفسیات بہت اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ کہ وہ "کیسی" ہے۔۔۔۔۔ اس لیے آج وہ اپنی امی کو فورس کر رہا تھا کہ وہ جا کر کیرت کا رشتہ مانگ لیں۔۔۔۔۔ پر اسکی امی جانتی تھیں۔۔۔۔۔ وہ "وجہ" جس کی وجہ سے دادی کیرت کو ناپسند کرتی تھیں۔۔۔۔۔ اور وہ خود بھی کیرت کو کسی خاطر میں نہیں لاتی تھیں۔۔۔۔۔ الٹا اپنی ماں کے ساتھ مل کر خوب مسالے لگا کر کیرت کا رشتہ نہ ہونے پہ باتیں کرتیں۔۔۔۔۔

شکل اپنی بات کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکی امی کچھ سوچنے لگیں۔۔۔۔۔ پھر بولیں۔۔۔۔۔

پھر بھی وہ تیرے جوڑ کی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کالی واجبی شکل و صورت کی ہے۔۔۔۔۔ کل " کو اپنے دوستوں میں کیا دکھانے گا کہ

تیری بیوی ایسی ہے جس کی شکل ہے نہ صورت "۔۔۔۔۔ زرینہ نے گندا سامنہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔ پھر ایک دم چمکتی آنکھوں سے بولیں۔۔۔۔۔

میں سوچ رہی ہوں فرحت کا رشتہ مانگ لوں۔۔۔۔۔ وہ بھی نرس بن رہی " ہے۔۔۔۔۔ کل کو اچھی تنخواہ لگ جائے گی اسکی کسی ہسپتال میں، شکل و صورت کی بھی اچھی ہے "۔۔۔۔۔ شکل کی آنکھوں کے سامنے فوراً فرحت کا چہرہ آیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر اپنی سوچوں میں فرحت کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر گہرا سانس کھینچ کر بولا۔۔۔۔۔

ماموں مان جائیں گے "۔۔۔۔۔ ؟؟؟ نرس کی تنخواہ ایک ٹیوشن پڑھانے والی سے زیادہ " ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تو شکل شادی اب فرحت سے کرے گا۔۔۔۔۔ یہ فیصلہ اس نے " ابھی کیا تھا۔۔۔۔۔ زرینہ اسکی بات پہ دل سے مسکرائیں۔۔۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں مانیں گے۔؟ ضرور مانیں گے "۔۔۔۔۔ میں صبح ہی بات کرو گی تم فکر " ہی نہ کرو تمہارے ابو آجائیں ان سے مشورہ کر کے پھر جاؤں گی تمہارے ماموں کی طرف "۔۔۔۔۔ زرینہ شکل کے اس فیصلے پہ اب خوش تھیں۔۔۔۔۔ اور شکل بھی



اتنے سالوں سے تمہاری وجہ سے ہی تو زندہ ہوں۔۔۔۔ اور اب کیرت میری عمر ہو گئی " ہے۔۔۔۔ کیرت کے آنکھوں کے گوشے بھینکنے لگے۔۔۔۔

عمر تو دادی کی بھی ہو گئی ہے پر وہ تو ایسی باتیں نہیں کرتیں "۔۔۔۔ اسکی بات پہ نانی " کو ہنسی آ گئی۔۔۔۔

انکی لمبی زندگی کی دعا کیا کرو کیرت ابھی انہوں نے اور جینا ہے "۔۔۔۔۔ " ہاں تاکہ وہ اور لوگوں کی زندگی عذاب بنا سکیں "۔۔۔۔۔ وہ برہمی سے سر جھٹک کر بولی " تو نانی نے اسے ننگی سے دیکھا۔۔۔۔

ایسے نہیں کہتے کیرت وہ تمہاری دادی ہیں انکی عزت کیا کرو "۔۔۔۔۔ " نانو میں تھک گئی ہوں انکی باتیں برداشت کر کے۔۔۔۔۔ اب دل کرتا ہے انہیں کوئی " کرار اساجواب دے دوں تاکہ وہ دوبارہ بولتے ہوئے سوچیں "۔۔۔۔۔ نانی کو اسکے لہجے میں نفرت محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر کیرت کو دیکھتی رہیں پھر

اسکے ہاتھ تھام کر بولیں۔۔۔۔۔

جواب دینے سے دل ہلکا ہو جائے گا تمہارا "۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت نے نانی کی آنکھوں میں " دیکھا۔۔۔۔۔

"شاید ہاں"۔۔۔۔۔ وہ اپنی حالت پہ خود اُبھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کبھی کبھی دل کرتا تھا کہ وہ "دادی فرحت اور علیزہ کو خوب سنائے۔۔۔۔۔ پر پھر دل اس بات پہ مانتا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔"

"اگر تمہیں انکو جواب دے کر سکون ملے تو جواب دے دیا کرو"۔۔۔۔۔ نانی نے اسکے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔۔۔۔۔ نانی ناراض ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ وہ کیرت کو ان سب جیسا نہیں بنانا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ پر کیرت اتنے زہریلے لوگوں میں رہتی تھی کہ اب اسکا بھی لہجہ زہرا گنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

کیرت نے بے بسی سے نانی کے ہاتھ پکڑے۔۔۔۔۔

"نہیں دوں گی جواب۔۔۔۔۔ میں ان جیسی نہیں بنوں گی"۔۔۔۔۔ نانی سر اثبات میں ہلا کر "مسکرائیں۔۔۔۔۔ کچھ دیر کمرے میں خاموشی چھانی رہی۔۔۔۔۔ پھر کیرت کی آنکھیں چمکیں۔۔۔۔۔ اور اسنے شکل کی کہی ساری بات نانی کو بتادی۔۔۔۔۔ نانی کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔۔۔۔۔ وہ پہلے تو کیرت کو دیکھتی رہیں پھر آہستہ سے بولیں۔۔۔۔۔

"اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔۔۔ تمہیں وہ دے جو تمہارے حق میں بہتر" ہو۔۔۔۔۔



تھا۔۔۔۔۔ ضامن پر سکون انداز میں جوس پیتا رہا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ کسی کو جواب دے نہیں  
 تھا۔۔۔۔۔ جب وہ فارغ ہوگا تو جواب دے گا۔۔۔۔۔ یہ بات افضل بھائی جانتے  
 تھے۔۔۔۔۔ اس لیے اسکا جوس ختم ہونے کا انتظار کرنے لگے۔۔۔۔۔ ضامن بلیک  
 جینز، سفید کوری شرٹ پہ سرخ جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ کالے بال کنگھے سے سنوار  
 رکھے تھے۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں دریا نیل کی طرح ٹھہری ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے  
 خالی جوس کا گلاس میز پہ دھرا اور افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔

پرسوں کی بات آپ آج پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔۔ "؟؟ بریٹش پرسکون لہجے میں وہ پوچھ رہا"  
 تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور نے نظریں گھا کر افضل کو دیکھا۔۔۔۔۔ ہلکی سی بھنو  
 اچکائی۔۔۔۔۔ افضل بھائی محسوس کر گئے۔۔۔۔۔ ان کے اعصاب تنے گئے۔۔۔۔۔  
 یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے ضامن"۔۔۔۔۔ وہ سخت لہجے میں بولے۔۔۔۔۔ ماہ  
 نور نے پلکیں دوبارہ جھکا لیں۔۔۔۔۔ اور توس کترنے لگی۔۔۔۔۔ سفید اسکرٹ پہ  
 کالا کوٹ پہنے وہ بھی آفس جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔۔۔ کندھوں تک آتے بالوں کو پونی  
 ٹیل میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ گلے میں ایک ہیرے کالا کٹ اور کانوں میں ہیرے کی ایک  
 نگ والی بالیاں تھیں۔۔۔۔۔ نقوش تیکھے تھے۔۔۔۔۔ ایسے کے دیکھنے والا ایک نظر

دیکھتا رہ جائے۔۔۔۔۔۔ بھنویں تنی رہتی تھیں۔۔۔۔۔۔ اسکی ہر ادا میں تمکنت تھی۔۔۔۔۔۔ جس کے اسیر افضل بھائی ہمیشہ سے تھے۔۔۔۔۔۔ ارتج میرج کو انہوں نے جنون کی حد تک محبت کی تھی۔۔۔۔۔۔ اور آج بھی کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ضامن نے پھلوں کی کٹوری سے سیب اٹھایا۔۔۔۔۔۔ اس میں دانت گڑا کر سیب کا ٹکڑا چبانے لگا۔۔۔۔۔۔ پھر اسی بے نیازی سے بولا۔۔۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں بھائی میں کسی کو اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔"

تو تم یہ بات اسے آرام سے بھی کہہ سکتے تھے۔۔۔۔۔۔ بدکلامی کرنے کی ضرورت نہیں" تھی۔۔۔۔۔۔ بھائی کی بات پہ ضامن استہزائیہ مسکرایا۔۔۔۔۔۔ ایک نظر اپنی بھابھی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ جس کو اسکی بہن نے پوری کٹھا سنائی تھی۔۔۔۔۔۔ اور پھر وہ کٹھا بھابھی نے بھائی کے کانوں میں پرو دی۔۔۔۔۔۔

آپ اسے بس اتنا کہہ دیں کہ وہ مجھ سے دور رہا کرے"۔۔۔۔۔۔ سیب کا ٹکڑا چباتا وہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔ ماہ نور نے افضل کو

دانت پہ دانت جما کر دیکھا۔۔۔۔۔۔ بھنو پھر تن گئی تھی۔۔۔۔۔۔ اور گردن بھی۔۔۔۔۔۔

ضامن تمہاری اور اسکی بہت جلد منگنی ہو جائے گی اس لیے اپنے تعلقات اسکے ساتھ بہتر " کر لو"۔۔۔۔۔ بھائی نے تینپہ کیا۔۔۔۔۔ تو ضامن کے چہرے کے تاثر بدل گئے۔۔۔۔۔ اس نے سیب میز پر رکھا۔۔۔۔۔ دونوں ہتھیلیاں میز پر جمائی اور جھک کر افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں سر دمہری تھی۔۔۔۔۔

یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہ ضامن کسی کی پسند کا پین نہیں لیتا۔۔۔۔۔ تو " شادی کسی اور کی پسند سے کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ اور ایک بات میں آپ کو بتا دوں "۔۔۔۔۔ ضامن نے رک کر ماہ نور اور افضل کے چہرے کو باری باری دیکھا۔۔۔۔۔ ماہ نور اب چہرہ اٹھا کر ضامن کو ضبط سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے بولنا شروع کیا۔۔۔۔۔

مجھے ٹیناز ہر لگتی ہے۔۔۔۔۔ اس سے شادی کے لیے میں نہ آج تیار ہوں نہ کل ہوں " گا۔۔۔۔۔ یہ بات آپ سب جتنی جلدی ہو سکے سمجھ جائیں "۔۔۔۔۔ بات مکمل کر کے وہ سیدھا ہوا۔۔۔۔۔ سیب اٹھایا۔۔۔۔۔ اور بے نیازی سے چلا گیا۔۔۔۔۔

ماہ نور نے میز پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔ اسکا چہرہ سرخ!!... (Howdarehim) "ہاؤڈیر ہم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ افضل نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

وہ مان جائے گا "۔۔۔۔۔



تھے۔۔۔۔۔ اور لڑکیاں آسمانوں میں اڑتی پتنگوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ کے آپس میں اشارے چل رہے تھے۔۔۔۔۔ اور کچھ لڑکے پتنگ کے ساتھ ساتھ ایک آدھ جملہ بھی بلند آواز میں کہہ دیتے۔۔۔۔۔ جس پہ لڑکیاں مسکرا دیتیں۔۔۔۔۔ ماحول سچ میں آج بہت خوشگوار تھا۔۔۔۔۔

کیرت کے گھر کے بڑے صحن میں نیم کے درخت کے نیچے چار

پائی ڈالے دادی بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ امی اور کیرت کچن میں تھیں۔۔۔۔۔ علیزہ آج بھی چھت پہ موبائل میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ پر آج اسکے ہمراہ فرحت بھی تھی۔۔۔۔۔ میں نے سنا ہے آج رات پھوپو آرہی ہیں"۔۔۔۔۔ آسمان پہ اڑتی پتنگ کو دیکھتے " فرحت بولی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ نے موبائل سے نظر اٹھا کر اپنی لون کے سر مئی پر نڈسٹوٹ میں ملبوس بہن کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس نے بالوں کی چٹا بنا کر کا ندھے پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور اسکی آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔۔۔۔۔) ہونہہ شکل نہ ہو گیا سلمان خان ہو گیا۔۔۔۔۔ یہ بھی اسکے لیے خواب دیکھتی ہے (علیزہ نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ اب اسے شکل اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔ پر پہلے بہت لگتا تھا۔۔۔۔۔ اچھا بھی اپنا بھی۔۔۔۔۔ اب سارا مسئلہ یہ ہی تھا کہ انکا ایک ہی کزن تھا۔۔۔۔۔ اگر تین چار

ہوتے تو یوں فساد نہ ہوتے جو ان بہنوں میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پر خیر اب تو علیزہ نے  
شکیل پہ لعنت بھیج دی۔۔۔۔۔ اسے "کوئی" مل گیا تھا۔۔۔۔۔

کیوں آرہی ہیں "۔۔۔۔۔؟؟؟ علیزہ نے بے دلی سے پوچھا۔۔۔۔۔ پر فرحت "  
اچھلی۔۔۔۔۔ اور گہری مسکراہٹ سے بولی۔۔۔۔۔

دادی کی باتیں سنی تھیں۔۔۔۔۔ ابو کو کہہ رہی تھیں کہ پھوپوشے کی غرض سے آرہی "  
ہیں"۔۔۔۔۔ علیزہ کو اندازہ تھا اس بات کا اس لیے وہ چونکی نہیں۔۔۔۔۔ سادگی سے  
پوچھا۔۔۔۔۔

تمہارے "۔۔۔۔۔؟؟؟ فرحت کے چہرے کی جوت بجھ گئی۔۔۔۔۔ یہ تو اسے بھی "  
نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔

دعا کرو میرے لیے ہی لے آئیں تم تو جانتی ہو"۔۔۔۔۔ "  
ہاں کہ تم شکیل کو بہت پسند کرتی ہو۔۔۔۔۔ اگر کیرت اپنی کو موت آجائے تو یقیناً شکیل "  
تمہاری محبت کو پہچان لے گا"۔۔۔۔۔

علیٰزہ نے فرحت کی ہر روز کی بات کو دہرایا۔۔۔۔۔ پھر رکی۔۔۔۔۔ موبائل کی سکرین  
بجھائی۔۔۔۔۔ اور منڈیر کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔ فرحت بھی اسکے پاس آکر رک گئی تو علیٰزہ  
نے مصنوعی افسوس سے فرحت کو دیکھا۔۔۔۔۔

پرافسوس اس بات کا ہے کہ کیرت آپنی کو ابھی موت نہیں آرہی۔۔۔۔۔ اور شاید یہ  
موت انہیں شکل سے شادی کے بعد ہی آئے۔۔۔۔۔

اب یہ تو نہ کہو بہن۔۔۔۔۔ اللہ نہ کرے کیرت آپنی کی شادی شکل سے ہو۔۔۔۔۔ میرا  
کیا ہوگا۔۔۔۔۔؟ فرحت کا اب کی بار لہجہ بھی بگھ گیا تھا۔۔۔۔۔ علیٰزہ اسکی حالت سے  
مخبط ہوئی۔۔۔۔۔

تمہاری کہیں اور ہو جائے گی شادی۔۔۔۔۔ علیٰزہ نے دھیرے سے شانے اچکا کر  
کہا۔۔۔۔۔ فرحت نے ناگواری سے اسے گھورا۔۔۔۔۔  
یہ دعانہ کرنا کے شکل سے میری ہی ہو جائے۔۔۔۔۔ علیٰزہ کی آنکھیں حیرت سے  
پھیلیں۔۔۔۔۔

اے بہن ایسا بھی کیا ہے اس دیگچی جیسے پیٹ، اور رنگ برنگے دانتوں والے شکل میں  
جو تم مری جا رہی ہو اس کے لیے۔۔۔۔۔ علیٰزہ نے گندہ سامنہ بنا کر کہا  
تھا۔۔۔۔۔ فرحت نے بھنواچکا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پہلے تو تمہیں وہ مسٹر پرفیکٹ لگتا تھا"۔۔۔۔۔ علیزہ تمسخر سے ہنسی۔۔۔۔۔"

پہلے میری آنکھیں خراب تھیں۔۔۔۔۔ اب پچھلے کچھ دنوں سے گلاب کا عرق ڈال رہی ہوں تو افاقہ۔۔۔۔۔ تم بھی ڈانا شروع کر دو"۔۔۔۔۔ آخری بات اسنے ہنسی دبا کر کہی تھی۔۔۔۔۔ فرحت نے "ہونہہ" کر کے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔

ویسے فرحت شکل سے شادی کا مطلب ہے پھوپو کو چوبس گھنٹے برادشت کرنا۔۔۔۔۔ اور انکی عادت کا تو تمہیں پتہ ہی ہے

کیسی ہے"۔۔۔۔۔

دیکھو علیزہ اگر میری شادی شکل سے ہو گئی تو میں اس "پھوپو" نامی بلا کو تو خود سدھار دوں گی تم بس دعا کرو آج شام کو جو بھی ہو پر میرے حق میں ہو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے لب بھینچ کر سر ناں میں ہلایا۔۔۔۔۔ یعنی تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

نیچے کچن میں کھانا بناتی کیرت بھی نئے خواب بُن رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ کرے پھوپو شادی جلد رکھ لیں تاکہ میں جلدی یہاں سے نکل جاؤں"۔۔۔۔۔ پتہ" نہیں اسے ایسا کیوں لگ رہا تھا کہ پھوپو آرہی ہیں تو کیرت کا ہی رشتہ لا رہی



کر مسکرائی تو وہ بھی جوابی مسکرا دیں۔۔۔۔۔ پر انکی آنکھوں میں کیرت کے لیے کچھ خاص  
تھا نہیں۔۔۔۔۔ یہ بات کیرت جانتی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو بھی اب دکان سے  
آگئے تھے۔۔۔۔۔ اس لیے اب بات کی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔ فرحت کا دل زور زور سے  
دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ پروہ گاہ بگاہ موبائل کو دیکھ رہی  
تھی۔۔۔۔۔ اسے کسی سے سر و کار نہیں تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو دادی کے ساتھ بیٹھے  
تھے انہیں دادی نے سب سمجھا دیا تھا کہ ہاں ہی کرنی ہے۔۔۔۔۔ پھوپو نے ہنکارا  
بھرا۔۔۔۔۔

ویسے امی نے آپ کو بتا ہی دیا ہوگا کہ میں کس غرض سے یہاں آئی ہوں تو اب میں سوچ "  
رہی ہوں وہ بات میں اپنے منہ سے بھی آپ کے سامنے کر دوں پھر آپ مجھے فیصلہ سنا  
دیکھئے گا"۔۔۔۔۔ پھوپو بے نیازی سے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ انور نے سر کو جنبش  
دی۔۔۔۔۔ دادی نے ایک ناگوار نظر کیرت پہ ڈالی۔۔۔۔۔ پھر پھوپو کو دیکھنے  
لگیں۔۔۔۔۔ کمرے میں کچھ دیر سناٹا چھایا رہا۔۔۔۔۔ اگلے ہی لمحے کیرت کو پھوپو کے لب  
ہلتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ جو مسکرا کر فرحت کی جانب دیکھ کر کچھ بولی تھیں۔۔۔۔۔ جس  
سے فرحت شرمناک کمرے سے فرار ہو گئی۔۔۔۔۔ اور کیرت وہیں کی وہیں پتھر بن کر رہ

گئی۔۔۔۔ ایک جملہ جو فرحت کے جانے کے بعد کیرت کو چوٹ پہنچا گیا تھا وہ تھا پھوپو کا یہ کہنا

شکیل تو بہت پسند کرتا ہے فرحت کو بہت دنوں سے اصرار کر رہا تھا رشتے بجانے " کا۔۔۔۔۔ کیرت لڑکھڑاسی گئی اسنے

سنسنہلنے کے لیے دروازہ تھا۔۔۔۔ پھوپو کی بات پہ دادی بہت خوش ہوئیں۔۔۔۔ علیزہ بھی چونک کر مسکرائی تھی پھر اٹھ کر باہر فرحت کے پاس چلی گئی۔۔۔۔ کیرت سے وہاں مزید کھڑانہ ہو گیا۔۔۔۔ وہ خود کو سنبھالتی بڑی مشکل سے اپنے کمرے میں آئی۔۔۔۔ فرحت باہر صحن میں ہو امیں بانہیں پھیلا کر اسے گھومتی نظر آئی علیزہ بھی اسکے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔ فرحت خوش تھی۔۔۔۔ اور کیرت۔۔۔۔؟؟؟ یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔۔؟ اسے تو لگا تھا شکیل اسے پسند کرتا ہے پھر۔۔۔۔؟ کیرت بھاری قدموں سے چلتی بیڈ پہ بے جان سی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔۔ زندگی کی بساط پہ کیرت کا دوسری بار مہرہ بہت بری طرح پٹ کر واپس آیا تھا۔۔۔۔ اور وہ مہرہ تھا۔۔۔۔۔ دل۔۔۔۔۔ دھڑکنیں سست ہو گئیں۔۔۔۔۔ کمرے کا اندھیرا بڑھ گیا۔۔۔۔۔ وقت پیچھے تین سال پیچھے چلا گیا۔۔۔۔۔

یہ وہ وقت تھا جب کیرت کمپنی میں ریسیپشنسٹ تھی۔۔۔۔۔ اور وہاں اسی کمپنی میں اسکا ایک کولیگ ارسلان تھا۔۔۔۔۔ کمزور تیل لگے بالوں کی بیچ کی مانگ نکال کر انہیں احتیاط سے وہ سر پہ جمائے رکھتا تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں پہ نظر کا چشمہ تھا۔۔۔۔۔ کلین شیواور دہتی رنگت کا وہ عام سامر د تھا۔۔۔۔۔ جو کیرت سے اکثر بات کر لیتا تھا۔۔۔۔۔ لنج بھی ساتھ کر لیتا۔۔۔۔۔ حال چال پوچھ لیتا۔۔۔۔۔ کیرت کے تھک جانے پہ وہ کیرت کا کام بھی کر دیتا تھا۔۔۔۔۔ پورا اسٹاف ان پہ نظر رکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔ پھر ایک دن کیرت کی دوسری کولیگ نے اسکے کان میں کہا۔۔۔۔۔ "مجھے لگتا ہے ارسلان تمہیں پسند کرتا ہے"۔۔۔۔۔ اس دن کے بعد کیرت کو بھی یہی لگنے لگا۔۔۔۔۔ کہ ہاں شاید ارسلان اسے پسند کرتا۔۔۔۔۔ یہ سوچ کر اسے بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔۔ یعنی کیرت کو

بھی کوئی پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔؟ کیرت بھی کسی کی پسند بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔۔۔۔۔؟؟ یہ سوچ کر کیرت کے پیر زمین پہ نہ ٹکے وہ اڑنے لگی۔۔۔۔۔ اسے سب اچھا اچھا لگنے لگا۔۔۔۔۔ گھر میں چپ چپ رہتی۔۔۔۔۔ ارسلان کے سامنے چپ نہ رہتی۔۔۔۔۔ خوب بولتی۔۔۔۔۔ پھر ایک دن کیرت خود سے ہی چپ ہو گئی۔۔۔۔۔ جب وہ ریسیپشن پہ کھڑی تھی اور ارسلان نے پر جوش لہجے میں اسے ایک کارڈ دیا اور کہا۔۔۔۔۔

میری شادی طے ہو گئی ہے "۔۔۔۔۔ اس دن دل مرہ اپنی جگہ پٹ کر واپس آیا "۔۔۔۔۔ کیرت کو بہت دکھ ہوا۔۔۔۔۔ کچھ عرصہ یہ دکھ ساتھ رہا۔۔۔۔۔ کیرت نے جاب چھوڑ دی۔۔۔۔۔ ارسلان کا سامنا اس سے نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔ وقت لگا پر کیرت نے یہ بات سمجھ لی کہ ارسلان نے کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ کیرت کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ سب تو کیرت کی خود کی سوچ تھی۔۔۔۔۔ یا شاید خواہش کہ کوئی اسے بھی پسند کرے۔۔۔۔۔ کوئی تو کرے۔۔۔۔۔ چاہے تھوڑا سا کر لے ہمدردی میں کر لے۔۔۔۔۔ پر کر لے۔۔۔۔۔ جو چیزیں ہمیں گھر سے نہ ملیں ہم وہ باہر ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔۔ ان چیزوں میں سب سے زیادہ ضروری چیز محبت اور اپنائیت ہے۔۔۔۔۔ یہ نہ ملے تو انسان خود ترسی کا شکار ہو جاتا ہے جیسے کیرت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ تب اور اب پھر۔۔۔۔۔

کیرت کو محسوس ہوا کہ اسکی آنکھوں سے کچھ گر رہا ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے دامن پہ گرتے پانی کو انگلی سے چھوا۔۔۔۔۔ یہ آنسو تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی آنکھوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔۔۔ وہ رورہی ہے۔۔۔۔۔ پر کیوں۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے خود سے سوال کیا۔۔۔۔۔

کیونکہ تم نے غلط انسان پہ اعتبار کیا "۔۔۔۔۔ کمرے میں پھیلا اندھیرے میں بھی " کیرت کو اپنا سایہ دکھائی دینے لگا جو

افسوس سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم غلط انسان پہ بھروسہ کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اسکے خواب نہ سجاؤ، یہ لوگ " تمہارے ساتھ کبھی بھلائی نہیں کریں گے "۔۔۔۔۔ سایہ دکھ سے بول رہا تھا کیرت نے بھگی پلکیں اٹھا کر اپنے سایے کو دیکھا۔۔۔۔۔

پروہ مجھے پسند کرتا تھا "۔۔۔۔۔ کیرت نے لرزتے ہونٹوں سے کہا۔۔۔۔۔ اسکا انداز ایسا

تھا جیسے پوچھ رہی ہو کیا سچ میں وہ مجھے پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔؟؟

کیا کبھی اس نے یہ کہا تھا کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے "۔۔۔۔۔؟؟

وہ پارک میں کہہ رہا تھا کہ وہ پھوپھو کو رشتے کے لیے بھیجے گا "۔۔۔۔۔

یہ کہا تھا کہ تمہارے رشتے کے لیے بھیجے گا "۔۔۔۔۔؟؟ سایے کے اس سوال نے

کیرت کا منہ سی دیا۔۔۔۔۔ ذہن میں شکل سے اب تک کی ساری ملاقاتیں اور باتیں

ایک فلم کی طرح چلنے لگیں۔۔۔۔۔ جب فلم ختم ہوئی تو کیرت کو احساس ہوا کہ شکل نے

تو کبھی کہا ہی نہیں کہ وہ کیرت کو "پسند" کرتا ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے کرب سے

آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ سایہ آزر دگی سے کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آہستہ

آہستہ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

اب میں کیا کروں "۔۔۔۔۔؟؟ اس نے اپنے سایے سے سوال کیا۔۔۔۔۔

خود ترسی کا شکار ہونا چھوڑ دو۔۔۔۔۔ تم کیوں چاہتی ہو کہ کوئی تمہیں پسند کرے۔۔۔۔۔ کیا؟  
 تم خود کے لیے کافی نہیں ہو۔۔۔۔۔ کیا؟ تم خود سے محبت کیوں نہیں کرتیں۔۔۔۔۔  
 سایے کی باتیں کیرت دم سادھے سن رہی تھی۔۔۔۔۔  
 تم خود سے محبت کرو کیرت۔۔۔۔۔ چپ کر کے ان لوگوں کی باتیں نہ سنا کرو۔۔۔۔۔ جو  
 دل میں آئے بول دیا کرو۔۔۔۔۔ تمہارے

چپ رہنے سے یہ لوگ تمہیں پسند کرنے لگے ہیں۔۔۔۔۔ جانوروں کی طرح تم پورے  
 گھر کا کام کرتی ہو تمہارا کام تمہیں ان سب کی محبت دلا سکا۔۔۔۔۔ تو قف دے کر  
 کیرت سے سوال کیا پر کیرت چپ رہی۔۔۔۔۔ سایہ پھر بولنے لگا۔۔۔۔۔ کمرے کا اندھیرا  
 ویسا ہی تھا۔۔۔۔۔ خوابناک۔۔۔۔۔

نہیں نا۔۔۔۔۔ تو پھر کیوں یہ کوششیں کرتی رہتی ہو۔۔۔۔۔ خود سے محبت کرنا  
 سیکھو۔۔۔۔۔ انسان کو کوئی پسند کرے نہ کرے۔۔۔۔۔ اسے "خود" کو خود پسند کرنا آنا  
 چاہیے۔۔۔۔۔ سایہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت بے حس و حرکت بیٹھی  
 رہی۔۔۔۔۔ آنکھوں کی نمی خشک ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کمرے کا اندھیرا پھٹ  
 گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے ابھی اپنے پلو سے آنکھیں صاف ہی کی تھیں کہ کمرے کی لائٹ

جل گئی۔۔۔۔۔ خشک سپاٹ آنکھوں سے اسنے سامنے دیکھا تو فرحت اور علیزہ معنی خیز مسکراتی آرہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ اسے پتہ تھا اب یہ دونوں اسے جلائیں گی۔۔۔۔۔ ایسی باتیں کریں گی جن سے روح تار تار ہو جائے۔۔۔۔۔ پھوپھو شاید جا چکی تھیں۔۔۔۔۔ بڑے کمرے سے آوازیں آنا بند ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

فرحت اور علیزہ چل کر کیرت کے عین سر پہ آکر رک گئیں۔۔۔۔۔  
آپ رو رہی ہیں"۔۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے ہمدردی سے پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے ان پہ سے " نظریں ہٹالیں۔۔۔۔۔ فرحت جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

ہاں روئی ہیں تبھی تو ناک سرخ ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اور غور کرو پلکیں بھی آپس میں ملی ہوئی ہیں جیسے رونے کے بعد ملتی ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں گھما کر ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

تم لوگ جاؤ میں نے تمہارے منہ نہیں لگنا"۔۔۔۔۔ فرحت کو کیرت کی یہ بات بری لگی۔۔۔۔۔

ہاں ہم تو جیسے مرے جا رہے ہیں آپ کے منہ لگنے کے لیے"۔۔۔۔۔

تو پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے "۔۔۔۔۔ یہ پہلی بد کلامی تھی جو کیرت نے اپنی چھوٹی بہنوں "

سے کی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ ہنسی

دبائی۔۔۔۔۔ یعنی کیرت جل رہی ہے۔۔۔۔۔ اب وہ بظاہر شانت رہیں گی۔۔۔۔۔ فرحت  
قدم اٹھاتی کمرے میں ٹہلنے لگی۔۔۔۔۔

ویسے برا تو لگ رہا ہو گا آپکو شکل سے محبت کی پینگے آپ نے ڈالیں۔۔۔۔۔ اور ان پہ "

جھولوں گی میں "۔۔۔۔۔ ویسے کبھی شکل نے آپ سے محبت کا اظہار کیا

تھا "۔۔۔۔۔ وہ دپچسی سے دیکھتی دوبارہ کیرت کے سامنے آ کر رک گئی۔۔۔۔۔ کیرت

سپاٹ چہرے سے کھڑی ہو کر کمرے سے جانے لگی جیسے اسنے سنا ہی نہیں

کچھ۔۔۔۔۔ علیزہ نے ہنسی دبائی اور آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کہ کچھ اور بھی

کہو۔۔۔۔۔ فرحت نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ اور کیرت کے عقب سے

بولی۔۔۔۔۔

دو چار دنوں میں منگنی کی رسم ہوگی کوئی دعا دے جاؤ اپنی چھوٹی بہن کو "۔۔۔۔۔ فرحت "

نے ہونٹ کا کنارہ ادا نتوں میں دبا کر لہجے کو معصوم بنا کر کہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت دروازے پہ

رک گئی۔۔۔۔۔ پلٹی۔۔۔۔۔ وہ علیزہ کو کچھ بدلی سی لگی۔۔۔۔۔ پر اس نے زیادہ توجہ

نہ دی۔۔۔۔۔ اور فرحت تو ویسے ہی رشتے ہونے کے نشے میں چور تھی۔۔۔۔۔ فرحت  
 قدم بھرتی کیرت کے پاس آئی۔۔۔۔۔

دو نادر دعا آخری میری بڑی ہو آپ"۔۔۔۔۔ کیرت لب بھیج کر اسے دیکھتی رہی پھر"  
 اسکے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔ فرحت کا منہ حیرت سے کھل  
 گیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ ٹھٹک گئی۔۔۔۔۔

اللہ کرے تم دونوں شادی کے بعد مر جاؤ آمین"۔۔۔۔۔ با آواز کیرت بول کر فرحت"  
 کے گلے لگی۔۔۔۔۔ پھر الگ ہو کر بولی

اتنی دعا کافی ہے یا اور دوں"۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ سرد مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔ فرحت شل کھڑی"  
 رہی۔۔۔۔۔ علیزہ نے آکر فرحت کا ہاتھ ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔۔۔۔۔ اور پھر وہ ہائے  
 ہائے کرتی بڑے کمرے میں بھاگی۔۔۔۔۔ اور ایک کی چارجا کر دادی امی اور ابو کے  
 سامنے لگائیں۔۔۔۔۔

میں کمرے میں گئی تو مجھے دیکھ کر آپنی نے کہا اللہ کرے تم دونوں مر جاؤ۔۔۔۔۔ شادی"  
 کے دن شکل کی بارات لاتے ایک سیڈنٹ میں موت ہو جائے اور تم یہ خبر سن کر صدمے

سے مر جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ چیخ چیخ کر روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ دادی نے یہ سن کر دو ہتھڑے سینے پہ مارے۔۔۔۔۔

ہائے اللہ۔۔۔۔۔ کیا بک دیا اس چھنال [بے حیا (نے کہاں ہے وہ پلپلی) کتے کی "بچی" (۔۔۔۔۔؟؟ دادی دانت پیس کر چلائیں۔۔۔۔۔ تبھی کیرت پر سکون چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکے امی ابو بے یقینی کے عالم میں کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ پر یہ بے یقینی زبان سے ظاہر نہ کی۔۔۔۔۔ یہ نہ کہا کہ کیرت ایسا کہہ ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔ کیرت نے پہلے امی ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔ انکی خاموشی سے اسے دکھ ہوا۔۔۔۔۔ پر وہ دادی کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔ جن کے کاندھے سے سر ٹکا کر فرحت ہائے اللہ"۔۔۔۔۔ کرتی رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکا دکھ اتنا تھا کہ علیہ کی آنکھیں بھی نم" ہو گئیں۔۔۔۔۔ کیرت کو ان ڈراموں پہ حیرت نہ ہوئی۔۔۔۔۔ وہ دادی سے بولی۔۔۔۔۔ وہ چھنال [بے حیا (اور پلپلی) کتے کی بچی (یہاں ہے۔۔۔۔۔ کہیں کیا کہنا چاہتی ہیں "آپ"۔۔۔۔۔؟؟ پر سکون لہجے سے وہ بولی تو کچھ پل کے لیے کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ دادی نے آنکھیں سکڑ کر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ کیا یہ سچ میں کیرت ہی

ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ جب انہیں یقین آ گیا تو سرخ چہرے سے دھاڑیں۔۔۔۔۔

کیا بجواس کی "۔۔۔۔۔ انکی بات کیرت نے کاٹ دی۔۔۔۔۔"

وہی بجواس کی جو اس نے آکر آپ کو سنادی میری یہ دل سے خواہش ہے اس "

سپولی) سانپ کی بچی (کی شادی اس سانپ سے ہی ہو جائے یہ دونوں زہریلے ساتھ ہی

اچھے لگیں گے "۔۔۔۔۔ دادی کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔ کیرت کی امی بے ساختہ کھڑی

ہو گئیں۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کو شانے سے پکڑ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ ہاں یہ کیرت

ہی ہے۔۔۔۔۔ پر یہ بول کیسے رہی ہے۔۔۔۔۔؟؟ کیرت تو ہر بات چپ کر کے برداشت

کر جاتی تھی پھر آج۔۔۔۔۔؟؟؟ فرحت رونا بھول گئی۔۔۔۔۔ علیہ کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔۔۔۔۔ اور دادی۔۔۔۔۔ وہ تو بھول ہی گئیں کیا کہیں۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے جب

سب کو خاموش دیکھا۔۔۔۔۔ تو کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ پیچھے سب سکتے میں بیٹھے رہ

گئے۔۔۔۔۔ کیرت اپنے کمرے میں آکر چت لیٹ گئی۔۔۔۔۔ کمرے کی لائٹ اس

نے بند کر دی تھی۔۔۔۔۔ سایہ پھر سے آگیا تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار وہ کچھ بولا نہیں تھا بس

خاموش کھڑا کیرت کو دیکھ کر مسکراتا رہا۔۔۔۔۔ کیرت کو بولنا آگیا۔۔۔۔۔ اپنے

لیے۔۔۔۔۔ باہر صحن میں نیم کے پتے اب زیادہ شور مچا رہے تھے۔۔۔۔۔ ہوانے

زور پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔ گہری رات خاموش تھی۔۔۔۔۔





تھے۔۔۔۔۔ ڈالیوں پہ چڑیا نہیں چھپا رہی تھیں۔۔۔۔۔ صحن میں دھوپ صبح ہی پھیل جاتی تھی۔۔۔۔۔ گھر کے مکین اٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ سوائے کیرت کے وہ ابھی تک کمرے میں تھی۔۔۔۔۔ اور سو رہی تھی۔۔۔۔۔ آج اسے کسی چیز کی فکر نہیں تھی۔۔۔۔۔ یہ ڈر نہیں تھا کہ صبح چھ بجے نہ اٹھی تو دادی کو چائے رس دینے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔ ناشتہ نہ بنا تو علیزہ اور فرحت کالج نہیں جاسکیں گی۔۔۔۔۔ ابو کو دکان سے دیر ہو جائے گی۔۔۔۔۔ بیچاری امی اکیلے کیا کیا کریں گی۔۔۔۔۔؟ آج کیرت کو کسی کی پروا نہیں تھی۔۔۔۔۔ یوں لگتا تھا وہ رات ہی سارے بوجھ دل سے اتار چکی تھی۔۔۔۔۔ پوری رات وہ خود سے سوال کرتی رہی تھی کہ کیا وہ خود سے محبت نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔؟ کیوں وہ خود کو پسند کروانا چاہتی ہے۔۔۔۔۔؟ کیوں چاہتی ہے لوگ اس پہ ایک محبت بھری نظر ڈالیں۔۔۔۔۔؟ کیا کیرت یہ سب خود سے خود کے ساتھ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔؟ کیرت کو خود سے محبت ہوگی تو وہی باقیوں کی محبت اسکے قریب آئے گی۔۔۔۔۔ اور اب کیرت خود سے محبت کیا کرے گی۔۔۔۔۔ کسی کے پیچھے۔۔۔۔۔ یا کسی کے لیے جان نہیں جلائے گی۔۔۔۔۔ اپنا آپ پس پشت نہیں

ڈالے گی۔۔۔۔۔ اسے دکھ ہے تشکیل کی بے وفائی کا۔۔۔۔۔ پر وہ یہ بات تشکیل پہ  
 ، ثابت کر دے گی کہ اسکے چھوڑ دینے، دھوکا دینے سے کیرت ٹوٹی نہیں، وہ بکھری نہیں  
 بلکہ وہ سنبھل گئی۔۔۔۔۔ اسے کسی تشکیل کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ بلکہ۔۔۔۔۔ بلکہ  
 اسے اپنی تکمیل کے لیے کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ خود کے لیے آج سے  
 خود ہی کافی ہوگی۔۔۔۔۔

وہ پوری رات اسی جدوجہد میں لگی رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنے ایک ایک سوال کا جواب سوچتی  
 رہی تھی۔۔۔۔۔ اور اسے اپنے ہر سوال کا جواب مل بھی گیا تھا۔۔۔۔۔ اور جہاں تک  
 تشکیل کی بات ہے۔۔۔۔۔ وہ جیسے ارسلان کو بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ ویسے ہی تشکیل کو بھی  
 بھول جائے گی۔۔۔۔۔ کیونکہ شاید انکے درمیان محبت کا رشتہ تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔ اگر ہوتا  
 تو یقیناً وہ رات ہی پاگل ہو جاتی۔۔۔۔۔ محبت مل جانے پہ انسان اگر خوش ہوتا ہے تو اس  
 کے پنچھڑ جانے پہ وہ یقیناً پاگل ہو جاتا ہوگا۔۔۔۔۔ اور اگر پاگل نہیں بھی ہوتا ہوگا تو دل  
 ایک بار تو ضرور خالی ہوتا ہوگا۔۔۔۔۔ ہر چیز سے اچاٹ۔۔۔۔۔ ایسا کہ خود کا بھی ہوش نہ  
 رہے۔۔۔۔۔ پر کیرت کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ اسے دھچکا لگا  
 تھا۔۔۔۔۔ بس ایک دھچکا۔۔۔۔۔ اور دھچکے اور دھکے انسان کو بے شک گرا دیتے  
 ہوں۔۔۔۔۔ پر توڑ نہیں پاتے۔۔۔۔۔ ان سے دوبارہ چلنے، بھاگنے اور سب سے آگے

منکل جانے کا حوصلہ چھینتے نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ وہ حوصلہ بھر دیتے ہیں کہ گرانے والے سے آگے نکلا جائے۔۔۔۔۔ اسے دکھایا جائے۔۔۔۔۔ کسی کو گرانے سے کوئی جیت نہیں جاتا۔۔۔۔۔ کیرت بھی بس گرمی تھی۔۔۔۔۔ اور اب وہ کپڑے جھاڑتی کھڑی ہوگی۔۔۔۔۔ اور اس گرد کے ساتھ اپنی ساری احساس کمتری بھی جھاڑ دے گی۔۔۔۔۔ اپنا آپ بالکل صاف

ستھرا کر لے گی۔۔۔۔۔

کیرت کے سو کر نہ اٹھنے پہ دادی نے واویلا سا مچایا جو امی اور ابو نے ٹوک کر ختم کر دیا۔۔۔۔۔ بس کروا ماں اسے کچھ مت کہو"۔۔۔۔۔ یہ پہلی بار تھا کہ انور اپنی بڑی بیٹی کے حق میں بولے تھے۔۔۔۔۔ دادی حیران ہوئیں۔۔۔۔۔

ارے بھنیا میں نے ایسا کیا بول دیا جو رات سے بس مجھے ہی کھانے کو دوڑیں " ہیں"۔۔۔۔۔؟؟؟ انور زچ ہوئے۔۔۔۔۔

آپ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ جو کیا ہے ہم سب نے کیا ہے۔۔۔۔۔ مجھے پہلے کیرت کی کرنی چاہیے تھی۔ عمر کیرت کی بڑھ رہی ہے فرحت ابھی چھوٹی ہے"۔۔۔۔۔ دادی اپنے بیٹے کے قدم پیچھے اٹھتے دیکھ ایک دم سے دل گئیں۔۔۔۔۔

ارے۔۔۔۔۔ اب ایسا بھی نہ ہے۔۔۔۔۔ اب شکل کو فرحت پسند ہے تو"  
 کیا کریں۔۔۔؟ رضیہ نے تو بس شکل کے دل کی بات آکر بتائی۔۔۔۔۔ دادی کی باقی  
 کی بات دادی کے منہ میں رہ گئی۔۔۔۔۔ انور تخت سے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ دکان کے  
 لیے وہ تیار تھے۔۔۔۔۔ بھوک مر گئی تھی۔۔۔۔۔ پریشانی سے۔۔۔۔۔ اپنی کیرت کی  
 پریشانی انہیں پہلی بار ستانے لگی تھی۔۔۔۔۔ امی بھی پوری رات چھپ چھپ کے روتی  
 رہی تھیں۔۔۔۔۔ البتہ فرحت اور علیزہ نے رات بھر آنکھیں موندیں لیٹی کیرت کی برائیاں  
 کی تھیں۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے مجھے رضیہ کو منع کر دینا چاہیے کہ وہ کچھ عرصہ صبر کر لے۔۔۔۔۔ پہلے کیرت"  
 کا کہیں ہوگا پھر ہی میں فرحت اور علیزہ کا سوچوں گا۔۔۔۔۔ وہ مضطرب لگتے  
 تھے۔۔۔۔۔ دادی نے دل پہ ہاتھ دھر لیا۔۔۔۔۔ پر یہ وقت کمزور پڑنے کا نہیں تھا اور  
 دادی صاحبہ کب کمزور پڑتی تھیں۔۔۔۔۔؟ فوراً سنبھل کر بولیں۔۔۔۔۔

نہ اب ایسا کچھ نہ کریو۔۔۔۔۔ بھئی اب تیری اس لتری) ادھر کی بات ادھر کرنے والی"  
 عورت (کا کہیں نہ ہوگا تو دوسریوں کو بھی گھر بٹھا کر چیلے سہر کر گا۔۔۔۔۔؟ ہو جاوے گا اس  
 نگوڑی) بد بخت (کا بھی کہیں۔۔۔۔۔ ابھی بس فرحت کا سوچ۔۔۔۔۔ دادی نے تحکم

سے کہا۔۔۔۔۔ انور کچھ بولنے لگے پردادی نے ٹی وی چلا کر اسکی آواز تیز  
 کر لی۔۔۔۔۔ انور بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔۔۔  
 میں دکان جا رہا ہوں "۔۔۔۔۔ بلند آواز میں کہا۔۔۔۔۔ کچن میں ناشتہ بناتی کیرت کی امی "  
 بوکھلا کر کچن کے دروازے میں آئیں۔۔۔۔۔  
 کیوں ناشتہ تو کر لیں "۔۔۔۔۔؟ انور موٹر سائیکل نکال رہے تھے۔۔۔۔۔ تب انہوں نے "  
 گردن ترچھی کر کے نجمہ کو دیکھا۔۔۔۔۔  
 آج دل نہیں کر رہا "۔۔۔۔۔ انلی آواز میں رنج در آیا تھا۔۔۔۔۔ آسمان پہ چھائے ہلکے "  
 بادل انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ہوا سے وہ آگے بڑھتے نظر آرہے  
 تھے۔۔۔۔۔  
 پھر تو دکان پہ دل بھی نہیں لگے گا "۔۔۔۔۔ نجمہ قدم قدم چلتی انکے پاس "  
 آگئیں۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پراٹھوں کو پلٹنے والا چمٹہ تھا جس پہ گھی لگا تھا۔۔۔۔۔ وہ شاید کچن میں  
 پراٹھے بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔ نجمہ جب بالکل انور کے قریب آگئیں تو انور بولے۔۔۔۔۔  
 دل کر رہا ہے آج رک جاؤں "۔۔۔۔۔ "  
 تو رک جائیں "۔۔۔۔۔ انور زخمی سا مسکرائے۔۔۔۔۔ "

آج پہلی بار ڈر لگا رہا ہے کیرت سے۔۔۔۔۔ سوچ رہا ہوں رک کر نظریں کیسے ملاؤں گا " اس سے "۔۔۔۔۔ نجمہ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔

ہم نے اس کے ساتھ نا انصافی کر دی انور "۔۔۔۔۔ انور کے گلے میں بھی آنسوؤں کا گول " اٹک گیا تھا۔۔۔۔۔ آسمان پہ چھائے بادل سورج

کے آگے آگے تھے۔۔۔۔۔ ایک دم سے پورے صحن میں چھایا سی ہو گئی۔۔۔۔۔ ہوا کے جھونکے اب بھلے لگتے تھے۔۔۔۔۔

ہم نے آج ہی نہیں ہمیشہ کیرت کے ساتھ نا انصافی ہی کی ہے۔۔۔۔۔ میں نے جس دن " وہ ہوئی تھی کہا تھا کہ وہ میری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اور پھر اپنی بیٹی کو خود ہی بھلا دیا "۔۔۔۔۔

وہ سوگواریت سے بول رہے تھے۔۔۔۔۔ گلارندھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ نجمہ سے کچھ نہ بولا گیا۔۔۔۔۔ آنسوؤں ٹوٹ کر انکے گالوں پہ پھسل رہے تھے۔۔۔۔۔ اندر کمرے سے نعتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔۔ ساتھ دادی کے پڑھنے کی بھی۔۔۔۔۔ بادل سورج کے آگے ہی تھے۔۔۔۔۔ دھوپ کی تپش نہ تھی اب صحن میں۔۔۔۔۔

انور کچھ دیر خاموش رہے۔۔۔۔۔ پھر گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔



غم بھی بتائیں۔۔۔۔۔ پر علیزہ کو کسی کے غم سے کیا مطلب اسے تو اپنی پڑ  
گئی۔۔۔۔۔ ٹائم کالج کا قریب تھا اور ابھی سب ہی رہتا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے سوچا جا کر  
کیرت کو اٹھائے۔۔۔۔۔ جانے لگی۔۔۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اسے اٹھانے کی سونے دوا سے "۔۔۔۔۔ امی پراٹھے بنا کر"  
کمرے میں لا رہی تھیں علیزہ کو کمرے سے نکلتے دیکھا کر بولی تھیں۔۔۔۔۔  
لو پھر میرے کپڑے کون استری کرے گا"۔۔۔۔۔ "وہ جھنجھلائی سی"  
بولی۔۔۔۔۔ فرحت بھی اسکے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ چہرہ دھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بال  
گیلے اسکے ماتھے پہ چپکے ہوئے تھے۔۔۔۔۔  
وہ تم دونوں کی نوکر نہیں ہے اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈال لو"۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر  
آواز کو بلند کیا۔۔۔۔۔

اب تم دونوں بچی نہیں ہو۔۔۔۔۔ شادیاں ہونے والی ہیں تو کام بھی آنے چاہیے"  
نا۔۔۔۔۔ صحیح کہہ رہی ہوں نامیں اماں"۔۔۔۔۔ "آخر میں جسے یہ بات سنائی جا رہی تھی  
اسے مخاطب بھی کر لیا۔۔۔۔۔ پردادی نے گندا سامنہ بنایا اور بڑبڑاتی رہیں۔۔۔۔۔ علیزہ اور  
فرحت کے چہرے غصے سے دھبے لگے۔۔۔۔۔

ہاں اس ماہ رانی کو سر پہ چڑھالیں۔۔۔۔۔ رات کو دیکھا نہیں کیا بول رہی تھی۔۔۔۔۔" فرحت ساری تمیز بلائے طاق رکھ کے بولی علیزہ نے بھی تائیدی گردن ہلائی۔۔۔۔۔ جس کے دل پہ لگے نہ اسے درد بھی ہوتا۔۔۔۔۔ اور جسے درد ہوتا ہے وہ چیختا بھی ہے۔۔۔۔۔ رات کو اس نے صحیح کیا جو کیا۔۔۔۔۔ زہرا گل دیا۔۔۔۔۔ تم دونوں کی طرح دل میں نہیں بھرا۔۔۔۔۔ بلکہ تم دونوں تو بھرتی بھی ہو اور اگلتی بھی ہو۔۔۔۔۔ امی نے آنکھوں

ہی آنکھوں میں دونوں کو لعنت بھی دے دی۔۔۔۔۔ اور پراٹھے لے کر کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ ٹکڑ ٹکڑ دیکھتی رہ گئیں۔۔۔۔۔ یہ سب کو کیا ہو گیا۔۔۔۔۔؟؟ بات بات پہ بے عزتی۔۔۔۔۔؟؟ ان دونوں کو یقین سا نہ آیا۔۔۔۔۔ پھر سنبھلیں۔۔۔۔۔ فرحت نے علیزہ کو اندر بڑھتے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ یقیناً اپنے کپڑے استری کرنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ آج اسے کالج کسی بھی صورت جانا تھا۔۔۔۔۔ اسنے اپنی دوستوں سے ایک بات شیئر کرنی تھی۔۔۔۔۔

علیزہ میرا بھی کر دینا۔۔۔۔۔ فرحت دو منٹ بعد اپنا یونیفارم لے کر استری اسٹینڈ کے پاس آگئی۔۔۔۔۔ علیزہ نے کہا جانے والی نظروں سے فرحت کو دیکھا۔۔۔۔۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے کیا ضرورت تھی اتنی بکواس کرنے کی آپنی کے " سامنے"۔۔۔۔۔؟؟ فرحت کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ آپنی"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے دونوں بھنویں اچکا کر کھینچ کر آپنی لفظ " بولا۔۔۔۔۔ علیزہ نے ناک پھلا کر اسے گھورا۔۔۔۔۔

ہاں کیا ضرورت تھی ایک کی چار لگانے کی تمہاری وجہ سے اب مجھے کالج سے دیر ہو جائے " گی"۔۔۔۔۔ علیزہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔ اسنے گھڑی کو دیکھا پھر جلدی جلدی استری دوپٹے پہ پھیرنے لگی۔۔۔۔۔ پھر رک کر فرحت کو دیکھا۔۔۔۔۔

یہ اپنا کفن یہاں سے لے جاؤ میں نہیں کروں گی استری و ستری"۔۔۔۔۔ فرحت کے تو " سر پہ لگی اور تلووں پہ بجھی۔۔۔۔۔

آئے ہائے"۔۔۔۔۔ فرحت نے ہاتھ کمرے پہ جمالیے۔۔۔۔۔ دادی اس وقت ناشتہ " کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور امی کچن سمیٹ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ٹی وی کی آواز اب ہلکی تھی تو دادی کی سماعت سے فرحت

کی آواز ٹکرائی انہوں نے ناشتہ چھوڑ کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ جو لڑنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔ فرحت جلے بھنے لہجے سے چلا رہی تھی۔۔۔۔۔

کفن پہنو تم۔۔۔ میں کیوں پہنو۔۔۔؟ نہیں کرنا تو مت کرو۔۔۔ پر یہ بکواس کس لیے کر رہی ہو"۔۔۔؟؟؟ علیزہ نے دانت پیس کر فرحت کو دیکھا۔۔۔ جس کے چہرے کے زاویے بدل گئے تھے۔۔۔ علیزہ نے استری کا بٹن بند کیا۔۔۔ استری پٹھی اور فرحت کی طرف گھومی۔۔۔

میں بکواس کر رہی ہوں یا تم میرا دماغ چاٹ رہی ہو۔۔۔؟؟ اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ "یہ اپنے ملبوسات اٹھا کر میرے سر پہ ناچنے آ جاؤ کہ استری کر دو۔۔۔ تمہارے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔۔۔ خود کر مر لو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے کہہ کر اپنا یونیفارم اٹھایا۔۔۔۔۔ دادی نے انکی لڑائی میں مداخلت کی۔۔۔۔۔

اے کیوں لڑو ہو"۔۔۔؟؟ پر ان دونوں نے ہی ان سنی کر دی۔۔۔۔۔

چل چل بکواس نہ کر۔۔۔ منخوس کہیں کی"۔۔۔۔۔ علیزہ کی پشت کی طرف اشارہ کرے فرحت نے کہا۔۔۔۔۔ علیزہ وہیں رک گئی۔۔۔۔۔ انگارہ آنکھوں سے پلٹی۔۔۔۔۔

تو ہی ہوگی منخوس۔۔۔۔۔ شکل دیکھ اپنی۔۔۔۔۔ صحیح کہہ رہی تھیں آپنی۔۔۔۔۔ سپولی ہے تو پوری۔۔۔۔۔ زہریلی ناگن۔۔۔۔۔ جسے ڈسنے اور بکنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا"۔۔۔۔۔ علیزہ کی ساری باتوں میں فرحت بار بار بس یہ ہی کہتی رہی "بھونک بھونک



کیرت دس بجے اٹھی۔۔۔ اٹھتے ہی اسے نے اپنے کمرے میں طائرانہ نظریں  
 دوڑائیں۔۔۔۔۔ پھر گھڑی پہ اسکی نظر رک گئی۔۔۔۔۔ دس بجے دیکھ وہ پھدک کر بیڈ سے  
 اٹھی۔۔۔۔۔ دوپٹے گلے میں ڈالا۔۔۔۔۔ بھاگ کر کمرے سے نکلی۔۔۔۔۔ اور بڑے کمرے  
 میں آئی۔۔۔۔۔ وہاں امی سبزی بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور دادی مارنگ شو دیکھ رہی  
 تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے اطراف میں دیکھا۔۔۔۔۔ گھر صاف تھا۔۔۔۔۔ یعنی صفائی امی نے  
 کر لی۔۔۔۔۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اندر آئی۔۔۔۔۔ اسے افسوس ہوا۔۔۔۔۔ کہ وہ جلدی  
 نہ اٹھی امی نے سارا کام اکیلے کیا۔۔۔۔۔ امی نے اسے اندر آتے دیکھا لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ  
 اسے دیکھ کر مسکرائیں۔۔۔۔۔ کیرت کے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔ اسنے بے  
 ساختہ اپنی آنکھیں مسلیں۔۔۔۔۔ کیا یہ سچ میں امی ہی ہیں

جو اسے دیکھ کر اتنا شفیق مسکرا رہی ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ اسے ابھی امی کی مسکراہٹ پہ یقین نہیں  
 آیا تھا کہ انہوں نے کیرت پہ ایک اور بم پھوڑ دیا۔۔۔۔۔  
 کیرت بیٹا ناشتہ بنا دیا ہے میں نے تم منہ ہاتھ دھو لو میں ایک بار دوبارہ گرم کر کے لادیتی  
 ہوں۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ اسنے اپنی حالت پہ  
 قابو کیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ بولتی کہ دادی صبح کی جلی ہوئی ایک دم پھنکاری۔۔۔۔۔

اٹھ گئی پھلاوے۔۔۔۔؟ نہ موت پڑنی۔۔۔۔ آج کیوں اتنی دیر تک مری رہی۔۔۔؟"

کام کے لیے تیرے باپ نے نوکر چھوڑے ہوئے ہیں جو مردوں کی طرح پڑی رہی دن چڑھے تک۔۔۔۔؟ کیرت نے ایک سپاٹ نظر دادی پہ ڈالی۔۔۔۔ دادی کی اچانک سے بولتی بند ہو گئی۔۔۔۔ البتہ امی بولیں۔۔۔۔

اگر یہ دیر سے اٹھی ہے تو کیا ہو۔۔۔؟ اس کے ابو کہہ کر گئے تھے کہ کیرت جب تک خود سے نہ اٹھا کسی نے نہیں اٹھانا۔۔۔۔ کیرت نے چونک کر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔ جو سنجیدگی سے دادی سے مخاطب تھیں۔۔۔۔

ہاں ہاں چڑھاؤ سراسر پچھل پیری کو۔۔۔۔ دادی نے کیرت کو دیکھ کر زہر خند لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

دو کو آپ نے چڑھایا۔۔۔۔ ایک کو اب انور چڑھا رہے ہیں تو اس میں غلط کیا ہے۔۔۔۔؟ امی دادی سے نظر ہٹا کر ساکت کھڑی کیرت کی طرف آئیں۔۔۔۔ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

منہ ہاتھ دھولو۔۔۔۔ ناشتہ لا رہی ہوں۔۔۔۔ کیرت کو اپنی امی کی آنکھوں میں نمی چمکتی نظر آئی۔۔۔۔ پروہ پوچھ نہ پائی اس مہربانی اور نمی کی وجہ۔۔۔۔ وہ بس سر ہلا کر منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔۔۔۔ منہ ہاتھ دھو کر اسنے خود کو بغور شیشے

میں دیکھا۔۔۔۔۔ اپنی کمریاں ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔ جو اسے خود میں کم لگے گا آج سے کیرت اسے پورا کرے گی۔۔۔۔۔ بڑی بڑی بھوری غزالی آنکھوں والی کیرت کے نین نقش معمولی تھے۔۔۔۔۔ خاص تو اس گھر میں کسی کے بھی نہیں تھے۔۔۔۔۔ اس میں اور اسکی بہنوں میں رنگ کر فرق تھا بس۔۔۔۔۔ کیرت کا رنگ دبتا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ علیزہ اور فرحت کا صاف تھا جس سے انکے نقوش زیادہ اچھے لگتے تھے۔۔۔۔۔ اور وہ دونوں بہت کچھ لگتا بھی رہتی تھیں۔۔۔۔۔ خود پہ توجہ بھی دیتی تھیں۔۔۔۔۔ پر کیرت ایسا کچھ نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔ وہ دوسروں پہ توجہ دیتی تھی۔۔۔۔۔ تاکہ اسے توجہ ملے۔۔۔۔۔ پر ایسا کہا ہونا تھا۔۔۔۔۔ نہ ہوا۔۔۔۔۔ اور اب کیرت نے اس اپنے رنگ کا کچھ کرنا تھا۔۔۔۔۔ کیرت میں ایک چیز اور کم تھی۔۔۔۔۔ وہ کسی تھی اعتماد کی۔۔۔۔۔ اس میں خود اعتمادی نہیں تھی۔۔۔۔۔ اسے بھی کیرت اب ٹھیک کر لے گی۔۔۔۔۔ کیرت نے ایک بار پھر خود کو نیچے سے اوپر تک دیکھا۔۔۔۔۔ باقی سب ٹھیک تھا۔۔۔۔۔ لمبا قد۔۔۔۔۔ دہلی پتلی تھی۔۔۔۔۔ بال لمبے اور کالے تھے۔۔۔۔۔ گول ناک میں چاندی کا کوکا تھا۔۔۔۔۔ جس میں گلابی پتھر جڑا تھا۔۔۔۔۔ باریک ہونٹ کچھ نہ لگانے سے مرجھائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے چہرے کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔ کہیں بھی جھریاں نہیں

تھیں۔۔۔۔۔ معصومیت ابھی بھی چہرے پہ علیزہ اور فرحت سے زیادہ تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے گہرا سانس لیا اور شیشے کے سامنے سے ہٹ گئی۔۔۔۔۔

امی نے ناشتہ لگا دیا۔۔۔۔۔ کیرت نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔۔۔۔۔ دادی اسے چبھتی نظروں سے دیکھتی رہیں۔۔۔۔۔ پر اسے پروا نہ تھی۔۔۔۔۔ ناشتہ ختم کرتے ہی وہ اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ جہاں وہ پیسے رکھا کرتی تھی۔۔۔۔۔ وہاں سے اپنے پیسے اٹھائے۔۔۔۔۔

گنے۔۔۔۔۔

سات ہزار پانچ سو۔۔۔۔۔ کیرت نے سارے پیسے گنے جو جو اسے خریدنا تھا وہ سب " ان میں آرام سے آجائے گا۔۔۔۔۔ باقی جو رہ جائے گا بچوں کی فیسوں پہ لے لے گی ایک دو دن میں آہی جائیں گی فیسیں بھی۔۔۔۔۔ کیرت نے سوچا اور کمرے سے باہر آگئی۔۔۔۔۔ بڑے کمرے سے چادر اٹھائی اور امی کو کہا۔۔۔۔۔

میں بازار جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ کچھ سامان لینا ہے "۔۔۔۔۔ امی نے سر اثبات میں " ہلا دیا۔۔۔۔۔ وجہ نہ پوچھی کہ کہاں جا رہی ہے۔۔۔۔۔ پہلے تو سو سوال کرتی

تھیں۔۔۔۔۔ "ضرور امی ابو کی طبیعت خراب ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ وہ زیر لب  
بڑبڑائی۔۔۔۔۔ پھر اس نے سر سر می سا پوچھا۔۔۔۔۔

امی فرحت کی منگنی کب کی ہے"۔۔۔۔۔؟ دادی اور امی نے بیک وقت چونک کر اسے "  
دیکھا۔۔۔۔۔

کیوں تو کیا کرے گی جان کر۔۔۔۔۔؟؟ یقیناً کوئی تعویذ گنڈھا لینے نکلے ہے یہ "  
چنڈال"۔۔۔۔۔ کیرت نے کوفت سے دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔

میرے دن اتنے برے نہیں آئے دادی کہ آستین کے سانپ کو قدموں میں لانے کے "  
تعویذ لیتی پھیروں گی اس پہ پہلے بہت پیسے لٹا چکی ہوں اب اور نہیں"۔۔۔۔۔ ٹھنڈے  
ٹھار لہجے سے اسنے دادی کو جواب دیا۔۔۔۔۔ کل جب اس نے یہ سنا تھا کہ شکل فرحت  
کو پسند کرتا ہے تب سے اسے شکل سے ایک الگ ہی نفرت سی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ محبت  
تو وہ پہلے بھی نہیں کرتی تھی بس وہ چاہتی کہ شکل اسے پسند کرے۔۔۔۔۔ اور کتنی بے  
وقوف تھی کہ اس کے لیے دعائیں بھی کرتی تھی۔۔۔۔۔ پر جو حق میں بہتر نہ ہو کہاں ملتا  
ہے۔۔۔۔۔؟

کیرت کے جواب پہ دادی کا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔ یہ کیرت ہو ہی



لگتی تھی۔۔۔۔۔ چہرہ زرد تھا۔۔۔۔۔ وہ کیرت کو بغور دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

تم ٹھیک ہونا کیرت "۔۔۔۔۔؟؟ کیرت ہلکا سا ہنس دی۔۔۔۔۔"

کیا آپ بھی سمجھ رہی ہیں کہ میں شکل سے رشتہ نہ ہونے پہ اداس ہوں "۔۔۔۔۔؟؟؟"

تو کیا تم نہیں ہو "۔۔۔۔۔؟؟ نانی نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے

پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت کچھ لکھے خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔ پھر ہلکے سے شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔

ظاہر ہے نانو میں اداس ہوں۔۔۔۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ میرا رشتہ وہاں ہو جائے گا تو میں

دادی فرحت علیزہ سب سے دور ہو جاؤں گی پھر ان لوگوں کو میری قدر کا پتہ چلے

گا۔۔۔۔۔ پر میں غلط تھی۔۔۔۔۔ جس کے ساتھ رہ کر میں قدر کروانا چاہتی تھی اسکی نظر میں بھی

میري کوئی قدر نہیں تھی۔۔۔۔۔ مجھے کبھی اس سے "محبت" نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ بس میں اس

غلط فہمی میں مبتلا رہی کہ اسے "مجھ" سے محبت ہے۔۔۔۔۔ یہ سوچ کر خوش ہوتی رہی کہ کوئی

کیرت "کو بھی پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ کیرت دعا کرتی تھی کہ اللہ شکل کو میں ہمیشہ ایسے ہی

پسند رہوں "۔۔۔۔۔ یہ کہتے کیرت کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔۔

نانی دم سادھے اسے سن رہی تھیں

پر میں یہاں بھی مات کھا گئی۔۔۔۔۔ وہ مجھے کبھی پسند ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو بس " میرے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ میں نے خود کو اتنا فضول بنا دیا تھا۔۔۔۔۔ میں نے شکل کی طرف اپنے مہرے بڑھائے۔۔۔۔۔ میں اس کی مٹھی باتوں کی شطرنج میں شکل کے میٹھے بولوں پہ اپنے مہرے اندھا دھن چلتی رہی۔۔۔۔۔ اور وہ چالیں چلتا رہا۔۔۔۔۔ اب جب میرے سارے

مہرے پٹ کرواپس آ گئے تو مجھے عقل آ گئی۔۔۔۔۔ اب میرا مرد پہ سے یقین اٹھا گیا ہے نانو"۔۔۔۔۔ اسکی آواز زندہ گئی تھی۔۔۔۔۔ پر اسنے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔۔ کمرے کا چلتا پنکھا اسکے بالوں کی لٹوں کو اسکے چہرے پہ بار بار لارہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے لٹوں کو پکڑ کر کان کے پیچھے اڑسا آپ کو پتہ ہے کیرت کے سارے مہرے کیوں پٹ گئے"۔۔۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے نانی کو دیکھا۔۔۔۔۔ پر نانی خاموش رہیں بس ہلکا سا ناناں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ کیونکہ کیرت نے ہمیشہ دوسروں کی "توجہ" اور "محبت" پانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ اتنی کوشش کی کہ خود کو بھول گئی۔۔۔۔۔ خود سے "محبت" کرنا بھول گئی۔۔۔۔۔ دوسرے میں انکے کاموں میں اتنی مصروف ہو گئی کہ اس کے پاس اسکے لیے ہی وقت نہ بچا۔۔۔۔۔ پر

اب ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ اب کیرت کسی کے سامنے احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ کسی کی محبت نہیں مانگے گی۔۔۔۔۔ اب کیرت بس کیرت سے محبت کرے گی۔۔۔۔۔ خود کے لیے سبجے گی۔۔۔۔۔ خود کو دکھانے کے لیے خود ہی تیار ہوا کرے گی۔۔۔۔۔ اب کیرت کو کسی کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔ نانی آہستگی سے اسے بولتی سنائی دیں۔۔۔۔۔

کیا میری بھی نہیں رہی ضرورت۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے سرخ پڑتی ناک اور آنکھوں سے "نانی کو دیکھا۔۔۔۔۔"

آپ میری زندگی کی پہلی دوست ہیں۔۔۔۔۔ اور مجھے اپنی اس دوست کی ہمیشہ ضرورت رہے گی۔۔۔۔۔ اسنے نانی کے گلے کے گرد بانہیں پھیلا لیں۔۔۔۔۔ نانی نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔۔

سب کو انہیں کی طرح جواب دے کر کیسا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔؟؟"

نانی کسی امید کے تحت پوچھنے لگیں۔۔۔۔۔ انہیں لگا تھا کہ کیرت کہے گی مجھے اب برا لگا رہا۔۔۔۔۔ مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ میں ان جیسی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میں ظرف دکھاؤں گی۔۔۔۔۔ پر کیرت نے ایسا کچھ نہ کہا۔۔۔۔۔ اسنے گہری سانس لی۔۔۔۔۔

سچ بتاؤ"۔۔۔؟ نانی نے سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔۔"

تو سچ یہ ہے کہ میں آج پہلی بار بہت ہلکا محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ یوں لگ رہا ہے جیسے " میں نے آج خود سے انصاف کیا۔۔۔۔۔ ظلم وہ نہیں تھا جو دادی اور فرحت وغیرہ مجھے چار سنا کر کرتی تھیں۔۔۔۔۔ ظلم یہ تھا کہ میں سب چپ کر کے سن لیتی تھی۔۔۔۔۔ انہیں غلط باتوں پہ بھی ٹوک نہیں پاتی تھی۔۔۔۔۔ آج میں نے انہیں انہیں کی زبان میں جواب دیا تو انہیں کوئی جواب سمجھ نہیں آئے۔۔۔۔۔ وہ سب خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔ اور میں آج بہت مطمئن ہوں "۔۔۔۔۔ نانی اسکی بات سن کر چپ ہو گئیں۔۔۔۔۔ کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ کیرت اپنی جگہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ وہ کیوں کیرت کو صبر سکھا رہی ہیں۔؟ انہیں صبر کر کے کیا ملا۔۔۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔ نانی نے یہ سب سوچتے ہوئے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر مسکرائیں۔۔۔۔۔

آنے والا وقت تم پہ مہربان ہو"۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی۔۔۔۔۔ پھر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو"۔۔۔۔۔؟ نانی نے پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے شرارت سے شانے " اچکائے۔۔۔۔۔



کالے رنگ کا کپڑا لیا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی گولڈن ستاروں والی نیٹ بھی خرید لی۔۔۔۔۔ میجنج  
لیس لے کر وہ دکان سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اسنے چھوٹی ہیل اور سنہری اسٹریپ والا  
سینڈل لیا۔۔۔۔۔ اب اسکے پاس بارہ سو بچے تھے۔۔۔۔۔ وہ انہیں لے کر کاسمیٹکس کی  
ایک دکان میں چلی گئی۔۔۔۔۔

کے دو کیسپل اور وائٹنگ سیرم بھی (E) مجھے ایک اچھی کریم دیں۔۔۔۔۔ ساتھ وٹامن ای "   
دے دیں "۔۔۔۔۔ دکاندار نے سر اثبات میں ہلایا اور ساری چیزیں کیرت کے سامنے  
رکھ دیں۔۔۔۔۔ کیرت نے کریم کی ڈبی اٹھائی

شرطیہ ہے "۔۔۔۔۔" ؟؟

ہاں جی بالکل شرطیہ ہے۔۔۔۔۔ ایک ہفتے میں آپ کو اپنے رنگ میں واضح فرق نظر آئے "   
گا۔۔۔۔۔ اور اسکا کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ پر اسے لگانے سے پہلے آپ ایک  
دو بار فیشل یا بلچ کر لیجئے گا "۔۔۔۔۔ کیرت نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ اور  
سامان لے کر دکاندار کو پیسے دیے۔۔۔۔۔ جانے لگی پھر رکی۔۔۔۔۔

مجھے نیل پیٹن اور لیپ گلو ز بھی دے دیں "۔۔۔۔۔ وہ لیپ گلو ز اور نیل پیٹن کا کمر "   
دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ ایک ایک بوتل کو تنقیدی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔



چارپائی ڈالی۔۔۔۔۔ نیچے سے اپنا بستر بھی لے آئی۔۔۔۔۔ ساتھ کریم اور باقی چیزیں بھی بستر میں چھپا کر اوپر لے آئی۔۔۔۔۔ اوپر والے کمرے میں ایک چھوٹی الماری تھی کیرت نے فیشل کے پیکٹ۔۔۔۔۔ بلیچ کے ساشے اور سیرم وغیرہ الماری میں رکھے اور کریم اس نے تکیے کے استر میں چھپا دی۔۔۔۔۔ اب اسے رات کا انتظار تھا۔۔۔۔۔ شکل نے اسے چھوڑا تھا نا اب شکل بہت جلد ایک نئی کیرت سے ملے گا اور وہ کیرت اپنی ایک ایک بے عزتی کا بدلہ لے گی۔۔۔۔۔ کیرت نے زخمی مسکرا کر سوچا اور نیچے آگئی۔۔۔۔۔ اس نے ابو والا نوکیا کا موبائل نکالا پرانی سم آن کی۔۔۔۔۔ ایک نمبر نکلا جس پہ جیالکھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔۔۔۔۔

جیا تم نے کہا تھا کہ کبھی مجھے نوکری کی ضرورت ہو تو میں تمہیں کہوں۔۔۔۔۔ تو آج مجھے " نوکری کی بہت ضرورت ہے۔۔۔۔۔ مجھے کہیں اچھی جگہ اچھی تنخواہ پہ بہت جلد نوکری چاہیے "۔۔۔۔۔ کیرت نے پورا میسج ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا۔۔۔۔۔ اور موبائل گود میں رکھ کر صحن میں رکھی کرسی پہ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ شام لاہور پہ اندھیرے لا رہی تھی۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد اسکا فون بجا۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی۔۔۔۔۔

پرانے دوست پرانی مرہم سے کم نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ جو کبھی بھی زخم پہ لگائی جائے شفا " ضرور دیتی ہے "۔۔۔۔۔ کیرت نے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔ اور اوپر

آگئی۔۔۔۔۔ نیچے بڑے کمرے میں سب ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ ابوا بھی نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_

\_\_\_\_\_

اندھیروں کے پہلو میں چھپے تارے آسمان کے دامن پہ چپکے چپکے پھیلنے لگے تھے۔۔۔۔۔ ٹمٹماتے۔۔۔۔۔ مسکراتے یہ تارے۔۔۔۔۔ لاہور کو منور کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ڈیفنس میں بنی یہ اونچی عمارتیں بڑی مغرور لگتی تھیں۔۔۔۔۔ نی و نیولی دامن جیسی۔۔۔۔۔ جولاکھ نخرے کرتی ہیں۔۔۔۔۔ ان عمارتوں میں ایک عمارت میں بنے فلیٹ کے اندر آؤ تو وہاں ایک چھوٹا سا لاؤنج، سامنے ایک ساتھ بنے دو کمرے۔۔۔۔۔ اور اوپن کچن تھا۔۔۔۔۔ لاؤنج میں صوفے رکھے تھے۔۔۔۔۔ جو اس وقت خالی نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ دیوار آویزا سکرین بھی خاموش تھی۔۔۔۔۔ گھر بہت خالی سا تھا۔۔۔۔۔ دونوں کمرے بالکل صاف ستھرے تھے۔۔۔۔۔ ایک کمرہ ہمیشہ سے خالی رہا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ دوسرا کمرہ اسکا تھا۔۔۔۔۔ جو اس وقت بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیپ ٹاپ کو گود میں رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ لیپ ٹاپ پہ فرینڈز بک آن

تھی۔۔۔۔۔ سفید روشنی سے اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔۔۔۔۔ کالی چمکتی آنکھوں میں لپیپ  
 ٹاپ کا عکس تھا۔۔۔۔۔ ہنٹوں پہ مدہم سی مسکان۔۔۔۔۔ کلین شیو کیے وہ بہت خوبصورت  
 لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ بلیک شرٹ اور ٹراؤز پہنے وہ فرینڈز بک کے میسنجر میں مصروف  
 تھا۔۔۔۔۔ کالے چھوٹے بال اتنے نہ تھے کہ ماتھے تک آتے۔۔۔۔۔ وہ میسج ٹائپ  
 کر رہا تھا۔۔۔۔۔

تو کیا تم میرے لیے آن لائن نہیں آ سکتیں؟ جب میں چاہوں"۔۔۔۔۔؟؟ یہ لکھ کر "  
 اسنے بھیج دیا۔۔۔۔۔ جواب فوراً آیا۔۔۔۔۔  
 ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ نہیں جناب۔۔۔۔۔ مجھے گھر پہ بہت سے کام ہوتے "

ہیں"۔۔۔۔۔ دوسری جانب سے بے نیاز جواب آیا تو وہ سنجیدہ سا ہو گیا۔۔۔۔۔  
 یہ کیا بات ہوئی؟ میں تو تمہارے لیے ہر وقت آن لائن آ سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ "  
 اچھا جی۔۔۔۔۔؟ دو دنوں میں اتنی دلگی"۔۔۔۔۔؟؟ یہ جملہ پڑھ کر وہ بے ساختہ ہنس "  
 دیا۔۔۔۔۔ یہ نئی دوست جو ابھی دو دن پہلے ہی اسے ملی تھی۔۔۔۔۔ بہت چالاک  
 ہے۔۔۔۔۔ وہ جان گیا تھا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں دلچسپی بڑھنے لگی۔۔۔۔۔

ہاں دل کی لگی دنوں کا حساب نہیں رکھتی میڈم۔۔۔۔۔ اور جب لگتی ہے بتا کر بھی نہیں " لگتی۔۔۔۔۔ بس لگ جاتی ہے "۔۔۔۔۔ اس نے یہ میسج دل سے لکھا۔۔۔۔۔ اور بھیج دیا۔۔۔۔۔ جو سیدھا دہلی گیٹ کی اس گلی کی پرانی عمارت میں رہنے والی علیزہ کے فون میں آیا۔۔۔۔۔ جو سب کو ڈرامہ دیکھتے پا کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت خوش تھی۔۔۔۔۔ ایش نے اسکی فرینڈ ریویسٹ علیزہ کے سینڈ کرتے ہی ایکسپٹ کر لی تھی۔۔۔۔۔ میسج بھی خود نے ہی کیا۔۔۔۔۔ علیزہ کو تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا۔۔۔۔۔ اسکی دو دن سے ایش سے مسلسل بات ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ ابھی ایش نے اسے دیکھا نہیں تھا۔۔۔۔۔

دیکھے گا تو پاگل ہو جائے گا "۔۔۔۔۔ علیزہ نے اپنے بالوں کی لٹ کو انگلی پہ لپیٹتے " سوچا۔۔۔۔۔ اور ایش کے میسج کا جواب دینے لگی۔۔۔۔۔ اس نے ایش کی ایک ایک تصویر بغور دیکھی۔۔۔۔۔ وہ سچ میں بہت پرکشش تھا۔۔۔۔۔ پر علیزہ کہا کسی سے کم ہے؟ علیزہ نے سوچ لیا تھا کہ وہ ایش کو اپنا نمبر دے دے گی۔۔۔۔۔ فیسبک پہ کب تک کوئی کسی سے بات کر۔۔۔۔۔؟ کال میسج پہ ٹھیک کر رہتا ہے۔۔۔۔۔

آج اسنے کالج جا کر بھی اپنی دوستوں کے سامنے خوب شو ماری۔۔۔۔۔ ایش کی تصویریں

دکھائیں۔۔۔۔۔ پر گیلری سے فیسبک سے نہیں۔۔۔۔۔ اور نہ لڑکے کا نام

بتایا۔۔۔۔۔ کہہ دیا "بعد میں بتاؤں گی"۔۔۔۔۔ اسے ڈرتھا کہ کہیں ان میں سے کوئی

فیسبک پہ ایش کو نہ ڈھونڈ لے۔۔۔۔۔ اور علیزہ کا پتا صاف ہو جائے۔۔۔۔۔ علیزہ کی

دوستوں نے اسے چند نصیحتیں دیں کہا۔۔۔۔۔

دھیان سے علیزہ۔۔۔۔۔ فیسبک کا لڑکا اور سرکاری نلکا کسی ایک کا کبھی نہیں "

ہوتا۔۔۔۔۔ اس پہ سب حق جتا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اور وہ بھی خوشی خوشی ہر ایک کو اپنا اختیار

دے دیتا ہے۔۔۔۔۔ تم دھیان رکھنا۔۔۔۔۔ یہ نہ ہو دل لگا لو۔۔۔۔۔ اور پھر روؤ

پٹو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے انکی بات تبھی سر سے جھٹک دی۔۔۔۔۔

بکو اس کر رہی ہیں ساری کی ساری۔۔۔۔۔ اب ہر کوئی ایک جیسا بھی نہیں "

ہوتا۔۔۔۔۔ فیسبک پہ کوئی کوئی لڑکا پرائیوٹ نلکا بھی ہوتا ہے جو ایک ہی کو اپنا اختیار دیتا

ہے"۔۔۔۔۔ علیزہ ایش کی طرف سے مکمل اعتماد میں تھی۔۔۔۔۔ اسکی شخصیت ہی

ایسی تھی کہ علیزہ اسے چانچنے پر کھنے کے چکروں میں ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتی

تھی۔۔۔۔۔

آسمان پہ پھیلے تاروں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اور رات مزید خاموشی بھرے اندھیروں میں ڈوبنے لگی تو کیرت بھی چھت پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔ ابھی وہ آکر بیٹھی ہی تھی اپنی چارپائی پہ، کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔۔ اسنے جلدی سے بستر سیدھا کیا۔۔۔۔۔ اور چادر لے کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ آنکھیں کھلی رکھیں۔۔۔۔۔ وہ لیٹی ہوئی زینوں کو دیکھ رہی تھی کہ کون اوپر آ رہا ہے۔۔۔۔۔؟ کیرت کی آنکھوں میں حیرت تب ابھری جب اس نے اپنے ابو کو اوپر آتے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسکے ابو اوپر آگئے تھے

سورہی تھیں "۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت کو ایک بار پھر حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ اسکے ابو اسے دیکھ کر اتنا پیارا مسکرا رہے تھے کہ اسے یقین سا نہیں آیا۔۔۔۔۔ وہ ان کے سوال پہ بس گردن نہ میں ہی ہلا سکی۔۔۔۔۔ انور قدم قدم چلتے اسکی چارپائی کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ کیرت نے چادر سیمٹ کر سائیڈ پہ رکھی۔۔۔۔۔ خود کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

بیٹھیں ابو"۔۔۔۔۔ انور سر ہلاتے بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔۔

کیسی ہو"۔۔۔۔۔؟ انکے سوال پہ کیرت نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔"

کیا دیکھ رہی ہو۔؟ حیران ہو رہی ہو کہ تمہارے باپ کو آج تمہارا خیال کیسے آگیا"۔۔۔۔۔؟ وہ اتنا کہہ کر زخمی مسکرائے۔۔۔۔۔

اور میں اس بات پہ حیران ہوں کہ اپنی ہی اولاد سے میں اسکا حال کتنے عرصے بعد پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ کتنا برا باپ ہوں میں"۔۔۔۔۔ کیرت انکی کوئی بات سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔ پر

انکی باتیں اسے تڑپا رہی تھیں۔۔۔۔۔ آنسوؤں محل کر اسکی آنکھوں میں بھر گئے۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں ابو۔۔۔۔۔ اور آپ کو کس نے کہا آپ برے باپ ہیں۔؟ آپ بہت اچھے ابو ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت نے گہرا سانس لے کر خود کے آنسوؤں پہ قابو کیا۔۔۔۔۔ آنسوؤں آنکھوں میں ہی جمع ہو گئے۔۔۔۔۔ آسمان پہ چھانے تارے۔۔۔۔۔ ہوا۔۔۔۔۔ اور اندھیرا۔۔۔۔۔ انہیں خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ چھت سے نظر آتی عمارتیں روشنیوں سے منور تھیں۔۔۔۔۔

نہیں میں اچھا باپ نہیں ہوں۔۔۔۔ تبھی اپنی بیٹی سے اسکا حال اتنے عرصے بعد پوچھ رہا " ہوں۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو کیرت۔۔۔۔ میں تمہیں وہ پیار نہ دے سکا جو تمہارا حق تھا۔۔۔۔ تمہاری دادی نے تمہیں جو کچھ کہا۔۔۔۔ خاموشی سے سناتا رہا۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو"۔۔۔۔ اور یاسیت سے بول رہے تھے۔۔۔۔ کیرت کی سمجھ میں اب بات آئی تھی۔۔۔۔ فرحت کی شادی اس سے پہلے ہو رہی تھی اس لیے اسکے ابو اسکا دکھ بانٹنے آئے تھے۔۔۔۔ کیرت کے گلے میں آنسوؤں کا گول اٹک گیا۔۔۔۔ لون کے سوٹ میں عام سی کیرت اپنے کالے بالوں کی چٹیا بنا کر کمر پہ ڈالے ہوئے تھی۔۔۔۔ چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے پاک تھا۔۔۔۔ بس بڑی بھوری غزالی آنکھوں میں کابل لگا تھا۔۔۔۔ جن میں اب آنسو بھی تھے۔۔۔۔

ابو بس کریں۔۔۔۔ مجھے آپ سے یا کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے"۔۔۔۔ اسنے " اپنے ابو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔ "آپ اپنا دل برانہ کریں۔۔۔۔ مجھے دکھ نہیں ہوا کہ مجھ سے پہلے فرحت کی شادی ہو رہی ہے۔۔۔۔ میں خوش ہوں"۔۔۔۔ اس نے اپنے ابو کو تسلی دی۔۔۔۔ اور وہ اب سچ میں اداس تھی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ حالت

سے سمجھوتا کرنا اسے بہت اچھے سے آتا تھا۔۔۔۔۔ انور نے لب بھیج کر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔۔

یہ تمہارے لیے لایا تھا۔۔۔۔۔ سوچا تھا تم ناراض ہوگی۔۔۔۔۔ اس لیے پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار انور مسکرائے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے چاکلیٹ کا پیسٹ کیرت کے سامنے کیا۔۔۔۔۔ کیرت کے آنسو بے ساختہ اسکی آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔۔۔۔۔ اسے ایسی ہی محبت چاہیے تھی اپنے امی ابو سے۔۔۔۔۔ جو ایک شکل کے نہ ملنے سے مل رہی تھی۔۔۔۔۔ اگر ماں باپ کی محبت شکل کے بدلے ہی ملنی تھی تو وہ پہلے ہی شکل پہ لعنت بھیج دیتی۔۔۔۔۔ کیرت نے چاکلیٹ کا پیسٹ نہ پکڑا۔۔۔۔۔ وہ اپنے ابو کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

آپ بہت اچھے ہیں ابو۔۔۔۔۔ خود کو برا نہ کہا کریں۔۔۔۔۔ ہلکی سی نمی انور کی آنکھوں میں بھی چمکنے لگی تھی۔۔۔۔۔ تارے انہیں دیکھ کر اداس ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اچھا نہیں کہوں گا۔۔۔۔۔ اب رونا بند کرو۔۔۔۔۔ اور آج سے خود کو اکیلا مت سمجھنا۔۔۔۔۔ تمہارے ابو تمہارے ساتھ ہمیشہ کھڑے رہیں گے۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کو خود سے الگ کیا۔۔۔۔۔ اسکے آنسو صاف کیے اور نیچے جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

ابھی میں نیچے جا رہا ہوں اور پنکھا لاتا ہوں گرمی ہو رہی ہے اوپر"۔۔۔۔۔ وہ اطراف کا  
 جائزہ لیتے بولے۔۔۔۔۔ کیرت نے سر کو خم دیا۔۔۔۔۔ تو وہ نیچے چلے گئے۔۔۔۔۔ کچھ  
 دیر بعد وہ اوپر پنکھ رکھ چلے گئے۔۔۔۔۔ کیرت بہت دیر تک بیٹھی خوش ہوتی  
 رہی۔۔۔۔۔ روتی رہی۔۔۔۔۔ اس نے کتنا انتظار کیا تھا۔۔۔۔۔ اپنے ابو کا۔۔۔۔۔ انکے پیار  
 کا۔۔۔۔۔ اور آج انکا پیار۔۔۔۔۔ اسے مل ہی گیا۔۔۔۔۔ آنسو اسکی آنکھوں میں ابھی  
 تک موجود تھے۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنے دوپٹے سے آنکھیں

پونچھتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ کمرے میں گئی وہاں سے سارا سامان اٹھا لائی۔۔۔۔۔ تکیے کے  
 استر سے کریم کی ڈبی نکالی۔۔۔۔۔ ایک بار چھت سے صحن میں جھانک لیا۔۔۔۔۔ کہ کہیں  
 کوئی اٹھا ہوا تو نہیں ہے۔۔۔۔۔؟ نیچے کی ساری روشنیاں گل تھیں۔۔۔۔۔ یعنی سب  
 سو گئے تھے۔۔۔۔۔ اسے تسلی ہو گئی تو وہ واپس اپنی چارپائی پہ آ گئی۔۔۔۔۔ سفید بلب کی  
 روشنی سے پوری چھت چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے جلدی جلدی کریم نکالی۔۔۔۔۔ اس  
 کے کیسپول اور سیرم ڈال کر ملایا۔۔۔۔۔ پھر واش روم میں گئی اچھی (E) میں وٹامن  
 طرح منہ دھویا۔۔۔۔۔ اور آ کر فیشل کرنے لگی۔۔۔۔۔ بیچ اسنے سوچا تھا کل کرے  
 گی۔۔۔۔۔ فیشل کرنے کے بعد اسنے کریم اٹھائی اور اپنے پورے چہرے پہ مل



انہیں لے کر برآمدے میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اسے کمرے سے فرحت اور علیزہ کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ کی صلح کل ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں پھر سے ایک دوسری کی ہمراز بن گئی تھیں۔۔۔۔۔ دادی کے پیر زمین پہ نہیں تھے۔۔۔۔۔ فرحت کی منگنی کے لیے وہ بہت پر جوش تھیں۔۔۔۔۔ ایک ایک چیز اسکی پسند سے لے رہی تھیں۔۔۔۔۔

جس دن فرحت کی منگنی تھی۔۔۔۔۔ اس روز گھر میں صبح سے ہی ہنگامے برپا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ علیزہ شام میں منگنی میں پہننے کے لیے کپڑے استری کر رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت بھی وہیں باقی سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ تب امی نے کہا۔۔۔۔۔ کیرت تمہارا سوٹ بھی تمہارے ابو لے کر آ گئے تھے۔۔۔۔۔ میں نے استری کر دیا ہے " شام کو پہن لینا"۔۔۔۔۔ علیزہ نے چونک کر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ اب کیرت کو کپڑے بھی استری شدہ ملا کریں گے اور وہ اپنے خود کر رہی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کو بہت برا لگا یہ فرق۔۔۔۔۔

فرحت نے ناک چڑھائی۔۔۔۔۔ "جو بھی پہن لے لگے گی یہ زہر جیسی ہی"۔۔۔۔۔ اسنے منہ میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔ دادی نے گندا سامنہ بنایا۔۔۔۔۔

یہ کیوں پہنے گی کچھ۔۔۔۔۔ اس کے سینے پہ تو سانپ لوٹ رہے ہوویں " گے "۔۔۔۔۔ کیرت ابھی امی کی بات کا جواب دیتی کہ دادی بول پڑیں۔۔۔۔۔ کیرت نے گردن ترچھی کر کے دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔

میرے سینے پہ سانپ کیوں لوٹیں گے "۔۔۔۔۔؟ پھر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ "میرا سوٹ نانو" کے گھر رکھا ہے۔۔۔۔۔ پرسوں جب بازار گئی تھی تو سوٹ لینے ہی گئی تھی۔۔۔۔۔ جو تا بھی وہیں رکھا۔۔۔۔۔ اور شام تک پارلر بھی جاؤں گی "۔۔۔۔۔ یہ سب بتاتے اسنے کن اکھیوں سے علیزہ اور فرحت کو بھی دیکھا۔۔۔۔۔ جو منہ پھاڑے سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ امی بھی اسکی بات پہ حیران ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر پھر مسکرا کر بولیں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے یہ تو اچھی بات ہے "۔۔۔۔۔ امی یہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ کیرت نے دادی کو دوبارہ دیکھا۔۔۔۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مجھ سے پہلے فرحت کی ہو رہی ہے یا علیزہ کی۔۔۔۔۔ اور آپ بھی اپنے دل سے یہ بات نکال دیں کہ میں بین کروں گی انکی خوشیوں پہ۔۔۔۔۔ مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے "۔۔۔۔۔ دادی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ دادی ساکت بیٹھی رہ گئیں۔۔۔۔۔

~~~~~  
 ~~~~~

نیم کا درخت آج روشنی کے فمقموں سے دمک رہا تھا۔۔۔۔ گھر کا صحن مہمانوں سے بھرا  
 تھا۔۔۔۔۔ نظر اوپر اٹھاؤ تو چھوٹی لائٹوں سے ایک چھت سی بنی تھی۔۔۔۔۔ زرد روشنی  
 سارے میں پھیلی تھی۔۔۔۔۔ ڈیک پہ بچتے ہلکے گانے ایک سرور برپا کیے ہوئے  
 تھے۔۔۔۔۔ شکل دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ سفید سوٹ پہنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ  
 شرمیلی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔ اس کے

ارد گرد اسکے کزن وغیرہ کھڑے تھے۔۔۔۔۔ منگنی کی رسم کیرت وغیرہ کے گھر کی جا رہی  
 تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی امی مہمانوں کو کولڈ ڈرنک دے رہی تھیں۔۔۔۔۔ اندر کمرے میں  
 علیزہ فرحت کو تیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ انور باہر کے انتظام دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ دادی  
 اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھیں ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ صحن میں کرسیاں لگی  
 تھیں۔۔۔۔۔ جن پہ کچھ مہمان بیٹھے تھے باقی کھڑے تھے۔۔۔۔۔ شکل کی نظریں  
 متلاشی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جب آیا تھا۔۔۔۔۔ اسے کہیں بھی کیرت نظر نہ آئی  
 تھی۔۔۔۔۔ پھوپونے بھی اسے تلاش پر وہ ملی ہی نہیں۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد علیزہ فرحت کو تیار کر کے باہر لے آئی تشکیل نے ایک شوخ نظر فرحت پہ ڈالی۔۔۔۔ آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔۔ فرحت نے نظریں چرائیں۔۔۔۔ گلابی کا مدار قمیص شلوار اور شفون کے دوپٹے میں وہ آج بہت الگ لگ رہی تھی۔۔۔۔ میک اپ ہلکا تھا۔۔۔۔ جھکی آنکھوں پہ لگا کا بل سحر لیے ہوئے تھا۔۔۔۔ وہ سہل سہل کر علیزہ کا ہاتھ پکڑ کر تشکیل کی طرف آرہی تھی۔۔۔۔ علیزہ نے سفید سادہ فرائڈ جس کے گلے پہ نگوں سے کام ہو رہا تھا۔۔۔۔ ساتھ قوس قزح کے رنگوں والا دوپٹہ سینے پہ پھیلا یا ہوا تھا۔۔۔۔ بالوں کی آگے سے بیک کا مین کر کے، پیچھے سے فرنیچ بنا کر کاندھے پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔

فرحت کو تشکیل کے ساتھ بٹھا کر وہ مہمانوں اور اپنی دوستوں سے ملنے چلی گئی۔۔۔۔ فرحت کے قریب اب اسکی دوستیں کھڑی تھیں۔۔۔۔ پھوپھو بھی اٹھ کر اسکے پاس چلی گئی تھیں۔۔۔۔ کیرت کی امی نے جب سب کو کولڈ ڈرنکس دے دیں تو انہوں نے کیرت کو ڈھونڈا۔۔۔۔ نیچے والے کمروں میں وہ نہیں تھی۔۔۔۔ انہوں نے انور کو کہا کہ وہ کیرت کو کال کر کے

پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔؟

کہہ رہی ہے نا نو کے گھر ہے بس تیار ہو کر آ رہی ہے دس منٹ میں "۔۔۔۔۔" نور"  
 نے فون کان سے الگ کر کے نہیں اطلاع دی تو وہ کچھ مطمئن ہو گئیں۔۔۔۔۔  
 ٹھیک دس منٹ بعد گھر کا داخلی دروازہ کھلا۔۔۔۔۔ کالی چادر کو خود پہ لپیٹ کیرت اندر داخل  
 ہوئی۔۔۔۔۔ قدم بڑھاتی وہ مہمانوں کے جھمکے میں آ گئی۔۔۔۔۔ آہستگی سے چادر خود پہ  
 سے اتاری۔۔۔۔۔ جو نظر کیرت پہ اٹھی وہ وہیں رک گئی۔۔۔۔۔ کیرت اپنی امی کے  
 پاس چلی گئی۔۔۔۔۔ اسکی امی کی اسکی طرف پٹھ تھی۔۔۔۔۔ اسنے اپنی امی کے کاندھے  
 پہ ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر پلٹیں۔۔۔۔۔ اور انکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔ انہوں نے  
 آ نکھیں سکوڑ کر کیرت کو دیکھ۔۔۔۔۔  
 کالے ٹخنوں تک آتے فراک پہ سنہری ستاروں والا نیٹ کا گاؤن۔۔۔۔۔ سادے فراک  
 کے گلے پہ لیس لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آستینیں پوری تھیں۔۔۔۔۔ فراک کے گھیرے پہ  
 چوڑی فول لگی تھی۔۔۔۔۔ گولڈن اسٹریپس والا سینڈل اسکے پیروں میں جچ رہا  
 تھا۔۔۔۔۔ مرمی انگلیوں میں اس نے انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔۔۔ بالوں کی  
 اسٹیپ کٹنگ کروا کر نیچے سے کرلی کر کے درمیان سے مانگ نکالی اور انہیں آگے  
 کاندھوں پہ ڈال ہوا تھا۔۔۔۔۔ بڑی بھوری آنکھیں مسکارے اور لائنز سے کسی غزال کی  
 آنکھیں لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔ تین دنوں کی بلچ اور فیشل پلس کریم کی محنت اسکے چہرے

کی رنگت پہ واضح فرق لے آئی تھی۔۔۔۔۔ سموکی آڑی۔۔۔۔۔ گالوں پہ ہلکا بلیشر اور ہنٹوں پہ لپ اسٹک لگی تھی۔۔۔۔۔ ایک پل کے لیے پہچانا مشکل تھا کہ یہ کیرت ہی ہے۔۔۔۔۔

کیرت کی امی نے اسے نیچے سے اوپر تک دیکھ۔۔۔۔۔  
 کی۔۔۔۔۔ کیر۔۔۔۔۔ کیرت "؟؟؟ انہیں جیسے یقین سا نہ آیا کہ یہ جو لڑکی سامنے کھڑی ہے"  
 وہ کیرت ہی ہے۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی۔۔۔۔۔  
 کیسی لگ رہی ہوں "۔۔۔۔۔ امی ٹکڑ ٹکڑ سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پھر انکے چہرے "  
 پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔

بہت پیاری "۔۔۔۔۔ امی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا ماتھا "  
 چوما۔۔۔۔۔ "اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے اور تمہارے نصیب اچھے کرے "۔۔۔۔۔  
 انکی دعا نے کیرت کو اندر سے بھیگودیا۔۔۔۔۔ پر اسنے خود پہ قابو کیا۔۔۔۔۔ اسنے رونا نہیں  
 تھا۔۔۔۔۔ اس نے ابھی ایک ایک کے تاثر دیکھنے تھے۔۔۔۔۔ کیرت اپنی امی کے  
 پاس سے چلی گئی چادر کو برآمدے میں رکھا۔۔۔۔۔ پھر صحن کی طرف پلٹی۔۔۔۔۔ وہ دور سے  
 بھی دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ کہ شکل کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی

تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے فرحت اور پھوپو کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو دم سادھے ہوئے

تھیں۔۔۔۔۔ وہ چلتی ہوئی انکے پاس آگئی۔۔۔۔۔

راستے میں وہ جس جس سے ملی ان سب نے کہا

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔"

لگ ہی نہیں رہیں تم کیرت ہی ہو۔۔۔۔۔ ہر تعریف پہ کیرت کی مسکراہٹ گہری " ہوتی گئی۔۔۔۔۔ کیرت نے فراک کو اطراف سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بہت ادا سے چلتی

وہ پھوپو تک آئی۔۔۔۔۔

اسلام علیکم پھوپو"۔۔۔۔۔ پھوپو جواب نہ دے سکیں۔۔۔۔۔ بس سر پہ ہاتھ پھیر

دیا۔۔۔۔۔ کھنکیوں سے کیرت نے شکل کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ البتہ فرحت سنبھل گئی تھی۔۔۔۔۔ دور اپنی دوستوں میں کھڑی علیزہ بھی سکتے

سے باہر آگئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت ہر ایک کی حالت سے مخطوظ ہو رہی

تھی۔۔۔۔۔ خود سے پیار کرنے کی یہ پہلی سیرٹھی تھی جو کیرت نے عبور کر لی

تھی۔۔۔۔۔ اور سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔۔ کیرت پھوپو سے مل کر

دادی کے پاس آگئی۔۔۔۔۔

دیکھ لیں دادی بہت خوش ہوں میں اب اپنے دل سے اندیشے نکال پھینکیں کہ میں " شکل کا جوگ لے کر بیٹھوں گی "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ایک کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ منگنی کی رسم شروع ہوگئی تھی۔۔۔۔۔ شکل نے بڑی مشکل سے کیرت سے نظر ہٹائی تھی۔۔۔۔۔ کیرت جانتی تھی وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ پروہ انجان بنی رہی۔۔۔۔۔ منگنی جب اپنے اختتام پہ پہنچی اور مہمان چلے گئے۔۔۔۔۔ تو علیہ فرحت کو اندر لے گئی تھی۔۔۔۔۔ پھوپو وغیرہ بھی بڑے کمرے میں تھیں۔۔۔۔۔ کیرت اکیلی صحن میں رکھی کرسی پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ رشنیوں سے چکمتا صحن اور نیم کا درخت آج بہت اچھے لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت اپنے موبائل میں آئے میسج چیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جب اسے احساس ہوا کہ کوئی اسکے پاس آکر کھڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے شکل کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نہ چونکی نہ گھبرائی۔۔۔۔۔ نہ ہی شرمائی وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔ کہ شکل ضرور آئے گا۔۔۔۔۔ اسنے اچھٹی نظر اس پہ ڈالی پھر دوبارہ اپنے موبائل میں مصروف ہوگئی۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔ شکل کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔ پر اسنے ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔۔۔

آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو"۔۔۔۔۔ شکل نے چہرے پہ مسکراہٹ سجالی " تھی۔۔۔۔۔ ہوا چلنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت کے بال اسکے چہرے پہ آنے لگے۔۔۔۔۔ اسنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔۔۔

شکریہ"۔۔۔۔۔ مختصر جواب دیا۔۔۔۔۔ نظریں نہ اٹھائیں۔۔۔۔۔ شکل مضطرب " ہوا۔۔۔۔۔ وہ اسے دیکھ کیوں نہیں رہی۔۔۔۔۔؟ پہلے تو دیکھتی رہ جاتی تھی۔۔۔۔۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ تم کیرت ہی ہو"۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔۔ کیرت " کرسی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

اب آگیا"۔۔۔۔۔؟؟ سوالیہ انداز۔۔۔۔۔ اور لہجے میں رکھائی۔۔۔۔۔ شکل کو سمجھ نہ آئی وہ کیا جواب دے۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اس پہ سے ہٹالی تھیں۔۔۔۔۔ اوپر آسمانوں پہ چمکتے تارے اسے۔۔۔۔۔ اور وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں تاروں کا عکس تھا۔۔۔۔۔

شاید تم مجھ سے ناراض ہو"۔۔۔۔۔ شکل کی بات پہ اسکے دل پہ جیسے گھونسا لگا۔۔۔۔۔ اس نے افسوس سے شکل کو دیکھا۔۔۔۔۔ آنکھوں سے تاروں کا عکس گم ہو گیا۔۔۔۔۔ ان میں شکل کا عکس بن گیا۔۔۔۔۔ اندھیرے سمٹ آئے۔۔۔۔۔

"تمہاری غلط فہمی ہے"۔۔۔۔۔ شکل نے شانے اچکائے  
 ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ تم مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتیں"۔۔۔۔۔ شکل پھر بیٹھے  
 بولوں کی شطرنج کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔ پر اب کی بار کیرت اپنے مہرے اندھا دھن نہیں  
 چلائے گی۔۔۔۔۔

ہاں صحیح کہا تم نے۔۔۔۔۔ میں تم سے ناراض نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش  
 ہوئی۔۔۔۔۔ "پر نفرت تو کر سکتی ہوں نا"۔۔۔۔۔؟ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر  
 بول رہی تھی اب، شکل کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کی بھوری آنکھوں  
 میں چمک دیکھی۔۔۔۔۔ کچھ نمی تھی۔۔۔۔۔ جو صحن کے قمتموں سے آنکھوں میں چمک  
 رہی تھیں۔۔۔۔۔ ان آنکھوں میں اب شکل کا عکس نہ تھا۔۔۔۔۔ شکل خاموش  
 رہا۔۔۔۔۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔۔۔

میں سچ میں وہ کیرت نہیں رہی جو۔۔۔۔۔ بیٹھے بولوں میں پھنس جاتی تھی۔۔۔۔۔ اور اپنا  
 سب کچھ واردینے کو تیار ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ میں اب بدل گئی ہوں۔۔۔۔۔ اور اب مجھ سے  
 دور رہنا"۔۔۔۔۔ قدم شکل کی طرف اٹھائے۔۔۔۔۔ اور چبا چبا کر بولی "مجھے تم زہر لگنے  
 لگے ہو۔۔۔۔۔ میں اب تم پہ لعنت بھی نہیں بھیجتی"۔۔۔۔۔ اسنے بیٹھے بولوں کی شطرنج



شادی کے دن بھی تشکیل لمبی چوڑی بارات لایا تھا۔۔۔۔۔ انور کے پسینے چھٹ گئے۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ کہ کہاں کہاں بٹھائیں مہمانوں کو۔۔۔۔۔ جتنے مہمانوں کا انہوں نے انتظام کیا تھا اس سے دوگنا آگئے تھے۔۔۔۔۔ بہت مشکل سے فرحت کو انہوں نے عزت سے رخصت کیا تھا۔۔۔۔۔ انکے دل میں ملال رہ گیا۔۔۔۔۔ کہ سگی بہن نے انکا خیال نہ کیا۔۔۔۔۔ پر وہ خاموش رہے۔۔۔۔۔ جان گئے تھے اب انکے دن برے شروع ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔

شادی کے بعد گھر میں ایک الگ ہی خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ اکیلی سی ہو گئی۔۔۔۔۔ پر پھر اسنے موبائل میں دل لگا لیا۔۔۔۔۔ ایش سے اب اسکی کال وغیرہ پہ بھی بات ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے اسے کہا تھا کہ وہ ایک بار اُس سے مل لے۔۔۔۔۔ علیزہ نے کہا دیا۔۔۔۔۔

سوچ کر بتاؤں گی"۔۔۔۔۔ اور وہ تب سے سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔ کہ ملے یا نہ ملے۔۔۔۔۔؟

بہت سوچنے کے بعد علیزہ نے ایش سے ایک ملاقات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔۔۔ اب ملاقات ہوگی تو ہی بات آگے بڑھے گی نا۔۔۔۔۔ علیزہ بہت خوش تھی۔۔۔۔۔ اسنے سو موار کے دن ملنے کا کہا تھا ایش کو۔۔۔۔۔

کیرت امی کے ساتھ ایک بار پھر کام کروانے لگی۔۔۔۔۔ گھر کے سارے کام اب وہ خود کر لیتی تھی۔۔۔۔۔ امی بازار سے سبزی وغیرہ لادیتی تھیں۔۔۔۔۔ امی ابو کا رویہ کیرت سے بہت اچھا

ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ابو بہت توجہ دینے لگے تھے کیرت پہ، اسکی پسند نہ پسند کا خیال رکھتے تھے۔۔۔۔۔ جب علیزہ کو باہر کچھ دلوانے لے جاتے تو کیرت کو لازمی ساتھ لے کر جاتے۔۔۔۔۔ کیرت بھی اب خود کے لیے تیار ہوتی تھی۔۔۔۔۔ صبح اٹھتی۔۔۔۔۔ گھر کی صفائی کرتی۔۔۔۔۔ پھر تیار ہو کر نانی کے گھر چلی جاتی۔۔۔۔۔ دادی اسے چبھتی نظروں سے دیکھتی رہتیں۔۔۔۔۔

ناہنجا (آوارہ پتہ نہیں کس کے لیے تیار ہووے ہے)۔۔۔۔۔ اس روز وہ تیار " ہو رہی تھی تو دادی نے پیچھے سے کہا۔۔۔۔۔ کیرت بے ساختہ پلٹی۔۔۔۔۔ اسے یقین سا نہ آیا کہ دادی اس پہ اتنا گھٹیا الزام لگا رہی ہیں۔۔۔۔۔ کیا کہا آپ نے "۔۔۔۔۔ ؟؟ وہ صدمے کی سی حالت میں پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ امی بازار گئی " ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ اور علیزہ کالج۔۔۔۔۔ گھر میں کیرت اور دادی ہی تھیں۔۔۔۔۔

صحیح کہوں ہوں۔۔۔۔۔ نجانے کہاں آوارگی کرتی پھرتی ہووے گی۔۔۔۔۔ نانی کے کھر کا " کہہ کر "۔۔۔۔۔ دادی تنفر سے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا پھنس گیا۔۔۔۔۔

میں ایسی نہیں ہوں دادی "۔۔۔۔۔ بہت دنوں بعد پرانی کیرت نے اسکے اندر سر " اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ دادی کو شہ مل گئی۔۔۔۔۔

ہاں جانوں ہوں۔۔۔۔۔ تو کیسی ہے۔۔۔۔۔ پہلے شکل کے آگے آگے پھرے " تھی۔۔۔۔۔ ادائیں دکھاوے تھی۔۔۔۔۔ اب اسکی شادی ہوگئی تو۔۔۔۔۔ ہر روز لپٹا پو تھی کر کے باہر نکل جاوے ہے "۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔۔۔۔۔ کمرے میں اندھیرا سا پھیل گیا۔۔۔۔۔ دور کہیں اسے اپنا عکس نظر آیا۔۔۔۔۔ جو اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

تم پھر کمزور پڑ رہی ہو "۔۔۔۔۔ عکس نے کہا۔۔۔۔۔ کیرت کی دائیں آنکھ سے آنسو " نکلا اور گال پہ پھینسل گیا۔۔۔۔۔ دادی ابھی تک

بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے نم آنکھوں سے دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر آنکھیں بے دردی سے رگڑیں۔۔۔۔۔



نیویارک پہ یہ صبح نم اترتی تھی۔۔۔۔۔ کالے لھنگھور بادل آسمان پہ چھانے  
تھے۔۔۔۔۔ بارش تڑا تڑ برس رہی تھی۔۔۔۔۔ سڑکیں عمارتیں سب بھیگ گئی  
تھیں۔۔۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے شام ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ ایسے میں ضامن کا بنگلہ بھی اندھیروں  
سے لڑھکتا۔۔۔۔۔

بارش میں بھیجتا نظر آتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اندر اپنے کمرے میں بیگ پیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی آج شام کی فلائٹ  
تھی۔۔۔۔۔ پڑھائی پوری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ جا رہا تھا۔۔۔۔۔ "شہریاراں" جہاں وہ ماہ  
رخ رہتی تھی۔۔۔۔۔ جسے وہ ایک صدی پہلے چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنے آنے  
کی اطلاع اپنی مئی کو دے دی تھی۔۔۔۔۔ ڈیڈ اور اسکی کم کم بنتی تھی اسلیے وہ ان سے زیادہ  
بات نہ کرتا تھا۔۔۔۔۔ بھائی اس بات سے انجان تھے کہ وہ آج شام کو چلا جائے  
گا۔۔۔۔۔ پر ضامن جانتا تھا زیادہ دیر وہ انجان نہیں رہ پائیں گے۔۔۔۔۔ مئی سے یہ  
اطلاع بھائی کو ملے گی۔۔۔۔۔ اور بھائی فوراً بھائی کے کانوں میں ڈالیں گی۔۔۔۔۔  
ضامن نے اپنا بیگ پیک کیا۔۔۔۔۔ اور بیڈ پہ لیٹ گیا۔۔۔۔۔ آنکھیں موند  
لیں۔۔۔۔۔ جب اسکی آنکھ کھلی اس وقت کمرہ خاموش پڑا تھا۔۔۔۔۔ کھڑکی سے پردے

ہٹے تھے۔۔۔۔ بارش تھم گئی تھی۔۔۔۔ پرپورا میں ہیٹن بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔ ضامن  
 کمرے سے اٹھ کر باہر لاونج میں آیا تو وہاں افضل بھائی ماہ نور کے ساتھ بیٹھے کافی پی رہے  
 تھے۔۔۔۔ اسے آتا دیکھ وہ مگ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔ سادہ ٹراؤزر شرٹ میں وہ  
 دن بھر کے تھکے لگتے تھے۔۔۔۔ ماہ نور نے سبز ریشمی لمبی اسکرٹ پہنی ہوئی  
 تھی۔۔۔۔ بالوں کی درمیان کی مانگ نکال کر پیچھے کمر پہ پھیلانے ہوئے تھے۔۔۔۔ ایک  
 لٹ چہرے پہ جھول رہی تھی۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے چمک رہے تھے۔۔۔۔ البتہ گردن  
 سونی پڑی تھی۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔ ضامن نے ایک نظر بجا بھی کو دیکھا پھر بھائی  
 کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔ جو ناراض لگتے تھے۔۔۔۔  
 تم پاکستان جا رہے ہو۔۔۔۔؟ انکا لہجہ خفا تھا۔۔۔۔ ضامن نے "

جواب نہ دیا۔۔۔۔ کچن میں گیا۔۔۔۔ کیتلی چولہے پہ رکھی۔۔۔۔ اور اپنے لیے کافی بنانے  
 لگا۔۔۔۔ ماہ نور کے چہرے پہ تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔۔ افضل بھائی کو غصہ  
 آیا۔۔۔۔ وہ کچن کاؤنٹر کے پاس گئے۔۔۔۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں "۔۔۔۔۔؟ وہ برہمی سے بولے۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں والے " نے نظریں اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔ بکھرے بال ماتھے پہ تھے۔۔۔۔۔ جلیز پہ ہاف آستینوں والی شرٹ پہننے وہ سادگی سے بھائی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

ہاں جی جا رہا ہوں "۔۔۔۔۔ پر سکون لہجے سے جواب دے کر وہ کافی کی طرف متوجہ " ہو گیا۔۔۔۔۔ بھائی نے لب بھینچ کر اسے کھورا۔۔۔۔۔ ماہ نور صوفے پہ بیٹھی گردن ترچھی کر کے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ وجہ جان سکتا ہوں "۔۔۔۔۔؟؟

آپ کو پتہ ہے میں نہیں بتاؤں گا "۔۔۔۔۔ افضل کا چہرہ دہکنے لگا۔۔۔۔۔ " ضامن ہر بات پہ من مرضی اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔۔۔۔۔ ڈیڈ سے میری بات ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ تم یہیں رہو گے۔۔۔۔۔ میرے ساتھ آفس میں ہاتھ بٹاؤ گے "۔۔۔۔۔ ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔۔

آپ کا ہاتھ بٹانے کے لیے بھابھی کافی ہیں۔۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا میری یہاں اتنی " ضرورت ہے۔۔۔۔۔ جتنی پاکستان میں ہے "۔۔۔۔۔ ضامن نے ان سے نظریں ہٹا کر کیتلی سے کافی مگ میں ڈالی۔۔۔۔۔ اور اٹھا کر لاؤنج میں آ گیا۔۔۔۔۔ مگ کو کانچ کی میز پہ رکھ کر

وہ بے نیازی سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ماہ نور سپاٹ چہرے اور سرد  
نظروں سے ضامن کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔۔۔ افضل بھی دوبارہ صوفے پہ آکر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

دیکھو ضامن پاکستان میں ایسا کچھ نہیں جس کے لیے تم پاکستان جا رہے۔۔۔۔۔ ڈیڈ بھی کچھ

عرصے بعد اپنا بزنس نیویارک میں ہی شفٹ کر لیں گے۔۔۔۔۔ ہمارا سب کچھ یہیں پہ

ہے۔۔۔۔۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بول رہے تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے مگ سے

کافی کا گھونٹ بھارا۔۔۔۔۔ مگ میز پہ دھر دیا۔۔۔۔۔ دھواں مگ سے اٹھتا سارے میں

کافی کی مہک پھیلا رہا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔

میرا سب کچھ پاکستان میں ہے اور میں وہاں ضرور جاؤں گا۔۔۔۔۔ آپ جانتے ہیں مجھے "

کوئی نہیں روک سکتا"۔۔۔۔۔ ایک نظر بھائی پہ ڈالی۔۔۔۔۔ جو ضبط سے لب بھینچے ہوئے

تھیں۔۔۔۔۔ پھر بھائی کو دوبارہ دیکھا "نہ ہی آپ نہ ڈیڈ۔۔۔۔۔ میری کچھ دیر میں فلائٹ

ہے"۔۔۔۔۔ اسنے مگ سے کافی کا گھونٹ بھرا۔۔۔۔۔ باقی بچی کافی میز پہ رکھ کر وہ

کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ افضل بھی کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ پاکستان پر ایک بات یاد رکھنا۔۔۔۔۔ تمہاری شادی ٹینا سے ہی ہوگی"۔۔۔۔۔ ضامن نے ناگواری سے بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔

بھول ہے آپ کی"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔۔۔ فلائٹ کا ٹائم ہونے کو تھا۔۔۔۔۔

اسنے بیگ اٹھایا۔۔۔۔۔ اپنا سامان چیک کیا۔۔۔۔۔ کپڑے چینج کیے۔۔۔۔۔ اور بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

وہ سولہ سال کا لڑکا۔۔۔۔۔ جو نویں جماعت میں تھا۔۔۔۔۔ جب اس نے پہلی بار سنا)\*\* تھا کہ اسے کوئی نئی ٹیچر میٹھس

کروایا کرے گی۔۔۔۔۔ اپنی کلاس کانک چڑھا۔۔۔۔۔ اور امیر زادہ لڑکا جس کے ڈیڈ اسکے اسکول کے ٹرسٹی بھی تھے۔۔۔۔۔ اس لیے پرنسپل میم کی بھرپور کوشش تھی کہ وہ کسی (\*\* (طرح ضامن کو نویں کی میٹھس کلیئر کروادیں

وہ گھر سے نکل کر اب گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔ بھائی افضل نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے  
 انیورپورٹ چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔ پر وہ نہ مانا۔۔۔۔۔ اپنے ایک دوست کو بلا لیا جس کے  
 ساتھ وہ اب انیورپورٹ جا رہا تھا۔۔۔۔۔

جس دن میٹھس کی ٹیچر کا پہلا دن تھا۔۔۔۔۔ وہ سادے لباس میں ملبوس)\*\*  
 تھیں۔۔۔۔۔ وہ ضامن سے کافی سنبھل کر بات کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ جیسے انہیں علم ہو کہ  
 ضامن کون ہے۔۔۔۔۔ اور کس بیٹا ہے۔۔۔۔۔ انکے لہجے میں ضامن کے لیے نرمی  
 تھی۔۔۔۔۔ ضامن کو پہلی بار کسی لہجے نے اسیر کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہر روز ضامن کو میٹھس  
 سمجھاتیں۔۔۔۔۔ اور ضامن سمجھ کر بھی نا سمجھ بن جاتا۔۔۔۔۔ اسے اپنی یہ ڈرپوک ٹیچر  
 بہت اچھی لگی تھی۔۔۔۔۔ پھر اسنے اپنی ٹیچر کو ٹشو کا پھول بناتے دیکھا۔۔۔۔۔ جو پرنسپل  
 میم کی فرمائش پہ وہ بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن کو انکی چلتی مرمی انگلیاں بہت خوب  
 \*\* (صورت لگیں۔۔۔۔۔ نازک مخروطی انگلیاں

وہ انیورپورٹ پہ پہنچ گیا تھا۔۔۔۔۔ فلائٹ میں کچھ وقت رہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ بیچ پہ بیٹھ  
 گیا۔۔۔۔۔ اور بیچ کی پشت سے کمر ٹکا کر آنکھیں موند لیں

اسنے اپنی ٹیچر سے ایک دن فرمائش کی کہ وہ اگر میٹھس کے سارے سوال ٹھیک کرے) \*\*

گا تو اسے انعام میں ٹشو کا پھول چاہیے۔۔۔۔۔ ٹیچر مان گئیں۔۔۔۔۔ ضامن کی ان سے

کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ پرنسپل میم خود بہت حیران تھیں۔۔۔۔۔ جو لڑکا کسی کے

قابو نہیں آیا وہ اس نئی ٹیچر کے قابو آ گیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی میٹھس میں کافی امپر و منٹ

آگئی تھی۔۔۔۔۔ پروہ پھر بھی اکثر سوال غلط کر دیتا تھا۔۔۔۔۔ اور جب ٹیچر ڈانٹتیں تو وہ

انہیں ٹکر ٹکر دیکھتا رہتا۔۔۔۔۔ گھر جا کر بھی اسکی زبان پہ ایک ہی نام ہوتا

پریشے "۔۔۔۔۔ پہلو میں موجود دل بے چین رہنے لگا۔۔۔۔۔ اسے نہیں پتہ تھے کہ اسکے "

ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ پروہ بس پریشے کے قریب رہنا چاہتا اسنے ٹیسٹ بھی اچھے

دینا شروع کر دیے تھے۔۔۔۔۔ پریشے نے جس دن اسے ٹشو کا پھول دیا۔۔۔۔۔ اس دن وہ

خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اسے ایک دن معلوم ہوا کہ ٹیچر اسکول چھوڑ

\*\* (کر جا رہی ہیں

فلائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ جہاز میں اپنی نشست پہ آ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ جہاز آسمانوں پہ اڑنے لگا تھا۔۔۔۔۔ سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ دس سال بعد وہ پاکستان جا رہا تھا۔۔۔۔۔ جہاں سے وہ زبردستی نیویارک لایا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے لیے یہ خبر کسی جھٹکے سے کم نہ تھی۔۔۔۔۔ وہ پریشے کے دور جانے کا سوچا\*\*  
 کر ہی خوف زدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔۔۔۔۔ پر اسے اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ وہ پریشے کو پسند کرنے لگا۔۔۔۔۔ سولہ برس کی پہلی

محبت۔۔۔۔۔ جو اسے پریشے سے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور پھر اسنے اس روز گراؤنڈ میں سب کے سامنے پریشے کو پھول دینے کی کوشش کی اور کہا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور پھر اگلے لمحے اسکے گال پہ پریشے تھپڑ رسید کر کے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ اس بات کی خبر پر نسل میم کو بھی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے فوری ضامن کے ڈیڈ کو اسکول بلا لیا۔۔۔۔۔ امیروں کی بے عزتی کرنے موقع کبھی کبھی ملتا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے میم نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔۔۔۔۔ ضامن کے ڈیڈ اسکی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوئے۔۔۔۔۔ اور اسے گھر لے آئے۔۔۔۔۔ اس روز وہ پورا دن کمرے میں بند رہا۔۔۔۔۔ پر اسنے اپنی عجیب

ضد نہ چھوڑی۔۔۔۔۔ وہ پریشے کے پاس جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ضد اور ہٹ دھرمی سے تنگ آ کر ضامن کے ڈیڈ نے اسے اسکے بڑے بھائی اور بھابھی کے پاس بھیجنے کا فیصلہ \*\* (کریا

جہاز لاہور انیر پورٹ پہ لینڈ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ جہاز سے اتر اور ایک گہرا سانس کھینچا۔۔۔۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پہ پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔ گال پہ ڈمپل پڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں چمک در آئی تھی۔۔۔۔۔ انیر پورٹ سے اسے اسکی ممی لینے آئی تھیں۔۔۔۔۔ جو اسے نظر بھی آگئی تھیں۔۔۔۔۔ وہ انکی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

وہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی نیویارک بھیجا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ہر ضد ہر منت \*\* دھرمی کی دھرمی رہ گئی۔۔۔۔۔ پر اسکے ڈیڈ نے اسکی ایک نہ مانی۔۔۔۔۔ اور اسے نیویارک بھیج دیا۔۔۔۔۔ ضامن کے ڈیڈ کو لگا تھا کہ یہ ٹین ایج کا جنون عمر کے ساتھ

ساتھ ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ پر ضامن نے پریشے کی محبت کو دل سے نہ نکلنے دیا۔۔۔۔۔ دور رہ کر بھی پریشے کے دیے پھول سے باتیں کیں۔۔۔۔۔ اسے سنبھلا۔۔۔۔۔ ضامن نے



اور تیری یہ معصوم ادائیں۔۔۔۔۔

مجھے پل پل آزماتی ہیں۔۔۔۔۔

میں راتوں کو تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

میری نیندیں مجھ سے روٹھ گئیں۔۔۔۔۔

میں نے محبت میں خود کو۔۔۔۔۔

چکور اور تمہیں چاند مان لیا۔۔۔۔۔

وہی چکور جو پوری رات۔۔۔۔۔

چاند کو پانے کی جسارت کرتا ہے۔۔۔۔۔

اڑتا ہے۔۔۔۔۔ پوری رات اڑتا ہے۔۔۔۔۔

پر چاند تک پہنچ نہیں پاتا۔۔۔۔۔

تھک جاتا ہے۔۔۔۔۔ واپس لوٹ جاتا ہے۔۔۔۔۔

پر چاند پانے کی کوشش ترک نہیں کرتا۔۔۔۔۔

میں بھی تمہیں ایک دن پالوں گا۔۔۔۔۔

میں تمہارا۔۔۔۔۔ اپنے "چاند کا چکور"۔۔۔۔۔

بن کر رہوں گا۔۔۔۔۔ میں چاند پا کر رہوں گا۔۔۔۔۔

اداس شام تھی۔۔۔۔۔ لاہور بھی اداس لگتا تھا۔۔۔۔۔ یوں لگتا تھا۔۔۔۔۔ جیسے کسی کا سب کچھ آج لٹ جانے کو ہو۔۔۔۔۔ یا پل پل لٹ رہا ہو۔۔۔۔۔ افق میں اڑتی ایسی پتنگ جو لاکھ سنبھالنے پہ بھی ڈوب رہی ہو۔۔۔۔۔ اور پتنگ باز کی وہ آخری پتنگ ہو۔۔۔۔۔ اسکے بعد کھیل سے منکل جانا ہو۔۔۔۔۔

جیسے جیسے لاہور پہ رات پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ اس ہسپتال کی روشنیاں جلتی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ کشادہ راہداری سے بہت سے

لوگ آ جا رہے تھے۔۔۔۔۔ راہداری سے کچھ آگے جا کر بنے ایمر جنسی وارڈ میں کیرت نانی کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ انکی سانسیں ڈوبتی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ نبض مدہم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر افراتفری میں تھے۔۔۔۔۔ بلڈ پریشر۔۔۔۔۔ شوگر سب کچھ نارمل تھا۔۔۔۔۔ پر پھر بھی نانی کی حالت پل پل خراب ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت، بدحواسی

سے ڈاکٹر کو کام کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں نمکین پانی جمع تھا۔۔۔۔۔ جو منکل کر ہی نہ دیتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے پیچھے کھڑی اسکی امی مسلسل رو رہی تھیں۔۔۔۔۔ علیہ کی بھی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔ البتہ ابو ڈاکٹر کی طرف فکر مندی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کی رنگت بدلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

نانی کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے خراب تھی۔۔۔۔۔ فرحت کی شادی میں بھی وہ اسی لیے ہی شامل نہیں ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت ہر روز جا رہی تھی نانی کے پاس۔۔۔۔۔ پر کل شام کو جب وہ نانی کے پاس سے گھر واپس لوٹی۔۔۔۔۔ تو کچھ دیر بعد نانی کے گھر کا کرایے دار ہڑبڑاتا ہوا کیرت کے گھر کا دروازہ پیٹنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے دروازہ کھولا تو کرایے دار نے بتایا کہ نانی کی طبیعت اچانک سے خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ کیرت حیران ہوئی۔۔۔۔۔

میں ابھی وہیں سے آرہی ہوں"۔۔۔۔۔ کرایے دار نے سر جلدی جلدی ہلایا۔۔۔۔۔ "ہاں مجھے بھی ابھی ہی بچوں نے بتایا کہ بڑی بی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ میں" جب خود نیچے آیا تو دیکھا وہ منڈھال سی بیڈ پہ لیٹی تھیں۔۔۔۔۔ آپ لوگ جلدی آجائیں"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر پلٹ گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے چیخ کر اپنی امی کو بلایا۔۔۔۔۔ اور خود دوپٹہ سر پہ جماتی نانی کے گھر کی طرف بھاگ لی۔۔۔۔۔

پھرامی اور وہ کرا لیے دار کے ساتھ انہیں ہسپتال لے گئیں۔۔۔۔۔ انور بھی کچھ دیر میں آگے تھے۔۔۔۔۔ اور کل سے نانی بستر مرگ پہ پڑی تھیں۔۔۔۔۔ طبیعت گھڑمی کی ہر ٹمک سے اور بدتر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کل سے کیرت رو رہی تھی دعائیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔ پر نانی کی طبیعت ٹھیک نہ ہوئی۔۔۔۔۔ اور کل سے اب تک نجانے کتنی بار ڈاکٹر انکا چیک اپ کر چکے تھے۔۔۔۔۔ اب تو انہوں نے بھی امید چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے نانی کو آخری بار چیک کیا تو ان کی نظروں میں افسوس تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے انور کو دیکھا۔۔۔۔۔

سوری شی از نومور"۔۔۔۔۔ کیرت سناٹے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ پتنگ باز کی آخری پتنگ " بھی کٹ گئی۔۔۔۔۔ امید، دوستی، محبت اور وہ پیار بھر المس کیرت سے آج چھن گیا۔۔۔۔۔ کیرت کی زندگی کی پہلی دوست اسے چھوڑ گئیں۔۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ نہیں نانو کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔ ہم نے"۔۔۔۔۔ اسنے نانی " کے ہاتھ تھپکتے اپنی امی کو دیکھا جو سینہ کو بی کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ چیخ رہی تھیں۔۔۔۔۔ علیزہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے دفعتاً اپنے ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ



چلو ایک کم بخت سے تو اس دنیا کو نجات ملی "۔۔۔۔۔ انہوں نے زیر لب کہا "۔  
 تھا۔۔۔۔۔ اور تب سے اب تک وہ سپاٹ چہرے سے بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ کہتے ہیں  
 موت ہر ایک کا دل پگھلا کر مرنے والے کو مارتی ہے۔۔۔۔۔ کہ اسکے بعد اسے بس  
 اچھے لفظوں میں ہی یاد کیا جاتا ہے پر کچھ دل موت بھی پگھلا نہیں پاتی۔۔۔۔۔ اور ان  
 دلوں میں سے ایک دل دادی کا تھا۔۔۔۔۔ وہ دنیا دکھاوے کے لیے بھی چار آنسو نہ بہا  
 سکیں۔۔۔۔۔

نانی کو جس وقت گھر سے لے جایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ امی  
 سر پیٹ پیٹ کر رو رہی تھیں۔۔۔۔۔ علیہ اور فرحت بھی روتی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ پھوپھو کی  
 آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی دوست کا آخری بار منہ بھی نہ دیکھا  
 تھا۔۔۔۔۔ اور وہ اپنے آخری ٹھکانے کو چلی گئیں۔۔۔۔۔ جب وہ ہوش میں آئی اس  
 وقت رات ڈھل چکی تھی۔۔۔۔۔ امی اسکے سرہانے بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ بکھرے بال انکے  
 چہرے پہ تھے۔۔۔۔۔ اور وہ سسک

رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے خالی نظروں سے اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔



اے چھلاوے کیوں پورا دن کونوں میں بھیں بھیں کرے ہے۔۔۔؟ جس نے مرنا تھا وہ " مرگئی۔۔۔۔ اور تو یوں رووے ہے جیسے وہ تو امرت پی کے آئی تھی۔۔۔۔۔ اے بھنو میں کہوں ہوں اتنا ہی غم لگا ہے تو تو بھی مر جا۔۔۔۔۔ پر یہ نحوست نہ پھیلا "۔۔۔۔۔ کیرت تاسف سے دادی کو دیکھ کر رہ جاتی۔۔۔۔۔ اس روز وہ چھت پہ لیٹی ہوئی تھی کہ ابو اوپر آ گئے۔۔۔۔۔ کیرت

نے ابو کو اوپر آتے دیکھا تو بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ابو نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیسی ہو "۔۔۔۔۔؟ وہ اب اکثر اس سے یہ سوال کرتے تھے۔۔۔۔۔ یا شاید ہر روز " ہی۔۔۔۔۔ کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔۔ اور نظریں جھکا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسکے ابو کچھ دیر اسے دیکھتے رہے۔۔۔۔۔ پھر بولے۔۔۔۔۔ دیکھو کیرت تمہاری نانی کی موت کا ہم سب کو دکھ ہے پر، اب وہ واپس نہیں آ سکتیں " ہمارے رونے سے بھی نہیں، اور ہمارے رونے سے انکی آگے کی منزلیں مشکل ہوں گی "۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا چہرہ اوپر اٹھایا تو اسکی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ اور تمہاری نانی تم سے بہت پیار کرتی تھیں۔۔۔۔۔ تم رووگی تو انکی روح بھی بے چین رہے گی۔۔۔۔۔ کیا تم انہیں وہاں بھی پریشان کرنا چاہتی ہو "۔۔۔۔۔؟ کیرت اپنے ابو کے سینے



ضامن نے فریش ہو کر جینز کی پینٹ پہ بلیک شرٹ پہنی اور گیلیے بالوں کو ڈرائیر سے سکھا کر انہیں ماتھے پہ ہی بکھرا رہنے دیا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں کانچ سی لگتی تھیں۔۔۔۔۔ خود پہ پرفیوم اسپرے کر کے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ اس نے ابھی آفس جانا شروع نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ پہلے وہ اپنے اکا دکا پرانے دوستوں سے ملا جو نیویارک جانے کے بعد بھی اس سے رابطے میں تھے۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنے پرانے اسکول گیا۔۔۔۔۔ پریشے کی تلاش میں۔۔۔۔۔ پروہاں جا کر اسے بہت ناامیدی ہوئی۔۔۔۔۔ پورا اسٹاف بدل چکا تھا۔۔۔۔۔ پرنسپل میم بھی۔۔۔۔۔ اور پرانے ریکارڈز میں پریشے نام کی کوئی ٹیچر درج نہیں تھی۔۔۔۔۔ ضامن کو اپنے حواس شل ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ اس نے ہر ممکن کوشش کی پروہاں سے کچھ ایسا معلوم نہ ہو سکا تھا جس سے پریشے تک رسائی حاصل ہو۔۔۔۔۔ پر اس نے سوچا تھا کہ ایک بار پھر اسکول جائے گا۔۔۔۔۔ وہاں پرانے ریکارڈز سے پرنسپل میم کا ایڈریس لے گا۔۔۔۔۔ شاید انہیں پریشے کے متعلق کچھ معلوم ہو۔۔۔۔۔

ضامن زینے اترتا سیدھا ڈاننگ ہال میں آ گیا۔۔۔۔۔ وہاں سربراہی کرسی پہ اسکے ڈیڈسپاٹ چہرے سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک نظر ضامن پہ ڈالی پھر نظریں کھلی کھڑکی کی طرف



نے شانوں پہ ڈالا ہوا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ بظاہر مسکان تھی۔۔۔۔۔ پر پیٹ میں گولے بن رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کی ضد اور شوہر کا غصہ، سب اچھی طرح جانتی تھیں۔۔۔۔۔ ڈیڈ کی بات پہ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ میں پاکستان واپس آنا چاہتا تھا ڈیڈ اس لیے آگیا۔۔۔۔۔ کیا ہم "

یہ بات ختم نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔؟؟ اس کے ڈیڈ نے کھڑکی سے نظریں ہٹائیں۔۔۔۔۔ ضامن تم اب چھوٹے نہیں رہے جس کی ہر بات مان لی جائے گی۔۔۔۔۔ تم میری " چھوٹی اولاد ہو اس لیے مجھے ہمیشہ سے بہت عزیز رہے ہو پر "۔۔۔۔۔ توقف دیا پھر اسے گھورتے ہوئے چاچا کر کہنا شروع کیا۔۔۔۔۔ "اب جتنا میں تمہیں کہا کروں مان جایا کرو۔۔۔۔۔ تمہارے لیے اچھا ہوگا۔۔۔۔۔ ورنہ "۔۔۔۔۔ ورنہ کیا "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔۔ اور انہیں دلچسپی سے دیکھنے " لگا۔۔۔۔۔ ثریا نے پہلو بدلا۔۔۔۔۔ گفتگو کا رخ غلط سمت جاتا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ باہر شاخوں پہ بیٹھی چڑیا چونکا سی اپنے بچوں کی حفاظت کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے ننھے منے بچے جن کے ابھی ننھے پر نکلے تھے اڑنے کی جسارت کر رہے تھے۔۔۔۔۔



سے وہ چونکی۔۔۔۔۔ اسنے سرہانے کی طرف نیچے فرش پہ دیکھا۔۔۔۔۔ بھنویں سکوڑ  
گئیں۔۔۔۔۔ کچھ حیرت سے،۔۔۔۔۔ وہ جھکی۔۔۔۔۔ اور فرش پہ پڑی چاکلیٹ جس پہ  
گلاب کا تازہ پھول ٹیپ سے لگا تھا۔۔۔۔۔ اور ایک سفید پرچی۔۔۔۔۔ جو تہ شدہ تھی، کو  
اٹھایا۔۔۔۔۔ وہ حیرت سے چاکلیٹ اور پھول کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر اس نے گلاب  
کے پیچھے سے سفید تہ شدہ پرچی نکالی۔۔۔۔۔ کھول کر دیکھا تو اس پہ ایک سطر درج  
تھی۔۔۔۔۔

تم روتی اچھی نہیں لگتیں۔۔۔۔۔ تمہارے آنسو انمول ہیں انہیں ضائع مت کیا  
کرو۔۔۔۔۔

"اپنے چاند کا چکور"

سطر پڑھ کر اسے جیسے جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ اسنے فوراً ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔ چھت پہ کوئی نہیں  
تھا۔۔۔۔۔ "شاید ابولائے ہوں"۔۔۔۔۔ اسنے دل میں سوچا۔۔۔۔۔ پھر دوبارہ پرچی کو بغور  
دیکھا۔۔۔۔۔ اور اسکا دل ڈوب گیا۔۔۔۔۔ یہ اسکے ابو کی لکھائی نہیں تھی۔۔۔۔۔ پھر  
رات کو کون آیا تھا جس نے اسے روتے دیکھا۔۔۔۔۔؟ کیرت نے دوپٹہ جلدی سے سر پہ

لیا۔۔۔۔ اور چارپائی سے کھڑی ہو کر پوری چھت پہ چکر لگایا۔۔۔۔ پر چھت پہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔ انکے ہمسائیوں میں سے بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔ یہ بات کیرت اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔؟ وہ بری طرح الجھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ اسنے چاکلیٹ اور پھول کو دیکھا۔۔۔۔۔۔ اسے ان دونوں چیزوں سے ہی خوف محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ نیچے امی کی آواز آئی تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔۔۔۔۔۔ اسنے جلدی جلدی پھول اور چاکلیٹ اندر کمرے کی الماری میں رکھی اور بستر طے کر کے۔۔۔۔۔۔ اپنا آپ نارمل کیا اور نیچے آگئی۔۔۔۔۔۔ نیچے آئی تو دادی نے اسکے آتے ہی آنکھیں دکھائیں۔۔۔۔۔۔ ارے محترمہ اٹھ گئیں آپ۔۔۔۔۔؟ ابھی بھی کیوں اٹھیں۔۔۔۔۔؟ سوئے رہنا" تھا۔۔۔۔۔۔ دادی طنزیہ لہجے سے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ کیرت نے بس گہرا سانس لیا اور منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔ اتنے علیزہ بھی اٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ کیرت منہ دھو کر امی کی مدد کے لیے کچن میں آگئی۔۔۔۔۔۔

آپی میری یونیفارم تو استری کر دیں"۔۔۔۔۔۔ کچن کے دروازے پہ کھڑے ہو کر علیزہ "مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔۔ کیرت اس وقت چائے بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اور امی پراٹھے۔۔۔۔۔۔ دونوں نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

میں چائے بنا رہی ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت نے سپاٹ لہجے سے کہا اور دوبارہ پین کی طرف "متوجہ ہوگئی۔۔۔۔۔ امی بھی اپنے کام میں لگ گئیں۔۔۔۔۔ علیزہ کو کیرت کا جواب برا لگا۔۔۔۔۔ پروہ ضبط کرگئی۔۔۔۔۔

چائے امی دیکھ لیں گی آپ میرا یونیفارم استری کر دیں۔۔۔۔۔ کالج سے دیر ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ کیرت نے شانے اچکائے

ہو جائے۔۔۔۔۔ دیر تمہیں ہوگی۔۔۔۔۔ مجھے نہیں"۔۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے بولی "تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کے سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بجھی۔۔۔۔۔

ہائے توبہ ہے۔۔۔۔۔ جب ان سے اچھے طریقے سے بات کر لو تو یہ یوں جواب دیتی ہیں جیسے جانتی ہی نہ ہوں۔۔۔۔۔ ایک یونیفارم استری کرنے میں کیا ہو جائے گا"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے پہلو پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔ کیرت نے پرسکون چہرے سے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہی جو تمہیں ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور میری بہن مجھ سے اچھے طریقے سے نہ بولو" مہربانی ہوگی تمہاری"۔۔۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ"۔۔۔۔۔ علیزہ نے زور دے کر کہا اور پیر پختی کمرے میں چلی " گئی۔۔۔۔۔ کیرت نے تلخی سے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ علیزہ پھر بھن بھن کرتی اپنی وردی استری کر کے کاج چلی گئی۔۔۔۔۔ کیرت بھی ناشتے سے فارغ ہوئی تو اسنے اپنے ابو کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔ میں نوکری کرنا چاہتی ہوں ابو"۔۔۔۔۔؟ انور جو ابھی علیزہ کو کاج چھوڑ کر آ کر بیٹھے " چائے پی رہے تھے اسکی بات پہ کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔؟ میرا مطلب ہے پیسوں کی ضرورت ہے تو مجھ سے لے لو"۔۔۔۔۔؟ کیرت نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ گھر میں دل نہیں لگاتا ابو"۔۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ اور کہتی کہ "

دادی اپنی عادت سے مجبور بولیں  
ہاں اس کالی بلی کے پیر کہاں ٹکے ہیں گھر میں۔۔۔۔۔ یہ کتے کی طرح سڑکیں ناہتی " پھرے گی"۔۔۔۔۔ ابو نے تند خونگا ہوں سے انہیں گھورا تو وہ خاموش ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔ تمہارا جودل کرے کرو۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش "

ہوئے۔۔۔۔۔ دادی نے انکی بات پہ ناک چڑھائی۔۔۔۔۔ اور ٹی وی دیکھنے

لگیں۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

بہت شکریہ ابو۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا وہ اپنے ابو کے گلے لگ جائے۔۔۔۔۔ پر اسے "

نجانے کیوں ہچکچاہٹ محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ شاید اسے ڈرتھا کہ دادی کچھ الٹا پھر سے نہ کہہ

دیں۔۔۔۔۔ انور نے چائے کا کپ رکھا اور کیرت کا چہرہ دیکھتے وہ کھڑے

ہو گئے۔۔۔۔۔

ابو کے گلے لگ جایا کرو جب بھی تمہارا دل کرے "۔۔۔۔۔ انہوں نے اسے اپنے سینے "

سے لگا کر محبت سے کہا۔۔۔۔۔ کیرت کے گلے میں آنسوؤں کا گول اٹک گیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ

بول نہ سکی۔۔۔۔۔ دادی اسے اپنے بیٹے کے گلے لگا دیکھ پتہ نہیں کیا کیا منہ ہی منہ بولنے

لگیں۔۔۔۔۔ پر وہ دونوں بے نیاز تھے۔۔۔۔۔ انور نے اسے خود سے الگ کیا اور پھر

پوچھنے لگے۔۔۔۔۔

پر نوکری کرو گی کہاں "۔۔۔۔۔؟؟



اور ابھی بھی اسکا ذہن اسی جنگ سے الجھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت اپنی گلی میں داخل ہوئی تو کچھ پل کے لیے نانی کے گھر کے دروازے کے آگے اسکے قدم رک گئے۔۔۔۔۔ دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔۔ اب اس گھر میں اسکی نانی نہیں تھیں۔۔۔۔۔ وہ بہت دور چلی گئیں۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔۔ اسنے چادر کے پلو سے آنکھیں رگڑیں اور اپنے گھر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔

گھر داخل ہوتے ہی اسے شور سے اندازہ ہو گیا کہ فرحت آگئی ہے۔۔۔۔۔ وہ بہت کم کم آیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ آتی تو نخرے میں رہتی۔۔۔۔۔ بات بات پہ کہتی۔۔۔۔۔

شکیل کا دل نہیں لگتا میرے بنا۔۔۔۔۔ میں جلدی چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔ امی اس "بات پہ ٹوکنتیں۔۔۔۔۔

باپ کا لحاظ کریا کرو بہن یوں خصم (شوہر) کا نام چننا اچھا لگتا ہے"۔۔۔۔۔؟

اب اس میں برا لگنے والی بھی کونسی بات ہے۔؟ اپنی چیز کو اپنا نہ کہوں تو کیا "کہوں"۔۔۔۔۔؟؟ وہ لاپرواہی سے جواب دیتی۔۔۔۔۔ امی جل کر رہ جاتیں۔۔۔۔۔

شادی کے بعد تو بالکل ہی بے غیرت ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ امی کہہ کر چلی جاتیں اور وہ تن "فن کرتی رہ جاتی۔۔۔۔۔ پر شکیل شکیل کرنے سے باز نہ آتی۔۔۔۔۔ علیزہ اور وہ خاص کر

کیرت کے سامنے تشکیل کی ایک ایک بات خوب جتا جتا کر کرتی تھی۔۔۔۔۔ شاید اسے ابھی بھی لگتا تھا کہ کیرت کے دل سے تشکیل کی محبت نہیں نکلی۔۔۔۔۔ "پراسے کون بتائے کے سانپ کہاں ایک بل میں رہتے ہیں۔۔۔؟ جگا ہیں بدلنا انکی عادت ہوتی ہے"۔۔۔۔۔ کیرت دل میں سوچتی اور لا تعلق ہو کر بیٹھی رہتی۔۔۔۔۔ اسکی کسی بات پہ توجہ نہ دیتی۔۔۔۔۔ اور اس نے آج بھی یہ ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ آج پھر اس گھر میں تشکیل نامہ پڑھا جائے گا۔۔۔۔۔ اور اسے جلانے کی ہر ممکن کوشش بھی کی جائے گی۔۔۔۔۔ "پر ان لوگوں کو کیا پتہ مجھے اب فرق نہیں پڑتا"۔۔۔۔۔ وہ نیم کے درخت پہ نظریں جما کر زیر لب بولی تھی۔۔۔۔۔ نیم کے درخت کی شاخیں ہوا سے ہلنے لگیں۔۔۔۔۔ جیسے کیرت کی بات کی تائید کر رہی ہوں۔۔۔۔۔

کیرت چادر اتر کر بڑے کمرے میں آئی تو سامنے دادی کے ساتھ پھوپھو بیٹھی تھیں فرحت علیزہ کے ساتھ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے انہیں سلام کیا۔۔۔۔۔

کہاں سے آرہی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ پھوپھو جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کے بجائے امی نے جواب دیا۔۔۔۔۔

نوکری کے لیے سی سی وی جمع کروانے گئی تھی "۔۔۔۔۔ پھوپو پہلے چونکیں۔۔۔۔۔ پھر لب " بھینچ کر سر ہلایا۔۔۔۔۔

ہاں اچھی بات ہے رشتہ ہونے کی تو امید نہیں ہے چلو نوکری کر کے ہی دل بہلا لے " گی "۔۔۔۔۔ وہ ہمدردی کرتے لہجے سے گویا ہوئی تھیں پر اس میں چھپا طعنہ کیرت کو گھائل کر گیا تھا۔۔۔۔۔ پر وہ مسکراتی رہی۔۔۔۔۔

ہاں پھوپو صحیح کہا آپ نے "۔۔۔۔۔ وہ چلتی پھوپو کے سر پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔ امی پیچھے " چارپائی پہ بیٹھی اسکی پشت دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ دادی نے آنکھیں سکوڑ کر کیرت کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ نہیں ہوئی تھی بے عزتی پہ۔۔۔۔۔

وہ پھوپو شکل کو کہنا کہ میرے پیسے کب دے رہا ہے "۔۔۔۔۔؟؟"

کون سے پیسے "۔۔۔۔۔؟؟ پھوپو تنک کر بولیں۔۔۔۔۔ کیرت کی مسکراہٹ مزید گہری " ہو گئی۔۔۔۔۔

وہی پیسے جو کبھی وہ اپنے سوٹ خریدنے کے لیے ادھار لے گیا تھا تو کبھی کسی دوست کو " دعوت دینے کے لیے لے کر گیا تھا "۔۔۔۔۔

پھوپو کو بات سمجھ آگئی تھی پر وہ انجان بن کر بولیں۔۔۔۔۔

ہونہ تم سے کیوں لے گا۔۔۔؟ اسکے پاس پیسوں کی کمی ہے۔۔۔۔؟؟ کیرت نے فوراً " ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔

کمی پیسوں کی نہیں ہوگی۔۔۔۔ پر کچھ لوگ مانگنے کی عادت سے مجبور ہوتے ہیں اور شکل " بھی انہیں میں سے ایک ہے "۔۔۔۔۔

زبان سنبھال لے کیرت۔۔۔۔ منہ توڑ دوں گی جو میرے بچے کے بارے میں الٹا " سیدھا کچھ بکا تو "۔۔۔۔۔ پھوپو پھنکاریں۔۔۔۔۔ دادی

نے بھی بولنے کے لیے لب کھولے پر ان سے پہلے کیرت بول پڑی۔۔۔۔۔  
اچھا نہیں بولتی۔۔۔۔۔ بس میرے پیسے دلوا دیں اس سے "۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ پیچھے سے نجانے پھوپو اور دادی کیا کیا بولتی رہیں پر اسنے توجہ نہ دی۔۔۔۔۔ اور اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ علیزہ کے بیڈ پہ فرحت سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور علیزہ اس پہ جھک کر اسکی بھنویں سنوار رہی تھی ساتھ ساتھ بول بھی رہی تھی۔۔۔۔۔

اے بہن۔۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں یہ بھنویں مردوں جیسی کیوں بڑھا کر پھر رہی " ہو۔۔۔۔۔ کتنا عرصہ ہو گیا تمہیں یہ بنوائے "۔۔۔۔۔ وہ منہ میں دھاگے کا ایک سرا دبا کر بھنجے لبوں سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ فرحت نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ بس نہ پوچھو۔۔۔۔۔ یہ پھوپو منحوس ماری کہیں جانے ہی نہیں دیتیں۔۔۔۔۔ ایک دوبار " شکل سے پارلر کے پیسے مانگے تھے۔۔۔۔۔ جب پارلر جانے لگی تو پھوپو بھی کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔ کہنے لگیں میں بھی ویکس کروا کر آؤں گی۔۔۔۔۔ چہرے اور ہاتھوں پہ رواں آ گیا ہے۔۔۔۔۔ میرے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔۔ پر نئی نئی دلہن تھی کچھ نہ کہہ سکی۔۔۔۔۔ اور لے کر جانا پڑ گیا پھوپو کو بھی پارلر "۔۔۔۔۔ اس نے رک کر سانس لیا۔۔۔۔۔ کیرت خاموشی سے اپنے سنگل بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ علیزہ نے اچھلتی نظروں سے کیرت کو دیکھا پھر فرحت کی بھنوں پہ دھاگا چلانے لگی۔۔۔۔۔ فرحت نے اپنی بات دوبارہ جاری کی۔۔۔۔۔ آنکھیں مضبوطی سے بند کی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پارلر جا کر انکا تو کرسی سے اٹھنے کو دل ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کیا کیا کروانے لگ گئیں۔۔۔۔۔ اور جب چہرے کے

سارے بال اڑ گئے تو یقین کرو علیزہ پھوپھو کھسره لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔ یوں لگ رہا تھا کسی مرد نے تازی تازی شیو کروائی ہو۔۔۔۔۔ علیزہ بے ساختہ اس بات پہ ہنسی تھی۔۔۔۔۔

اچھا دیکھو شیشے میں کیسی بنی ہیں۔۔۔۔۔؟ علیزہ نے دھاگا انگلی پہ پھیٹ کر فرحت کو کہا۔۔۔۔۔ فرحت کھڑی ہو کر خود کو شیشے میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ شیشے میں کیرت کا عکس بھی اسنے دیکھ لیا تھا پر نظر انداز کر گئی۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ بس اپر پس بھی بنا دو۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ علیزہ کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ہاں اپر لپس بنوانے کی تمہیں بہت ضرورت ہے۔۔۔۔۔ اگر اب بھی نہ بنوائے تو یقین کرو۔۔۔۔۔ شکل سے بڑی مونچھیں تمہاری ہو جائیں گی۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔۔ اور فرحت جل بھن گئی۔۔۔۔۔ حکومت۔۔۔۔۔ وہ خنگی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

میں نے شام کو شکل کے ساتھ انکے کسی دوست کے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔ وہ شوخی سے بتانے لگی۔۔۔۔۔ کنکھیوں سے کیرت کو بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ "سوٹ کے پیسے دیے ہیں کہہ رہے تھے جا کر نیا سوٹ لے لینا"۔۔۔۔۔

واہ بھئی۔۔۔۔۔ کتنے دیے۔۔۔۔۔؟؟"

چار ہزار۔۔۔۔۔ اسنے بلند آواز سے کہا۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔

پھوپو کے سامنے دیے۔۔۔۔۔؟؟ فرحت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ کیرت ان دونوں کی باتوں سے لاتعلق بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ پر ان دونوں کو لگ رہا تھا کہ وہ بظاہر نہیں سن رہی۔۔۔۔۔ پر اسکے کان انکی طرف ہی ہیں

نہیں پھوپو مرنہ جاتیں اگر وہ انکے سامنے پیسے دیتا تو۔۔۔۔۔ چھپ کے دیے ہیں۔۔۔۔۔ شکل بہت ڈرتے ہیں پھوپو سے۔۔۔۔۔ بات بات پہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔ امی کو نہ پتہ چل جائے۔۔۔۔۔ میں نے تو کہہ دیا۔۔۔۔۔ شکل مجھے یہ زرخے (مردوں جیسی حرکتیں زہر لگتی ہیں۔۔۔۔۔ خدارا انہیں چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔ علیزہ اسکی ساری بات بڑی دلچسپی سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

اب کچھ بہتر ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ بول لیتے ہیں میرے حق میں۔۔۔۔۔ شادی کے کچھ عرصے بعد پھوپو کہہ رہی تھیں مجھے کہ پڑھائی جاری کر لوں۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔۔۔؟؟ علیزہ نے فوراً پوچھا۔۔۔۔۔"

پھر کیا۔۔۔؟ صاف منع کر دیا۔۔۔ میں نے شادی کروائی ہی اس لیے ہیں تاکہ کتابوں " کی نحوست سے بچ سکوں "۔۔۔۔۔ پھوپھو نے کچھ کہا نہیں "۔۔۔۔۔؟؟"

ارے نہ پوچھو بہن۔۔۔ ہر روز واویلا مچاتی تھیں۔۔۔ انکا ارادہ تھا کہ میں پڑھنے لگ جاؤں کسی طرح نرسینگ کر لوں تاکہ میں گھر میں بھی کام کروں اور کما کر بھی لاؤں۔۔۔ ایک دوبارہ شکل نے بھی اصرار کیا۔۔۔ میں نے تو ایک نہ سنی۔۔۔ ارے بہن شادی کے بعد بھی میں نے ہی کمانا تھا تو یہ شوہر جیسا غذاب ضرور پالنا تھا۔۔۔؟ میں نے تو پھوپھو کو ایک دن دھر لیا۔۔۔ کہا میں کیوں کروں نوکریاں۔۔۔؟ میرا کیا شوہر مر گیا ہے جو میں سڑکوں پہ جوتیاں چٹھاتی پھروں۔۔۔۔۔ میری بات پہ پھوپھو نے تودل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔ پھر دوبارہ مجھے نوکری یا پڑھائی کا نہیں کہا۔۔۔۔۔ یہ بتا کر فرحت ہلکا سا ہنسی تھی۔۔۔ علیزہ نے بھی پورا پورا ساتھ دیا۔۔۔ پھر فرحت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

دیکھو بہن۔۔۔۔۔ مرد برا نہیں ہوتا بے شک یہ فضول مخلوق ہے پر پھر بھی برا نہیں " ہوتا۔۔۔۔۔ بس یہ انکی مائیں۔۔۔ اور بہن مرجائیں نا جو پھن پھیلانے سسرال میں مری



کیرت نے دونوں چیزیں دوبارہ الماری میں رکھیں اور چارپائی

پہ بستر پچھا کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں ہی وہ سو گئی تھی۔۔۔۔۔ اگلی صبح بھی اسکے سرہانے پھول اور چاکلیٹ رکھی تھیں۔۔۔۔۔ پھر یہ سلسلہ ہر روز کا بن گیا۔۔۔۔۔ اب اسے اوپر چھت پہ سونے سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس رات وہ بار بار ہوا سے ہونے والی آہٹ سے بھی اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔ عجیب ہی خوف تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ پر وہ کہیں نہ کہیں متجسس بھی تھی کہ وہ دیکھے آخر کون آدھی رات کو آکر یہ سب رکھ کر چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں موندے پڑی تھی۔۔۔۔۔ رات موم کی طرح پگھلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ٹھنڈی ہو اسی چل رہی تھی۔۔۔۔۔ گھپ اندھیرے میں تاروں کی چمک تھی۔۔۔۔۔ آج چاند آسمان پہ موجود نہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے زرا اسی آنکھیں کھول کر چھت پہ دیکھا۔۔۔۔۔ پر ابھی چھت پہ اسکے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔

اسے ابھی آنکھیں بند کیے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اسے اپنے قریب۔۔۔۔۔ بہت قریب۔۔۔۔۔ کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب گیا۔۔۔۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔۔۔۔ آگیا تھا

کیرت نے آنکھیں نہ کھولیں۔۔۔۔۔ کسی کی نظریں کیرت کو اپنے چہرے پہ جمی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ پر اسکی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آنکھیں کھول کر شور ہی مچا دے۔۔۔۔۔ وہ چپ لیٹی رہی۔۔۔۔۔ بغیر کسی حرکت کے۔۔۔۔۔ تب اسکی سماعت سے گھمبیر لہجہ ٹکرایا۔۔۔۔۔

مجھے پتہ ہے تم اٹھی ہوئی ہو"۔۔۔۔۔ کیرت کی جان نکل گئی۔۔۔۔۔ اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ وہ سرہانے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ سیاہ ریشمی لبادے میں، ہڈ سر پہ تھا، کالے بالے ماتھے

پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ چہرے پہ کالا ماسک تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں کی پتلیاں کالی اور چمکیلی تھیں۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں گلوڑ پہنے وہ کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا اسے دیکھ کر تنفس تیز ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولا۔۔۔۔۔ پر اسکے حلق سے آواز نہ نکلی۔۔۔۔۔ ہڈ والے کا ہاتھ اسکے منہ پہ تھا۔۔۔۔۔

چیننا مت۔۔۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ کسی کے بھی آنے سے پہلے میں یہاں " سے دوڑ چلا جاؤں گا"۔۔۔۔۔ وہ کیرت کے قریب تھا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بھوری کانپتی پتلیوں کی لرزش دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ہڈوالے کی آنکھیں پرسکون تھیں۔۔۔۔۔ جیسے کیرت کو دیکھ کر ان آنکھوں کو ٹھنڈک مل رہی ہو۔۔۔۔۔ چھت پہ ہوا تیز چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اسکا پہنا لبادہ ہوا سے اڑا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت شل تھی۔۔۔۔۔ پر جب وہ سنبھلی تو اسنے اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹانا چاہا۔۔۔۔۔ میں ہٹا لیتا ہوں ہاتھ پر وعدہ کرو چھوگی نہیں"۔۔۔۔۔؟؟؟؟ وہ ویسے ہی پرسکون لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ پھر اسکی آنکھوں سے آنسوؤں گرنے لگے۔۔۔۔۔ ہڈوالا گھبرا گیا۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔۔۔۔۔ پرو نامت"۔۔۔۔۔ اس نے یہ کہہ کر ہاتھ ہٹا لیا اور کیرت سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت فوراً چارپائی سے اٹھی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

میں تمہیں یہاں ڈرانے نہیں آیا"۔۔۔۔۔ وہ بولتا قدم اٹھنے لگا۔۔۔۔۔ اسکے قدم اٹھتے ہی کیرت دیوار سے اورچپک گئی۔۔۔۔۔ اسکے قدم وہیں رک گئے۔۔۔۔۔ ہوا سے لبادہ ویسے ہی اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

ک۔۔۔کو۔۔۔کون ہو تم۔۔۔۔۔؟؟ اب کی بار کیرت نے ہمت کر کے "

سوال کر لیا۔۔۔۔۔ آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کالی آنکھوں والے کی آنکھیں  
چمکیں۔۔۔۔۔ اس نے ہاتھ سینے پہ باندھ لیے۔۔۔۔۔

میں "۔۔۔۔۔؟؟ اسنے سینے پہ انگلی رکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت کے آنسوں بہہ کر اسکے گالوں  
پہ آگئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے جواب نہ دیا تو وہ بولا۔۔۔۔۔

اپنا بارے میں بتانے سے پہلے میں تمہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ تم میرے لیے کیا  
ہو"۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ کیرت دم سادھے اسے سن رہی  
تھی۔۔۔۔۔ ہڈ والا پھر بولنے لگا۔۔۔۔۔

تم میرا "چاند" ہو۔۔۔۔۔ اور جانتی ہو چاند کے لیے راتوں کو کون سفر کرتا  
ہے "۔۔۔۔۔؟؟ اسکا لہجہ سوالیہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت آنکھیں پھاڑے بس اسے دیکھ رہی  
تھی۔۔۔۔۔ آنسوں جو آنکھوں سے نکلے تھے۔۔۔۔۔ ایک لکیر کی صورت سوکھ گئے  
تھے۔۔۔۔۔ آنکھیں بھگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر آنسوں اب نہیں نکل رہے  
تھے۔۔۔۔۔ کیرت کے جواب نہ دینے پہ اس نے اپنی بات مکمل کی۔۔۔۔۔

چاند کے پاس راتوں کو سفر چکور کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ پوری رات چاند کے پاس جانے " کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ چاند کا دیوانہ ہوتا ہے جیسے میں تمہارا ہوں "۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر اچانک ہی پلٹ گیا۔۔۔۔۔ پھر منڈیر تک جا کر رکا۔۔۔۔۔ میں کل پھر آؤں گا۔۔۔۔۔ اور اب ہر اس جگہ آؤں گا جہاں تم جاؤ گی۔۔۔۔۔ یاد رکھنا "۔۔۔۔۔ وہ بغیر کیرت کی طرف رخ کیے کہہ کر منڈیر ٹاپ گیا تھا۔۔۔۔۔ کسی بلی کی طرح وہ دیواروں پہ چڑھتا۔۔۔۔۔ پھلانگتا بہت دور نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت ساکت سی وہیں دیوار سے لگی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ تھا کون۔۔۔۔۔؟ جو یوں محبت کا اظہار کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت مریل قدموں سے چارپائی تک آئی۔۔۔۔۔ وہاں پھول اور چاکلیٹ رکھی تھی جن میں ایک

پرچی بھی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے انہیں اٹھایا۔۔۔۔۔ پرچی کھولی۔۔۔۔۔  
"اپنے چاند کا چکور"





میں ٹھیک ہوں امی۔۔۔۔۔ بس آج انٹرویو ہے نا اس لیے تھوڑی پریشانی ہو رہی ہے "۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی طرف سے بات بنائی۔۔۔۔۔ انٹرویو تو تھا اسکا پراسے اسکی پریشانی نہیں تھی۔۔۔۔۔ کل جب انٹرویو کے لیے کال آئی تھی وہ تب سے پرسکون تھی۔۔۔۔۔ پر رات اس شخص کو دیکھ کر وہ بری طرح سے مضطرب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کون تھا جو اپنا نام چکور بتا رہا

تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا ذہن ایک بار پھر چکور کی طرف لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔ کہ امی بول پڑیں۔۔۔۔۔

پریشانی کیسی۔؟ دیکھنا سب اچھا ہوگا "۔۔۔۔۔ وہ زبردستی سا مسکرا کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔ پورا سورا سا ناشتہ کر کے وہ آفس کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ اور نج گھٹنوں تک آتی قمیص کے ساتھ وانٹ کھلے پانچوں والا ٹراؤزر اور سفید شفون کا دوپٹہ جو اسنے سر پہ لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بھوری غزال آنکھوں میں کابل کی دھار۔۔۔۔۔ ہلکا پگوز لگا کر اس نے اپنے کالے لمبے بولوں کو چٹیا میں گوندھا۔۔۔۔۔ پف کی صورت کئی لٹوں کو اس نے پنوں سے سر پہ جما لیا تھا۔۔۔۔۔ اسٹریپس والے سفید چلپے تلے والے سینڈلز پہن

کر اس نے اپنا تیز بھرے رنگ کا پرس کاندھے پہ لٹکایا کالی چادر لپیٹی۔۔۔۔ اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

\_\_\_\_\_&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&

اس کیفے میں دوپہر کے وقت کافی رش لگا تھا۔۔۔۔۔ لوگ ٹیبلز پہ بیٹھے اپنی کافی اور سنیکیس سے لطف اندوز ہو رہے تھے کیفے میں کافی بیگز سحر انگیز خوشبو پھیلی تھی۔۔۔۔ کیفے میں لگے انہیں ٹیبلز میں سے ایک پہ علیزہ اپنے مخصوص کالج کے یونیفارم میں ملبوس بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پہ غصہ سا تھا۔۔۔۔ بالوں کی چٹیا کاندھوں پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور کالج کا دوپٹہ گلے میں تھا۔۔۔۔۔

اچھا اب ناراض مت ہو۔۔۔۔ اب دوبارہ نہیں کہوں گلنے کا۔۔۔۔۔"

سامنے بیٹھے ایش نے سنجیدگی سے کہا تو علیزہ نے سر جھٹکا۔۔۔۔۔ تمہیں کیا پتہ کتنی مشکل سے آتی ہوں میں تم سے ملنے۔۔۔۔ اور پھر جب میں منع کرتی ہوں تو تم ناراض ہونے کی دھمکیاں دیتے ہو۔۔۔۔ دیکھو ایش میں ہر روز تم سے ملنے کالج سے

فرار نہیں سکتی۔۔۔ گھر پتہ چل گیا تو میری قبر بن جائے گی۔۔۔۔۔ وہ نضکی سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے میز پر رکھے اسکے مرمر میں ہاتھ تھام لیے۔۔۔۔۔

اچھا اب نہیں بلاؤں گا۔۔۔۔۔ نہ یہ کہوں گا کہ نہ آئیں تو ناراض ہو جاؤں گا۔۔۔۔۔ پر "میرا ایک کام کر دو"۔۔۔۔۔ علیزہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ ایش کے لبوں پہ مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔۔

میرے اس دل کو سمجھا دو۔۔۔۔۔ یہ بہت ضدی ہے۔۔۔۔۔ مانتا ہی نہیں۔۔۔۔۔ یہ مجھے "مجبور کرتا ہے۔۔۔۔۔ ورنہ سچی میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا"۔۔۔۔۔ نیلی ٹی شرٹ اور آسمانی جینز کی پینٹ پہنے وہ علیزہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکے مضبوط ہاتھ میں ابھی تک علیزہ کا ہاتھ تھا۔۔۔۔۔ اسکے بال ہمیشہ کی طرح چھوٹے فوجی کٹنگ میں کٹے تھے۔۔۔۔۔ آنکھیں شریرتھیں۔۔۔۔۔ علیزہ اسکی بات پہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔ اس نے اپنا ہاتھ پھرٹایا۔۔۔۔۔ اور نظریں جھکا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ایش کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے علیزہ تم بہت خوبصورت ہو۔۔۔۔۔ جب میں تمہیں ایک بار دیکھتا ہوں تو "دل کرتا ہے دیکھتا رہوں۔۔۔۔۔ میں نے آج تک کسی لڑکی میں اتنی اٹریکشن نہیں دیکھی

جتنی تم میں ہے۔۔۔۔۔ میرا گزارا اب تمہارے بغیر نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایش  
جذبوں سے اٹے لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ انکی مسلسل ہونے والی بات

اور ملاقاتوں نے انہیں بہت قریب کر دیا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ پھر بھی سنبھل کر رہتی  
تھی۔۔۔۔۔ پر ایش دن میں کئی کئی بار اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ اسکی دیوانگی پہ  
پھولے نہ سماتی۔۔۔۔۔ اسکا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔  
علیزہ نے نظریں اٹھا کر ایش کو دیکھا۔۔۔۔۔

میں جاؤں اب۔؟۔۔۔۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ ایش کا منہ بن گیا۔۔۔۔۔  
ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔۔۔ نہیں روکوں گا۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ علیزہ بھی اسکی  
ناراضی سے محظوظ ہوتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔  
اگر روکو گے تو رک جاؤں گی۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔۔  
جاننا ہوں مذاق کر رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ خنگی سے گویا ہوا تو علیزہ نے مسکرا کر اسے  
دیکھا۔۔۔۔۔

بہت پیارے لگتے ہو جب تمہارا یہ منہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ ایش سے مزید ناراض نہ  
ہوا گیا۔۔۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔



تھا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں سامنے رکھی سی وی پی جہی تھیں۔۔۔۔۔ بال جیل سے گوندھ کر انکا پت بنایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ہلکی شیو فرنیچ کٹ میں ڈھلی تھی۔۔۔۔۔

کیرت یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی امید کسی ادھیڑ عمر رسیدہ باس کی تھی۔۔۔۔۔ ایک ایسا باس جو موٹے چشمہ لگا کر بیٹھا ہوگا۔۔۔۔۔ بات بات پہ رکے گا۔۔۔۔۔ سانس لے گا۔۔۔۔۔ پھر اپنی سانس بحال ہونے پہ دوبارہ بات جاری کرے گا۔۔۔۔۔ سفید بالوں اور کمزور نظر والا باس۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے دماغ میں جو باس کا سانچہ تیار کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ سب دھراکا دھرا رہ گیا۔۔۔۔۔ کین میں جب داخل ہوئی اس وقت ضامن پاور چئیر دوسری جانب کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ قد آدم کھڑکی پہ فولڈرز گرے تھے۔۔۔۔۔ کیرت کی اجازت طلب آواز پہ وہ پلٹا تھا۔۔۔۔۔ اور پلٹ کر سامنے والی بھوری آنکھوں والی کو مبہوت کر گیا تھا۔۔۔۔۔ سحر کے حصار میں وہ چلتی سامنے کر سی پہ ڈھے گئی۔۔۔۔۔ بے دھیانی میں سی وی نکالی۔۔۔۔۔ اور سامنے میز پہ رکھ دی۔۔۔۔۔ وہ سی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت اسے۔۔۔۔۔

تو آپ پہلے بھی جا ب کر چکی ہیں کچھ آفسز میں "۔۔۔۔۔؟ اسکا انداز بالکل پرفیشنل " تھا۔۔۔۔۔ لہجہ اردو بولنے پہ بھی اس بات کی چغلی کر رہا تھا کہ سامنے والے کو انگریزی لب

ولہجے پہ بھی مکمل دسترس حاصل ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے بمشکل اس پہ سے نظریں ہٹائیں۔۔۔۔۔ انہیں جھکا لیا۔۔۔۔۔

جی "۔۔۔۔۔ مختصر جواب دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے گھورا۔۔۔۔۔ پھر " بولا۔۔۔

نظریں اوپر کریں "۔۔۔ کیرت کا دل ایک ایک سیڑھی سے اترتا ڈوب رہا " تھا۔۔۔۔۔ چلمن سی پلکیں اٹھا کر بھوری آنکھوں نے سبز مائل آنکھوں والے کو دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کا انٹرویو ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ آپ کو پراعتما دی سے بیٹھنا چاہیے "۔۔۔۔۔ وہ " سنجیدگی بھری نرمی سے بولا تو کیرت نے ہلکا سا سر کو خم دیا۔۔۔۔۔ خود پہ دوبارہ قابو کیا۔۔۔۔۔ ضامن اس سے اب چند دوسرے سوال کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت ترکی بہ ترکی جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کی بات مان لی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ پراعتما تھی۔۔۔۔۔

صحیح ہے آپ کل سے آجائے گا "۔۔۔۔۔ سی وی کو کیرت کی طرف کرتے وہ بیک " سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔

نوکری کی نوعیت اور سیلری وغیرہ کا آپکو و سیم صاحب میرے میجر بتادیں گے آپ " اب جا سکتی ہیں "۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اس نے جیب سے موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی سی وی اٹھائی اور ہلکی مسکراہٹ سے سر کو خم دے کر وہ کہیں سے نکل گئی۔۔۔۔۔

ضامن نے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ وہ شاید کسی کو کال کر رہا تھا۔۔۔۔۔ دوسری بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔۔

میں ضامن جعفر بات کر رہا ہوں میں پہلے بھی آپ کے اسکول آیا تھا۔۔۔۔۔ مجھے پرنسپل " ثانیہ کا مکمل پتہ چاہیے۔۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے "۔۔۔۔۔ وہ حکمی انداز سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ اس اسکول پہ اسکے ڈیڈ کے بہت سے احسانات تھے۔۔۔۔۔ تبھی وہ یوں تمکینت سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ دوسری جانب کا جواب سن کر اس نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ دوہفتے نہیں۔۔۔۔۔ اتنا وقت آپ لوگ کیوں لے رہے " ہیں۔۔۔۔۔ ایک ایڈیس ہی معلوم کرنا ہے "۔۔۔۔۔ اب کی بار وہ رکھائی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ پر مجھے ایک ہفتے سے بھی پہلے ایڈریس " چاہیے "۔۔۔۔ ناگوار سے سر جھٹک کر اس نے کال کاٹ دی۔۔۔۔ پھر وہ جیب میں موبائل رکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ کھڑکی سے فولڈرز ہٹا کر باہر بہتی ٹریفک دیکھنے لگا۔۔۔۔ ٹریفک سے نظر وہ دور پھیلے لاہور پہ لے گیا۔۔۔۔ دھوپ کی کرنیں آفس میں داخل ہو گئی تھیں۔۔۔۔ ضامن پورا دھوپ میں نہا گیا تھا۔۔۔۔ پر وہ بے نیاز سا کھڑا رہا۔۔۔۔

مجھے اگر لاہور کا ایک ایک گھر بھی چھاننا پڑ گیا تو میں وہ بھی کر گزروں گا۔۔۔۔ پر تمہیں " پریشے کہیں سے بھی ڈھونڈنا کال لوں گا۔۔۔۔ میں نے دس سال محبت کا روگ پالا ہے۔۔۔۔ اب محبوب نہ ملا تو محبت کو اس شہر سمیت آگ لگا دوں گا "۔۔۔۔

وہ دور پھیلے شہر کو دیکھتا زیر لب بول رہا تھا۔۔۔۔ شہر نے ضامن کو ناگواری سے دیکھا۔۔۔۔ پر وہ فولڈرز دوبارہ گراتا چنیر پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔ کرنوں کا راستہ ایک بار پھر رک گیا تھا۔۔۔۔

---

شہریاراں۔۔۔۔ شہریارم۔۔۔۔ شہردل۔۔۔۔ شہر حُب۔۔۔۔ تاروں سے سجا  
آسمان سر پہ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔ چاند نکل گیا تھا آج۔۔۔۔ ماحول خوشگوار



سامنے ہاتھ جوڑ لوں۔۔۔۔۔ کہ مجھے معاف کرے۔۔۔۔۔ کسی اور کی زندگی عذاب بنائے۔۔۔۔۔ میری تو پہلے ہی ماشاء اللہ سے جہنم کا نچلا درج ہے۔۔۔۔۔ کیرت خود کلامی کرتی چارپائی کو دیوار سے لگا کر اس پہ بیٹھی۔۔۔ اور کمر دیوار سے ٹکالی۔۔۔۔۔ درود شریف پڑھنے لگی۔۔۔۔۔ آسمان پہ کھڑا قمر (چاند) اسکی حالت سے مظلوظ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔۔۔۔۔ لاہور کی روشنیاں بجھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اندھیرا اپنے پنچے گاڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی بیٹھے بیٹھے کب آنکھ لگ گئی اسے احساس ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔

بغیر آہٹ کے کوئی چارپائی کے قریب، بالکل کیرت کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کالی آنکھوں کے پاس کی جلد سکڑ سی گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ شاید مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ آج بھی وہ ٹخنوں تک آتے کالے بادلے میں ملبوس تھا۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں دستانے۔۔۔۔۔ سر پہ ہڈ۔۔۔۔۔ چہرے پہ ماسک اور اسکی کشادہ جبین (پہ اسکے کالے بال پڑے تھے۔۔۔۔۔

اس نے بادلے سے پھول اور چاکلیٹ نکلا کر کیرت کے سرہانے رکھی۔۔۔۔۔

میرا انتظار کر رہی تھیں"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت کے سامنے چٹکی بجائی۔۔۔۔۔ کیرت " ہڑا بڑا سی گئی۔۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے کالے بھوت نما شخص کو دیکھ کر ایک پل کو تو اسکی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔۔ چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی۔۔۔۔۔ دل بند ہو جانے کو تھا۔۔۔۔۔

میں نے پوچھا۔۔۔۔۔ حضور میرے انتظار میں تھے"۔۔۔۔۔ وہ؟؟ وہ شگفتگی سے گویا " ہوا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی یہ شگفتگی زہر لگی۔۔۔۔۔ غصہ انگ انگ میں دوڑ گیا۔۔۔۔۔ جو تنفس کل ڈر سے پھول رہا تھا آج غصے سے پھولنے لگا۔۔۔۔۔ دوپٹہ درست کرتی

وہ ہڈوالے کو گھورتی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ہڈوالا دپچسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کون ہو تم اور کیوں آتے ہو میرے گھر"۔۔۔۔۔ وہ درشتی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ چکور " نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔۔

چکور چاند پانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ بتاؤ ملے گا اسے چاند"۔۔۔۔۔ وہ پرسکون لہجے میں " بولا۔۔۔۔۔ کیرت کی درشتی غصہ سب نظر انداز کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت جھنجھلائی۔۔۔۔۔ دیکھو مجھے تنگ مت کرو۔۔۔۔۔ میری زندگی پہلے ہی عذاب ہے"۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری دادی بہت بری ہیں۔۔۔۔۔ اتنی تیز اور بد زبان ہیں کہ اللہ " بچائے۔۔۔۔۔ اور تمہاری وہ دو بہنیں بھی انکی ٹوکا پی ہیں۔۔۔۔۔ بہر حال اب ابو امی کا رویہ تم سے بہتر ہے "۔۔۔۔۔ اسکے الفاظ تھے کہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت کو بے جان کر گئے۔۔۔۔۔ وہ کیرت کے بارے میں ایک ایک بات جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسکا سر چکرا گیا۔۔۔۔۔

ت۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم ہو کون "۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے چکراتے سر سے بدقت پوچھا " تھا۔۔۔۔۔

بتایا تو چکور ہوں۔۔۔۔۔ اب یہ بتاؤ میرا انتظار کر رہی تھیں "۔۔۔۔۔؟؟؟ اسکی لہجے میں " دلچسپی در آئی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔۔۔ کیرت کو اپنا آپ ایک بار پھر بے بس محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس نے بغیر وقت ضائع کیے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔ دیکھو بھائی مجھے پریشان نہ کرو "۔۔۔۔۔ کیرت ابھی کچھ اور کہتی کہ وہ چلایا۔۔۔۔۔ " چپ "۔۔۔۔۔ کیرت نے فوراً منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے آگے بڑھا۔۔۔۔۔ " میں تمہارا بھائی وائی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ آدھی رات کو چھتیں ٹاپ کر میں یہ ہنسا پا قائم " کرنے نہیں آتا۔۔۔۔۔ خبردار جو مجھے آندہ

بھائی کہا تو۔۔۔۔۔ ورنہ تمہیں ساتھ لے جاؤں گا سمجھیں۔۔۔۔۔؟؟ وہ کیرت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑی بے رحمی اور رکھائی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے جلدی سے سر اٹھاتے میں ہلایا تو وہ اس سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے تھوک نکلا۔۔۔۔۔  
 مجھ پہ مہربانی کرو مت آیا کرو کسی کو پتہ چل گیا تو میں پورے محلے میں رسوا ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔؟ وہ التجا کرنے لگی۔۔۔۔۔

تمہارے رسوا ہونے سے پہلے میں تمہیں اپنا بنا لوں گا۔۔۔۔۔ مہربان تم بنو۔۔۔۔۔ مہربانی تم کرو۔۔۔۔۔ سوپ دو اپنا آپ مجھے۔۔۔۔۔ میں بھی خوش نصیب بننا چاہتوں۔۔۔۔۔ تمہیں چاہ کر۔۔۔۔۔ تمہیں پا کر۔۔۔۔۔ کیرت کو سمجھ نہ آئی کہ اب وہ اور کیا کہے۔۔۔۔۔؟

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔۔۔ منڈیر کے پاس جا کر رکا۔۔۔۔۔ اپنا رخ کیرت کی طرف کیا۔۔۔۔۔

میری بات پہ توجہ دینا۔۔۔۔۔ میں تمہیں اپنا نا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ تم اور میں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر رکا کیرت کے پریشان چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔



سیکڑی تھی۔۔۔۔۔ اور پرسنل سیکڑی کا مطلب ہر وقت ضامن کے ساتھ ساتھ رہنا۔۔۔۔۔ اسکی ہر میٹنگ، کانفرنس، اور دیگر امور میں اسکی ہمراہی رہنا۔۔۔۔۔ صبح آفس آتے ہی ضامن کو ایک مگ بلیک کافی دینی ہوتی تھی۔۔۔۔۔ پھر اسکے اس دن کی میٹنگ کے شڈول کے بارے میں آگاہ کرنا۔۔۔۔۔ فائلز چیک کرنا۔۔۔۔۔ ضروری دستاویز پہ اس کے سائن کروانا۔۔۔۔۔

کیرت کو سننے میں کام کافی آسان لگا۔۔۔۔۔ کیونکہ پہلے ہی دن اسکا باس چھٹی پہ تھا۔۔۔۔۔ اور اسے بس یہ کام سمجھنے پڑے۔۔۔۔۔ کرنے نہیں پڑے۔۔۔۔۔ اسے وسیم صاحب نے بتا دیا تھا

سر آج آفس نہیں آرہے"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔۔۔۔۔ تو کیرت بھی اپنے کیمین " میں آگئی۔۔۔۔۔ وہ پورا دن تقریباً فارغ ہی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ آفس سے جب وہ گھر واپس آئی تو ابوا اسکی نوکری لگنے کی خوشی میں مٹھانی لے آئے تھے۔۔۔۔۔ فرحت پھوپو اور شکل

بھی آج شام میں آگئے تھے۔۔۔۔۔ صحن میں لگے نیم کے درخت پہ روشنی پھیلی تھی۔۔۔۔۔ جو صحن میں لگے ایل ای ڈی بلب سے تھی۔۔۔۔۔ بڑے کمرے میں شور برپا تھا۔۔۔۔۔ پر یہ شور اچانک تھم سا گیا جب کیرت نے اپنی سیلری بتائی۔۔۔۔۔

ابو میری سیلری ساٹھ ہزار ہے"۔۔۔۔۔ وہ ابو کے گلے لگ کر خوشی سے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔۔۔۔ فرحت اور علیزہ نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ شکل کارس گلہ کھاتا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔۔۔۔۔ پھوپو کی آنکھیں ابل کر باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ دادی منہ کھولے کیرت کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ امی کے چہرے پہ حیرت زدہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ انور نے کیرت کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔

مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کیرت تمہارے لیے"۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیر کر اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔۔۔۔۔ شکل کے منہ میں جو تھوڑا بہت پہلے والا رس گلہ تھا اس نے وہ نگلا۔۔۔۔۔ اور اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھوپو ابھی تک ساکت سی بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ البتہ علیزہ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

آپی بہت مبارک ہو"۔۔۔۔۔ وہ پر جوش انداز میں بولی تھی۔۔۔۔۔

چل پڑی چا پلوس کہیں کی"۔۔۔۔۔ فرحت نے ناگواری سے علیزہ کو دیکھ کر زیر لب " کہا۔۔۔۔۔

کیرت نے بس علیزہ کو دیکھ کر مسکرا کر سر کو خم دیا۔۔۔۔۔ وہ بھی علیزہ کی عادت سے واقف تھی۔۔۔۔۔ آج سے علیزہ کو کیرت بہت اچھی لگنے لگ جانے لگی۔۔۔۔۔ اتنی اچھی کہ وہ اس سے پیسے مانگنے میں زرا نہیں ہچکچانے لگی۔۔۔۔۔ پھوپونے بھی کیرت کے سر پہ ہاتھ پھیر دیا۔۔۔۔۔ انکی آنکھوں میں افسوس سا تھا۔۔۔۔۔ کاش وہ جلد بازی نہ کرتیں۔۔۔۔۔ کیرت

کو ہی اپنی بہو بنا لیتیں تو آج یہ ساٹھ ہزار انکے گھر آتے پر۔۔۔۔۔ شکل نے اپنی امی کو خشم آلود نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ یعنی کہا بھی تھا کیرت سے کر دیں میری شادی پر آپ۔۔۔۔۔ پھوپونے اسکی نظروں میں درج سطر پڑھ لی تھی تبھی وہ نظریں چرا گئیں۔۔۔۔۔

جاتے وقت بھی پھوپو اور شکل شکستہ قدموں سے نکلے تھے۔۔۔۔۔ شکل کو ایک دم سے ہی فرحت زہر جیسی لگنے لگی تھی۔۔۔۔۔ پر اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے وہ خاموشی سے چلا گیا۔۔۔۔۔

رات گہری ہوئی تو وہ بھی چھت پہ آگئی۔۔۔۔۔ ایک پلیٹ میں مٹھائی لا کر اس نے سر ہانے کے پاس رکھ لی۔۔۔۔۔ دیوار سے ٹیک لگا وہ چکور کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں

اسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔۔ پھر آہٹ سے آنکھ لھلی تو وہ سامنے سیاہ لبادے میں ماسک لگانے کھڑا تھا بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پہ گرے تھے۔۔۔ کیرت جلدی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ دل دھک دھکانے لگا۔۔۔۔ اس نے سر پہ دوپٹہ لیا۔۔۔۔

بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ وہ جو سامنے کھڑا تھا کیرت کی بات پہ چونکا۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں "حیرت در آئی۔۔۔۔"

تم مجھے بیٹھنے کا کہہ رہی ہو۔۔۔؟ خیرت تو ہے۔؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری "۔۔۔؟؟" لبادے والے کو یقین نہ آیا کہ بیٹھنے کا اسے ہی کہا جا رہا ہے۔۔۔۔ کیرت نے سر کو خم دیا۔۔۔۔

اتنی دیواریں پھلانگ کر آتے ہو تھک جاتے ہو گے۔۔۔۔ اس لیے کہہ دیا بیٹھ "جاؤ۔۔۔۔ نہیں بیٹھنا تو مرضی تمہاری "۔۔۔۔ کیرت نے کہہ کر سر جھٹکا آنکھیں بھی جھکالیں۔۔۔۔ چکور نے بغور

کیرت کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔ ایک بھنوا چکالی۔۔۔۔ کیرت کنکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔۔۔۔ پھر وہ چارپائی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔ کیرت نے فوراً مٹھائی کی پلیٹ اٹھائی۔۔۔۔

یہ تمہارے لیے "۔۔۔۔۔ وہ پلیٹ لے کر چکور کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ چکور"  
 کو اس کی اس مہربانی پہ ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ پر کیرت کی معصوم مسکراہٹ اسکے دل میں  
 کچھ کچھ کر گئی۔۔۔۔۔

میری نوکری لگ گئی ہے۔۔۔۔۔ ابو مٹھائی لائے تھے سوچا تم ہر روز میرے لیے چاکلیٹ  
 لاتے ہو۔۔۔۔۔ آج میں تمہارے لیے مٹھائی لے جاتی ہوں "۔۔۔۔۔ وہ پوری بات  
 دھیرج سے کہتی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔

کہیں اس میں زہر تو نہیں ہے "۔۔۔۔۔؟ چکور نے بھنویں سکڑ کر کیرت کو دیکھ کر پوچھا  
 تھا۔۔۔۔۔ چھت پہ چاند کی روشنی تھی۔۔۔۔۔ بادل کے ہڈ اور ماسک ہونے کے باوجود  
 بھی اسکی پیشانی پہ بھرے بال اور گہری بھنویں صاف نظر آتی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے  
 افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ پھر خاموشی سے پلیٹ سے مٹھائی اٹھائی کر کھالی۔۔۔۔۔

میں مری۔؟ نہیں نا۔؟ تم بھی نہیں مرو گے۔۔۔۔۔ اس میں کچھ بھی نہیں ملا  
 ہوا "۔۔۔۔۔ وہ یوں بول رہی تھی جیسے چکور کی بات اسے بری لگی ہو۔۔۔۔۔ چکور اسے  
 دیکھتا چارپائی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت کے پیٹ میں گولا سا بنا۔۔۔۔۔ پروہ پر اعتماد سی  
 کھڑی رہی۔۔۔۔۔ چکور نے پلیٹ سے مٹھائی اٹھالی۔۔۔۔۔

"کھاؤ"۔۔۔۔۔ کیرت نے فوراً کہا۔۔۔۔۔ چکور نے مٹھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اسے اپنے منہ کے قریب لے گیا۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ ہلکی

سی فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔ اب وہ ماسک اتارے گا۔۔۔۔۔ اور کیرت اسکا چہرہ دیکھ لے گی۔۔۔۔۔ پراسکا سارا پلان دھراکا دھرا رہ گیا۔۔۔۔۔

چکور نے زور کا قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔ مٹھائی دوبارہ پلیٹ میں رکھ دی۔۔۔۔۔ "میں تمہیں بے وقوف لگتا ہوں۔۔۔۔۔؟ کہ تمہارا کھیل سمجھ نہیں سکوں گا۔۔۔۔۔؟ میں اس وقت ہی سب سمجھ گیا تھا جب میں نے تمہارے سرہانے مٹھائی دیکھی تھی۔۔۔۔۔ مجھے پتہ تھا آج تم کھیل کھیلنے کے موڈ ہو"۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ کیرت کے رنگ اڑ گئے۔۔۔۔۔ وہ گھبرا گئی۔۔۔۔۔ ہاتھ کانپنے لگے۔۔۔۔۔ چکور نے ایک قدم اسکی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔ چمکتی کالی آنکھیں کیرت پہ جمی تھیں

تم اپنی قوت میرا چہرہ دیکھنے کی کوشش میں ضائع نہ کرو۔۔۔۔۔ جس دن مجھے یقین آجائے گا کہ تمہارے دل میں میرے لیے کوئی جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اس دن میں خود تمہیں اپنا چہرہ دکھا دوں گا"۔۔۔۔۔ اس نے پلیٹ سے مٹھائی اٹھا۔۔۔۔۔ "یہ لے کر جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں سے جا کر کھاؤں گا۔۔۔۔۔ تم لائی تو "میرے" لیے ہی



تھے۔۔۔۔۔ نظریں بھی۔۔۔۔۔ الماری میں بہت سی چاکلیٹ جمع ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ کہیں سے اسکے کان میں سرگوشی ہوئی

چاکلیٹ کھالیا کرو الماری میں نہ رکھا کرو"۔۔۔۔۔ ہوا کمرے کے داخلی دروازے سے " بھاگ کر اندر آئی اور اسکے بال بکھیر گئی۔۔۔۔۔ اپنے بالوں کو سیٹ کر اس نے تھکا ہوا سانس لیا اور الماری بند کر کے وہ نیچے آ گئی۔۔۔۔۔ نیچے آتے ہی دادی کے طنے شروع ہو گئے۔۔۔۔۔ وہ پتھر کی مروت بنی رہی۔۔۔۔۔ جسے نہ کچھ سنتا ہونہ کچھ محسوس ہوتا ہو۔۔۔۔۔ خاموشی سے ناشتہ کیا اور آفس کے لیے تیار ہونے لگی۔۔۔۔۔

ہلکی گلابی قیمص، سفید ٹراؤزر اور سفید دوپٹے کو گلے میں ڈال کر اس نے اپنے گیسوٹے (شبگوں) سیاہ بال (میں گنگھی کی اور انہیں کھلا رہنے دیا۔۔۔۔۔ نہانے کی وجہ سے بال ابھی گیلے تھے۔۔۔۔۔ جوتوں کو پاؤں میں اڑس کر اسنے کالی چادر کو

خود پہ لپیٹ لیا اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔

نام کیرت انور۔۔۔۔۔ جائے رہائش لاہور دہلی گیٹ۔۔۔۔۔ ماں باپ کی پہلی)\*\*  
اولاد۔۔۔۔۔ تین بہنوں میں سب سے بڑی بہن۔۔۔۔۔ بچپن سے ہی کم بولنے اور چھپ

چھپ کے کرونے والی لڑکی۔۔۔۔۔ اپنی کم صورت پہ گھر میں دادی سے طعنے اور بہنوں سے بد کلامی برداشت کی۔۔۔۔۔ گھر میں دادی کی چلتی تھی اس لیے ماں باپ بھی اسکی طرفداری کم ہی کرتے تھے۔۔۔۔۔ کیرت تقریباً تنہا ہی ہوتی اپنے دکھ سکھ میں اگر اسکی نانی اسے اپنے قریب نہ کرتیں۔۔۔۔۔ نانی نے اسے خود سے قریب کیا اور پھر کتابوں سے)\*\*

آفس میں آتے ہی اسنے ضامن کے کیبن کا رخ کیا۔۔۔۔۔ وہ ابھی آیا نہیں تھا۔۔۔۔۔ پر اس نے وہاں جا کر ساری فائلز کو ترتیب دینی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے آتے ہی اپنے کام میں لگ گئی۔۔۔۔۔

کتابیں پڑھنے والی کیرت کتابی دنیا میں ہی رہنے لگی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی ایک تخلیقی)\*\* دنیا بنالی تھی۔۔۔۔۔ جہاں اس نے سنڈریلا کی طرح سب کی باتیں برداشت کرنی تھیں۔۔۔۔۔ کمرے کی کھڑکی پہ آکر بیٹھنے والی چڑیا گھر میں ادھر ادھر پھدکنے والے چوہوں سے دوستی کرنی تھی۔۔۔۔۔ پھر ایک دن اسکی بھی زندگی میں وہ رات آئے گی جس میں ایک پری آئے گی اور اس پہ جادو کرے گی بجھی بنائے گی چوہوں کا کوچوان اور اسے

شہزادی۔۔۔۔۔ اُس رات پھر کیرت کو شہزادہ مل جائے گا جو پہلی نظر میں ہی کیرت کا اسیر ہو جائے گا اور اسے اپنے ساتھ دور کسی محل نہ سہی ایک پرسکون ماحول

میں لے جائے جہاں طعنے تشنہ نہیں ہوں گے اسکے کالے رنگ کا مذاق نہیں اڑیا جائے  
\*\*کا)

ضامن آفس آگیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے ترنت سارا شڈول کسی طوطے کی طرح بتا دیا تھا۔۔۔۔۔ بلیک شرٹ جلیز کی پینٹ اور شرٹ پہ جیکٹ پہنے وہ کیرت کی ساری بات سن رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت جب بھی اس سے نظر ملاتی تو اس کا اعتماد کھونے لگتا۔۔۔۔۔ پر اسے اُس ابلق چشم (خوبصورت آنکھوں والا) سے ڈر بھی لگتا تھا وہ بہت سنجیدہ رہتا تھا کام کے وقت ہی کیرت کو مخاطب کرتا ورنہ چپ۔۔۔۔۔ پر اسکے چہرے سے لگتا تھا جیسے وہ اندر ہی اندر ایک طوفان کو سنبھالے بیٹھا ہو۔۔۔۔۔ پر جیسے جیسے دن گزرتے گئے کیرت نے خود پہ قابو کر لیا۔۔۔۔۔ وہ اب ان سبز مائل آنکھوں میں دیکھتی تھی پر ان میں ڈوب نہیں جاتی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کی دسویں جماعت میں ایک دوست بنی "جیا" جو ایک ہاتھ سے معذور)\*\* تھی۔۔۔۔۔ پراچھے گھرانے سے تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی اس سے دوستی ہوگئی۔۔۔۔۔ کیونکہ "پوری کلاس میں ان دونوں سے کم ہی کوئی بولتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو جیا پیار سے "پریشے بلایا کرتی تھی۔۔۔۔۔ اسے کیرت کہنے سے کہیں زیادہ پریشے کہنا پسند تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو بھی یہ نام اچھا لگنے لگا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے اپنا نام پسند نہیں تھا۔۔۔۔۔ ان دونوں نے ساتھ ہی کالج میں بھی پڑھائی کی۔۔۔۔۔ آخری سمسٹر سے چند ماہ پہلے جیا نے کالج آنا چھوڑ دیا اور اسکول میں جاب کرنے لگی۔۔۔۔۔ جس میں ایک ماہ کے لیے کیرت نے بھی جاب کی۔۔۔۔۔ اور وہاں

\*\* (اسکی ملاقات ہوئی ضامن سے

ضامن ایک اکڑو باس ثابت ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکے ساتھ کام کرنا جتنا آسان لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ اتنا ہی مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کو تاخیر سے کیے جانے والے کام برے لگتے تھے۔۔۔۔۔ وہ ایک منٹ کی دیری بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ ہر چیز وقت پہ۔۔۔۔۔ اور اگر کیرت منٹ دو منٹ دیر کر دیتی تو ضامن اسے خوب آڑے

ہاتھوں لیتا۔۔۔۔۔ کیرت کچھ کہہ نہ پاتی بس نظریں جھکا لیتی اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر لیتی۔۔۔۔۔ اور اسکی نم آنکھیں دیکھ کر ضامن کا اور پارہ ہائی ہو جاتی اور وہ بس چیخ کر کہتا گیٹ آؤٹ "کیرت بغیر تامل بھاگنے کے انداز سے کیرن سے منگلتی اور اپنے کیرن میں " آکر جی بھر روتی۔۔۔۔۔

اسکول میں کیرت کو زسری کے لیے رکھا گیا تھا پر اسکی میتھس اچھی تھی۔۔۔۔۔ اور\*\*  
 ضامن کی بری۔۔۔۔۔ اس لیے کیرت کو ضامن کو پڑھانے کی ذمہ داری دے دی گئی۔۔۔۔۔ اسکول میں جیا کی دیکھا دیکھی سب کیرت کو پریشہ ہی بلاتے تھے۔۔۔۔۔ اور اس طرح ضامن کو کیرت کا اصل نام کبھی پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔ کیرت کی معصوم شخصیت نے ضامن کو اسکی طرف قدم بڑھانے پہ مجبور کر دیا۔۔۔۔۔ اور وہ ٹین ایج\*\* (میں کیرت سے پہلا عشق کر بیٹھا

کیرت ہر روز سوچتی تھی کہ اب وہ کل سے نہیں آئے گی۔۔۔۔۔ کیونکہ اسے لگتا تھا کہ ضامن کہیں اور کا غصہ اس پہ اترتا ہے۔۔۔۔۔ پر وہ اگلے دن پھر آفس آ جاتی۔۔۔۔۔ گھر میں کونسا سے

پھولوں پہ بٹھایا جاتا ہے وہاں بھی تو یہی ڈانٹ پھٹکار پڑتی ہے۔۔۔۔۔ وہ یہ سب سوچتی اور آفس چھوڑنے کا فیصلہ ترک کر دیتی۔۔۔۔۔ پر ضامن کا رویہ اس کے ساتھ ویسا ہی تھا۔۔۔۔۔ اگر اسے پتہ ہوتا پر سنل سیکرٹری کا مطلب اتنی بے عزتی ہے تو وہ یہاں کبھی کام نہ کرتی۔۔۔۔۔

ایک دن ضامن نے کیرت کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر دیا۔۔۔۔۔ اس کے بعد\*\* بہت ہنگامہ ہوا اور ضامن کو نیویارک بھیج دیا گیا۔۔۔۔۔ کیرت کے لیے یہ سب اتنا قابلِ توجہ نہیں تھا اس لیے اس نے ضامن کو چند مہینوں میں بھلا دیا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسکے لیے ضامن اسکا ایک اسٹوڈینٹ ہی تھا۔۔۔۔۔ پر ضامن اسے نہ بھلا سکا۔۔۔۔۔ اور زندگی کے ہر دن وہ کیرت کو یاد کرتا رہا اسکی دی ہوئی چیزیں سنبھالتا رہا۔۔۔۔۔ پر لاہور میں رہنے والی کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔ مختلف جگہ ہوں پہ نوکریاں کیں۔۔۔۔۔ پر اسے اسکا شہزادہ نہ ملا۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ آج تک اکیلی ہے۔۔۔۔۔ اور وہیں کھڑی ہے\*\* (جہاں دس سال پہلے کھڑی تھی



کیا لگا تمہیں "۔۔۔؟ لپ ٹاپ ٹھک سے بند کیا۔۔۔ اور چمیر سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔"

اور مجھے ایک بات بتاؤ۔۔۔؟ جو تمہیں لگے گا تم وہی کرو گی۔۔۔؟؟ تم باس ہو یا میں "۔۔۔۔۔؟؟ ٹیبل پہ ہتھیلا یاں جما کر وہ اسکی طرف جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں "۔۔۔۔۔ ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔ اسکے لب سل گئے۔۔۔۔۔ الفاظ گم ہو گئے۔۔۔۔۔ آنسوؤں ٹوٹا اور گال پہ پھسل گیا۔۔۔۔۔ اس کے آب گریہ (آنسو) دیکھ کر ضامن اٹھنا) بگڑ کر (بولا۔۔۔۔۔۔)

تم یہاں رونے آتی ہو یا کام کرنے۔۔۔؟ ہر بات پہ رونے بیٹھ جاتی ہو۔۔۔۔۔ انہیں "۔۔۔۔۔ صاف کرو"۔۔۔۔۔ اسکے آنسوؤں کی طرف اشارہ کیا "اور جاؤ یہاں سے دوسری فائل لاؤ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ درشتی سے کہہ کر وہ رخ موڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرت خفت سے بیٹھی آنسوؤں بہا رہی تھی کہ وہ دوبارہ چلایا "جاؤ بھی"۔۔۔۔۔ اسکے کہتے ہی کیرت برقی رفتار سے اٹھی اور دوسری فائل لینے چلی گی۔۔۔۔۔ باہر کیبن سے نکلے ہی اسکی نظر اسٹاف پہ پڑی۔۔۔۔۔ جو اپنے کام چھوڑ کر بیٹھا کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی آنکھیں

صاف کیں اور وہاں سے اپنے کیبن میں چلی گی۔۔۔۔۔ دوسری فائل اٹھانی اور ضامن کے کیبن میں دینے آگئی۔۔۔۔۔





گرایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کالے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے اب اس سے  
ڈرنا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اسکے ہر روز کے آنے سے کیرت کے سارے ڈر دفعہ ہو گئے  
تھے۔۔۔۔۔

تم پریشان ہو۔۔۔۔۔؟؟ کافی دیر کی خاموشی کو چکور نے توڑا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکا  
لیں۔۔۔۔۔ آسمان پہ چمکتے تارے اور چاند انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ہو ادم سادھے  
خاموشی سے چلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ کیرت کے جواب پہ چکور نے بھنویں سکڑیں۔۔۔۔۔"  
تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔۔۔؟ کیرت نے جھکی آہو چشم [ہرن"

جیسی آنکھیں (اٹھا کر سامنے سیاہ بادلے والے، متفکر آنکھوں والے کو دیکھا۔۔۔۔۔  
ظاہر ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ کیرت نے ہلکے سے شانے اچکائے  
تو بتاؤ کیوں پریشان ہو۔۔۔۔۔؟ اس نے فوراً پوچھا۔۔۔۔۔"  
تم جان کر کیا کرو گے۔۔۔۔۔؟"  
پریشانی دور۔۔۔۔۔ وہ ترنت بولا۔۔۔۔۔"

اور اگر نہ کر پائے تو"۔۔۔۔؟ کیرت کے لہجے میں دلچسپی در آئی۔۔۔۔ اسکی پر اعتمادی " اسے محفوظ کر رہی تھی۔۔۔۔

میں سب کر سکتا ہوں تم بس بتاؤ"۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔

تمہارا شکریہ۔۔۔۔ پر میں اب کسی پہ انحصار نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔ میں اپنے مسئلے حل کر سکتی ہوں"۔۔۔۔ کیرت کہہ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

کچھ کھاؤ گے"۔۔۔۔؟؟ وہ ایسے پوچھ رہی تھی جیسے وہ ہاں کر دے گا۔۔۔۔ امید کے عین مطابق اس نے گردن نفی میں ہلا دی

نہیں بس جا رہا ہوں"۔۔۔۔ وہ اسکے پریشانی نہ بتانے پہ مزید اصرار کیے بغیر کھڑا " ہو گیا۔۔۔۔ کیرت خاموش سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

تم کب مانو گی"۔۔۔۔؟؟ وہ جاتا جاتا تارک گیا۔۔۔۔

مرد کو با وفا نہیں مان سکتی"۔۔۔۔ کیرت نے صاف گوئی کی۔۔۔۔

سب ایک سے نہیں ہوتے"۔۔۔۔ چکور کی آواز بدل سی گئی تھی۔۔۔۔ التجا کی نمی اس " میں محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

نہ ہوں"۔۔۔۔ اسنے شانے اچکائے " پر مجھے اب ڈر لگتا ہے مردوں "

سے"۔۔۔۔۔۔۔۔ چکور اسکی بات پہ خاموش سا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔۔۔۔۔



میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں ایک منٹ "۔۔۔۔۔ اسنے ریسپورر رکھا اور ضامن کے " کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

ڈارک گرے کمر شرٹ پہ جیکٹ اور بلیو جینز کی پینٹ پہن کر وہ پاؤر چیمیر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں مصروف تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے کیبن کا دروازہ ناک کیا تو اسنے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو سامنے دیکھ کر اسنے اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔

سر وہ آپ کے دوست نبیل صاحب آئے ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ فرمی ہیں تو میں انہیں اندر بھیج دوں "۔۔۔۔۔ ضامن نے فائل بند کی۔۔۔۔۔ ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

ہاں اسے اندر بھیج دو۔۔۔۔۔ اور تم یہ فائل "۔۔۔۔۔ میز پہ رکھی فائل کی طرف اشارہ کیا " یہیں بیٹھ کر ایک بار ریڈ کر لو "۔۔۔۔۔ کیرت نے سر اٹھاتے میں ہلایا اور نبیل کو اندر بلا کر " وہ خود کیبن کی دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ فائل لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ضامن کافی گرم جوشی سے نبیل سے ملا تھا۔۔۔۔۔ خیر خیریت کے بعد اس نے ریسپور سے دو کافی آرڈر کیں اور نبیل کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔

تم سے ایک کام تھا"۔۔۔۔۔ اس نے نبیل کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔ نبیل خوش شکل ضامن " کی عمر کا ہی لڑکا تھا بلیک تھرپس میں وہ خاصا پرکشش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ نبیل نے فوراً گردن ہلاتی۔۔۔۔۔

ہاں ہاں بولو"۔۔۔۔۔ ضامن نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ لیے۔۔۔۔۔ وہ ابھی بات شروع کرتا کہ پیون کافی کے گگ لے آیا۔۔۔۔۔ کافی انکے سامنے رکھ کر جب وہ چلا گیا تو ضامن نے کافی کے اڑتے دھویں کو دیکھتے اپنی بات جاری کی۔۔۔۔۔ کیرت فائل ریڈ کرتی دانستہ انکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔ اس نے آفس میں اڑتی اڑتی

سی بات سنی تھی کہ اس کے باس کسی لڑکی کو تلاش رہے ہیں۔۔۔۔۔ جو دس سال پہلے ان سے بچھڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو یہ بات سن کر بہت حیرت ہوئی۔۔۔۔۔ دس سال بچھڑنے کے بعد بھی اسکے باس نے اس لڑکی کو یاد رکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس لڑکی کی قسمت پر رشک آیا۔۔۔۔۔ آفس میں بہت ساری لڑکیاں ضامن کو دیکھ کر اس لڑکی کی قسمت پر رشک کرتی تھیں جسے ضامن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے وہ نہیں مل رہی میں اس اسکول بھی گیا پر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا پورا اسٹاف " چیلنج ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ بہت مشکل سے پرنسپل میم کا ایڈریس ملا ہے۔۔۔۔۔ جو حیدرآباد

شفٹ ہوگئی ہیں میں کل حیدرآباد کے لیے نکلوں گا"۔۔۔۔۔ ضامن کافی شکستہ لہجے سے بول رہا تھا نبیل پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم میری غیر موجودگی میں ڈیڈ کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں تمہارے ساتھ " ہوں ڈیڈ کو میری محبت پاگل پن لگتی ہے "۔۔۔۔۔ نبیل اس بات پہ ہنسا۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔

تو ٹھیک لگتا ہے ضامن تم ایک لڑکی کے پیچھے اتنے پاگل کیوں ہو گئے ہو۔۔۔؟ کیا وہ بہت " زیادہ خوبصورت تھی "۔۔۔۔۔؟ ضامن نے بھاپ اڑاتی کافی کے مگ پہ انگلی پھیری۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یاد نہیں وہ کیسی تھی۔۔۔۔۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں " اور میں نے اسے حاصل کرنا ہے ہر قیمت پہ "۔۔۔۔۔ نبیل نے کافی کا مگ ہنٹوں سے لگا کر ایک سپلی۔۔۔

اچھا نام کیا تھا اسکا "۔۔۔۔۔؟ کیرت نے فائل ریڈ کر لی تھی۔۔۔۔۔"

اب وہ بس انکی باتیں سننے کے لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ نام والے سوال پہ کیرت اور متوجہ ہوگئی۔۔۔۔۔ پر پھر اگلے ہی لمحے اسے ضامن کے جواب پہ بہت برا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔

اسکا نام پریشے تھا"۔۔۔۔۔ کیرت نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو نبیل کو پریشے کے متعلق بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

میں نے اسے پہلی بار اپنے اسکول میں دیکھا تھا وہ مجھے میٹھس کروایا کرتی تھی۔۔۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ ایک غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ اسے سنبھال کر رکھا جائے"۔۔۔۔۔ پریشے کے بار میں بتاتے اسکے چہرے پہ ہلکی سی مسکان آگئی تھی جس کی وجہ سے اسکے گال پہ ٹمپل پڑتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت دم سادھے سب سن رہی تھی۔۔۔۔۔

&&&&&&&&&&&&&&&&

&&&&&&&&&&&&&&&&

وہ سڑک پہ چل رہی تھی۔۔۔۔۔ لاہور پہ شام اتر رہی تھی۔۔۔۔۔ ہر روز ٹیکسی سے جانے والی کیرت آج پیدل ہی چل رہی تھی۔۔۔۔۔ ہوا سے اسکی چٹیا سے آزاد لٹیں اسکے چہرے پہ آرہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن کی باتیں اسکے ذہن میں ادھم مچائے ہوئے تھیں۔۔۔۔۔ تو جس لڑکی کو ضامن ڈھونڈ رہا تھا وہ کیرت ہے۔۔۔۔۔؟

کیرت سڑک پہ رک گئی۔۔۔۔۔ آنکھیں سختی سے بھینچ لیں۔۔۔۔۔

یہ ضامن جعفر ہیں اس اسکول کے ٹرسٹی کے بیٹے۔۔۔۔۔ آپ" \*\*

آج سے انہیں میتھس کروایا کریں گی"۔۔۔۔۔ وہ پرنسپل کے آفس میں کھڑے اس لڑکے  
\*\* (کو دیکھ رہی تھی جو بیزاری سا نظر آ رہا تھا

کیرت نے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ اور پھر سے سڑک پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت تو اس  
اسکول کو بھی بھول چکی تھی جہاں اس نے صرف ایک ماہ کام کیا تھا۔۔۔۔۔ اور ضامن تو  
کچھ عرصے بعد ہی اسکے ذہن سے محو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکی وہ پھول دینے والی حرکت  
بھی وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ضامن لاکھ سمجھانے کے بعد بھی سوال غلط) \*\*  
کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت پریشان ہو گئی تھی اسکی میتھس کا حال دیکھ کر۔۔۔۔۔ پرنسپل میمن نے  
کہا تھا کہ وہ اسپیشل لڑکا ہے۔۔۔۔۔ اس پہ خاص توجہ دینی ہے۔۔۔۔۔ پرنسپل آسان  
\*\* (سوال بھی غلط کر دیتا تھا

تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ اس غیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ " اسے سنبھال کر رکھا جائے "۔۔۔۔۔ ضامن کی باتوں کی بازگشت چلتی ہو امیں کیرت کے سامنے رقصاں تھی۔۔۔۔۔ کیرت چلتے چلتے تھک گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سڑک پہ دوڑتی ایک ٹیکسی روکی اور اس میں سوار ہو گئی۔۔۔۔۔ ٹیکسی چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اندھیرا لاہور پہ اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کیرت کو ٹشو سے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس)\*\*

نے کہا "اگر میں ٹیسٹ اچھا دوں گا تو آپ مجھے یہ پھول بنا کر دیں گی"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے فوراً گردن اثبات میں ہلائی۔۔۔۔۔ پھر ضامن نے اس دن کے بعد ٹیسٹ اچھے دینے شروع کر دیے۔۔۔۔۔ اور ایک دن کیرت نے بہت پیارا ٹشو کا پھول ضامن کو بنا کر دے)\*\* (دیا۔۔۔۔۔ جس سے ضامن نے پورے اسکول کے سامنے کیرت کو پروز کر دیا

وہ گھر پہنچ گئی تھی بغیر کسی سے بات کیے وہ چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔۔ کھانا کے لیے بھی اس نے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ بستر بچھا کر وہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ لاہور پہ رات مہربان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ تاروں سے سجا آسمان کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ چھت پہ سفید بلب سے روشنی پھیلی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکے اظہارِ محبت پہ بے انتہا غصہ آیا اور اسنے اسکے منہ پہ ایک تھپڑ رسیدا\*\*  
 کر دیا۔۔۔۔۔ اور وہاں سے جیا کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ دن کیرت کا اسکول میں آخری دن تھا۔۔۔۔۔ تبھی اس نے ہمت کر کے اس بد تمیز لڑکے کو تھپڑ کا دیا تھا۔۔۔۔۔ بہت دنوں تک وہ اس بات کا افسوس کرتی رہی کہ وہ اس لڑکے کو اچھا سمجھتی تھی اور وہ اسکے بارے میں ایسی سوچ رکھتا تھا۔۔۔۔۔ پر پھر وہ ساری باتیں وقت کی ریت میں دھندلی اور\*\* (گم ہو گئیں کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی

کیرت کو عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے کروٹ لی۔۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ضامن پھر سے آگیا۔۔۔۔۔  
 میں اسکی شکل بھول گیا ہوں نبیل۔۔۔۔۔ یہ میری زندگی کا"



آفس میں قطار در قطار لگی کر سیوں پہ بیٹھے امپلوئز لیب ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔ ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھی۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آرہی تھی۔۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔ ایک پلوفرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ جچالیا۔۔۔۔۔ کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔۔ جس کی زیب کھلی تھی۔۔۔۔۔ پرس میں موجود سفید تہ شدہ کاغذ صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ اسکا

استعفا تھا۔۔۔۔۔ جو اس نے آفس آتے ہی ٹائپ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ چاہ رہی تھی کہ اپنا استعفا منیجر صاحب کو دے کر چلی جائے پر انہوں نے صاف انکار کر کے کہا "جب سر آئیں گے آپ انہیں کو اپنا استعفا دیجئے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے بہت منتیں کی پر وہ مانے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اور اب جب اسے معلوم چلا کہ ضامن آفس آ گیا ہے تو وہ بغیر تامل استعفا دینے آگئی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے کین کے باہر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ کانچ کے دروازے سے وہ سامنے چئیر پہ بیٹھا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت چہرے والا۔۔۔۔۔ کیرت دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت

کادل ڈوب کے ابھرا۔۔۔۔۔ یہ وہ ہر روز والی نگاہیں نہیں تھیں یہ بدل گئی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ اجنبیت، کچھ بیزاری، اور کچھ حقارت۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے بکھرتے حوصلے کو سنبھالا اور قدم قدم چلتی عین اسکے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔

یہ میرا استعفا ہے"۔۔۔۔۔ اس نے کہنی پہ لٹکے پرس سے کاغذ نکال کر میز پہ رکھا اور اس سے بغیر نظریں ملائے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کین کے دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ اسے ضامن کی آواز آئی۔۔۔۔۔

پریشے"۔۔۔۔۔؟ کیرت کا وجود پتھر اگیا۔۔۔۔۔ ضامن اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا "تھا۔۔۔۔۔ کیرت محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اسکی طرف آ رہا ہے۔۔۔۔۔ ضامن اس سے چند قدموں کے فاصلے پہ رک گیا۔۔۔۔۔

جس پریشے کو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ تم تھیں"۔۔۔۔۔؟؟ اسکا انداز سوالیہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا بازو پکڑا اور اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی

نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر جب اسنے نظریں اٹھائیں تو اسے ضامن کے چہرے پہ تمسخر دکھائی دیا۔۔۔۔۔

تو وہ تم ہو جسے میں ایک عرصے سے ڈھونڈ رہا تھا"۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا پر ضامن نے اسکا ہاتھ نہ چھوڑا۔۔۔۔۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی شکل ہے نہ صورت۔۔۔۔۔ پتہ نہیں مجھے تم اس وقت کیسے بھاگئیں۔۔۔۔۔ اور میں نے دس سال تمہاری محبت میں گنوا دیے۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا میں"۔۔۔۔۔ توقف دیا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔ اس نے تو نہیں کہا تھا ضامن کو کہ وہ اس سے محبت کرے۔۔۔۔۔ اسے ڈھونڈے۔۔۔۔۔ یہ سارے اسکے اپنے فعل تھے۔۔۔۔۔ وہ تو آج بھی نوکری اسی لیے چھوڑ رہی تھی تاکہ ضامن کو کبھی معلوم نہ چلے کہ وہی پریشہ ہے۔۔۔۔۔ جو کبھی ضامن کو پڑھایا کرتی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے آنسوؤں دیکھ کر ضامن نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔۔۔

تم میرے آفس بھی اسی لیے ہی آئی تھیں نا تاکہ تم میرے سامنے رہ کر ایک بار پھر مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر دو"۔۔۔۔۔؟ کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔ اسنے ناں میں گردن ہلائی پر وہ جیسے کچھ دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس اپنی بولے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ تم جانتی تھیں کہ میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں تم اسی لیے میرے " آفس میں جا ب کرنے لگیں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے رہ سکو۔۔۔۔۔ پر تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں تمہیں پسند کرنے لگ جاؤں گا۔۔۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے تم نے "۔۔۔۔؟؟؟ ضامن کی یہ بات کسی تھپڑ کی طرح کیرت کے منہ

پہ لگی تھی۔۔۔۔ آنسوؤں ٹوٹ کے گال پہ پھسل گئے۔۔۔۔۔ کین میں اچانک سے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔ کہیں بجلی کڑکنے کی زوردار آواز آئی تھی۔۔۔۔۔ پر اس سے بھی کہیں زیادہ تیز اور اونچی آواز ضامن کی تھی۔۔۔۔۔

بہت اچھا کیا تم نے استعفا دے دیا۔۔۔۔۔ اگر نہ دیتیں تو میں خود تمہیں نکال " دیتا۔۔۔۔۔ تم میں ہے ہی کیا جس کو پسند کیا جائے۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ میں دس سال تک تمہارے پیچھے اپنی خوشیاں برباد کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا۔۔۔۔۔ اب تم "۔۔۔۔۔ وہ یک دم ہی کیرت پہ جھکا اور چبچبا کر بولنے لگا "یہاں سے دفعہ ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ بجلی ایک بار پھر کڑکی۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ ضامن اسے جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی نظروں کے سامنے سے چلی جائے۔۔۔۔۔ کیرت کو محسوس ہوا۔۔۔۔۔ کہ کہیں ٹپا ٹپ بارش کی بوندیں گرنے کی آواز آرہی



اگلی صبح وہ دل پہ جبر کر کے آفس آگئی۔۔۔۔ پورا دن بہت محتاط رہی۔۔۔ ہر کام کرنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کرتی پھر ضامن کے سامنے جاتی۔۔۔۔ اس وقت وہ اپنے کیبن میں بیٹھی تھی جب ریشپشن سے کال آئی کہ ضامن سے ملنے اسکا کوئی دوست آیا ہے۔۔۔۔۔

میں سر سے پوچھ کر بتاتی ہوں ایک منٹ"۔۔۔۔۔ اسنے ریسپورر رکھا اور ضامن کے " کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

ڈارک گرے کلر شرٹ پہ جیکٹ اور بلیو جینز کی پینٹ پہن کر وہ پاؤر چئیر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں مصروف تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے کیبن کا دروازہ ناک کیا تو اسنے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو سامنے دیکھ کر اسنے اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے اندر داخل ہوگئی۔۔۔۔۔

سر وہ آپ کے دوست نبیل صاحب آئے ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ فرمی ہیں تو میں انہیں اندر" بھیج دوں"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے فائل بند کی۔۔۔۔۔

ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

ہاں اسے اندر بھیج دو۔۔۔۔ اور تم یہ فائل "۔۔۔۔ میز پر رکھی فائل کی طرف اشارہ کیا " یہیں بیٹھ کر ایک بار ریڈ کر لو"۔۔۔۔ کیرت نے سر اثبات میں ہلایا اور نبیل کو اندر بلا کر " وہ خود کین کی دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ فائل لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

ضامن کافی گرم جوشی سے نبیل سے ملا تھا۔۔۔۔ خیر خیریت کے بعد اس نے ریسو سے دو کافی آرڈر کیں اور نبیل کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔

تم سے ایک کام تھا"۔۔۔۔۔ اس نے نبیل کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔ نبیل خوش شکل ضامن کی عمر کا ہی لڑکا تھا بلیک تھر پیس میں وہ خاصا پرکشش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ نبیل نے فوراً گردن ہلائی۔۔۔۔۔

ہاں ہاں بولو"۔۔۔۔۔ ضامن نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ لیے۔۔۔۔۔ وہ ابھی بات شروع کرتا کہ پیون کافی کے مگ لے آیا۔۔۔۔۔ کافی انکے سامنے رکھ کر جب وہ چلا گیا تو ضامن نے کافی کے اڑتے دھوئیں کو دیکھتے اپنی بات جاری کی۔۔۔۔۔ کیرت فائل ریڈ کرتی دانستہ انکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔ اس نے آفس میں اڑتی اڑتی سی بات سنی تھی کہ اس کے باس کسی لڑکی کو تلاش رہے ہیں۔۔۔۔۔ جو دس سال پہلے ان سے بچھڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو یہ بات سن کر بہت حیرت ہوئی۔۔۔۔۔ دس سال بچھڑنے کے بعد بھی اسکے باس نے اس لڑکی کو یاد رکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس لڑکی کی قسمت پہ رشک آیا۔۔۔۔۔ آفس میں بہت

ساری لڑکیاں ضامن کو دیکھ کر اس لڑکی کی قسمت پہ رشک کرتی تھیں جسے ضامن ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے وہ نہیں مل رہی میں اس اسکول بھی گیا پروہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا پورا اسٹاف "چلیج ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ بہت

مشکل سے پرنسپل میم کا ایڈریس ملا ہے۔۔۔۔۔ جو حیدرآباد شفٹ ہو گئی ہیں میں گل حیدر آباد کے لیے نکلوں گا"۔۔۔۔۔ ضامن کافی شکستہ لہجے سے بول رہا تھا بنیل پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم میری غیر موجودگی میں ڈیڈ کے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں تمہارے ساتھ "ہوں ڈیڈ کو میری محبت پاگل پن لگتی ہے"۔۔۔۔۔ بنیل اس بات پہ ہنسا۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔

تو ٹھیک لگتا ہے ضامن تم ایک لڑکی کے پیچھے اتنے پاگل کیوں ہو گئے ہو۔۔۔؟ کیا وہ بہت "زیادہ خوبصورت تھی"۔۔۔؟؟ ضامن نے بھاپ اڑاتی کافی کے گم پہ انگلی پھیری۔۔۔۔۔





کچھ عرصے بعد ہی اسکے ذہن سے محو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکی وہ پھول دینے والی حرکت  
بھی وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ضامن لاکھ سمجھانے کے بعد بھی سوال غلط)\*\*  
کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت پریشان ہو گئی تھی اسکی میتھس کا حال دیکھ کر۔۔۔۔۔ پر نسل میمن نے  
کہا تھا کہ وہ اسپیشل لڑکا ہے۔۔۔۔۔ اس پہ خاص توجہ دینی ہے۔۔۔۔۔ پر ضامن آسان  
\*\* (سوال بھی غلط کر دیتا تھا

تمہیں پتہ ہے وہ ٹشو کے پھول بناتی تھی وہ اس غمیر اہم چیز کو بھی اتنا اہم بنا دیتی تھی کہ "  
اسے سنبھال کر رکھا جائے"۔۔۔۔۔ ضامن کی باتوں کی بازگشت چلتی ہو امیں کیرت کے  
سامنے رقصاں تھی۔۔۔۔۔ کیرت چلتے چلتے تھک گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سرک پہ  
دوڑتی ایک ٹیکسی روکی اور اس میں سوار ہو گئی۔۔۔۔۔ ٹیکسی چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اندھیرا  
لاہور پہ اترتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کیرت کو ٹشو سے پھول بناتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے کہا "اگر میں ٹیسٹ)\*\*  
اچھا دوں گا تو آپ مجھے یہ پھول بنا کر دیں گی"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے فوراً گردن اثبات میں  
ہلائی۔۔۔۔۔ پھر ضامن نے اس دن کے بعد ٹیسٹ اچھے دینے شروع  
کر دیے۔۔۔۔۔ اور ایک دن کیرت نے بہت پیارا ٹشو کا پھول ضامن کو بنا کر دے  
\*\* (دیا۔۔۔۔۔ جس سے ضامن نے پورے اسکول کے سامنے کیرت کو پوز کر دیا

وہ گھر پہنچ گئی تھی بغیر کسی سے بات کیے وہ چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔۔ کھانا کے لیے بھی اس  
نے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ بستر پچھا کر وہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ لاہور پہ رات مہربان ہو گئی  
تھی۔۔۔۔۔

تاروں سے سجا آسمان کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ چھت پہ سفید بلب سے روشنی پھیلی  
تھی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکے اظہارِ محبت پہ بے انتہا غصہ آیا اور اسنے اسکے منہ پہ ایک تھپڑ رسید)\*\*  
کر دیا۔۔۔۔۔ اور وہاں سے جیا کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ دن کیرت کا اسکول میں آخری

دن تھا۔۔۔۔ تبھی اس نے ہمت کر کے اس بد تمیز لڑکے کو تھپڑ کا دیا تھا۔۔۔۔ بہت دنوں تک وہ اس بات کا افسوس کرتی رہی کہ وہ اس لڑکے کو اچھا سمجھتی تھی اور وہ اسکے بارے میں ایسی سوچ رکھتا تھا۔۔۔۔ پر پھر وہ ساری باتیں وقت کی ریت میں دھندلی اور \*\* (گم ہو گئیں کیرت اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی

کیرت کو عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔۔۔۔ اسنے کروٹ لی۔۔۔۔ آنکھوں کے سامنے ضامن پھر سے آگیا۔۔۔۔ میں اسکی شکل بھول گیا ہوں نبیل۔۔۔۔ یہ میری زندگی کا سب سے بڑا دکھ " ہے۔۔۔۔ تبھی میں آج اسکی تلاش میں یوں مارا مارا پھر رہا ہوں۔۔۔۔ پر میں نا امید نہیں ہوں۔۔۔۔ میں نیویارک سے صرف اسے ڈھونڈنے آیا ہوں۔۔۔۔ بس کل میں حیدر آباد جاؤں گا اور مجھے یقین ہے مجھے وہاں سے اسکے بارے میں کوئی نہ کوئی معلومات ضرور مل جائے گی"۔۔۔۔

کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ جس لڑکی کے پیچھے ضامن اتنا پاگل ہو رہا ہے اگر وہ اب اس لڑکی کو دیکھے گا تو اسکا رد عمل کیسا ہوگا۔۔۔۔؟ وہ ضرور اپنی دیوانگی پہ افسوس

منائے گا کہ وہ ایک ڈھلتی عمر اور ناقص عیار صورت لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ جسے اس جیسے لوگوں نے نہیں اپنایا تو

ضامن جیسا خوب رو اور وجہہ شکل و صورت کا مالک کیسے اپنائے گا۔۔۔؟ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔ انشاء اللہ ضامن کو کچھ بھی پتہ چلنے سے پہلے وہ آفس چھوڑ دے گی۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی بے عزتی نہیں ہونے دے گی۔۔۔۔۔۔ رات اور تارے کیرت کی سوچوں پہ خاموش تھے۔۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔۔۔۔۔۔

~~~~~  
~~~~~

آفس میں قطار در قطار لگی کر سیوں پہ بیٹھے امپلوزن لیب ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔۔ ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھی۔۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آرہی تھی۔۔۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔۔ ایک پلوفرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ بچالیا۔۔۔۔۔۔ کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔۔۔ جس کی زیپ کھلی تھی۔۔۔۔۔۔ پرس میں موجود سفید تہ شدہ کاغذ صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ یہ اسکا استعفا تھا۔۔۔۔۔۔ جو اس نے آفس آتے ہی ٹائپ کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ

چاہ رہی تھی کہ اپنا استعفا منیجر صاحب کو دے کر چلی جائے پر انہوں نے صاف انکار کر کے کہا "جب سر آئیں گے آپ انہیں کو اپنا استعفا دیجئے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے بہت منتیں کی پر وہ مانے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اور اب جب اسے معلوم چلا کہ ضامن آفس آ گیا ہے تو وہ بغیر تامل استعفا دینے آگئی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے کیمن کے باہر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ کانچ کے دروازے سے وہ سامنے چنیر پہ بیٹھا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بہت خوبصورت چہرے والا۔۔۔۔۔ کیرت دروازہ ناک کر کے اندر داخل

ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب کے ابھرا۔۔۔۔۔ یہ وہ ہر روز والی نگاہیں نہیں تھیں یہ بدل گئی تھیں۔۔۔۔۔ کچھ اجنبیت، کچھ بیزاری، اور کچھ حقارت۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے بکھرتے حوصلے کو سنبھالا اور قدم قدم چلتی عین اسکے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔

یہ میرا استعفا ہے"۔۔۔۔۔ اس نے کہنی پہ لٹکے پرس سے کاغذ نکال کر میز پہ رکھا اور اس سے بغیر نظریں ملائے واپسی کے لیے پلٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کیمن کے دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ اسے ضامن کی آواز آئی۔۔۔۔۔

پریشے "۔۔۔۔؟ کیرت کا وجود پتھر گیا۔۔۔۔۔ ضامن اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا "۔۔۔۔۔  
 تھا۔۔۔۔۔ کیرت محسوس کر سکتی تھی کہ وہ اسکی طرف آ رہا ہے۔۔۔۔۔ ضامن اس سے  
 چند قدموں کے فاصلے پہ رک گیا۔۔۔۔۔

جس پریشے کو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ تم تھیں "۔۔۔۔؟ اسکا انداز سوالیہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت "۔۔۔۔۔  
 نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا بازو پکڑا اور اسکا چہرہ اپنی طرف  
 کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پر جب اسنے نظریں اٹھائیں تو اسے  
 ضامن کے چہرے پہ تمسخر دکھائی دیا۔۔۔۔۔

تو وہ تم ہو جسے میں ایک عرصے سے ڈھونڈ رہا تھا "۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کو اوپر سے  
 نیچے تک دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا پر ضامن نے اسکا ہاتھ نہ  
 چھوڑا۔۔۔۔۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا جس کی شکل ہے نہ "۔۔۔۔۔  
 صورت۔۔۔۔۔ پتہ نہیں مجھے تم اس وقت کیسے بھاگئیں۔۔۔۔۔ اور میں نے دس سال  
 تمہاری محبت میں گنوا دیے۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا میں "۔۔۔۔۔ توقف دیا۔۔۔۔۔

کیرت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔ اس نے تو نہیں کہا تھا ضامن کو کہ وہ اس سے محبت کرے۔۔۔۔۔ اسے ڈھونڈے۔۔۔۔۔ یہ سارے اسکے اپنے فعل تھے۔۔۔۔۔ وہ تو آج بھی نوکری اسی لیے چھوڑ رہی تھی تاکہ ضامن کو کبھی معلوم نہ چلے کہ وہی پریشہ ہے۔۔۔۔۔ جو کبھی ضامن کو پڑھایا کرتی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے آنسوؤں دیکھ کر ضامن نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔۔۔

تم میرے آفس بھی اسی لیے ہی آئی تھیں نا تاکہ تم میرے سامنے رہ کر ایک بار پھر مجھے "اپنے عشق میں مبتلا کر دو"۔۔۔۔۔؟ کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔ اسنے ناں میں گردن ہلائی پر وہ جیسے کچھ دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس اپنی بولے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ تم جانتی تھیں کہ میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں تم اسی لیے میرے "آفس میں جا ب کرنے لگیں تاکہ میری آنکھوں کے سامنے رہ سکو۔۔۔۔۔ پر تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میں تمہیں پسند کرنے لگ جاؤں گا۔۔۔۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے تم نے"۔۔۔۔۔؟؟؟ ضامن کی یہ بات کسی تھپڑ کی طرح کیرت کے منہ پہ لگی تھی۔۔۔۔۔ آنسوؤں ٹوٹ کے گال پہ پھسل گئے۔۔۔۔۔ کہیں میں اچانک سے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔ کہیں بجلی کڑکنے کی زوردار آواز آئی تھی۔۔۔۔۔ پر اس سے بھی کہیں زیادہ تیز اور اونچی آواز ضامن کی تھی۔۔۔۔۔

بہت اچھا کیا تم نے استعفا دے دیا۔۔۔۔۔ اگر نہ دیتیں تو میں خود تمہیں نکال " دیتا۔۔۔۔۔ تم میں ہے ہی کیا جس کو پسند کیا جائے۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ میں دس سال تک تمہارے پیچھے اپنی خوشیاں برباد کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔ کتنا بے وقوف تھا۔۔۔۔۔ اب تم "۔۔۔۔۔ وہ یک دم ہی کیرت پہ جھکا اور چبا چبا کر بولنے لگا "یہاں سے دفعہ

ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ بجلی ایک بار پھر کڑکی۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ ضامن اسے جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی نظروں کے سامنے سے چلی جائے۔۔۔۔۔ کیرت کو محسوس ہوا۔۔۔۔۔ کہ کہیں ٹپاٹپ بارش کی بوندیں گرنے کی آواز آرہی ہے۔۔۔۔۔ بجلی کی چمک اور آواز سے اسنے بے ساختہ آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ تو وہ دم بخود رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ اپنے گھر کی چھت پہ تھی۔۔۔۔۔ اپنی چارپائی پہ چھت پہ اندھیرا اچھایا تھا۔۔۔۔۔ بارش برس رہی تھی۔۔۔۔۔ بجلی چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔ پسینے سے پورا چہرہ بھیگا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آرزو بازو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی ہی چھت پہ تھی۔۔۔۔۔ تو یہ سب ایک خواب تھا۔۔۔۔۔؟ کیرت کا سر بری طرح دکھنے لگا۔۔۔۔۔ وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اگر یہ سب کل سچ ہو گیا تو۔۔۔۔۔؟؟



میں کریمانے کی دکانیں بھی تھیں۔۔۔۔۔ سڑک پہ چہل پہل لگی تھی۔۔۔۔۔ بچے کرکٹ کھیلتے نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔ وہ اپنی گاڑی ایک طرف لگا کر گاڑی سے نکلا اور ایک شخص سے اپنی تسلی کے لیے میم کے مکان کا نمبر پوچھ لیا۔۔۔۔۔ آدمی نے سڑک کے کنارے پہ بنے چھٹے گھر کی طرف اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ ضامن نے گھر کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ اور قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔۔ ہر قدم پہ دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

+\*\*\*\*\*+

اس نے آفس میں داخل ہوتے ہی اپنا خواب یاد آیا۔۔۔۔۔ دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔۔ اگر خواب سچ ہو گیا تو۔۔۔۔۔ اس سوال پہ اسکی سانسیں اٹکنے لگیں۔۔۔۔۔ اس نے آتے ہی اپنا ریزگنیشن لیٹر ٹائپ کیا اور پھر ریشپشن سے ضامن کا

پوچھا۔۔۔۔۔ ریشپشنسٹ نے اسے بتایا کہ ضامن ابھی نہیں آیا تو وہ جلدی سے مینجر صاحب کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔ مینجر صاحب اسے جیسے ہی ملے اسنے اپنا استعفا انہیں دینا چاہا۔۔۔۔۔ مینجر صاحب نے اسے تعجب سے دیکھا۔۔۔۔۔  
آپ اچانک یہ جاب کیوں چھوڑ رہی ہیں "۔۔۔۔۔ "؟؟؟"

بس میری مجبوری ہے"۔۔۔۔۔ اسنے نظریں چرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔ میجر صاحب نے " لب بھیچ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

+\*\*\*\*\*+

اسنے ڈور بیل بجادی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ سڑک پہ کھیلنے بچے شور مچا رہے تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے کچھ دیر دروازہ کھلنے کا انتظار کیا پھر اسنے دوبارہ ڈور بیل بجائی تو اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔۔ پھر اگلے ہی پل دروازہ کھل گیا۔۔۔۔۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کرتہ اور پاجامہ پہنے کھڑا تھا آنکھوں پہ موٹا چشمہ تھا۔۔۔۔۔

جی کون"۔۔۔۔۔؟؟"

یہ میم ثانیہ کا گھر ہے"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے اپنے تعارف کے بجائے سوال

داغا۔۔۔۔۔ اس آدمی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔۔ پھر ضامن جھٹ سے بولا

میں نے ان سے ملنا ہے۔۔۔۔۔ میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔ وہ گھر پہ تو

ہیں نا"۔۔۔۔۔؟؟ سبز مائل آنکھوں میں اضطراب تھا۔۔۔۔۔ آدمی اسے اچنبھے سے

دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر وہ سامنے سے ہٹ گیا۔۔۔۔۔ اور ضامن کے لیے اندر آنے کی جگہ

چھوڑ دی۔۔۔۔۔

+\*\*\*\*\*+

دیکھیں مس کیرت جاب پہ آپ کو ضامن صاحب نے رکھا تھا۔۔۔۔۔ آپ اپنا استعفا  
 انہیں ہی دیجئے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے زور سے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔  
 پلیز سر آپ یہ انہیں خود دے دیجئے گا۔۔۔۔۔ میں نے ابھی گھر واپس جانا ہے"۔۔۔۔۔  
 وہ التجا نہیہ لہجے سے بولی۔۔۔۔۔ پر مینجر صاحب نے شانے اچکائے۔۔۔۔۔  
 تو آپ کل آ کر دے جائیے گا۔۔۔۔۔ پر میں اس سب میں کچھ نہیں کر سکتا"  
 سوری"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔۔۔۔۔ کیرت کے اعصاب میں درد کی ٹیسیں اٹھنے  
 لگیں۔۔۔۔۔ اسکا خواب سچ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ مردہ قدموں سے چلتی اپنے کین میں  
 آگئی۔۔۔۔۔

+\*\*\*\*\*+

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ سامنے اسکی دس سال پرانی پرنسپل میم بیٹھی  
 تھیں۔۔۔۔۔ وہ سب بتا چکا تھا۔۔۔۔۔ اب انکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔۔ ثانیہ میم  
 اس ابلق چشم کو دیکھتی رہیں۔۔۔۔۔ اسکے وجہہ چہرے پہ پھیلی پریشانی کو پڑھتی

رہیں۔۔۔۔۔ پھر خاموشی سے اٹھیں۔۔۔۔۔ اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئیں۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد جب وہ آئیں تو انکے ہاتھ میں ایک ڈائری تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے وہ ڈائریہ ضامن کے سامنے کی اور بولیں۔۔۔۔۔

اس میں اسکا رابطہ نمبر اور مکمل پتہ موجود ہے اور یہ اسکی تصویر۔۔۔۔۔ انہوں نے " ڈائری پہ ایک تصویر رکھی۔۔۔۔۔ تصویر الٹی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے تشکر آمیز نظروں سے میم کو دیکھا۔۔۔۔۔ جن کے چہرے پہ ہلکی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ پھر ضامن نے لرزتے ہاتھوں سے تصویر سیدھی کی۔۔۔۔۔ تصویر دیکھ کر

اسکی آنکھیں باہر نکلنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ میم کو دیکھا۔۔۔۔۔ آپ کو پرکا یقین ہے کہ یہ وہی ہے "۔۔۔۔۔؟؟؟ میم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ " مجھے سو فیصد یقین ہے یہ وہی ہے جسے تم ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔۔۔ میں اسکو کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔ بہت اچھے اخلاق کی لڑکی تھی "۔۔۔۔۔ میم کی تائید پہ ضامن سناٹے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

~~~~~

~~~~~

لاہور پہ اترنے والی عصر ضامن کو بھی اپنے ساتھ واپس لے آئی تھی۔۔۔۔ اور اب کیرت میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسکے سامنے جائے۔۔۔۔ پر جانا تو تھا ہی۔۔۔۔۔ اس ادھیڑ بن میں کچھ نختے گزرے پھر وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ اپنا پرس کہنی پہ لٹکایا اور کین سے منکل گئی۔۔۔۔۔

آفس میں قطار در قطار لگی کرسیوں پہ بیٹھے امپلوزی ٹاپ پہ انگلیاں چل رہے تھے۔۔۔۔۔ ٹھک ٹھک کی آواز اطراف میں پھیلی تھیں۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ راہ داری سے چلتی آرہی تھی۔۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے پہ تھا۔۔۔۔۔ ایک پلوفرش پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے بغیر رکے دوپٹہ اٹھایا اور کاندھوں پہ بچالیا۔۔۔۔۔ کہنی پہ پرس لٹکا تھا۔۔۔۔۔ جس کی زیپ کھلی تھی۔۔۔۔۔ پرس میں موجود سفید تہہ شدہ کاغذہ صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ چلتی ضامن کے کین کے دروازے کے سامنے رک گئی۔۔۔۔۔ وہ خواب کی طرح سامنے چیمیر پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل بری

طرح ڈول رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ہمت کر کے دروازہ ناک کیا اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں نے آنے والی کو دیکھا۔۔۔۔۔ کچھ پل دیکھتا



پوچھی۔۔۔۔۔ ضرور اسے معلوم ہو گیا ہوگا۔۔۔۔۔ جس لڑکی کے پیچھے وہ مارا مارا پھر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسی کی

سیکڑی کیرت ہے۔۔۔۔۔ جس کی نہ شکل ہے نہ اس جتنی عمر۔۔۔۔۔ جسے پا کر بھی وہ ناممکن اور ادھورا رہ جائے گا۔۔۔۔۔

کیرت یک ٹک صحن میں نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ تبھی واش روم جانے کے لیے باہر آتی دادی نے اسے دیکھا تو بولی۔۔۔۔۔

او مظلومہ بیگم۔۔۔۔۔ یہاں کیوں لاش کی طرح بیٹھی ہے۔۔۔۔۔؟ بد نختی اٹھ مر۔۔۔۔۔ کسی " کام کو ہاتھ لگالے۔۔۔۔۔ اب نوکری والا تماشا تو ختم کر بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ اچھے بھلے پیسے آرہے تھے۔۔۔۔۔ آنندی [سکھی (مہینہ گزرے تھا پر نہ جی یہ نہ کریں کوئی

کام۔۔۔۔۔ گھر میں چھاپا بن کر ہماری چھاتی پہ مونگ دلیں گی "۔۔۔۔۔ وہ بولتی عین کیرت کے سر پہ آکھڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے صحن سے نظریں ہٹا کر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔

آپ دعا کریں دادی میں مر جاؤں۔۔۔۔۔ زندہ رہی تو یوں ہی ہر ایک کو دکھ پہنچاتی رہوں " گی "۔۔۔۔۔ وہ عجیب سے لہجے سے کہہ کر کھڑی ہو گئی اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

اللہ تیری زبان مبارک کرے آمین"۔۔۔۔۔ دادی نے کہہ کر سر جھٹکا اور واش کی طرف چل دیں۔۔۔۔۔

تمہیں کیا ہوا ہے کیرت"۔۔۔۔۔؟؟ کچن میں آتے ہی اسکی امی نے اس سے "پوچھا۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے سینک میں رکھے برتن دھونے لگی۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہی ہوں"۔۔۔۔۔؟ سالن کی ہینڈیا میں چچمہ چلا کر امی اسے ڈھانپتیں کیرت کے پاس آگئیں۔۔۔۔۔

دکھ تو سارا یہ ہی ہے امی کہ مجھے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ کچھ ہو جائے تو کتنے ہی لوگوں کو سکون مل جائے"۔۔۔۔۔ وہ برتنوں پہ صابن لگتی بولی تھی۔۔۔۔۔ امی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو"۔۔۔۔۔؟؟؟ اس نے برتنوں پہ پانی ڈالا"

ترتیب سے کاؤنٹر پہ رکھے پھر اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔

ناامیدی کی باتیں"۔۔۔۔۔ دوپٹے سے ہاتھ پونچھ کر اس نے سپاٹ لہجے سے جواب "دیا۔۔۔۔۔ اور کچن سے جانے لگی۔۔۔۔۔



نہیں دل نہیں کر رہا"۔۔۔۔۔ اس کے جواب پہ ابو نے بھنویں سکڑیں " لو یہ کیا بات ہوئی۔۔۔؟ کہتے ہیں رات کو کھانا نہ کھانے سے عمر گھٹتی ہے۔۔۔ اس " لیے تھوڑا سا کھا لو"۔۔۔۔۔ ابو پیار سے اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔۔۔ امی پانی کی بوتل لے آئی تھیں۔۔۔۔۔

لمبی عمر کی آشا بھی نہیں ہے مجھے ابو"۔۔۔۔۔ وہ اپنے ابو کو یہ کہنا چاہتی تھی پر بس دل میں سوچ کر رہ گئیں۔۔۔۔۔

نہیں ابو ابھی دل نہیں کر رہا۔۔۔۔۔ بعد میں کھالوں گی"۔۔۔۔۔ وہ وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔ کمرے سے بھی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ عجیب عجیب باتیں کر رہی ہے"۔۔۔۔۔ اسکے جاتے ہی امی نے ابو کو کہا۔۔۔۔۔ ابو نے دادی کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

آپ نے کیرت کو کچھ کہا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ دادی جوٹی وی میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔ سوال پہ چونک کر گردن ترچھی کر کے بولیں۔۔۔۔۔

اونی۔۔۔۔۔ ہم کیوں کچھ کہو وے گے اس لارڈ کی بچی کو۔۔۔۔۔ ہم نے گھر سے نکلنا " ہے"۔۔۔۔۔؟ بھر پور طنز سے جواب دے کر وہ دوبارہ ٹی دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔ علیزہ نے بس

ایک بار سرسری سا ابو اور دادی کو دیکھا تھا پھر دوبارہ ٹی وی کی طرف رخ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ ابو دادی کے جواب پہ گہرا سانس لے کر رہ گئے۔۔۔۔۔ میں بعد میں اس سے بات کر لوں گا"۔۔۔۔۔ انہوں نے کچھ دیر بعد کیرت کی امی کو تسلی "دی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی امی خاموش رہیں۔۔۔۔۔

کمرے سے باہر اندھیروں میں ڈوبے صحن میں آؤ تو۔۔۔۔۔ وہاں سفید روشنی کی کچھ چمک بکھری تھی۔۔۔۔۔ جو اوپر چھت پہ چلتے بلب سے آرہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کمرے سے اوپر چھت پہ چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ چھت پہ اپنی چارپائی کو وہ برآمدے سے باہر لے آئی تھی کھلے آسمان تلے وہ گود میں موبائل رکھ کر بیٹھی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ تبھی اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔ اس نے بجنے دیا۔۔۔۔۔ موبائل بجتے بجتے خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ پر اسنے نظریں آسمان سے نہ ہٹائیں۔۔۔۔۔ موبائل پھر بجا۔۔۔۔۔ اب کی بار اسے بے دلی سے موبائل دیکھنا پڑا۔۔۔۔۔ اسکرین دیکھتے ہی اسکا دل ڈوبا۔۔۔۔۔ آنکھیں حیرت سے باہر آنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ کال ضامن کی تھی۔۔۔۔۔ اسکے نمبر پہ کیرت نے باس لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ کال کیوں کر رہا

تھا۔۔۔ کیا وہ اب کال پہ کیرت کو یہ کہے گا کہ کیرت اسے اب کبھی نظر نہ  
آئے۔۔۔۔۔

کیرت کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کال اٹھانے کی۔۔۔۔۔ پر موبائل مسلسل بجتا جا رہا  
تھا۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں لرزش ہونے لگی۔۔۔۔۔ کیرت نے رعشہ ہاتھوں سے کال پک  
کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔

تمہارے گھر کے باہر ایک گاڑی کھڑی ہے۔۔۔۔۔ اس میں میرا ڈرائیور"  
ہے۔۔۔۔۔ مجھے تم سے ابھی ملنا ہے۔۔۔۔۔ وہ چھوٹے ہی بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو دھچکا  
لگا۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

ک۔۔۔ کیا۔۔۔ "۔۔۔۔۔ اس نے بدقت پوچھا۔۔۔۔۔"

تمہارے گھر کے باہر گاڑی کھڑی ہے اس میں بیٹھ کر آؤ مجھے تم سے ابھی ملنا"  
ہے۔۔۔۔۔ اب کی بار اس نے ہر لفظ کو الگ الگ اور چاچا کر کہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت  
نے کان سے فون ہٹا کر دیکھا۔۔۔۔۔ پھر کان پہ لگایا۔۔۔۔۔

پر کیوں۔۔۔۔۔ اس وقت۔۔۔۔۔؟ میں جاب چھوڑ چکی ہوں۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہ آیا"  
وہ کیا کہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف چند پلوں کی

خاموشی رہی پھر وہ بولا۔۔۔۔۔

سوال نہ کرو۔۔۔۔۔ جو کہہ کر رہا ہوں وہ کرو۔۔۔۔۔ انداز عجیب حکمانہ "

تھا۔۔۔۔۔ جیسے وہ ابھی بھی کیرت کو اپنی سیکرٹری ہی سمجھتا ہو۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکا

انداز برا لگا۔۔۔۔۔

میں نہیں آرہی "۔۔۔۔۔"

پھر میں آ جاؤں گا "۔۔۔۔۔"

پر کیوں "۔۔۔۔۔؟؟"

تمہیں اٹھا کر لے جانے "۔۔۔۔۔"

دماغ خراب ہو گیا ہے آپ کا "۔۔۔۔۔ وہ چڑ گئی "

ہاں ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ تبھی کہہ رہا ہوں خود آ جاؤ "۔۔۔۔۔"

میں نہیں آرہی سمجھے آپ "۔۔۔۔۔ اس نے اپنی بات پہ زور دے کر "

کہا۔۔۔۔۔ دوسری طرف موجود خوبصورت آنکھوں والے نے "آہ" کیا پھر

بولا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے دس منٹ بعد میں تمہارے گھر ہوں گا۔۔۔۔۔ پھر نہ کہنا کہ مجھے ہاتھ مت "

لگاؤ۔۔۔۔۔ میں قسم سے اٹھا کر لے جاؤں گا تمہیں "۔۔۔۔۔ وہ دھمکیوں پہ اتر آیا

تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دماغ پل بھر کے لیے ماؤف ہوا۔۔۔۔۔ ایک فلم سی آنکھوں کے  
 سامنے چلنے لگی۔۔۔۔۔

وہ گھر میں گھس آیا ہے۔۔۔۔۔ سب صحن میں کھڑے ہیں۔۔۔۔۔ وہ آگے بڑھ کر  
 کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ دادی سر پیٹ رہی ہیں۔۔۔۔۔

ہائے اللہ اب یہ دن دیکھنے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔ یہ اچھا چھکا۔۔۔۔۔ (باچی) ذلیل")  
 منحوس لونڈے یوں پیچھے لگا کر لے آوے گی کہ وہ غنڈا گردی کرتے گھر میں گھسنے  
 گے۔۔۔۔۔ ہائے اب ہم محلے میں کیا منہ دکھائیں گے۔۔۔۔۔ ہائے انور میں کہوں  
 تھی۔۔۔۔۔ اس بد چلن کٹنی کو گھر میں ہی

مرارہنے دے"۔۔۔۔۔

تبھی انور ضامن کو روکنے آگے آتے ہیں پر وہ ایک جھٹکے سے انہیں دکھا دیتا  
 ہے۔۔۔۔۔ کیرت کے ابو صحن میں گر جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ساتھ ہی کیرت کی خیالی پلاؤ کی  
 دیگ بھی الٹ جاتی ہے۔۔۔۔۔

ساری سوچوں کو ذہن سے جھٹک کر اسنے جھر جھر لی پھر جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

میں آرہی ہوں"۔۔۔۔۔"

"گڈ گرل"۔۔۔۔۔ وہ جیسے مسکرایا تھا اب کی بار۔۔۔۔۔ "جلدی آؤ میں انتظار کر رہا"  
 ہوں"۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔۔۔۔ کیرت کا سر گھومنے لگا۔۔۔۔۔ وہ  
 بھاری قدموں سے چلتی منڈیر تک آئی۔۔۔۔۔ نیچے دیکھا۔۔۔۔۔ وہاں کالی گاڑی کھڑی  
 تھی۔۔۔۔۔ وہ لڑکھڑاسی گئی۔۔۔۔۔ اسنے منڈیر تمام لیا۔۔۔۔۔ اب وہ رات کو باہر  
 جانے کا کیا جواز دے گی۔۔۔۔۔ ؟؟؟ ایک نئی پریشانی نے اسے گھیر لیا تھا۔۔۔۔۔ اب  
 ذہن تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ سارے حساب نمٹوں میں لگاتے ہی وہ نیچے  
 بھاگی۔۔۔۔۔

مجھے ابھی آفس جانا ہے۔۔۔۔۔ میں نے ایک ضروری فائل رکھی تھی جو اب انہیں نہیں مل  
 رہی۔۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر میں کانٹریکٹ سائن ہونا ہے۔۔۔۔۔ جس میں اس فائل کی بہت  
 ضرورت ہے"۔۔۔۔۔ اسنے کمرے میں آتے ہی روانی سے جھوٹ داغ  
 دیا۔۔۔۔۔ ابو نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ ساتھ دادی نے علیزہ نے اور امی نے  
 بھی۔۔۔۔۔ جیسے انڈیا کے ڈراموں میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہر ایک کے چہرے پر کیمرہ لے  
 جا کر "ڈز" "ڈز"۔۔۔۔۔ یہاں بھی سین کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت سب کی نظروں  
 سے کنفیوژ ہوئی۔۔۔۔۔ حلق میں باقی کا بہانہ پھنس گیا۔۔۔۔۔  
 میں جاؤں"۔۔۔۔۔ ؟ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔۔۔

اس وقت کیسے جاوگی"۔۔۔۔۔؟؟؟ امی نے پوچھا۔۔۔۔۔ ابو کے لب بھی کھلے " تھے۔۔۔۔۔ پر کچھ کہا نہیں علیزہ اور دادی نظروں میں اسے پرکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ (ضرور یہ کہیں اور جاوے ہے (دادی نے علیزہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ یہ بات آنکھوں آنکھوں میں کسی۔۔۔۔۔) مجھے بھی یہ ہی لگ رہا ہے (علیزہ نے پلکوں سے تائید کی۔۔۔۔۔ وہ باہر آفس کی گاڑی آئی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔ کیرت نے امی کو جواب دیا۔۔۔۔۔ دادی نے دوبارہ علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔۔۔۔) کہا تھا نا) دونوں نے ایک دوسرے کو اشارہ سے کہا۔۔۔۔۔ ابواب کی بار پھر کچھ بولتے کے دادی بازی لے گئیں۔۔۔۔۔

چل میں چلوں ہوں تیرے ساتھ۔۔۔۔۔ جوان جہان کو یوں اکیلا کیسے بھیج دیوے۔۔۔۔۔؟" وہ بھی آدھی رات کو"۔۔۔۔۔ دادی نے نہ میں سر ہلایا ساتھ بولیں "نہ بھیاء نہ بھیاء ہم نہ بھیجیں"۔۔۔۔۔ کیرت پہ دادی کی بات سے بم گرا۔۔۔۔۔ دھم سے۔۔۔۔۔ کیرت نے فوراً نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

وہاں دیر ہو جائے گی"۔۔۔۔۔"

میں سویر تک انتظار کر لوں گی"۔۔۔۔۔ کیرت کے کہتے ہی دادی نے سنجیدگی سے "جواب دیا۔۔۔۔۔ کیرت بے بس ہو گئی۔۔۔۔۔ ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔ جن بیچارے کے ہونٹ ویسے ہی نیم واتھے۔۔۔۔۔ بولنے کے لیے بے قرار۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھوں میں اب دلچسپی در آئی تھی۔۔۔۔۔ سین مزے کا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ دادی آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں"۔۔۔۔۔؟؟؟

سمجھ رہی ہوں تبھی تو ساتھ چلنے کا کہوں ہوں"۔۔۔۔۔ دادی نے ذومعنی بات "کی۔۔۔۔۔ کیرت پہ گھڑوں پانی آن گرا۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی ہو گئی کمرے میں۔۔۔۔۔ ابو کو اللہ اللہ کر کے بولنے

کا موقع مل گیا۔۔۔۔۔

تم جاؤ کیرت مجھے تم پہ یقین ہے"۔۔۔۔۔ جملہ تھا یا کیا۔۔۔۔۔ کیرت پہ جیسے شبنم "برس گئی ہو۔۔۔۔۔ اس نے تشکر سے ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔

لویہ کیا بات ہوئی۔۔۔۔۔ ایسے کیسے اکیلا بھج رہا ہے تو"۔۔۔۔۔؟؟؟ دادی بول رہی "تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے چادر اٹھائی خود پہ لپیٹی۔۔۔۔۔



میسج بپ ہوئی۔۔۔۔۔

"گڈ گرل جلدی سے آؤ"۔۔۔۔۔ کیرت نے میسج پڑھا۔۔۔۔۔ پھر ڈرائیور کو دیکھا۔۔۔۔۔ "فتنہ کہیں کا"۔۔۔۔۔ زیر لب وہ بولی تھی۔۔۔۔۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈرائیور نے ہی ضامن کو اطلاع دی ہوگی۔۔۔۔۔

اللہ کرے یہ گاڑی کسی چیز سے ٹکرا جائے اور میں مر جاؤں"۔۔۔۔۔ اس نے یہ دعا مانگ کر آمین کہا۔۔۔۔۔ پر دعا قبول نہ ہوئی۔۔۔۔۔ وہ صحیح سلامت وہاں پہنچ گئی جہاں اسے شاید بلایا گیا تھا۔۔۔۔۔ شو فر نے اسکی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ وہ باہر نکلی کچھ قدم آگے بڑھی۔۔۔۔۔ پیچھے گاڑی اسٹارٹ ہو کر چلی گئی۔۔۔۔۔ کیرت کی اور جان نکل گئی۔۔۔۔۔

اندر آ جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ ابھی سوچ رہی تھی کہ کیا کروں۔۔۔۔۔؟ کہ اسکے موبائل پہ میسج آ گیا۔۔۔۔۔ کیرت کا میسج دیکھ کر خون جل کر رہ گیا۔۔۔۔۔ پر وہ چھوٹے قدم بھرتی بڑے سے دروازے سے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ اندر بڑا سا باغ تھا جس میں جگہ جگہ درخت لگے تھے۔۔۔۔۔ اور سامنے اندھیرے میں کھڑا بنگلہ تھا۔۔۔۔۔ جس کی شمعائیں گل تھیں یہ کوئی فارم ہاؤس لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ فارم ہاؤس میں اندھیرا حد سے بڑھ کر

تھا۔۔۔۔۔ تاروں والا آسمان بھی اب بادلوں سے ڈھکتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ چلتی جا رہی

تھی۔۔۔۔۔ سنبھل سنبھل کر وہ کچھ قدم اٹھا کر رک گئی۔۔۔۔۔ سمجھ نہ آیا اب آگے کہا  
 جائے۔۔۔۔۔ تبھی کہیں سے چٹکی بجنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔ اور ساتھ باغ میں روشنی  
 ہوئی۔۔۔۔۔ ایک درخت پہ چھوٹی چھوٹی لائٹوں کا جال بچھا تھا۔۔۔۔۔ جو اب چمک رہا  
 تھا۔۔۔۔۔ کیرت اس درخت کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔ درخت کے پاس پہنچ کر اس نے  
 ضامن کو ڈھونڈا۔۔۔۔۔ پر اسکی نظر درخت

پہ اٹکی چٹ پہ رک گئی۔۔۔۔۔  
 میری پہلی محبت "۔۔۔۔۔ کیرت نے چٹ پڑھی۔۔۔۔۔ کہ دوسری چٹکی کی آواز"  
 آئی۔۔۔۔۔ ایک اور درخت لائٹوں سے روشن ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ چٹ ہاتھ میں تھام کر اس  
 درخت کی جانب چل دی۔۔۔۔۔ وہاں بھی ایک چٹ لگی تھی۔۔۔۔۔  
 بہت ڈھونڈا تمہیں۔۔۔۔۔ تمہاری محبت کو دور رہ کر بھی نہیں بھلایا میں"  
 نے۔۔۔۔۔ تمہیں چاہا۔۔۔۔۔ تمہیں یاد کیا۔۔۔۔۔ تمہیں ہی مانگا۔۔۔۔۔ اس  
 نے چٹ پڑھ کر نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔ چٹکی کی آواز پھر سے سنسان باغ میں  
 گونجی۔۔۔۔۔ تیسرا درخت بھی روشنی کے قمتقموں سے روشن ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ اس کی  
 طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نہ جانے خود کہاں تھا۔۔۔۔۔

تم مجھے ڈھونڈ رہی ہوگی۔۔۔۔۔ غصہ بھی آ رہا ہوگا مجھ پہ۔۔۔۔۔ سوچ رہا ہوں کم " رہوں۔۔۔۔۔ تمہارا کیا بھروسہ پھر تمہیں مار دو جیسے پہلے مارا تھا) اس بات کو پڑھ کر کیرت کا دل مسکرایا تھا پر چہرہ سپاٹ رہا (پر نہیں میں تم پہ بھروسہ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس لیے نظریں اٹھاؤ اور سامنے دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں "۔۔۔۔۔ کیرت نے نگاہیں اٹھائیں۔۔۔۔۔ وہ باغ سے کچھ فاصلے پہ بنگلے کے سامنے بنے پول کے کنارے سینے پہ ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا۔۔۔۔۔ ریڈی ٹی شرٹ پہ سلویس بلیک جیکٹ اور بلیک ہی جلیز کی پینٹ اس نے پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ ضامن کے عین سر پہ ایک سفید سپورٹ لائٹ جل رہی تھی۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں اس میں چمک رہی تھیں۔۔۔۔۔ نفاست سے تخلیق کیے گئے نقوش والے خوب روچہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ دونوں گالوں پہ پڑے ڈمپلز کیرت

دور سے بھی دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ کیرت وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

جبے ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے مل جانے پہ۔۔۔۔۔ اسے اپنی حصار میں لینے میں دیر " نہیں لگانی چاہیے "۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز میں بولا۔۔۔۔۔ برٹیش لہجے والا اپنے الفاظ سے

سحر پھونکنا جانتا تھا۔۔۔۔۔ آسمان پہ پھیلے بادل چاند سے ہلکے ہلکے چھٹنے لگے۔۔۔۔۔ چاند پول کے نیلے پانی میں اترنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت سبز مائل آنکھوں میں۔۔۔۔۔ ہوانے زور پکڑا۔۔۔۔۔ اسکا دوپٹہ اڑنے لگا۔۔۔۔۔ دل کی طرح۔۔۔۔۔ بے قابو ہو گیا۔۔۔۔۔ قدم لاشعوری میں اٹھنے لگے۔۔۔۔۔ وہ اس تک جانے لگی۔۔۔۔۔ چند سے بادل چھٹتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ چاند پول میں پل پل اتر رہا تھا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں دریا نیل جیسی گہری تھیں۔۔۔۔۔ وہ بھی ان میں ڈوب رہی تھی۔۔۔۔۔ دماغ ماؤف ہو گیا۔۔۔۔۔ دل نے پورے جسم پہ کنٹرول کر لیا۔۔۔۔۔ حکم جاری کر دیا۔۔۔۔۔ محبت کا۔۔۔۔۔

کیرت اس کے پاس پہنچ گئی۔۔۔۔۔ دونوں میں چند قدموں کا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔ چاند پورا پول میں اتر گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت سبز آنکھوں میں۔۔۔۔۔ اب یہ تقریباً چھ قدموں کا فاصلہ ضامن نے طے کیا۔۔۔۔۔

\*\*ضامن جعفر ایک اسپیشل لڑکا\*\*

ضامن نے ایک قدم اٹھایا۔۔۔۔۔ ماضی کیرت اور ضامن کے درمیان میں سلوموشن میں چلنے لگا۔۔۔۔۔

وہ ضامن کو میتھس کروا رہی ہے۔۔۔۔۔ ضامن سوال سے زیادہ اس پہ توجہ دے رہا\*\*  
\*\* ہے

ضامن نے دوسرا قدم اٹھایا۔۔۔۔۔ کیرت وہیں کھڑی اسکو اپنے قریب آتے دیکھ رہی  
تھی۔۔۔۔۔ چاند پہ بادل حاوی ہونے لگے

تھے۔۔۔۔۔ چاند چاندنی سمیت بادلوں کے آغوش میں جا رہا تھا۔۔۔۔۔ پول کا پانی انہیں  
دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ضامن گراؤنڈ میں سب سے بے نیاز اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے پھول دے\*\*  
\*\* رہا ہے

وہ تیسرا قدم بھر چکا تھا۔۔۔۔۔ ہوا تیز چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی چٹیا سے آزاد لٹیں  
اسکے چہرے پہ آرہی تھیں۔۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے سے ڈھلک گیا تھا۔۔۔۔۔ پول میں  
چاند کا عکس مدھم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ بادل چاندنی کو اپنی بانہوں میں چھپا رہے  
تھے۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے سامنے اسکے کہن میں بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ ضامن اسے نظریں اوپر کرنے\*\*  
\*\* کے لیے کہہ رہا ہے

وہ چوتھا قدم اسکی طرف لے چکا تھا۔۔۔۔۔ سپورٹ لائٹ کی روشنی پیچھے رہ گئی۔۔۔۔۔ اندھیرے میں ہلکی درختوں پہ چمکتے قہقہوں کی روشنی ماحول کو خوبناک بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

ضامن اسے آفس میں ڈانٹ رہا ہے۔۔۔۔۔ بھوری آنکھیں برس رہی ہیں۔۔۔۔۔ اور\*\*

\*\*ضامن اس پہ چلا رہا ہے

ضامن کو پانچوے قدم پہ یہ یاد آیا تو وہ ہلکا سا ہنس دیا۔۔۔۔۔ کیرت اسکی ہنسی سے بے گانی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کا سحر ٹوٹ کے ہی نہ دے رہا تھا۔۔۔۔۔ پول کا چند بادلوں کی بانہوں میں چاندنی سمیت گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی چھٹا قدم اٹھا کر بالکل اسکے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ سلوموشن فلم رک گئی۔۔۔۔۔ آنکھوں کا جادو نہ ٹوٹا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں والا۔۔۔۔۔ اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پہ لٹیں شرارت کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پہ سے لٹیں ہٹائیں۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔۔ خوبناک اندھیرا، سحر اور جسم پہ دل

کا کنٹرول اچانک سے ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں کھولیں تو اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ کچھ روشنی تھی وہ تھا۔۔۔۔۔ اور بس۔۔۔۔۔ کچھ خاص تو نہیں

تھا۔۔۔۔۔ بے شک بادلوں نے چاند کو چاندنی سمیت بانہوں میں بھر رکھا تھا۔۔۔۔۔ پر

اسے کیا۔۔۔؟ سبز مائل آنکھیں اس پہ جمی تھیں پر اسے کیا۔۔۔؟

کیرت نے ایک جھٹکے سے ضامن کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹایا۔۔۔۔۔ ضامن کی

مسکراہٹ مدہم پڑ گئی۔۔۔۔۔ ڈمپل بھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کی چمک بھی۔۔۔۔۔

کیوں بلایا ہے مجھے یہاں "۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ غصے سے بولی۔۔۔۔۔"

ابھی بھی پوچھ رہی ہو "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کو جیسے حیرت ہوئی۔۔۔۔۔"

ہاں پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔۔ میں نے جا ب چھوڑ دی ہے۔۔۔۔۔ اب آپ بھی میرا پیچھا "

چھوڑ دیں۔۔۔۔۔ اور دوبارہ مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے "۔۔۔۔۔ وہ نظریں

چرا کر بول رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کے لب بھنے۔۔۔۔۔ پھر اسے جیب سے سفید کاغذ

نکالا۔۔۔۔۔ اور لائٹر بھی۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔۔ وہ کیرت کا

استعفا جلا رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ "۔۔۔۔۔؟؟ وہ جھنجھلا کر بولی۔۔۔۔۔"

ایک دوری مٹا رہا ہوں "۔۔۔۔۔ جلتے کاغذ کی آگ اسکی آنکھوں میں اتر رہی "

تھی۔۔۔۔۔ لہجہ پر سکون تھا۔۔۔۔۔ کیرت خاموش سی ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے

نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔ جلتا کاغذ زمین پہ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ زمین پہ گرتے ہی اسکی راکھ ہوا  
سے پول میں گرنے لگی۔۔۔۔۔ استعفا ادھ جلا رہ گیا۔۔۔۔۔  
میں نے تمہیں بہت ڈھونڈ ہے پریشے "۔۔۔۔۔"  
میرا نام کیرت ہے "۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کی بات کاٹی۔۔۔۔۔ کاغذ کی

آگ ضامن کی آنکھوں میں ابھی تک کیرت کو نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔  
میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی "۔۔۔۔۔ اس نے خشم آلود لہجے سے کہا تو کیرت فوراً"  
بولی۔۔۔۔۔

میری ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ میں جا رہی ہوں "۔۔۔۔۔ وہ پلٹ گئی۔۔۔۔۔ قدم "  
اٹھائے۔۔۔۔۔ پر آگے کیسے بڑھتی وہ اسکی کلائی تھام چکا تھا۔۔۔۔۔  
میری بات نہیں ہوتی پوری۔۔۔۔۔ بات ادھوری ہے۔۔۔۔۔ میری "  
طرح "۔۔۔۔۔ کیرت کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ اپنے سینے کے  
قریب۔۔۔۔۔ اسکی کمر پہ بازو حائل کر لیا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنکھیں  
ڈالیں۔۔۔۔۔ اور بولا۔۔۔۔۔

میری بات مکمل ہونے دو۔۔۔۔۔ تاکہ میں بھی مکمل ہو سکوں۔۔۔۔۔ کیرت کے " الفاظ گم ہو گئے۔۔۔۔۔ پر ضامن نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں بہت ڈھونڈ لیا۔۔۔۔۔ اب تم مجھے مل جاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ میں تمہیں تم سے " چھین لوں گا۔۔۔۔۔ مجھے آزماؤ مت "۔۔۔۔۔ وہ ایک بار پھر دھمکی پہ اتر آیا

تھا۔۔۔۔۔ ہو اسے بادل چاند سے ہٹنے لگے تھے۔۔۔۔۔ چاندنی پھیلنے لگی۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑیں "۔۔۔۔۔ وہ اسکی گرفت سے آزاد ہونا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔ "

میں نے تمہیں چھوڑنے کے لیے نہیں ڈھونڈا "۔۔۔۔۔ کسمپاتی کیرت کو سختی سے " اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔

تمہیں میں نے اب بس اپنے قریب کرنا ہے۔۔۔۔۔ چاہے مجھے کچھ بھی کرنا " پڑے۔۔۔۔۔ تم اب چاہ کر بھی مجھ سے دور نہیں ہو سکتیں "۔۔۔۔۔ اسنے کہہ کر اپنا بازو کیرت کی کمر سے ہٹا لیا۔۔۔۔۔ اور ایک قدم دور ہو گیا۔۔۔۔۔

میں جا رہی ہوں "۔۔۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو یہ کہہ دیا۔۔۔۔۔ "

جہاں جاؤ گی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑ کر جانے کا اب سوچنا بھی " مت "۔۔۔۔۔ ضامن سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس کی بات پہ جھنجھلاہٹ

ہوئی۔۔۔۔۔ اب پھر کوئی اس سے محبت کی شرط نہج کھیلنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ بھی ایک شہزادہ۔۔۔۔۔ کیرت کو تو اس جیسے لوگوں نے ٹھکرا دیا۔۔۔۔۔ تو یہ کیسے اپنانے گا۔۔۔۔۔؟ نہیں اپنانے گا۔۔۔۔۔ محبت کا کھیل کھیلے گا۔۔۔۔۔ اور ہارجیت سے پہلے ہی چھوڑ جائے گا۔۔۔۔۔ ہاں وہ چھوڑ جائے گا۔۔۔۔۔ کیرت کے دل کے اندیشے چیخنے لگے تھے۔۔۔۔۔

مجھ سے دور رہیں آپ۔۔۔۔۔ وہ چلا کر بولی۔۔۔۔۔ "آزمانہ چاہتی ہو مجھے"۔۔۔۔۔؟

نہیں آپ سے دور جانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ رخ موڑ کر بولی۔۔۔۔۔

یعنی دل توڑنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ وہ اسکا مٹا رخ دیکھ کر اداسی سے بولا۔۔۔۔۔

آپ سے دور ہونے کی شرط یہی ہے تو ہاں میں دل ہی توڑ رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ سرد

لہجے سے بولی۔۔۔۔۔ پر وہ ہنس دیا۔۔۔۔۔ کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

چلو پھر توڑ کر دکھاؤ میرا دل۔۔۔۔۔ آگے بڑھ کر کیرت کو شانوں سے پکڑا۔۔۔۔۔

تمہاری جان نہ لی تو پھر کہنا۔۔۔۔۔ جلے کاغذ کی آگ کب کی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ پر

ضامن کے لہجے میں اب وہی آگ سراٹھانے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت شل رہ

گئی۔۔۔۔۔ وہ اسے مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟

میں نے گھر جانا ہے"۔۔۔۔۔ وہ ڈری سہمی سی بولی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکے شانے " پھوڑ دیے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں چھوڑ دیتا ہوں"۔۔۔۔۔ اس نے اپنا لہجہ درست کیا۔۔۔۔۔ وہ شاید " کیرت کا ڈر محسوس کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔ نہیں میں چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔

جا کر دکھاؤ"۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا لہجے میں چیلنج تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے اٹھتے قدم " وہیں رک گئے۔۔۔۔۔ اس نے بیچارگی سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔

میں کہہ رہا ہوں نا میں چھوڑ دوں گا تو پھر"۔۔۔۔۔ اس نے نرمی سے کہا کیرت نے " نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ وہ اس شخص سے بحث نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کا ہاتھ پکڑا کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ پر وہ بے نیاز سا قدم اٹھانے لگا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے بھی اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہ کی۔۔۔۔۔ گاڑی میں وہ اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے جب گاڑی اسکے گھر کے دروازے کے سامنے روکی تو وہ بولا۔۔۔۔۔





اسکی گاڑی نکر پار گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ پر کیرت کی دھڑکنیں ابھی تک نہ  
 سنبھلی تھیں۔۔۔۔۔ وہ عجیب حال کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ منتشر ذہن کو بڑی مشکل  
 سے بس میں کرتی وہ گھر میں داخل ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ گھر کے دروازے کھلے  
 تھے۔۔۔۔۔ یعنی سب ابھی اٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ بہت سے سوال اسکا انتظار کر رہے  
 تھے۔۔۔۔۔ وہ چلتی صحن میں آئی۔۔۔۔۔ نیم کا درخت اسے آنکھیں دکھاتا نظر  
 آیا۔۔۔۔۔ اسکے پتوں میں چھپے گھونسلے میں بیٹھی چڑیا بھی بڑی منتظر نگاہوں سے کیرت کو  
 دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں درخت سے پھسلتی صحن میں نبھتی چارپائیوں پہ  
 پڑیں۔۔۔۔۔ دادی، علیزہ، امی، اور ابو سب کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ سب  
 سے پہلے دادی بولیں۔۔۔۔۔  
 "آگئی"۔۔۔۔۔ ایک بھنوا چکائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ انداز جانتا سا تھا۔۔۔۔۔ جیسے وہ کیرت "  
 میں کچھ تلاش کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔  
 نہیں راستے میں ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت نے چڑ کر جواب دیا۔۔۔۔۔ وہ پہلے ہی پریشان "  
 تھی۔۔۔۔۔ اوپر سے دادی کا بے تکا سوال اسے شعلے کی طرح لگا۔۔۔۔۔ دادی نے ناک  
 چڑھالی۔۔۔۔۔

راستے میں ہی مرجانیو۔۔۔۔۔ گھر نہ پہنچو"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر اس سے رخ موڑ " گئیں۔۔۔۔۔ ابو نے دادی کو گھورا تھا۔۔۔۔۔ پروہ انکی نظروں کی تاپ خود پہ محسوس نہیں کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

دے آئیں فائل "۔۔۔۔۔ ؟؟ ابو نے قدرِ نرم لہجے سے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے " اثبات میں سر ہلادیا۔۔۔۔۔ چڑیا اور نیم کا درخت دونوں بڑی توجہ سے کیرت سے ہونے والے سوال سن رہے تھے۔۔۔۔۔

میں سونے جا رہی ہوں "۔۔۔۔۔ اس سے مزید وہاں کھڑا نہ ہو گیا اس لیے کھسنے " لگی۔۔۔۔۔ "ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ امی نے سر ہلایا تو وہ تیز قدموں سے چھت پہ چلی گئی۔۔۔۔۔ چڑیا بھی گھونسلے میں دراز ہو گئی۔۔۔۔۔ نیم کے درخت نے رات اپنی آنکھوں میں بھر کر ننگا ہیں موند لیں۔۔۔۔۔ ابو اور امی صحن سے اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ پردادی اور علیزہ بیٹھی رہیں۔۔۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہاں سے آرہی ہیں آپ "۔۔۔۔۔ ؟؟ علیزہ چارپائی سے اٹھ کر دادی " کے بالکل قریب آگئی۔۔۔۔۔ دادی نے سوچتی نظروں سے زینوں کو دیکھا۔۔۔۔۔ جہاں کیرت کے قدموں کے نشان تھے۔۔۔۔۔



تھیں۔۔۔۔ ڈرائیورزا اپنے اپنے کواٹرز میں جا چکے تھے۔۔۔۔ اندراب بس چند ایک ملازماں تھیں جو رات کے کھانے کو بڑی میز پر سجا رہی تھیں۔۔۔۔ سربراہی کرسی پر بیٹھے جعفر صاحب سنجیدگی سے اپنی بیگم کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ جو ابھی نائٹی ملبوس کر کے آئی تھیں۔۔۔۔ ریشمی ٹخنوں تک آتی نائٹی۔۔۔۔ چہرے پر ہلکا میک اپ۔۔۔۔ بالوں کو کاندھوں پر بکھیرے وہ اپنی ازلی مسکان سے آکر کرسی پر بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔ وہ کہاں ہے۔۔۔۔؟ انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔ ملازمہ سالن اور چاول کے ڈونگے " رکھ کر جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔ کچن کے دروازے میں کھڑی وہ کسی بھی قسم کی مطلوبہ شے دینے کے لیے تیار نظر آتی تھی۔۔۔۔۔۔ ڈاننگ ٹیبل کے اوپر جلتا کر سٹل فانوس روشن تھا۔۔۔۔۔۔

کمرے میں ہے ابھی آیا تھا۔۔۔۔ کہہ رہا تھا کھانا ساتھ کھائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ خوشی سے بتا رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ نظریں اپنے سفید کرتے پاجامے میں ملبوس شوہر پر تھیں۔۔۔۔۔۔ جن کے نقوش ضامن سے کافی میل کھاتے تھے پر ضامن کی آنکھیں اپنے مرو حوم دادا جیسی تھیں۔۔۔۔۔۔ بیگم کی بات پہ انہوں نے محض سر کو خم دیا۔۔۔۔۔۔ بولے کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں وہ بھی اپنے کمرے سے باہر آگیا۔۔۔۔۔ سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤز پہنے وہ توقیر سے چلتا آ رہا تھا۔۔۔۔۔ سبز مائل

آنکھیں روشن تھیں۔۔۔۔۔ چہرے پہ آج مسکان تھی۔۔۔۔۔ گال کا ڈمپل واضح نظر آتا تھا۔۔۔۔۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ جو کچھ کچھ گیلے تھے۔۔۔۔۔ وہ ابھی فریش ہو کر آیا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ تھکان کے آثار بالکل نہ تھے۔۔۔۔۔ وہ آکر کرسی گھیسٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ بیٹھنے سے پہلے اس نے اپنے ڈیڈ سے سلام کر لیا تھا۔۔۔۔۔ جس پہ اسکے ڈیڈ کو کچھ تعجب ہوا۔۔۔۔۔ وہ کبھی اس طرح کے تکلف میں نہیں پڑتا تھا۔۔۔۔۔ اپنے انداز سے وہ کافی بد تمیزوں میں شمار ہوتا تھا۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ کا ضامن کے سلام سے ہی پچھلے کچھ دنوں کا غصہ زائل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آفس کیسا جا رہا ہے تمہارا۔۔۔۔۔ کام سمجھ میں تو آ رہا ہے نا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کی دسترس میں جو آفس تھا وہ جمعفر صاحب کے آفس کی ایک برانچ تھی۔۔۔۔۔ جہاں کی ذمہ داری اب ضامن پہ تھی۔۔۔۔۔

ہاں جی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آپ بتائیں آپ کی طبیعت کیسی ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اسکی ممی بھی اب کی بار اسکے سوال پہ چونکی تھیں۔۔۔۔۔ جمعفر صاحب کو بھی دھچکا لگا۔۔۔۔۔ پروہ ان

سب سے بے نیاز سا اپنے لیے چاول ڈالنے لگا۔۔۔۔۔" یہ کھڑکی کھول دو۔۔۔۔۔ ڈائننگ ہال میں بنی ایک واحد کھڑکی جو لان کا پچھلا حصہ ظاہر کرتی تھی اسے کھولنے کا ملازمہ کو کہہ کر اسے چاولوں کا چمچ اپنے منہ ڈالا۔۔۔۔۔ اس کے ڈیڈ اور مٹی اسکی اس خوش مزاجی کی وجہ اس کے چہرے پہ پڑھنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ ملازمہ نے کھڑکی کھول دی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے چاول چباتے کھڑکی سے باہر اترتی رات اور اندکار کو دیکھا جو درختوں کو اپنی پلیٹ میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔ کھڑکی سے ہوا اندر آنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جب اسکی مٹی اور ڈیڈ اسکا چہرہ پڑھنے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے بس اپنے حال چال کا جواب دے کر کھانے سے انصاف شروع کر دیا۔۔۔۔۔ مٹی بڑے لاڈ سے ضامن کو کھانا کھلا رہی تھیں۔۔۔۔۔ کھانے سے فرغات حاصل کرتے ہی اس کے ڈیڈ اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ اسکی مٹی اور وہ بھی اٹھ کر لاؤنج میں آ گئے۔۔۔۔۔

آپ کافی پیئیں گی۔۔۔۔۔؟ وہ صوفے پہ بیٹھتی اپنی مٹی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

تم بناؤ گے تو ضرور۔۔۔۔۔ انہوں نے مسکرا کر شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔ وہ بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔

کچن میں آکر وہ کافی بنانے لگا۔۔۔۔۔ اسکی ممی بھی کچن میں آگئیں۔۔۔۔۔ وہ کچن میں بہت کم آیا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ ملازموں کی ایک بڑی تعداد انہیں میسر تھی۔۔۔۔۔ اس وجہ سے انہیں گھر کے کاموں کو ہاتھ لگانے ایک عرصہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے ڈائننگ ٹیبل سمیٹ کر کھڑی ملازمہ کو اسکے کواٹر میں جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

کھڑکی بند کر دو"۔۔۔۔۔ انہوں نے ملازمہ کو کہا۔۔۔۔۔ وہ سر کو جنبش دے کر کھڑکی بند کر کے چلی گئی۔۔۔۔۔ باہر کا اندھیرا۔۔۔۔۔ اور ہوا باہر ہی رہ گئی۔۔۔۔۔ بس فانوس چمکتا ڈائننگ ٹیبل پہ جھول رہا تھا۔۔۔۔۔

تم آج کافی خوش لگ رہے ہو"۔۔۔۔۔ کچن میں وہ ضامن کے برابر آ کر کھڑی ہو گئی "تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے کافی بنالی تھی۔۔۔۔۔ کافی کو مگ میں بھرتے ایک شوخ نگاہ اپنی ممی پہ ڈالی۔۔۔۔۔

جسے خوشی ملے۔۔۔۔۔ وہ خوش تو ہو گا نا"۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پہ مسٹری مسکان "تھی۔۔۔۔۔ "مسٹری مین"۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے دل

میں سوچا۔۔۔۔۔

خوشی کا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ کڑمی سے کڑمی ملانا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن گہرا "مسکرایا۔۔۔۔۔ ایک مگ میں کافی بھر کر اسنے اپنی ممی کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

خوشی کا ایک نام نہیں ہے۔۔۔۔۔ بہت سے نام ہیں۔۔۔۔۔ آپ بتائیں آپ کونسا "سننا چاہیں گی"۔۔۔۔۔؟؟ ڈمپلز سے پڑے گڑھے اور سبز مائل آنکھوں میں دنیا کا ہر رنگ تھا۔۔۔۔۔ اسنے اپنے مگ میں کافی ڈالی اور برتن سینک میں چھوڑ دیے۔۔۔۔۔ مگ سے اٹھتی کافی کی مہکی ماحول میں سحر پھونک رہی تھی۔۔۔۔۔

جس نام سے تم خوشی کو پکارو گے وہ بتا دو"۔۔۔۔۔ اسکی ممی کافی کا سپ لے کر بولی "تھیں۔۔۔۔۔

ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔۔ وہ انکے کان کے پاس جھکا اور چپکے سے کہہ کر کچن سے نکل گیا۔۔۔۔۔ اسکی ممی کچھ پل کے لیے تھم سی گئیں۔۔۔۔۔ ذہن نے دوڑ لگائی۔۔۔۔۔ کڑیاں پزل کے ٹکڑوں کی طرح ملنے لگیں۔۔۔۔۔ اور پزل پہ جو نام بنا وہ انکے دماغ کو چکر اگیا۔۔۔۔۔ کافی انکے حلق سے اترنی مشکل ہو گئی۔۔۔۔۔ بدقت اسے گلے سے اتار کر وہ لاؤنج میں ضامن کے پاس آ گئیں۔۔۔۔۔

ڈونٹ ٹیل می کہ تم نے اسے ڈھونڈ لیا ہے"۔۔۔۔۔ وہ اب بار بیزار می سے بولیں "تھیں۔۔۔۔۔ لاؤنج کے سنگل صوفے پہ بیٹھا ابلق چشم مسکرا دیا۔۔۔۔۔

آپ بہت جلدی لیس کر کتیں ممی "۔۔۔۔۔ اسکی ممی بے جان سی ہو کر صوفے ڈھے " گتیں۔۔۔۔۔ مگ کو کانچ کی ٹیبل پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔ کافی انہیں بہت کڑوی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔۔

ضامن وہ تمہاری ٹیچر تھی "۔۔۔۔۔  
تھی اب نہیں ہے "۔۔۔۔۔ وہ لاپرواہی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ کافی کے مگ "

کو ہونٹوں سے لگا کر وہ سپ سپ پی رہا تھا۔۔۔۔۔ کتنے دنوں بعد بلیک کافی بھی میٹھی لگ رہی تھی اسے۔۔۔۔۔

پر ضامن بات وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو "۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے اسکی طرف رخ کیا " ہوا تھا۔۔۔۔۔ انکی کافی انہیں منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔  
تو پھر کیا ہے "۔۔۔۔۔ وہ انکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ساری توجہ کافی پہ تھی۔۔۔۔۔

ضامن وہ تم سے تب بھی بڑی تھی وہ آج بھی تم سے بڑی ہوگی "۔۔۔۔۔ اس بات پہ " ضامن نے ناگواری سے اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔  
محبت عمر دیکھ کر کی جاتی ہے "۔۔۔۔۔ اسکے سوال پہ اسکی ممی جھنجھلائی۔۔۔۔۔

احمقوں والے جملے نہ بولو ضامن۔۔۔۔۔ یہ محبت اور اسکی شاعری نما باتیں مجھے سمجھ " نہیں آتیں۔۔۔۔۔ ہم پر یٹکل لوگ ہیں "۔۔۔۔۔ ضامن نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔۔  
 آپ ہوں گی پر یٹکل میں نہیں ہوں "۔۔۔۔۔ اپنا مگ میز پر رکھ دیا۔۔۔۔۔ مگ سے " بھانپ اڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔۔  
 اور اب آپ محبت اور اسکی شاعری نما باتیں سمجھنا شروع کر دیں۔۔۔۔۔ مجھے اب " وہی باتیں آتی ہیں "۔۔۔۔۔ انکی آنکھوں میں جھانکتا وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ضامن تم سمجھ کیوں نہیں رہے "۔۔۔۔۔ انہوں نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔  
 کیونکہ میں سمجھدار نہیں ہوں "۔۔۔۔۔  
 تو بن جاؤ "۔۔۔۔۔ وہ ترنت بولیں۔۔۔۔۔

جو عاشق ہوں وہ کبھی سمجھدار نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ اور جو سمجھدار ہوں وہ عاشق نہیں " ہوتے "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکی ممی بھی کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔  
 ضامن "۔۔۔۔۔ وہ بس اتنا ہی کہہ پائیں۔۔۔۔۔ پر وہ انکی پکار کو آن سنا کرتا اپنے کمرے " کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ اسکی ممی کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔۔۔۔ گھر ایک

میدان جنگ بنتا انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی بے جان قدموں سے  
کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔ کافی کے مگ انہیں جاتا دیکھ اداس ہو گئے۔۔۔۔۔ کافی سے  
اب بجانب نہیں نکل رہی تھی۔۔۔۔۔

~~~~~  
~~~~~

تاروں سے ڈھکے آسمان کو دیکھنے والی۔۔۔۔۔ پریشان تھی۔۔۔۔۔  
ضامن کی جلتی سانسوں سے ابھی تک اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسکی  
سرد باتیں اور لہجہ ابھی تک اسکے ذہن میں ادھم مچا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی چنگاریاں اڑتی  
آنکھیں وہ بھول کر بھی نہ بھول پارہی تھی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوش ہو  
یا دکھ منائے۔۔۔۔۔ برسوں محبت کے پیچھے بھاگنے والی کیرت کو اب محبت بانہیں  
پھلانے

اپنی پاس بلا رہی تھی۔۔۔۔۔ پر اب وہ ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے محبت اب بس ایک  
پھلاوا لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور جائے بھی تو کس طرح جائے۔۔۔۔۔ کیا وہ اس وجاہت کی  
مثال کے ساتھ اچھی لگے گی۔۔۔۔۔ اسکے لائق لگے گی۔۔۔۔۔ اسکی لگے لگی۔۔۔۔۔؟

نہیں یہ جوڑ بے ڈھنگا ہی رہے گا۔۔۔۔۔ بھلا چاند کب رات کا کہلاتا ہے۔۔۔۔۔؟ رات " میں آنے والا چاند بھی اپنی چاندنی کا ہی ہے جو اسکے ساتھ جھپتی ہے۔۔۔۔۔ رات کا نہیں۔۔۔۔۔ ویسے ہی ضامن ہے ایک چاند۔۔۔۔۔ اور میں ڈھلتی ہوئی رات۔۔۔۔۔ جس کے پہلو میں بس اندھیروں کے سوا کچھ نہیں "۔۔۔۔۔ اسنے کروٹ لے کر سوچا تھا۔۔۔۔۔

اب وہ کرے کیا۔۔۔۔۔؟ کل آفس جائے۔۔۔۔۔؟ کیرت نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔ "نہیں میں نہیں جاؤں گی مجھے ضامن سے دور رہنا چاہیے"۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑاتی چارپائی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ اور کمرہ کا دروازہ کھول کر اندر اپنی پرانی کتابیں کھنگالنے لگی۔۔۔۔۔ وہ اپنی کتاب بڑا سنبھال کر رکھتی۔۔۔۔۔ اسے عادت نہیں تھی پیپر ہوتے ہی ردی والے سے ٹکوں میں علم بیچنے کی۔۔۔۔۔ کتاب کو ادھر ادھر کرتے اسے اپنی مطلوبہ کتاب مل گئی۔۔۔۔۔ وہ کتاب لے کر باہر آ گئی۔۔۔۔۔ چارپائی پہ بیٹھ کر اس نے کتاب کھولی۔۔۔۔۔ اندر کتاب کے پہلے صفحے پہ اس نے اپنا ہاتھ پھیرا پریشے "۔۔۔۔۔ اسنے زیر لب صفحے پہ لکھا نام پرکارا۔۔۔۔۔ ایک آزرده مسکراہٹ اس " کے چہرہ پہ پھیل گئی۔۔۔۔۔ ماضی نے اسکی آنکھوں کے سامنے انگڑائی لی۔۔۔۔۔ اسے وہ دن یاد آیا جب اسکی جیسا سے دوستی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دوستی وقت کے ساتھ گہری ہو گئی

تھی۔۔۔۔ ایک دن جیانے کیرت سے اسکے نام کا مطلب پوچھا تو اس نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں کل چیک کر کے آؤں گی۔۔۔۔ جیا کو اسکا نام کافی منفرد لگا تھا کیرت "ق" سے نہیں بنایا کرتی تھی اپنا نام "کیرت" لکھتی تھی۔۔۔۔ اکثر لوگ پہلے اسے ٹوک "بھی دیا کرتے تھے کہ وہ اپنا نام غلط لکھ رہی ہے۔۔۔۔۔ پر اسنے اپنے فارم پہ یہ اس طرح کا نام درج دیکھا تھا۔۔۔۔۔ بس کبھی مطلب جاننے کی کوشش نہ کی۔۔۔۔۔ مطلب سے کیا ہوتا"۔۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے سوچتی۔۔۔۔۔

اگلے دن جیا آئی تو کیرت نے اس سے اپنے نام کا مطلب پوچھا تو وہ کچھ ہچکچائی۔۔۔۔۔

مطلب تو اچھا ہے"۔۔۔۔۔ وہ بچھے ہوئے لہجے سے بولی تھی۔۔۔۔۔

پھر اتنے ٹھنڈے انداز سے کیوں بتا رہی ہو"۔۔۔۔۔؟ جیانے کیرت کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔

تمہارے نام کا مطلب "شہرت" ہے۔۔۔۔۔ پر یہ ہندوؤں میں لڑکوں کا نام رکھا جاتا "ہے"۔۔۔۔۔ یہ بتاتے جیا کی ہنسی منگل گئی۔۔۔۔۔ اور کیرت پہ گھڑوں پانی آن

گرا۔۔۔۔۔ پہلے اسکے اٹنے نام گھر میں کم تھے جو اسکا اصل نام بھی اسکا مذاق اڑنے کے لیے رکھا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے گھر آ کر اپنی امی سے پوچھا  
 میرا نام کس نے رکھا تھا۔۔۔۔۔؟؟ امی سوچ میں پڑ گئیں۔۔۔۔۔"  
 شاید تمہاری دادی نے۔۔۔۔۔ امی کو ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس لیے انہوں نے انداز لگا دیا۔۔۔۔۔ پر یہاں نام کس نے رکھا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ کمیٹی میں نام کس نے درج کروایا اصل مسئلہ یہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے "کمیٹی میں نام کس نے درج کروایا تھا۔۔۔۔۔؟ یہ سوال کیا تو اسکی مہی نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔  
 تمہارے ابو نے کروایا تھا۔۔۔۔۔ اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے۔۔۔۔۔؟؟ امی یہ کہہ کر چلی گئیں۔۔۔۔۔ اور کیرت کو رونا

سا آ گیا۔۔۔۔۔ کاش اسکے ابو میٹرک فیل نہ ہوتے۔۔۔۔۔ تو انکی اردو اچھی ہوتی۔۔۔۔۔

اگلے دن کیرت کافی خاموش خاموش رہی۔۔۔۔۔ جو بھی اسے پکارتا۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے جاتے ہچکچاتی۔۔۔۔۔ کہیں وہ بھی کیرت کے نام کا مطلب نہ جان جائے۔۔۔۔۔ اگر جان گیا تو۔۔۔۔۔؟؟ اف۔۔۔۔۔ وہ یہ سوچ کر ہی جھم جھم رہی

لیتی۔۔۔۔۔ جیا کو اب اسکے نام کا مطلب بتانے پہ افسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اس روز  
اس نے کیرت کو اپنے سامنے بٹھایا۔۔۔۔۔ اسکی کتاب اٹھائی اور چپکے سے کچھ  
لکھا۔۔۔۔۔ پھر اسے کہا۔۔۔۔۔

کھولو اسے"۔۔۔۔۔ کیرت نے بے دلی سے پہلا صفحہ کھولا تو اس پہ پریشے لکھا تھا کیرت "  
نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

آج سے میں تمہیں اس نام سے بلایا کروں گی"۔۔۔۔۔ کیرت ادا سی سے "  
مسکرائی۔۔۔۔۔

اس سے کیا ہوگا"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت کے سوال پہ جیا اچھل کر اسکے سامنے "  
بیٹھی۔۔۔۔۔ معذور ہاتھ والی جیا زندگی سے بھرپور لڑکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کا ہاتھ  
پکڑا۔۔۔۔۔

میں نے اپنی بہن سے تمہارا زانچہ منکھوایا تھا۔۔۔۔۔ تم پہ حرف "پ" کا نام سوٹ کرتا "  
ہے۔۔۔۔۔ اور یہ نام تمہارے لیے خوش قسمتی لائے گا"۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ کیرت کے  
چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

ناموں سے کچھ نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔ جیا نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔۔

ہوتا ہے بھئی۔۔۔۔ ہمارے سب دیکھ بھال کر نام رکھتے ہیں مطلب لکی نمبر، لکی پتھر " ہر چیز دیکھ کر اور یقین کرو یہ سب بہت فائدہ دیتا ہے "۔۔۔۔۔ وہ جیا کے ساتھ بحث نہیں کرنا چاہتی اس لیے خاموش ہو گئی۔۔۔۔ اسکی خاموشی جیانے ہاں

سمجھی۔۔۔۔ اور اسے پریشے بلانے لگی۔۔۔۔ اسکی دیکھا دیکھ اکثر لڑکیاں اسے پریشے ہی کہنے لگیں۔۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ کیرت کو "پریشے" نام سے محبت ہو گئی۔۔۔۔ اور اپنے اصل نام سے نفرت۔۔۔۔۔ پر گھر میں اسے کیرت ہی پکارا جاتا۔۔۔۔۔ اور وہ یہاں کہہ بھی نہیں سکتی تھی کہ "مجھے پریشے پکارا جائے"۔۔۔۔ اسے پتہ تھا۔۔۔۔ پریشے تو کیا پکاریں گے۔۔۔۔۔ الٹا اسکی بہنیں ہنسیں گی۔۔۔۔۔ اور اسکا مذاق بنا کر رکھ دیں گی۔۔۔۔۔

کیرت کو اسکول کالج چھوڑنے کے بعد جیا ہی اس نام سے بلاتی تھی۔۔۔۔۔ جب بھی اسکی جیا سے بات ہوتی تو جیا اسے پریشے ہی کہتی۔۔۔۔۔ اور جب ضامن نے اسے اس نام سے پکارا تو پل بھر کے لیے وہ ساکت رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ کوئی اور بھی تھا جو اس نام کو پسند کرتا تھا۔۔۔۔۔ اور اس نام والی کو بھی۔۔۔۔۔



مجھے تمہارے جواب کا انتظار ہے"۔۔۔۔۔ چکور کی لکھی تحریر اسے ایک پل کے لیے " اداس کر گئی تھی۔۔۔۔۔ تحریر پڑھتے ہی اسے ضامن کی باتیں یاد آنے لگیں۔۔۔۔۔ کبھی کبھی محبت کرنے والوں میں اضافہ بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے گہری سانس لی۔۔۔۔۔ بستر سے اٹھ کر اسے سمیٹا اور کمرے میں رکھ کر نیچے آگئی۔۔۔۔۔

نیچے آ کر اس نے امی کے ساتھ ناشتہ بنایا۔۔۔۔۔ پھر جب ابو اور علیزہ ناشتہ کر کے چلے گئے تو وہ خود بھی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ آفس کے لیے تیار نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنے فیصلے پہ ثابت قدم رہنا تھا۔۔۔۔۔ پر وہ نہیں پائے گی۔۔۔۔۔ وہ ابھی ناشتہ کر رہی تھی کہ اسکے موبائل پہ میسج بیپ ہوئی۔۔۔۔۔ اسنے اٹھا کر دیکھا تو میسج ضامن کا تھا۔۔۔۔۔

میں تمہیں لینے آؤں۔۔۔۔۔؟ یا تم خود آؤ گی آفس"۔۔۔۔۔؟ کیرت کے گلے میں ناشتہ " پھنس گیا۔۔۔۔۔ اس نے وقت دیکھا۔۔۔۔۔ دس بج رہے تھے۔۔۔۔۔ ضرور وہ آفس پہنچ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور جب کیرت اسے وہاں دکھائی نہ دی تو اس نے کیرت کو میسج کر دیا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔۔۔ اب وہ کیا کرے۔۔۔۔۔؟ منع

کر دے۔۔۔؟ "ہاں میں منع کر دیتی ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت نے سوچتے ہی میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔

میں آفس نہیں آرہی میں نے کل استعفا دے دیا تھا"۔۔۔۔۔ میسج بھیج کر اس نے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا۔۔۔۔۔ کمرے میں چلتے ٹی وی کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔۔ دادی بڑے انہماک سے ٹی

وی دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ امی باہر صحن میں تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کا اب ناشتہ کرنے کا دل بالکل نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ٹرے سامنے سے کھسکا دی۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل اسکا موبائل چیخ اٹھا۔۔۔۔۔ کیرت کی جان منکل گئی۔۔۔۔۔ اس نے رعشہ ہاتھوں سے موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔ کال اسی کی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔ اسکا فوراً میسج آیا۔۔۔۔۔

تم مجھے اکساؤمت کہ میں تمہارے ساتھ زور زبردستی کروں۔۔۔۔۔ تم مجھے جانتی نہیں " ابھی "۔۔۔۔۔ اسکا یہ میسج کیرت کا حلق سکھا گیا۔۔۔۔۔ گلے میں بے شمار کانٹے اگ آئے۔۔۔۔۔

خدا رامیر اپچھا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔ میں نہیں آنا چاہتی آفس۔۔۔۔۔ آپ مجھے مجبور کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت نے یہ بے بسی سے اٹا میسج ضامن کو بھیجا اور موبائل لے کر کمرے سے دبے پاؤں نکل کر علیزہ کے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ اسکے کمرے میں آتے ہی موبائل پہ پھر سے ضامن کی کال آنے لگی۔۔۔۔۔ کال مسلسل آرہی تھی۔۔۔۔۔ اسے مجبوراً کال اٹھانی پڑی۔۔۔۔۔

تم آئی کیوں نہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ چھوٹے ہی بولا۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ بے بسی پھیل گئی۔۔۔۔۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔۔۔۔۔؟؟؟ اسکی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔

کیونکہ میں سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ آجاؤ ورنہ میں لینے آ جاؤں گا۔۔۔۔۔ مرضی تمہاری ہے۔۔۔۔۔ وہ پرسکون لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ دن میں بھی کیرت کو کمرے میں

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دینے لگا۔۔۔۔۔

آپ مجھے اس طرح پریشان نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ وہ ہمت کر کے تھوڑے سخت لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔۔۔۔۔ یہ شخص اسکے لیے امتحان

بنتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہوا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔

میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ پریشان بھی اور تنگ بھی۔۔۔۔۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں "مجھے آزماؤ مت۔۔۔۔۔ میں اپنی آئی پہ آگیا تو تمہیں ہمیشہ کے لیے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔۔۔ اور پھر دیکھوں گا تمہیں بچانے کون آتا ہے"۔۔۔۔۔؟ وہ کیرت سے بھی کئی گنا زیادہ کھر درے لہجے سے گویا ہوا۔۔۔۔۔

تم نہ آئیں تو میں اپنی کوئی نس کاٹ لوں گا اور اگر میری موت ہو گئی تو اس کی ذمہ دار بس "تم ہوگی"۔۔۔۔۔ کیرت کو دھکا لگا کیا وہ مذاق کر رہا ہے۔۔۔۔۔؟ اسکی آنکھیں ضامن کی بات پہ ابل کے باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔

ک۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں یہ آپ"۔۔۔۔۔؟ وہ بڑی مشکل سے بول سکی "تھی۔۔۔۔۔ گلے کے کانٹے گلا پھیل رہے تھے۔۔۔۔۔ خون قطرہ قطرہ روح میں اتر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو تمہیں سنائی دے رہا۔۔۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں پریشیے۔۔۔۔۔ تم مجھ سے دور ہونے کی جتنی کوشش کرو گی میں اپنی سانسیں اتنی ہی کم کرتا جاؤں گا۔۔۔۔۔ تم میری دیوانگی سے واقف نہیں ہوا بھی"۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔۔ کتنے ہی پل لگے اسے سنبھلنے میں۔۔۔۔۔ پراسکے



ضامن کے آفس کی عمارت دھوپ سے جل رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ لفٹ میں سوار اوپر جا رہی تھی۔۔۔۔۔ لفٹ جب رکی تو وہ بے جان قدم گھسیٹتی راہداری میں آگئی۔۔۔۔۔ کتنا مشکل تھا اسکا آفس آنا۔۔۔۔۔ امی نے کتنے سوال کیے۔۔۔۔۔ دادی نے کتنا کچھ سنایا۔۔۔۔۔ پروہ نہ آتی تو ضامن آجاتا۔۔۔۔۔ اور وہ آجاتا تو کیرت کے پاس کچھ نہ رہتا۔۔۔۔۔ وہ نام نہاد عزت بھی، جو ابھی اسکے ابو کی وجہ سے اسے گھر میں ملنے لگی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں سرنے کیبن میں بلایا ہے"۔۔۔۔۔ ریسپشن کے پاس سے گزرتے اسے " ریسپشنسٹ نے اطلاع دی۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ نیلے لون کے سوٹ میں ملبوس وہ شانوں پہ کالی چادر ڈال کر سر کو دوپٹے سے ڈھانپے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔ کہنی پہ پرس لٹکا کر وہ ضامن کے کیبن کے دروازے تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔ دروازہ ناک کیا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں والے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ گہرا سا مسکرایا۔۔۔۔۔ اور اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر دروازے کے پاس آگیا۔۔۔۔۔ ضامن نے کیرت کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکے لیے جگہ "

چھوڑ کر بولا۔۔۔۔۔ کیرت سپاٹ چہرے سے اندر آگئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا ہاتھ پکڑ  
 لیا۔۔۔۔۔ کیرت نے ہاتھ چھڑوانے کی زحمت نہ کی۔۔۔۔۔ کسی بے جان مجسمے کی مانند وہ  
 اب ضامن کی ہمراہی میں چل رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو اپنی پاؤں چنیر کے سامنے والی  
 کرسی پہ بٹھا کر وہ خود اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ قد آدم کھڑکی پہ پردے گرے  
 تھے۔۔۔۔۔ ایل ای ڈی بلب سے کیبن روشن تھا۔۔۔۔۔ اے سی کی ٹھنڈ جسم کو سکون  
 پہنچا رہی تھی۔۔۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔۔۔ "وہ اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں "  
 جھکا لیں۔۔۔۔۔ بولی کچھ نہیں۔۔۔۔۔ کیبن میں خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔ گھڑی کی ٹک ٹک  
 سنائی دینے لگی۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں ناراض ہو۔۔۔۔۔ "اے؟؟؟ سننے دوبارہ سوال کیا۔۔۔۔۔ پر جواب میں "  
 بس خاموشی۔۔۔۔۔ ضامن اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھی رہی نظریں جھکا  
 کر۔۔۔۔۔ ضامن نے لب بھیجنے لیے۔۔۔۔۔ اسنے ٹبل پہ رکھے پین باکس سے پیپر کٹر  
 اٹھا لیا۔۔۔۔۔

تم جواب نہیں دوگی "۔۔۔۔۔؟؟ اسنے کٹر کھول لیا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں نہ  
ٹھانیں۔۔۔۔۔ ضامن کے ہر سوال کا جواب جیسے گھڑی کی سوئیاں دے رہی  
ہوں۔۔۔۔۔ اس نے کٹر کھول کر کلائی پہ رکھ لیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے رہو ناراض "۔۔۔۔۔ ضامن نے اتنا کہہ کر کٹر کی ایک ضرب اپنی کلائی پہ  
لگائی۔۔۔۔۔ درد کی "سی" اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اس غیر  
متوقع آواز پہ آنکھیں اٹھائیں۔۔۔۔۔ اور وہ پتھر کی مورت بن کر رہ گئی۔۔۔۔۔ ضامن کی  
کلائی سے خون ابل رہا تھا۔۔۔۔۔ کانچ کی ٹیبل پہ ٹپ ٹپ خون گرتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت  
کے لبوں سے چیخ بھی نہ نکل کسی۔۔۔۔۔ وہ خوف سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن کلائی  
ٹیبل پہ گرائے

کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ خون کی اسے پروانہ تھی۔۔۔۔۔  
یہ۔۔۔۔۔ یہ کیا۔۔۔۔۔ کیا آپ نے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ بے ساختہ اسکی طرف گئی۔۔۔۔۔ اسکی  
کلائی تھامی۔۔۔۔۔ پراسنے کیرت کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔۔

تم مجھ سے ناراض ہو۔۔۔۔۔ ناراض رہو۔۔۔۔۔ کیوں فکر کر رہی ہو "۔۔۔۔۔؟ وہ درد  
بھری آواز سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ خون قطرہ قطرہ گرتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بوکھلائی سی

کھڑی ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکے اوسان جواب دینے لگے۔۔۔۔۔ بہت مشکل سے خود پہ قابو کرتی وہ دوبارہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔۔۔

آپ ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔۔۔ خون۔۔۔۔۔ خون نکل رہا ہے "۔۔۔۔۔ ضامن " نے دوسرے ہاتھ سے کیرت کا بازو جکڑا۔۔۔۔۔

ناراض ہو مجھ سے "۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت چلائی۔۔۔۔۔

پاگل ہو گئے ہیں آپ۔۔۔۔۔ آپ نے یہ کیا کر لیا "۔۔۔۔۔ وہ اسکی کلائی سے بہتے خون کو " دیکھ کر رودی۔۔۔۔۔ ضامن نے درد سے لب آپس میں پیوست کیے۔۔۔۔۔ اسکا سر چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

جواب دو ناراض ہوا بھی بھی "۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ اپنی بات کا جواب پانے پہ بضد " تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے بغیر تامل کہا۔۔۔۔۔

ن۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔ نہیں ہوں۔۔۔۔۔ نہیں ہوں میں ناراض۔۔۔۔۔ آپ اس پہ پٹی " کروائیں "۔۔۔۔۔ وہ اپنا بازو چھڑا کر بیگ سے رومال لے آئی۔۔۔۔۔ اور اسکی کلائی پہ لپیٹنے لگی۔۔۔۔۔ ضامن نے کچھ کہنا چاہا پر کہہ نہ پایا۔۔۔۔۔ سر چکراتا جا رہا

تھا۔۔۔۔۔ وہ کرسی پہ ڈھے گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکا گال تھپکا۔۔۔۔۔ ضامن کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔۔۔ پر اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ کیرت کیبن



تم بتاؤ کیرت کیبن میں کیا ہوا تھا تم تو وہیں تھیں "۔۔۔۔۔؟ اسکی ایک کولیگ اسکے ہمراہ " آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ کیرت اندر تک سم گئی۔۔۔۔۔ اسنے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کی

نظروں کی تپش اسے شعلے کی طرح اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں رونے کی وجہ سے سرخی ظاہر ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔ باقی کے کچھ کولیگز دور کھڑے تھے۔۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں پتہ "۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں چرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔

تمہیں سب پتہ ہے بس تم بتا نہیں رہیں "۔۔۔۔۔ وہ لڑکی عجیب سے لہجے سے بولی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

ہاں مجھے سب پتہ ہے پر نہیں بتاؤں گی تمہیں کیا تکلیف ہے "۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ لڑکی جوابی مسکرائی۔۔۔۔۔

تکلیف تمہیں ہوگی بعد میں۔۔۔۔۔ دلگی بری چیز ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اور اگر یہ لگی اپنے سے اونچے لوگوں سے ہو جائے تو یہ جان لیوا بن جاتی ہے "۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کا کاندھا

تھپکا۔۔۔۔۔ جیسے کیرت سے ہمدردی جتا رہی ہو۔۔۔۔۔ "تم اپنا دھیان رکھنا"۔۔۔۔۔ وہ



ہاں جی کام کم تھا"۔۔۔۔۔ وہ کبھے لہجے۔۔۔۔۔ جھکے چہرے سے جواب دے رہی " تھی۔۔۔۔۔ اب کی بار دادی بولیں۔۔۔۔۔

کبھی وہ تجھے آدھی رات کو بلا لیے ویں ہیں۔۔۔۔۔ تو کبھی چھٹی سے پہلے ہی گھر بھیج دے " وے ہیں۔۔۔۔۔ حیرت ہے "۔۔۔۔۔ دادی کی بات وہ کہیں نہ کہیں سمجھ گئی تھی۔۔۔۔۔ پر اس نے جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ اسکے تو سارے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے آج۔۔۔۔۔ ضامن کی کلانی کا بہتا خون اسکی آنکھیں ابھی تک جلا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ابھی آتے وقت بھی اس سے بغیر ملے گھر آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہاں موجود لوگوں کی نظریں اسے اپنے وجود پہ چبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

کیرت نے پرس بھی استری اسٹینڈ پہ رکھا اور دوپٹہ سینے پہ پھیلا کر ہاتھ منہ دھونے چلی گئی۔۔۔۔۔ دادی اسی کو دیکھے جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسے صحن میں آکر منہ دھوتے دیکھ امی کمرے کے دروازے سے بولیں۔۔۔۔۔

"کھانا کھاو گی"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے منہ پہ ٹھنڈے پانی کے چھنڈے مارے بال منہ پہ لٹوں " کی صورت چمک گئے۔۔۔۔۔

نہیں بھوک نہیں ہے"۔۔۔۔۔ وہ بغیر نظریں ملانے جواب دے رہی " تھی۔۔۔۔۔ اسکی امی سر ہلاتی کچن میں چلی گئیں۔۔۔۔۔ منہ دھو

کر کیرت دوبارہ کمرے میں آئی۔۔۔۔۔ ابھی وہ چارپائی پہ بیٹھی ہی تھی کہ دادی جو اسکا چہرہ انہماک سے تک رہی تھیں۔۔۔۔۔ پوچھنے لگیں۔۔۔۔۔

روکے آئی ہے "۔۔۔۔۔؟؟ کیرت سٹٹا گئی۔۔۔۔۔"

نہ۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔۔ آتے ہوئے مٹی چلی گئی تھی آنکھوں میں "۔۔۔۔۔"

پہلے تو کبھی ایسی مٹی تیرے ان دیدوں میں نہ پڑی تھی کہ یہ یوں سرخ "

ہو جاوے "۔۔۔۔۔ دادی پکی کھلاڑی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کی جان منکل گئی۔۔۔۔۔ اس

نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔۔۔

ہر روز ٹیکسی سے آتی تھی آج رکشے سے آئی ہوں اس لیے "۔۔۔۔۔ وہ کھڑی "

ہو گئی۔۔۔۔۔ "میں سونے جا رہی ہوں امی "۔۔۔۔۔ اپنی امی کو مخاطب کر کے وہ کمرے

سے بھاگنے کے انداز سے منکلی تھی۔۔۔۔۔ دادی بہت کچھ سمجھنے لگی تھیں

اب۔۔۔۔۔ انہوں نے دوبارہ ٹی وی کا والیم تیز کر لیا اور ڈرامہ دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔

دیر شام وہ سوتی رہی تھی۔۔۔۔۔ جب اٹھی تو اسکے ابو آگئے تھے۔۔۔۔۔ اور وہ اسی کے

انتظار میں تھے۔۔۔۔۔ علیہ نے آکر اسے کہا

آپکو ابوبلارہے ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت نے ہلکا سا سر کو خم دیا اور بڑے کمرے میں " آگئی۔۔۔۔۔ ابودادی کے ساتھ تخت پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ وہ انکے سامنے چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

تم نے دوبارہ آفس جانا شروع کر دیا"۔۔۔۔۔؟؟"

ہاں جی آفس والے چھوڑنے نہیں دے رہے"۔۔۔۔۔ اس بات پہ دادی فوراً بولیں۔۔۔۔۔

ہاں آفس والوں کو اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ دل نہ لگے ہے اس کے بغیر" انکا۔۔۔۔۔ تبھی رات بہ رات بھی بلائیں ہیں"۔۔۔۔۔

دادی کی بات پہ کیرت کا دل کٹ کے رہ گیا۔۔۔۔۔ وہ دادی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

کیا کھاوے گی"۔۔۔۔۔؟؟ اسکی نظریں خود پہ جمی پا کر دادی نے تنی بھنوسے سوال

کیا۔۔۔۔۔ علیزہ محفوظ سی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔ امی افسوس سے دادی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ابونے اپنے ساتھ بیٹھی دادی کو کہا۔۔۔۔۔

میں بات کر لوں"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے سنجیدگی سے دادی سے پوچھا تو انہوں نے انجان " بن کر شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔



کمرے کی تمام روشنیاں جلی تھیں۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پہ نیم دراز تھا۔۔۔۔۔ زخمی کلانی پہ پٹی کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ اور می اسکے قریب متفکر سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔  
ایسے کیسے کٹر لگ گیا۔۔۔۔۔ تمہارا دھیان کہاں تھا "۔۔۔۔۔ "؟؟ اسکے ڈیڈ نے پوچھا تھا " وہ ہلکے سے شانے اچکا کر بولا۔۔۔۔۔

دھیان تو آفس میں ہی تھا پر پتہ نہیں کیسے لگ گیا "۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ نے برہمی سے سر " جھٹکا۔۔۔۔۔ ضامن کی می البتہ خاموشی سے بیٹھی ضامن کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ جعفر صاحب کچھ دیر ضامن کے پاس رکے پھر وہ کمرے سے نکل گئے۔۔۔۔۔ انہیں ایک بزنس ڈنر پہ جانا تھا۔۔۔۔۔ انکے جاتے ہی ثریا ضامن کے عین سامنے بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنی می کو دیکھا۔۔۔۔۔  
کیا ہوا۔۔۔۔۔ "؟؟

سچ بتاؤ یہ کس لیے کیا تم نے "۔۔۔۔۔ "؟؟ اسکی می نے پٹی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ سبز " مائل آنکھوں والے نے بھنویں سکھڑیں۔۔۔۔۔  
آپ کو لگ رہا ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ "؟؟

مجھے یقین ہے تم جھوٹ بول رہے تبھی کہہ رہی ہوں مجھے سچ بتاؤ"۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں " غصہ بھر کر چبا چبا کر بول رہی تھیں۔۔۔۔۔ سفید شرٹ اور جینز کی پینٹ میں ملبوس ضامن کے ماتھے پہ بال بکھرے تھے۔۔۔۔۔ اپنی ممی کے سوال پہ وہ مسکایا۔۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔۔ اسکی ممی کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔۔۔۔۔ اور " آنکھوں میں نمی۔۔۔۔۔

ضامن کیوں اس طرح ہمارا امتحان لے رہے ہو۔۔۔؟ ایک لڑکی کے لیے اپنی زندگی " خراب مت کرو۔۔۔ ہماری زندگی خراب مت کرو۔۔۔ اس نے ایسا کیا کہہ دیا تھا کہ تم نے اپنی کلانی کاٹ لی"۔۔۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن کی مسکراہٹ دم توڑ گئی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ ناراض تھی مجھ سے مان نہیں رہی تھی"۔۔۔۔۔ ضامن کسی بچے کی " طرح بولا تھا اس کی بات پہ اسکی ممی نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ تو تم نے اپنی جان داؤ پہ لگا دی"۔۔۔۔۔؟؟

میری جان پہ بن گئی تھی ممی اسکی ناراضی۔۔۔۔۔ یہ نہ کرتا تو وہ نہ مانتی۔۔۔۔۔ اور وہ " نہ مانتی تو بھی میں مر ہی جاتا"۔۔۔۔۔ ثریا کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لیں۔۔۔۔۔

ممی میں۔۔۔۔۔ میں اسے اب کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ مجھے بس وہ چاہیے کیسے " بھی۔۔۔۔۔ بس وہ چاہیے "۔۔۔۔۔ وہ ضد کر رہا تھا جیسے کسی کھلونے کے لیے کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ اسکی ممی کی آنکھوں سے آنسوؤں گرنے لگے۔۔۔۔۔ اپنے بیٹے کی دیوانگی اور اسکا پاگل پن دیکھ کر وہ بے بس ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

کہاں رہتی ہے وہ "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے چونک کر اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔ " بتاؤ کہاں سے ملتی وہ۔۔۔۔۔ میں لے آؤں گی اسے تمہارے لیے "۔۔۔۔۔ انہوں نے " ضامن کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔ ضامن کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔۔۔۔۔ وہ انہیں کیرت کے بارے میں بتانے لگا۔۔۔۔۔ جب اس نے کیرت کے بارے میں سب بتا دیا تو اسکی ممی کمرے سے جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔

میں اس سے بات کروں گی۔۔۔۔۔ پر اب تم وعدہ کرو ایسا کچھ بھی دوبارہ نہیں کرو " گے "۔۔۔۔۔ ضامن نے سر ہاں میں ہلادیا تو وہ کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ "میں اپنے بیٹے کے لیے سب کو منالوں گی۔۔۔۔۔ اسے بھی اور ضامن کے ڈیڈ کو بھی "۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے ضامن اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔



حیثیت کچھ بھی تو نہیں ہے کیرت کے پاس ضامن جیسا اور یہ رشتہ کتنا عجیب لگے گا۔۔۔۔۔ کہ ایک کم عمر لڑکے کی شادی ایک بڑی عمر واجبی شکل کی لڑکی سے۔۔۔۔۔ کتنا مذاق بنے گا انکے جوڑکا۔۔۔۔۔

کیرت نے سرہانے کے قریب رکھا موبائل اٹھایا۔۔۔ "پتہ نہیں اب وہ کیسے ہوں گے"۔۔۔۔۔؟؟ موبائل پہ ضامن کا نمبر نکالتے اس نے سوچا تھا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ضامن سے اسکا حال دریافت کر لے۔۔۔۔۔ ضامن نے کیا تو وہ سب کیرت کی وجہ سے ہی تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر اسی ادھیڑ بن میں گزری۔۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن کے نمبر پہ کال کر دی۔۔۔۔۔ پہلی رنگ پہ ہی اس نے کال اٹھالی تھی۔۔۔۔۔

میری یاد آرہی تھی"۔۔۔۔۔؟؟ دوسری جانب سے وہ شوخی سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت "نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔" نہیں۔۔۔۔۔ یاد نہیں آرہی بس پوچھنا تھا اب ہاتھ کیسا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے صاف گوئی کی۔۔۔۔۔ کچھ پل کی خاموشی دونوں طرف حائل رہی۔۔۔۔۔ پھر وہ بولا۔۔۔۔۔

ہاتھ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اس کا نہ پوچھو۔۔۔۔۔ اگر پوچھنا ہی ہے تو میرا پوچھو، یہ پوچھو" کہ تمہارے بغیر میں کیسا ہوں۔۔۔۔۔؟ پریشے تمہاری یہ سرد مہری مجھے کتنی اذیت دیتی ہے تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے"۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی بے بسی پہ دکھ ہوا۔۔۔۔۔ اور اپنے

حال پہ رونا آیا۔۔۔ وہ رونے لگی۔۔۔ خاموشی سے آنکھوں میں آنسوں بھر لیے۔۔۔ وہ اٹھ کر چھت پہ چلنے لگی ہلکی ہو اس کے ساتھ ساتھ تھی۔۔۔۔۔ آپ سے میں کچھ مانگوں "۔۔۔؟؟؟ آنکھوں کے آنسوں ماحول کو دھندلا کر گئے" تھے۔۔۔ اندھیرا اور تارے کیرت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ چھت سے نظر آتی عمارتیں روشنیوں سے نہائی ہوئی

تھیں۔۔۔۔

دل تمہارا بہت پہلے سے ہے۔۔۔۔۔ جان مانگنا مت کیونکہ میری جان تم میں " ہے۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ بھی مانگ لو "۔۔۔۔۔ وہ فوراً بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی ایک آنکھ کا آنسو پھسل کر اسکے گال پہ آگیا۔۔۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتی منڈیر کے پاس آگئی۔۔۔۔

آپ مجھ سے محبت نہ کریں "۔۔۔۔۔ کیرت کو نہ جان چاہیے تھی نہ دل اسکا تقاضا تو کچھ " اور ہی تھا۔۔۔۔۔

میں نے کہا تھا جان مت مانگنا "۔۔۔۔۔ وہ دوسری جانب سے سنجیدگی سے " بولا۔۔۔۔۔

میں نے جان نہیں مانگی بس چاہتی ہوں آپ مجھے اپنے قریب نہ کریں۔۔۔۔۔ مجھ سے دور رہیں۔۔۔۔۔ یا مجھے دور رہنے دیں آج جو کچھ آپ نے کیا۔۔۔۔۔ کیرت ابھی کچھ اور کہتی کہ وہ درمیان میں ہی بول پڑا۔۔۔

اب کبھی نہیں کروں گا ایسا کچھ بھی، پر تم یہ دوری کی باتیں نہ کرو۔۔۔۔۔ پریشے میں نے " دس سال تمہیں چاہا ہے اب تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔۔ تم کہہ رہی ہو کہ تم جان نہیں مانگ رہیں پر یقین کرو تم دور جاؤ گی تو میری جان نکلنے لگے گی "۔۔۔۔۔ اس کے جواب پہ کیرت لاجواب ہو گئی۔۔۔۔۔ آنسو گال پہ ہی سوکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ دوسری آنکھ کا آنسو اسنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ دیا۔۔۔۔۔ کیرت کی خاموشی محسوس کرتے وہ دوسری جانب سے بولا۔۔۔۔۔

اب تم سو جاؤ ہارٹ بیٹ بہت رات ہو گئی ہے اور میں ٹھیک ہوں "۔۔۔۔۔ توقف دیا " پر جب تک تم میرے ساتھ ہو۔۔۔۔۔ اگر تم نے مجھے چھوڑنے کا سوچا بھی تو اچھا نہیں " ہو گا۔۔۔۔۔ میں کچھ

بھی کر سکتا ہوں یاد رکھنا "۔۔۔۔۔ بات کے اختتام پہ اسکا نرم لہجہ سرد پڑ گیا۔۔۔۔۔ کیرت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے کل کاٹ دی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو



کیرت خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اور اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ وہ بھی کیرت کو دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اس کے چہرے کو پڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔

نظریں اٹھا کر بات کرنا۔۔۔۔۔ جھکی نظریں جھوٹ بولتی ہیں"۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کی جھکی نظروں پہ تبصرہ کیا۔۔۔۔۔

میں نظریں ملانے لائق نہیں سمجھتی خود کو"۔۔۔۔۔ اس نے نظریں نہ

اٹھائیں۔۔۔۔۔ چکور کا دل مسل سا گیا۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ بولا۔۔۔۔۔

تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔؟ انکا سوچو جو اس ایک نظر کے اسیر ہو گئے

ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

اسیر ہونے والے ہو گئے۔۔۔۔۔ جس کی نظریں تھیں وہ خود اپنی ہی نظروں میں گرتی

جار ہی ہے"۔۔۔۔۔

کیوں کر رہی ہو ایسی باتیں"۔۔۔۔۔؟؟

مجھے ایک بات بتاؤ"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے اسکا سوال نظر انداز کر کے اپنا سوال

کیا۔۔۔۔۔ ساتھ اسے بیٹھنے کا اشارہ بھی کر دیا۔۔۔۔۔ چکور شش و پنج میں مبتلا

ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر ہچکچاتے ہوئے وہ کیرت سے کچھ فاصلے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ کالی  
 آنکھیں بھوری آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ جو اداس لگتی تھیں۔۔۔۔۔ چاندان  
 دونوں کو باتیں کرتے سن رہا تھا۔۔۔۔۔  
 پوچھو کیا پوچھ رہی تھیں "۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔"

پھر بولی۔۔۔۔۔  
 محبت کسی کے لیے جنون کب بنتی ہے "۔۔۔۔۔؟؟ اسکے سوال پہ چکور نے کچھ حیرت "  
 سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔  
 محبت جنون تب بنتی ہے جب کوئی زمانے سے خود کو بچا کر آپ کے پاس لے "  
 آئے۔۔۔۔۔ پر اسے رکھنے کے لیے آپ بھی تیار نہ ہوں تو وہ اپنے قابو میں نہیں  
 رہتا۔۔۔۔۔ وہ ساتھ مانگنے سے پھر چھٹنے حق جمانے پہ آجاتا ہے۔۔۔۔۔ اسکی محبت  
 اسکا جنون بن جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور جنونی محبت عشق سے بری اور طوفانوں سے خطرناک  
 ہوتی ہے "۔۔۔۔۔ چکور کے جواب پہ کیرت کے سامنے ضامن آگیا۔۔۔۔۔ اسکی  
 محبت بھی تو جنونی ہے۔۔۔۔۔ وہ بھی تو اسکے سامنے کسی پہاڑ کی طرح ڈٹ کے کھڑا  
 ہے۔۔۔۔۔ جسے عبور کرنا کیرت کے لیے بہت محال ہے۔۔۔۔۔

کیا تمہیں کسی سے محبت ہوگئی ہے "۔۔۔۔۔؟؟ اسکی خاموشی دیکھتے چکور نے " پوچھا۔۔۔۔۔ لہجے میں ایک عجیب سا ڈرتھا۔۔۔۔۔ کیرت رنج سے مسکرا دی۔۔۔۔۔ نہیں مجھے محبت نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اور نہ ہوگی۔۔۔۔۔ مجھے اس کھیل سے بہت ڈر لگتا " ہے "۔۔۔۔۔

کیوں لگتا ہے "۔۔۔۔۔؟؟ اسنے فوراً سوال کیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکی آنکھوں میں " آنکھیں ڈالیں۔۔۔۔۔ محبت ریاضی کی تقسیم جیسی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ جس میں محبت خود باہر کھڑی ہو کر دو لوگوں " کو ایسا تقسیم کرتی ہے کہ حاصل ضرب صفر اور ریما اینڈر سو نکلتا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ ریما اینڈر وہ خسارہ ہوتا ہے جو محبت کرنے والے محبت کے بدلے حاصل کرتے ہیں "۔۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی اپنی بات مکمل کر چکی تھی۔۔۔۔۔ چکور کچھ پل کے لیے تھم

گیا۔۔۔۔۔ اسے کیرت کی بات سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔۔ وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہوتا "۔۔۔۔۔ وہ رخ موڑ کر بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بھی چارپائی سے کھڑی " ہوگئی۔۔۔۔۔

اگر کھیل محبت کا ہے تو اس میں کچھ بھی، کبھی بھی اور کہیں بھی ہو سکتا ہے یاد" رکھنا"۔۔۔۔۔ وہ کافی سرد مہری سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ چکور نے اسکی طرف رخ کیا۔۔۔۔۔

مجھے بتاؤ اس میں جدائی کی چال پہ کونسا مہرہ چلنا پڑتا ہے۔۔۔؟ چاہے اس مہرے سے ہار جائیں پر جدانہ ہوں"۔۔۔۔۔

جدانہ ہونے تو جیت جاؤ گے۔۔۔۔۔ اور جیت گئے تو وہ ہار جائے گا جسے تم نے جیتا ہوگا۔۔۔۔۔ پر یاد رکھنا ہارنے والا کبھی بھی خوشی سے نہیں ملتا"۔۔۔۔۔ کیرت کی ایک ایک بات چکور کے دل پہ ہتھوڑے چلا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی حالت پہ قابو کیا۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے تمہیں محبت ہوگئی ہے"۔۔۔۔۔ چکور اسے اب جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے تاثر بدلے۔۔۔۔۔ چہرہ اداس اداس نظر آنے لگے۔۔۔۔۔ مجھے محبت نہیں ہوگی"۔۔۔۔۔ " کیوں نہیں ہوگی"۔۔۔۔۔؟؟

کیونکہ میں اس کھیل میں دو مرتبہ پہلی باری میں ہی ہار کر آئی ہوں۔۔۔۔۔ جو دو بار ہار گیا ہو" اس میں تیسری بار ہارنے کی ہمت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ محبت کے کھیل میں جو تیسری بار

ہارتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے"۔۔۔۔۔ ہو اکا تیز جھونکا کیرت کی آزاد لٹیں اسکے چہرے  
پہ لے آیا تھا۔۔۔۔۔ چکور کا لبادہ اڑنے لگا۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے تم تیسری بار جیت جاؤ"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے امید دلائی۔۔۔۔۔"  
میں جیتنا نہیں چاہتی"۔۔۔۔۔"

تو ہار جاؤ مجھے جیتنے دو"۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ کیرت "

چونکی۔۔۔۔۔ وہ بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ کہ چکور بھی تو اسے ہی جیتنے آتا ہے۔۔۔۔۔ اس

بات پہ وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ یوں ہو گئی جیسے سنا ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

تم مت آیا کرو۔۔۔۔۔ یہاں آنے سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا"۔۔۔۔۔ وہ اسے "

سمجھانے لگی۔۔۔۔۔ اس بات پہ چکور ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔

محبوب کے در سے بھلا کبھی کوئی خالی ہاتھ گیا ہے۔۔۔۔۔؟ محبوب ملے نہ ملے پر درد ضرور ملتا "

ہے"۔۔۔۔۔

تم درد لینا کیوں چاہتے ہو"۔۔۔۔۔؟؟

کیونکہ مجھے محبوب نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ اب کسی ایک چیز پہ تو میرا بھی حق " ہے۔۔۔۔۔ محبوب نہ سہی۔۔۔۔۔ درد ہی سہی "۔۔۔۔۔ اسکے لہجے میں دکھ سمٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

تم آنا چھوڑ دو"۔۔۔۔۔ کیرت کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کیا کہے کہ چکور " آنا۔۔۔۔۔ اسے چاہنا چھوڑ دے۔۔۔۔۔

آنا چھوڑ دیتا اگر میرے بس میں اپنی لکیریں بدلنے کا ہنر ہوتا پر افسوس میرے پاس یہ " ہنر نہیں ہے "۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ پھر اسنے آہستگی سے کیرت کے دونوں بازو تھامے کیرت ہڑبڑائی تھی پر وہ اسکی حالت سے بے نیاز اسکا چہرہ اپنے قریب کر کے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔۔۔۔

میں اس دن آنا چھوڑ دوں گا جب مجھے تمہاری ان آنکھوں میں کسی اور کا سایہ دکھائی دینے " لگے لگا۔۔۔۔۔ ابھی یہ آنکھیں کسی کی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ جب کسی کی ہوں گی۔۔۔۔۔ اس دن میں آنا چھوڑ دوں گا "۔۔۔۔۔ ہوا سے چہرے پہ آئی لٹیں کیرت کے چہرے پہ ہی تھیں۔۔۔۔۔ چکور کا سیاہ لبادہ اڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ کالی آنکھوں والا بنا پلک جھپکائے بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

چاند کی روشنی دونوں پہ اوس کی طرح گرنے لگی۔۔۔۔۔ ایک سحر ماحول میں رقصاں  
ہوا۔۔۔۔۔ کیرت اسکے ہاتھوں میں کسمائی تو چکور کا سحر ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔ اسنے  
کیرت کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ پلٹ گیا۔۔۔۔۔ جانے لگا۔۔۔۔۔

مت آیا کرو میں نہیں چاہتی تمہیں درد ملے"۔۔۔۔۔ وہ پیچھے سے بولی۔۔۔۔۔ چکور  
کے قدم رک گئے۔۔۔۔۔

ہمدردی بھی مت کرو جب ہمد نہیں بن سکتیں"۔۔۔۔۔ وہ بغیر اسکی طرف مڑے بول  
کر منڈیر سے کود گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت تیزی سے اسکی طرف لپکی تھی۔۔۔۔۔ وہ منٹوں میں  
ایک سے دوسری چھت پھر دور سڑک پہ چلتا نظر آیا۔۔۔۔۔ کیرت اس سیاہ بادل سے  
والے کو جاتے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

جب محبت میں کسی ایک کو چاہنے والے دو لوگ ہوں تو وہ ایک شخص کسی کٹی پٹنگ جیسا  
ہوتا ہے ملتا ہے تو ایک کو ملتا ہے۔۔۔۔۔ اگر دونوں حق جمائیں تو وہ مسمار ہو جاتا  
ہے۔۔۔۔۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے"۔۔۔۔۔ اور کیرت کو بھی اپنا آپ ٹکڑے  
ٹکڑے ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ ایک آکر آزار رہا ہے۔۔۔۔۔ دوسرا بلا کر آزما تا  
ہے۔۔۔۔۔ دعوہ دونوں کا محبت کا ہے۔۔۔۔۔ اور دونوں ہی کیرت کی نہیں سن  
رہے۔۔۔۔۔



بے بسی "۔۔۔۔۔ وہ نظریں جھکا کر مدہم لہجے سے بولی۔۔۔۔۔ ضامن کے لب بھینچ " گئے۔۔۔۔۔ وہ کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

بیٹھوگی نہیں "۔۔۔۔۔ "؟؟ اسنے بات بدل دی۔۔۔۔۔ وہ اس کے کہتے ہی بیٹھ " گئی۔۔۔۔۔ ضامن کو وہ بہت معصوم لگی اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔ کیسی ہو "۔۔۔۔۔ "؟؟ اس نے خوشگوار لہجے سے پوچھا۔۔۔۔۔ " آپ کو کیسے لگ رہی ہوں "۔۔۔۔۔ "؟؟ وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔ " بہت خوبصورت "۔۔۔۔۔ وہ دلکشی سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کو لگا وہ اسکا مذاق اڑا رہا " ہے۔۔۔۔۔ کیرت اور خوبصورت۔۔۔۔۔ ہونہ اسنے دل میں کیا۔۔۔۔۔ تم کل ڈر گئی تھیں "۔۔۔۔۔ "؟؟ اسنے اپنا ہاتھ ٹیبل پہ پھیلا کر "۔۔۔۔۔

رکھ لیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے تھام لیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہونے لگیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ کی پشت کو انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں میں نہیں ڈری تھی "۔۔۔۔۔ ضامن نے بھنویں سکوڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ "۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بھی بولتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟

ہاں جی اکثر"۔۔۔۔۔ وہ کیرت کی صاف گوئی پہ بے اختیار ہنس دیا۔۔۔۔۔ کیرت نے "ضامن کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ اسکے گال پہ پڑتے ڈمپلز کو دیکھا۔۔۔۔۔ جن میں وہ کھونے لگی۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں اسے کسی بھنور جیسی لگیں۔۔۔۔۔ جینز کی پینٹ پہ بلیک ہاف آستینوں والی شرٹ پہ اسنے سلیولیس جیکٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔ جس کا ہڈ بھی تھا۔۔۔۔۔ بال جیل سے گوندھ کر سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت اسکے وجیہ چہرے کو دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ کہ وہ بولا یعنی تم کل ڈر گئی تھیں"۔۔۔۔۔!! کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔۔"

مجھے انکار مت کیا کرو پریشے۔۔۔۔۔ نہ مجھ سے ناراض ہو کرو۔۔۔۔۔ میں تمہیں رلانا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ پہلے ہی ان جانے میں بہت بار تمہیں ڈانٹ کر رلا چکا ہوں اب نہیں رلانا چاہتا تم بس میری بات مان جایا کرو"۔۔۔۔۔ وہ نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آہستگی سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔ اور کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ اسکی پوری بات کا جواب کیرت نے ان دو"



ساتھ کچن میں جت گئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کھانا بنوا رہی تھی کہ گھر کا دروازہ بجا۔۔۔۔۔ اسنے علیزہ کو آواز دے کر کھولنے کا کہا پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔ تو امی بولیں۔۔۔۔۔  
منحوس ہے پوری ایک بار میں سنتی ہی نہیں جاؤ کیرت تم "

ہی دیکھو کون ہے۔۔۔۔۔ کیرت سر کو جنبش دے کر دروازہ کھولنے آگئی۔۔۔۔۔ دروازے کے پاس ایک باکس اور لٹافہ رکھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو تعجب ہوا۔۔۔۔۔ وہ دروازے تھوڑی گردن نکال کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ پر گلی میں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اس نے پھر وہ باکس اور لٹافہ اٹھالیا۔۔۔۔۔ کچھ دیر وہ دروازے میں ہی کھڑی سوچتی رہی کہ یہ کس نے بھیجا ہوگا۔۔۔۔۔؟  
چکور نے "۔۔۔۔۔؟؟؟ اسنے دل میں سوچا۔۔۔۔۔" ہاں یہ اسی نے بھیجا ہوگا "۔۔۔۔۔ وہ " لٹافہ اور باکس کھولنے لگی کے رک گئی۔۔۔۔۔ "یہاں کھولا تو سب دیکھ لیں گے اور پتہ نہیں اس نے کیا بھیجا ہوگا "۔۔۔۔۔؟؟؟؟ اسی لیے وہ چپکے سے چھت پہ آگئی۔۔۔۔۔ امی کو اسنے زینے چڑھتے ہوئے کہہ دیا تھا "بچے تھے دروازے پہ بجا کر بھاگ گئے"۔۔۔۔۔ امی انہیں گالیاں دینے لگیں اور وہ خود اوپر آگئی۔۔۔۔۔ آکر اسنے احتیاط سے باکس اور لٹافہ الماری میں رکھ دیا اور خود نیچے آگئی۔۔۔۔۔

رات کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جب وہ اوپر آئی تو باکس اور لفافہ نکل کر چارپائی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اس نے پہلے باکس کھولا۔۔۔۔۔ اور جو باکس سے نکلا اسے دیکھ کر کیرت دہل کر رہ گئی۔۔۔۔۔

باکس میں ایک بھیانک سی گڑیا تھی۔۔۔۔۔ جس کے چہرے پہ خون کے نشان اور زخم تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے خوف سے اس گڑیا کو چارپائی پہ اچھال دیا۔۔۔۔۔ اسکا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔ پھر اسنے کانپتے ہاتھوں سے لفافہ کھولا جس میں ایک تہہ شدہ پرچہ تھا۔۔۔۔۔ پرچہ پہ کچھ لکھا تھا۔۔۔۔۔

جنگل میں آگ لگنے والی ہے۔۔۔۔۔ جو تمہیں جلادے گی۔۔۔۔۔ اگر تم اس آگ سے بچنا " چاہتی ہو تو بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔ کیونکہ تمہاری

جان تمہارے بھاگنے سے ہی بچے گی "۔۔۔۔۔ تحریر پڑھ کر کیرت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔ پرچہ اسکے ہاتھ سے چارپائی پہ گر گیا۔۔۔۔۔ یہ چکور نے تو نہیں بھیجا تھا۔۔۔۔۔ اتنا تو وہ جان گئی تھی پھر اب یہ کون ہے جو اسے اسکی جان کی دھمکی دے رہا ہے۔۔۔۔۔ کیرت کا سر بری طرح سے دکھنے لگا۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنے حواس میں واپس بھی نہیں آئی تھی کہ اسے کسی کے اوپر آنے کی آہٹ سنائی دی۔۔۔۔۔ کیرت



پر میں یہ بھول گیا تھا کہ۔۔۔۔۔  
چاند کب کسی کا ہوا ہے۔۔۔؟  
آسمان پہ رہنے والا چاند۔۔۔  
تو آسمان کا نہیں کہلاتا۔۔۔۔۔  
تو میرا کیسے کہلائے گا۔۔۔۔؟  
آسمان کا چاند بھی آسمان کے لیے۔۔۔۔۔  
ہمیشہ پرایا ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔  
اور تم بھی میرے لیے۔۔۔۔۔  
اسی چاند کی طرح پرانے رہے۔۔۔۔۔

---

ضامن کی کیرت کو لے کر فخر اور اسکی توجہ۔۔۔۔۔ اب پورا آفس محسوس کرنے لگا  
تھا۔۔۔۔۔ اس کا بار بار کیرت کو بلانا۔۔۔۔۔ سب نوٹ کرتے تھے۔۔۔۔۔ اب  
جب وہ کین سے منگتی تھی تو سب کی نظریں خود پہ جمی پاتی۔۔۔۔۔ ان نظروں میں چھپے  
سوال کیرت کو ذلت کا بہت برا احساس کرواتے تھے۔۔۔۔۔ کو لیگز اسے دیکھ کر کان میں

کھسر پھسر کرنے لگتے۔۔۔۔۔ دبا دبا سا ہنستے۔۔۔۔۔ وہ سب کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ دیتے تھے۔۔۔۔۔ اس روز جب ضامن نے کیرت کو اپنے کپین میں بلایا تو وہ اسکے سامنے جا کر پھٹ پڑی۔۔۔۔۔

مجھے بار بار مت بلایا کریں۔۔۔۔۔ کیوں میری نام نہاد عزت کے پیچھے آپ ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔؟؟ کیا آپ کو مجھ پہ زرا ترس نہیں آتا۔۔۔۔۔ میرا آخر قصور کیا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ اسکے سامنے

ٹیل پہ دونوں ہتھیلیاں رکھ کر اسکی طرف جھکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دوپٹہ کاندھے سے سرک کر کلانی تک آگیا تھا۔۔۔۔۔ بالوں کی چٹیا بنا کر اس نے کمر پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ہلکے پیلے سوٹ میں اسکا چہرہ دہک رہا تھا۔۔۔۔۔ ضامن اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔۔۔

کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ پرسکون سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت " نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ ہتھیلیاں ٹیل سے ہٹالیں۔۔۔۔۔ دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت " کے پاس آیا۔۔۔۔۔ کیرت کو بازو سے پکڑنے لگا کہ کیرت نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔۔ باہر میری عزت کا تماشہ لگا ہوا ہے۔۔۔۔۔ جسے لگانے والے آپ ہیں۔۔۔۔۔ میرے " پاس ہے ہی کیا۔۔۔۔۔؟؟ ایک عزت جس کے پیچھے آپ ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔ محبت کرتے ہیں نا مجھ سے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگی تھی۔۔۔۔۔ "بتائیں کرتے ہیں محبت "۔۔۔۔۔؟؟ وہ چلائی تھی۔۔۔۔۔ ضامن سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا پھر آہستگی سے اس کی کلانی تمام لی۔۔۔۔۔ کانچ کے دروازے سے جھانکتا اسٹاف اپنا کام چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

چلو میرے ساتھ "۔۔۔۔۔ گہرے آسمانی رنگ شرٹ اور پینٹ کے ساتھ جیکٹ پہنے " وہ ہمیشہ کی طرح خوب رو لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ کالے بال پین کی صورت ڈھلے تھے۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں سنجیدہ تھیں۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ۔۔۔۔۔ وہ کیرت کا ہاتھ تمام کرا سے کیبن سے باہر لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ضامن کے کیبن سے باہر آتے ہی سب اپنے کام میں لگ گئے۔۔۔۔۔ ضامن نے ایک نظر پورے اسٹاف پہ دوڑائی پھر ہاتھ سے تالی بجائی۔۔۔۔۔

اٹیشن پلیز"۔۔۔۔۔ اسنے با آواز کہا۔۔۔۔۔ سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ  
گئیں۔۔۔۔۔ کیرت نے بے یقینی سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اب کیا کرنے والا  
تھا۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔۔۔۔۔ پر ضامن اسکا ہاتھ تھام کر بول رہا  
تھا۔۔۔۔۔

آپ سب لوگ کافی دنوں سے اس پریشانی میں مبتلا ہیں کہ میرے اور ان کے درمیان کیا  
چل رہا ہے"۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی  
نظریں جھک گئیں۔۔۔۔۔ آج اس تماشے کا آخری سین ضامن مکمل کرنے آگیا  
تھا۔۔۔۔۔ کیرت جان گئی تھی۔۔۔۔۔ حلق میں آنسوؤں اٹک گئے۔۔۔۔۔ آنکھیں بھر  
گئیں۔۔۔۔۔ ضامن اسکی حالت سے بے نیاز بول رہا تھا۔۔۔۔۔

تو آج میں آپ لوگوں کی پریشانی دور کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔ میں ان سے محبت کرتا"  
ہوں۔۔۔۔۔ آج سے نہیں دس سال پہلے سے۔۔۔۔۔ میرا ان کو دیکھے بغیر گزارہ نہیں  
ہوتا۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں یہ میری آنکھوں کے سامنے رہیں۔۔۔۔۔ اور خوش  
رہیں۔۔۔۔۔ پر"۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ سب کو ایک بار پھر  
دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کا ہاتھ ابھی تک اسکے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔۔

پر آپ لوگوں کی یہ معنی خیز نظریں انہیں پریشان کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ اور یقیناً " کریں۔۔۔۔۔ میں انہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔ تو آپ لوگوں کی بہتری اسی میں ہی ہے کہ نظریں بدل لیں۔۔۔۔۔ ورنہ آپ سب کو نوکری بدلنی پڑ جائے گی"۔۔۔۔۔ اس نے تنبیہ کیا اسٹاف اسکی بات پہ چونک سا گیا پر خاموش رہا۔۔۔۔۔ ضامن کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ آفس میں سناٹا چھا

گیا۔۔۔۔۔ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔۔ وہ کیا سوچ کر ضامن کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔ شاید یہ کہ وہ زمانے کے ڈر سے اپنے قدم روک لے گا پر یہ سب تو الٹا ہی ہو گیا۔۔۔۔۔ ضامن دوبارہ بولا۔۔۔۔۔

آج سے یہ آپ سب کی نئی باس ہیں۔۔۔۔۔ میری مسز۔۔۔۔۔ مسز " ضامن۔۔۔۔۔ سمجھ میں آگئی بات "۔۔۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا سب فوراً کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ اور سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔۔۔ کیرت میں ہمت باقی نہ رہی کہ وہ نظریں ہی اٹھالے۔۔۔۔۔ اس نے ضامن سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔ اور اپنی



کہاں ہو تم"۔۔۔۔۔؟؟ وہ دوسری طرف سے متفکر سا بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے جواب " نہ دیا۔۔۔۔۔

میری بات کا جواب دو پریشے مجھے بتاؤ تم کہاں ہو"۔۔۔۔۔؟؟

جہاں کہیں بھی ہوں آپ کو کیا مسئلہ ہے۔؟ آپ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔ وہ " غرائی تھی۔۔۔۔۔

میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے وہ بتاؤ"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اپنے سوال پہ مصر تھا۔۔۔۔۔

میں نہیں بتاؤں گی"۔۔۔۔۔ کیرت نے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ ہاتھ سے صاف

کیا۔۔۔۔۔ گیلی سانس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔۔

تم چاہتی ہو میں گاڑی کہیں مار لوں۔۔۔۔۔؟؟ مر جاؤں۔۔۔۔۔؟؟ بتاؤ"۔۔۔۔۔ وہ دوسری

طرف سے برہمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل ڈوب گیا۔۔۔۔۔ وہ بیچ سے کھڑی

ہو گئی۔۔۔۔۔

اگر تم نے مجھے دو منٹ میں ایڈریس سینڈ نہ کیا تو میں قسم سے گاڑی کہیں مار لوں

گا۔۔۔۔۔ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو"۔۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتے لہجے سے گویا ہوا

تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا وہ اپنا گلا اپنے ہاتھوں سے ہی دبالے۔۔۔۔۔

کر رہی ہو سینڈ"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے جھنجھلا کر کال کاٹ " دی۔۔۔۔۔ اور میسج پہ اسے ایڈریس سینڈ کر دیا۔۔۔۔۔ اسکا جوابی میسج فوراً آیا۔۔۔۔۔ آئی لویو۔۔۔۔۔ میں بس ابھی آرہا ہوں"۔۔۔۔۔ میسج سے ہی اسکی خوشی معلوم ہوتی " تھی۔۔۔۔۔ اگلے دس منٹ بعد وہ کیرت کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ وہاں سے چلی کیوں گئی تھیں۔۔۔۔۔؟ پتہ ہے میں کتنا پریشان "

ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ کیرت کو دیکھتے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اس پہ سے ہٹائی ہوئی تھیں وہ گھاس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن چلتا کیرت کے قریب آگیا۔۔۔۔۔

بتاؤ مجھے مارنا چاہتی ہو تم"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔

میں مرجانا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔ ضامن مسکرایا۔۔۔۔۔

مجھ پہ مر جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو حیرت ہوئی۔۔۔۔۔ اسنے

سختی سے اپنے لب بھیجنے لیے۔۔۔۔۔ نظریں دوبارہ اس پہ سے ہٹالیں۔۔۔۔۔ ضامن نے

اسکے کاندھے پکڑ لیے۔۔۔۔۔

پریشے مجھے دیکھو"۔۔۔۔۔ وہ اب نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کا چہرہ "ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا۔۔۔۔۔" دیکھو پریشے۔۔۔۔۔ میں بس چاہتا ہوں تم میری ہو کر رہو۔۔۔۔۔ اس میں غلط کیا ہے۔۔۔۔۔؟ میں تمہیں پسند کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ اسے پیار سے سمجھا رہا تھا

پر میں نہیں کرتی"۔۔۔۔۔ کیرت نے ضامن کا ہاتھ اپنی ٹھوڑی سے ہٹایا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا کانڈھا بھی چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

کسی اور کو پسند کرتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اگر کہہ دوں ہاں تو کیا آپ مجھ سے دور ہو جائیں گے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ترنت بولی "تھی۔۔۔۔۔ اسکا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔۔۔۔۔ ضامن نے بھنوا چکالی۔۔۔۔۔ نہیں میں اسے تم سے دور کر دوں گا۔۔۔۔۔ جان لے لوں گا اسکی سمجھی"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ یعنی کوئی فائدہ نہیں اچھا تم مجھ سے محبت کیوں نہیں کرتیں"۔۔۔۔۔؟؟ وہ

پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

بس نہیں کرتی"۔۔۔۔۔ وہ اپنی کیلی آنکھیں صاف کر کے بولی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے " اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے بیچ پہ بٹھا دیا۔۔۔۔۔ خود اسکے سامنے گھاس پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

مجھے کوئی جواز دو محبت نہ کرنے کا"۔۔۔۔۔

آپ سمجھ جائیں گے وہ جواز"۔۔۔۔۔ ۱۹۹۹سنے فوراً پوچھا۔۔۔۔۔ سبز نائل آنکھوں " والے نے شانے اچکائے "کوشش کروں گا"۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی بات پہ حوصلہ ملا۔۔۔۔۔

ضامن میں آپ سے عمر میں بڑی ہوں۔۔۔۔۔ ہمارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔۔۔۔۔ آپ کو " مجھ سے بہت بہتر لڑکی مل سکتی ہے۔۔۔۔۔ آپ کیوں مجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ چھوڑ دیں یہ ضد"۔۔۔۔۔ وہ ضامن کو سمجھا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن چپ چاپ اسے سنتا رہا پھر بولا۔۔۔۔۔

یہ عمر کیا ہوتی ہے مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔ میری نظر میں محبت کی کوئی عمر نہیں " ہوتی۔۔۔۔۔ جس سے ہونی ہوتی ہے اور جب ہونی ہوتی ہے ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ اور دوسری بات تم سے بہتر لڑکی ملنے کی تو میں تمہیں بتا دوں تم سے بہتر کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ پریشے میں تم سے دور نہیں ہوں گا۔۔۔۔۔ چاہے کچھ



تھے۔۔۔۔۔ پر کوئی تھا جو بس کیرت کو اپنے پیچھے آتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اور ایسا  
 آج سے نہیں پچھلے کچھ دنوں سے اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ایک دو بار اسے کسی کا  
 چہرہ بھی دکھائی دیا تھا۔۔۔۔۔ صبح آفس آتے ہوئے بھی وہ چہرہ اسے نظر آتا  
 تھا۔۔۔۔۔ ایک بار وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر آفس آرہی تھی کہ اسکی نظر ٹیکسی کے شیشے پہ  
 پڑی۔۔۔۔۔ گنگھرالے بالوں اور گرمی مونچھیں داڑھی والا اسے ٹیکسی کو دیکھتا نظر  
 آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے توجہ نہ دی۔۔۔۔۔ پر پھر وہ اکثر جگہ کیرت کو اپنے ارد گرد نظر  
 آیا۔۔۔۔۔ ضامن کے ساتھ جب وہ گھر آتی تب بھی وہ آفس کے باہر کھڑا ہوتا  
 تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اس سے خوف سا محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔  
 آج بھی اسے نجانے کیوں لگ رہا تھا کہ وہی گنگھرالے بالوں والا اسکے پیچھے آرہا  
 ہے۔۔۔۔۔ کیرت تیز تیز چلنے لگی۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ سڑک پہ نظر بھی دوڑا رہی تھی کہ  
 ٹیکسی مل جائے پر ٹیکسی نہ ملی۔۔۔۔۔ کیرت ایک گلی میں مر گئی وہ گلی  
 سنان پڑی تھی۔۔۔۔۔ خاموش گلی میں کسی کے بھاری جوتوں کی چرماہٹ اسے اپنے  
 پیچھے اب صاف سنائی دینے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی کنپٹی سے پسینہ چلتا اسکی ٹھوڑی تک  
 آگیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اسکا گھر اب بس کچھ دور ہی

تھا۔۔۔۔۔ وہ بھاگتی جب اپنے گھر کے دروازے تک پہنچی تو اسنے دروازے پہ ایک چٹ لگی دیکھی۔۔۔۔۔

تمہیں آخری بار کہا جا رہا ہے کہ لاہور چھوڑ دو۔۔۔۔۔ اگر تم نہیں چھوڑو گی تو اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ کیرت نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو دور نکل پڑا وہی گھنگھرا لے بالوں والا کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے وہ چٹ اتار کر دور پھینک دی اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکی سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں نہ گئی بیگ اور چادر باہر صحن میں رکھی چارپائی پہ پٹھے اور واش بیسن کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔۔۔۔۔ کچھ دیر میں ہی اسکا پورہ چہرہ بھیگ گیا تھا۔۔۔۔۔ تنفس بھی درست ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اسنے ٹوٹی بند کی اور اپنا چہرہ دوپٹے سے پونچھ کر صحن میں ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ذہن مضطرب ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کون ہے جو مجھ پہ نظر رکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ میرا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا "سراپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی کہ اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔ وہ ڈر سی گئی۔۔۔۔۔ پھر اسنے موبائل اٹھایا تو اس پہ ایک غیر شناسا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے کال اوکے کی تو دوسری جانب سے کوئی کھر درے لہجے سے بولا۔۔۔۔۔

تم ضامن سے دور رہو۔۔۔۔۔ ورنہ اسکی قربت تمہیں بہت مہنگی "

پڑے گی۔۔۔۔۔ یاد رکھنا"۔۔۔۔۔ کیرت سناٹے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

کو۔۔۔۔۔ کون۔۔۔۔۔ کون "۔۔۔۔۔؟؟ وہ بدقت پوچھ پائی تھی۔۔۔۔۔"

جو کہہ رہا ہوں اتنا سمجھ جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ کرخنگی سے بولا تھا کیرت کا چہرہ سیاہ پڑنے

لگا۔۔۔۔۔

تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔۔ کون ہو تم "۔۔۔۔۔؟؟ وہ اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ

پیچھا کرنے والا بھی یہی شخص ہے یا کوئی اور۔۔۔۔۔

مجھے لوگ برہان کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اور تمہیں جتنا میں کہہ رہا ہوں اتنا کرو۔۔۔۔۔ تمہارے حق

میں بہتر ہوگا"۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا ہاتھ بے جان

ساہو کر گود میں گر گیا۔۔۔۔۔ وہ تو خود ضامن سے دور ہونا چاہتی ہے پر ضامن مانتا ہی

نہیں۔۔۔۔۔ اور وہ لاہور چھوڑ کر کہاں جائے۔۔۔۔۔؟؟ کیرت کو اپنا آپ کسی ڈور

میں الجھتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اسنے دوبارہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔۔۔ نیم کا

درخت اس پہ سایہ کیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ چڑیا گھونسلے میں آج نہیں تھی۔۔۔۔۔ نجانے



ٹھیک ہے تم جاؤ میں آ رہا ہوں"۔۔۔۔۔ اسنے توقیر سے کہا۔۔۔۔۔ ملازمہ متلاشی " نگاہوں کے سنگ پلٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر بالکونی میں کھڑا رہا پھر ہاتھ کالا کٹ جیب میں ڈال اور بال درست کرتا نیچے جانے لگا۔۔۔۔۔

لاؤنج میں بڑا فانوس چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ پورا لاونج روشنیوں سے نہایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بڑے صوفے پہ جعفر صاحب ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ کالے آفس سوٹ میں ملبوس انکا سنجیدہ چہرہ فٹنس کی وجہ سے بڑھاپے کو شکست دیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ بالوں کو کنگھی سے سر پہ جمایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ کو صوفے کی پشت پہ پھیلا کر وہ زینوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ انکے ساتھ ہی بیٹھی ثریا کچھ تذبذب سے اپنے سر تاج کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ انہوں نے ہلکے گلابی رنگ کے ٹراؤزر پہ

گھٹنوں تک کی شرٹ پہن کر بالوں کو کرل کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بھورے ڈانی سے ان میں چمک تھی۔۔۔۔۔ کانوں کے جھمکے بالوں میں چھپے تھے۔۔۔۔۔ صفا من زینوں سے اترتا جمعصر صاحب کے پاس آ گیا۔۔۔۔۔ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ نے اسے کہا۔۔۔۔۔

بیٹھو"۔۔۔۔۔ سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ وہ چپ چاپ بیٹھ "

گیا۔۔۔۔۔ ثریا کو اس نے نہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پر وہ چاہتی تھیں کہ ضامن انہیں ایک بار دیکھ لے تاکہ وہ آنکھوں آنکھوں میں اس سے التجا کر لیں کہ وہ خاموش رہے اگر اسکے ڈیڈ اسے کچھ کہتے ہیں تو۔۔۔۔۔ پر ضامن نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ انکے چہرے پہ پریشانی سے سلوٹیں پڑنے لگیں۔۔۔۔۔

میں پوچھ سکتا ہوں آفس میں آج کل کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے صوفے کی پشت سے ہاتھ ہٹا کر آگے کو جھک کر پوچھا۔۔۔۔۔

آپ سب سن کر آئے ہیں اور جو سن کر آئے ہیں وہ سچ ہے"۔۔۔۔۔ ضامن نے ٹانگ پہ ٹانگ رکھی ہاتھ صوفے کی پشت پہ پھیلا لیا۔۔۔۔۔ لہجہ پر سکون تھا۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ نے اسے گھورا۔۔۔۔۔ ثریا کچھ بولنے لگیں پر جعفر صاحب بول پڑے۔۔۔۔۔

تم چاہتے کیا ہو۔۔۔۔۔ تمہیں زرا عقل نہیں ہے۔۔۔۔۔؟ آفس میں پتہ ہے تمہارے " متعلق کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔؟ اور وہ لڑکی۔۔۔۔۔ وہ ہے کون تم اسے کل ہی فارغ کرو گے۔۔۔۔۔ ایسی لڑکیاں میں اپنے آفس میں برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔ انہوں نے بات کے اختتام پہ ہاتھ جھلایا۔۔۔۔۔ ضامن کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔۔۔



ورنہ کیا"۔۔۔۔۔؟؟ اسکے سوال پہ جعفر صاحب کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا۔۔۔۔۔ "ثریا" آگے بڑھ کر ضامن کے پاس آگئیں۔۔۔۔۔

"ضامن چپ کر جاؤ"۔۔۔۔۔ انہوں نے ضامن کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔ "پلیز جعفر میں اسے سمجھا دوں گی"۔۔۔۔۔ وہ اور کچھ کہتیں کہ جعفر نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔ ضامن کی نظریں اپنے ڈیڈ پہ ہی تھیں۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ اسکی طرف جھکے۔۔۔۔۔

ورنہ میں تمہیں گھر سے نکل دوں گا"۔۔۔۔۔ ضامن انکی بات پہ تلخی سے "مسکایا۔۔۔۔۔ اپنی ممی کا ہاتھ شانے سے ہٹایا۔۔۔۔۔

آپ کی یہ خواہش میں ابھی پوری کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔ پر وہ لڑکی کہیں نہیں جائے گی" آفس سے۔۔۔۔۔ وہ آفس بھی آئے گی۔۔۔۔۔ اور میری زندگی میں بھی۔۔۔۔۔ دیکھتا ہوں مجھے کون روکے گا"۔۔۔۔۔

وہ چیلنج کرتے انداز سے کہتا بڑے ڈگ بھرتا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

ضامن۔۔۔۔۔ میری بات سنو"۔۔۔۔۔ اسکی ممی اسے آوازیں دیتیں اسکے پیچھے بھاگی "تھیں۔۔۔۔۔ جعفر صاحب غصے سے مٹھیاں بھیج کر کھڑے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

اسکی ممی جب اسکے کمرے میں آئیں تو وہ اپنے بیگ میں کپڑے رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے اسکے پاس آئیں۔۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو ضامن "۔۔۔۔۔؟ انہوں نے اسکے ہاتھ سے اسکی شرٹ

جھپٹی۔۔۔۔۔ "پاگل ہو گئے ہو۔۔۔۔۔؟ تم کہیں نہیں جا رہے"۔۔۔۔۔ انہوں نے

اسکی شرٹ بیڈ پہ اچھال دی تھی۔۔۔۔۔ اسے شانوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اپنے سامنے

کیا۔۔۔۔۔

میں نے کہا ہے نا میں سب ٹھیک کر دوں گی۔۔۔۔۔ میں اس لڑکی کو تمہارے لیے لے

آؤں گی۔۔۔۔۔ پر تم کوئی الٹا سیدھا قدم مت اٹھاؤ"۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکا چہرہ

اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا تھا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں نے اپنی ممی کو

دیکھا۔۔۔۔۔

ممی میں اس سے دور نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔۔ مجھے آپ لوگ کیوں مارنا چاہتے

ہیں "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کا گلارندھ گیا تھا۔۔۔۔۔ "ممی۔۔۔۔۔ میں نہیں رہ سکتا اسکے

بغیر۔۔۔۔۔ آپ ڈیڈ کو کہہ دیں "۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے اسے اپنے گلے سے لگا

لیا۔۔۔۔۔



سبز آنکھیں اسکے بالکل قریب تھیں۔۔۔۔۔ وجہ مسکراتا چہرہ۔۔۔۔۔ اور گالوں پہ  
 ڈمپلز۔۔۔۔۔ وہ کیرت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند  
 "کر لیں۔۔۔۔۔ اور کروٹ بدل لی۔۔۔۔۔" اب وہ خواب میں بھی نظر آنے لگا ہے  
 کیرت نے سوچا۔۔۔۔۔ ضامن کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔۔۔ اس نے غور سے  
 کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو دوبارہ سوچکی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے ہلکا سا اسکا گال  
 تپھکا۔۔۔۔۔  
 ہارٹ بیٹ "۔۔۔۔۔ وہ سرگوشی میں اسکے کان کے پاس بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی "  
 آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔۔۔۔ یہ اسکا خواب نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ سیدھی ہوئے  
 تو ضامن کا چہرہ بالکل اپنے چہرے کے قریب پایا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں باہر گرنے  
 کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ پر وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔  
 آ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ آپ "۔۔۔۔۔؟؟ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔۔۔۔۔ ضامن اس سے "  
 دور ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے سر ہانے سے دوپٹہ اٹھا کر سینے پہ پھیلا لیا۔۔۔۔۔ اور  
 چارپائی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اڑے رنگوں سے بولی تھی۔۔۔۔۔ آواز " سرگوشی میں ڈھلی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔۔ ان دونوں کے درمیان چارپائی تھی۔۔۔۔۔

تمہارے لیے کچھ لیا تھا۔۔۔۔۔ سوچا تھا کل دوں گا پردل نے کہا محبت میں کل نہیں " ہوتی۔۔۔۔۔ اس لیے آج ہی آگیا"۔۔۔۔۔ وہ ٹراؤزر شرٹ میں ہی ملبوس تھا۔۔۔۔۔ چہرہ چاند کی روشنی سے دمک رہا تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں دلکشی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا وہ رونا شروع کر دے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت۔۔۔۔۔ اسکے گھر پہ۔۔۔۔۔ چھت پہ۔۔۔۔۔ کیرت کے ساتھ اور وہ بھی اکیلا۔۔۔۔۔ کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت کی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔۔ اس نے دوسری طرف آکر ضامن کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتی ہوئی اسے برآمدے میں لے آئی۔۔۔۔۔

یہ کیا تھا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے برآمدے میں آکر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے " گھورا۔۔۔۔۔

آپ یہاں اس وقت کیوں آئے ہیں"۔۔۔۔۔؟؟؟

بتا تو رہا ہوں تمہارے لیے کچھ لایا تھا"۔۔۔۔۔ کیرت نے سر پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔۔

تو میں کیا صبح تک مرجاتی۔۔۔؟ جو آپ آدھی رات کو دیواریں پھلانگ کر میرے کھر " آگئے۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن اسکی حالت سے مخطوط ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

دروازہ چیک کیا تھا میں نے وہ لاک تھا۔۔۔۔۔ ورنہ میں نے وہیں سے ہی آنا " تھا۔۔۔۔۔ وہ معصومیت سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کے جبرے بھینچ گئے۔۔۔۔۔

آپ جائیں یہاں سے پلیز۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ ضامن نے ناراضی سے اسے " دیکھا۔۔۔۔۔

میں اتنی مشکل سے اوپر آیا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ میں جاؤں "۔۔۔۔۔ اس نے نہ " میں گردن ہلانی " میں نہیں جاؤں گا "۔۔۔۔۔ کیرت کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ کیا "۔۔۔۔۔؟ وہ بدقت بولی۔۔۔۔۔ ضامن نے گردن ہاں میں ہلانی "۔۔۔۔۔ میں تو آج ادھر ہی رہوں گا۔۔۔۔۔ میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی "۔۔۔۔۔ کیرت " نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ بس مرنے والی ہے۔۔۔۔۔ ضامن کو اسکی حرکت پہ ہنسی آئی پر اس نے چہرہ سنجیدہ ہی رکھا۔۔۔۔۔

آپ پلیز چلے جائیں"۔۔۔۔۔ کیرت آگے بڑھی تھی کہ وہ اسے یہاں سے بھیج سکے پر "ضامن نے اسکے قریب آتے ہی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔۔۔ اور کمر کے پیچھے لے گیا۔۔۔۔۔

ہی۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ"۔۔۔۔۔ "وہ سٹیٹا گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔

میں نے کہا نا میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں وہ دے کر جاؤں گا"۔۔۔۔۔ "تو پھر دیں جلدی اور پلیز جائیں یہاں سے کوئی آجائے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ اس کی کمر پہ ضامن کے ایک ہاتھ سے بندھے تھے۔۔۔۔۔ ضامن اسکی بات پہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔

ڈرپو کو"۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے چہرے کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔ پھر اسکے ہاتھ چھوڑ دیے۔۔۔۔۔ کیرت اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔ پر وہ اسکی طرف قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔۔ کیرت کے قدم پیچھے اٹھے۔۔۔۔۔ وہ برآمدے کی دیوار سے لگ گئی۔۔۔۔۔ ضامن اب اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ٹراؤزر کی جیب سے ایک لاکٹ نکلا جس پہ چھوٹا سا ہیرا چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے سامنے

لہرایا۔۔۔۔۔

یہ لایا تھا تمہارے لیے۔۔۔۔۔ اسنے لہراتے لاکٹ کی طرف اشارہ کیا "

تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ پورا وجود کانپ رہا

تھا۔۔۔۔۔ کسی کے آنے کے ڈر سے وہ مضطرب تھی۔۔۔۔۔

پہنا دوں "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے پوچھا۔۔۔۔۔"

نہ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں میں خود پہن لوں گی "۔۔۔۔۔ کیرت نے فوراً کہا۔۔۔۔۔ ضامن "

نے سرناں میں ہلایا۔۔۔۔۔

میں پہناؤں گا "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کیرت کے اور قریب ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت کی "

سانسیں پل بھر میں اکھڑنے لگی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے لاکٹ کا لاک کھولا اور چین کو

دونوں طرف سے پکڑ کر وہ کیرت کی گردن کے پیچھے لے گیا۔۔۔۔۔ وہ کیرت پہ

جھکا۔۔۔۔۔ اور لاکٹ کا لاک بند کرنے لگا۔۔۔۔۔ اس کے پرفیوم کی خوشبو کیرت کی

سانسوں میں گھلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ لاک کے بند

ہونے کی ہلکی سی آواز سے اسنے آنکھیں کھولیں تو شل رہ گئی۔۔۔۔۔ ضامن کے پیچھے

وہ سیاہ بادلے والا جیسے ساکت کھڑا رہ گیا ہو۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ میں موجود پھول اور چاکلیٹ

اسکے پہلوں میں تھے۔۔۔۔۔ وہ منڈیر کے پاس کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کیرت پل بھر کے لیے سن

رہ گئی۔۔۔۔۔ ضامن اس سے دور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی چکور کی طرف پشت تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں چکور پہ تھیں۔۔۔۔۔ اور ضامن اسکے گلے میں چمکتے لاکٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ چکور وہیں کھڑا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے ایک قدم پیچھے اٹھایا۔۔۔۔۔ کیرت ضامن کے سامنے سے ہٹ کر اسکی طرف جانے لگی کہ ضامن نے اسکی کلائی پکڑ لی۔۔۔۔۔ ضامن کی پشت ابھی تک چکور کی طرف تھی۔۔۔۔۔ کیرت

نے چکور کو روکنے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔ پر ضامن ایک جھٹکے سے اسے واپس کھینچ چکا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا رخ ایک پل کے لیے چکور کی طرف سے ہٹا تھا۔۔۔۔۔ اگلے پل جب اسنے سامنے منڈیر پہ دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ محبوب کے در سے درد لے کر وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

کیرت کے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔۔۔۔ ضامن اسے دوبارہ اپنے سامنے کر چکا تھا۔۔۔۔۔ شوخی سے کیرت کو دیکھتے اس نے کیرت کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔ اور اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ملالی۔۔۔۔۔ اسکی نظریں کیرت کی آنکھوں پہ مرکوز تھیں۔۔۔۔۔ پر کیرت کی آنکھوں میں ابھی تک چکور کا ساکت کھڑے وجود کا عکس

تھا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں کا للال کیرت کو اندھیرے میں بھی دکھائی دے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ  
اندر تک بھیک گئی۔۔۔۔۔

اب آپ جائیں یہاں سے"۔۔۔۔۔ اسنے آہستگی سے ضامن کے ہاتھ اپنے گالوں سے  
ہٹائے۔۔۔۔۔ اور اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن ہلکا سا  
مسکایا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہارٹ بیٹ جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ پر اب تم یہ لاکٹ اتارنا مت۔۔۔۔۔ میں  
بہت دل سے لایا ہوں تمہارے لیے"۔۔۔۔۔ کیرت نے ہلکا سا سر ہاں میں  
ہلا دیا۔۔۔۔۔ تو وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔۔۔۔۔

وہاں سے مت جائیں"۔۔۔۔۔ وہ منڈیر تک گیا تھا کہ کیرت نے اسے پیچھے سے آواز  
دی۔۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔ اور اسے کہا "شششش"۔۔۔۔۔ اور  
دبے پاؤں اٹھا کر اسے نیچے مین گیٹ تک لے گئی۔۔۔۔۔ نیم کا درخت اندھیرے میں  
ڈوبا تھا۔۔۔۔۔ گھونسلے کی چڑیا اس وقت سو رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے احتیاط

سے دروازے کا لاک کھول دیا۔۔۔۔۔ ضامن اس پورے عمل میں مسکراتا رہا  
تھا۔۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

آئی لویو"۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔۔۔ جواب میں خاموش "

رہی۔۔۔۔۔ ضامن نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اسکا جواب بھی ہوتا"۔۔۔۔۔

مجھے نہیں آتا آپ پلیز جانیں یہاں سے"۔۔۔۔۔ وہ تپ کر بولی تھی۔۔۔۔۔ ضامن "

نے اسے گھورا۔۔۔۔۔ یعنی غصہ۔۔۔۔۔؟ اسنے کیرت کا ہاتھ چھوڑ کر اپنے ہاتھ سینے پہ باندھ

لیے۔۔۔۔۔ ابھی جو جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اب اس جانے والے کا موڈ بدلتا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جواب دو ورنہ نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔ وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت کا "

سر چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔

آپ کیوں مجھے تنگ کرتے ہیں۔۔۔۔۔؟ ایسے زور زبردستی سے محبت نہیں ملتی"۔۔۔۔۔

پیار سے تم مان بھی تو نہیں رہیں۔۔۔۔۔ اس لیے زور زبردستی تو کرنی ہی پڑے "

گی۔۔۔۔۔ اور رہی بات تمہیں تنگ کرنے کی تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں

تنگ بھی پریشان بھی اور تمہاری پٹائی بھی اگر تم نے میرے لویو کا جواب نہ دیا

تو"۔۔۔۔۔ وہ بے پروائی سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کو غصہ آ گیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت جانیں کھڑے رہیں یہیں"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر دروازہ بند کرنے لگی۔۔۔۔۔ کہ اسنے اپنا ہاتھ دروازے پہ رکھ لیا۔۔۔۔۔

تم نے جواب نہ دیا تو میں یہاں زور زور سے تمہارا نام لے کر اپنی محبت کا اظہار کروں گا"۔۔۔۔۔ اس نے پوری گلی میں نظریں گھمائیں۔۔۔۔۔ وہ پھر سے دھمکیوں پہ اتر آیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بے کسی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

آئی لویو"۔۔۔۔۔ وہ مدہم لہجے سے بولی تھی دل پہ پتھر رکھ کر اس نے کہہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔ اپنے ڈیڈ کی ساری باتیں وہ کب کا بھول چکا تھا۔۔۔۔۔

آئی لویو ٹو، تھری، اینڈ بیسی مور"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر جانے لگا کیرت دروازے میں کھڑی تھی وہ جاتا جاتا رک گیا۔۔۔۔۔ اور کیرت کا سانس بھی۔۔۔۔۔ اب پتہ نہیں اسکے دماغ میں کونسی شیطانی جاگ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا دم خشک ہو گیا تھا اسکے پلٹنے تک۔۔۔۔۔ پر اس نے پلٹ کر کیرت کی طرف فلائنگ کس اچھالی اور ایک آنکھ دبا کر شرارت سے مسکرایا۔۔۔۔۔ پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔۔ اسنے دروازے سے پشت لگا کر تھکا ہوا سانس کھینچا۔۔۔۔۔ پھر وہ تیز قدموں



جانے کا اشارہ کر کے ثریا انکے ساتھ والی کرسی لھینچ کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔۔ وہ گرے  
 شرٹ اور سفید ٹراؤزر میں تیار تھیں۔۔۔۔۔۔ بھورے ڈائی والے بال کا ندھوں پہ  
 بکھرے تھے۔۔۔۔۔۔ کانوں کے بڑے بڑے جھمکے بالوں کی چلمن سے جھانک رہے  
 تھے۔۔۔۔۔۔ ہلکے میک اپ سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ انہوں نے  
 جوس کا جگ اٹھا کر جعفر صاحب کے لیے گلاس بھرا۔۔۔۔۔۔  
 وہ کہاں ہے "۔۔۔۔۔۔؟؟ جعفر صاحب نے جوس کا گلاس تمام کر میز پہ رکھ "   
 دیا۔۔۔۔۔۔ ڈائننگ ہال کا فانوس بجھا تھا۔۔۔۔۔۔ کیونکہ قد آدم کھڑکی سے صبح کی ٹھنڈی  
 کرنیں آرہی تھیں۔۔۔۔۔۔ بنگلے کے پچھلی طرف بنے اس لان کے درخت دھوپ سے  
 نہائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔  
 سو رہا ہے "۔۔۔۔۔۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔۔ جبکہ پیٹ میں گولے بن "   
 رہے تھے۔۔۔۔۔۔ اپنے شوہر کا سنجیدہ چہرہ انہیں مضطرب کرتا تھا۔۔۔۔۔۔  
 رات کو کہاں گیا تھا وہ "۔۔۔۔۔۔؟؟ انکے سوال پہ ثریا نے پہلو "   
 رات کو کہاں گیا تھا وہ "۔۔۔۔۔۔؟؟ انکے سوال پہ ثریا نے پہلو "

بدلا۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ جعفریہ سوال پوچھیں۔۔۔۔۔ مسکراہٹ غائب  
ہوئی۔۔۔۔۔ پریشانی میں ڈھلی۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے اپنی حالت پہ منٹوں میں قابو کیا اور  
پہلے جیسا مسکرائیں۔۔۔۔۔

دوست کے پاس گیا تھا۔۔۔۔۔ کوئی ضروری کام تھا۔۔۔۔۔ آپ فروٹ سلاد لیں "  
نا۔۔۔۔۔ انہوں نے بات گھڑی۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی جعفر صاحب کو دوسرے کام  
میں ابجھانے لگیں۔۔۔۔۔ انہوں نے نظریں اٹھا کر اپنی بیگم کو سنبجگی سے  
دیکھا۔۔۔۔۔

تم اسے صاف الفاظ میں سمجھا دو کے اسکی شادی میں ٹینا سے ہی کروں گا۔۔۔۔۔ اور "  
اس لڑکی، جسے وہ آج کل اپنی پرسنل سیکرٹری بنا کر پھر رہا ہے اسے جلد فارغ  
کرے "۔۔۔۔۔ انہوں نے تنفر سے کہا تھا۔۔۔۔۔ ثریا کے چہرے کی مسکراہٹ پھر  
سے دم توڑ گئی۔۔۔۔۔ کھڑکی سے آتی کرنوں کی تعداد اب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ زمین اپنا  
چکر لے رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ نہیں مانے گا "۔۔۔۔۔

تو مناؤ اسے "۔۔۔۔۔ جعفر صاحب نے جوس کا گلاس اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔ ثریا "  
نے التجائیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

وہ پھر بھی نہیں مانے گا۔۔۔۔۔ آپ کو پتہ وہ کتنا جذباتی ہے۔۔۔۔۔ اور ٹینا سے اسکی نہیں " بنتی "۔۔۔۔۔ جعفر صاحب نے انکے کمزور جوازوں کو روکنے کے لیے ہاتھ بلند کیا۔۔۔۔۔ جو س کا گلاس رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

میں باپ ہوں اسکا۔۔۔۔۔ وہ میرا باپ نہ بنے تو اس کے لیے اچھا ہوگا۔۔۔۔۔ اگر " میں اپنی آئی پہ آگیا تو۔۔۔۔۔ اسے اب کی بار اتنی دور بھیج دوں گا کہ پوری زندگی واپس نہیں آسکے گا "۔۔۔۔۔ اور اس طرح سے آپ کو لگتا ہے وہ مان جائے گا "۔۔۔۔۔؟؟ وہ "

زنحی سا مسکرا کر پوچھنے لگیں۔۔۔۔۔ جعفر صاحب کا ہاتھ نیچے ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ جاتے تھے ضامن کو۔۔۔۔۔ انہوں نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ میں اسکا دشمن نہیں ہوں ٹینا سے شادی اسکے لیے بہت فائدے مند ہوگی "۔۔۔۔۔ " آپ کے بزنس کے لیے بھی "۔۔۔۔۔ انہوں نے تلخی سے کہا۔۔۔۔۔ جعفر صاحب " نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔۔۔

کم آن ثریا۔۔۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ " میری اولاد ہے اور میری محبوب اولاد "۔۔۔۔۔ جعفر صاحب کو اپنے والد صاحب

سے بہت محبت تھی۔۔۔۔۔ ضامن کی آنکھیں اپنے دادا جیسی تھیں۔۔۔۔۔ شاید اسی لیے  
 ضامن سے انکی محبت الگ ہی تھی۔۔۔۔۔ ثریا انہیں دیکھتی کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔  
 آپ اگر اسکی بھلائی چاہتے ہیں تو ویسا کریں جیسا وہ چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اور اگر آپ اپنی "  
 چلانا چاہتے ہیں تو ایک بات سن لیں جعفر"۔۔۔۔۔ انہوں نے انکی آنکھوں میں جھانکا  
 اور بولیں۔۔۔۔۔

اگر میرے بیٹے کو آپ کی ضد کی وجہ سے کچھ ہو گیا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں "  
 گی۔۔۔۔۔ وہ دوسری دفعہ مرتا مرتا بچا ہے۔۔۔۔۔ پہلی بار والا آپ کو یاد  
 ہوگا۔۔۔۔۔ دوسری بار والا میں یاد کروا دیتی ہیں"۔۔۔۔۔ جعفر صاحب دم سادھے  
 انہیں سن رہے تھے۔۔۔۔۔ سورج اب کچھ کچھ کھڑکی سے دکھائی دینے لگا  
 تھا۔۔۔۔۔ کرنیں ہال کو روشن کر رہی تھیں۔۔۔۔۔  
 ابھی جو کچھ دنوں پہلے اسکی کلانی کٹی تھی۔۔۔۔۔ وہ بھی اس نے اس لڑکی کی وجہ سے ہی کاٹی "  
 تھی۔۔۔۔۔ اور پتہ ہے وجہ کیا تھا اتنا بڑا قدم اٹھانے کی"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے رک کر

سوال کیا پر وہ خاموش رہے۔۔۔۔۔ ان کی آنکھیں اپنی بیوی پہ جمی تھیں۔۔۔۔۔





دوپہر کا وقت تھا آفس کی میں اسٹاف لہجے کے لیے جا رہا تھا تبھی کیرت کے کین کا دروازہ کھلا۔۔۔۔۔

آؤہارٹ بیٹ لہجے کرنے چلتے ہیں "۔۔۔۔۔ وہ شوخ لہجے سے بولتا اندر داخل ہوا "۔۔۔۔۔ سفید پینٹ پہ سکائے بلیوں ٹی شرٹ کے ساتھ سلویو لیس بلیک جیکٹ پہن کر وہ پینٹ کی جیموں میں ہاتھ ڈالے اسکے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھیں کیرت پہ جمی تھیں۔۔۔۔۔ بال ماتھے پہ بکھرے چمک رہے تھے کیرت نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

میں نہ آؤں تو "۔۔۔۔۔؟؟ اسنے صرف پوچھا۔۔۔۔۔ بس ویسے ہی۔۔۔۔۔ "۔۔۔۔۔ تو میں تمہارا ہاتھ پکڑوں گا اور زبردستی لے جاؤں گا سہیل "۔۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے "۔۔۔۔۔ بولا۔۔۔۔۔ چہرے پہ مسکراہٹ تھی گالوں پہ ٹمپلز۔۔۔۔۔ کیرت گہرا سانس لے کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

پرس ہاتھ پہ لٹکایا اور اسکے پاس آگئی۔۔۔۔۔ بلیک قمیص شلوار اور ہم رنگ دوپٹے کو سینے پہ پھیلا کر اسنے بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں سرما اور لبوں پہ ہلکی سی لب گلوڑ۔۔۔۔۔

تمہارا لاکٹ کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت کی گردن سنسان دیکھی تو پوچھنے " لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے پرس میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔۔ اور لاکٹ نکال کر اسکے سامنے کر دیا۔۔۔۔۔

میں نے کہا تھا اسے تم نہیں اتارو گی"۔۔۔۔۔ اسکے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گیا۔۔۔۔۔ چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔۔۔۔۔

پہنے رکھتی اگر میرے آگے پیچھے کوئی نہ ہوتا۔۔۔۔۔ جو مجھ سے پوچھ گچھ نہ کرتا کہ یہ اتنا مہنگا لاکٹ راتوں راتوں میرے پاس کہاں سے آگیا"۔۔۔۔۔؟ ضامن نے بھنوسیں سکڑیں۔۔۔۔۔

تو تم بتا دو کہ یہ میں نے دیا ہے"۔۔۔۔۔ اسنے شانے اچکائے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔۔ وہ کسے بتا رہی ہے۔۔۔۔۔ جو کبھی نہیں سمجھے گا۔۔۔۔۔ اب نہیں اتاروں گی"۔۔۔۔۔ کیرت نے دوبارہ لاکٹ پہن لیا۔۔۔۔۔ ضامن اسکے سامنے آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ اپنا ہاتھ کیرت کے چہرے کے پاس لایا۔۔۔۔۔ اور اسکے گال پہ چٹکی بھری۔۔۔۔۔ مائی ہارٹ بیٹ"۔۔۔۔۔ کیرت اسکی حرکت پہ جھینپ کر رہ گئی۔۔۔۔۔ پر وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کیبن سے باہر لے گیا تھا۔۔۔۔۔



ہاں تو ہم سے چھپائیں گی آپ۔۔۔۔؟ ہم سے۔۔۔۔؟ ہونہ سوچ ہے آپ " کی۔۔۔۔۔ کیرت کا سانس اٹک گیا۔۔۔۔ اس نے ڈرتے ڈرتے امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ امی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

آنکھیں اداس تھیں۔۔۔۔۔ "ہماری محبت کا یہ صلہ دیا تم نے"۔۔۔۔۔؟ امی کی بولتی نظروں نے کیرت کا دل مسل دیا۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ کی۔۔۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔۔۔؟ اس نے خوف کی حالت میں "پوچھا۔۔۔۔۔ خطرے کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی دل کی دھڑکنوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ دھک دھک۔۔۔۔۔ ٹن ٹن۔۔۔۔۔ اوپر کون آوے ہے ناہنجار"۔۔۔۔۔؟ دادی پھنکاریں۔۔۔۔۔ کیرت کا دم نکل گیا۔۔۔۔۔ دل کیا دونوں ہاتھ کانوں پہ رکھ کر کہے۔۔۔۔۔ "نہیں یہ جھوٹ ہے"۔۔۔۔۔ پروہ یہ کر نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ چھت پہ تو "کوئی" آتا تھا۔۔۔۔۔



سنائے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ امی نے سوال کیا تھا۔۔۔۔۔ اس سے کچھ پل کے لیے  
سنبھلا نہ گیا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔۔ می۔۔۔۔۔ یہ میں۔۔۔۔۔ لائی تھی۔۔۔۔۔ ہر روز لاتی تھی۔۔۔۔۔ پر کھانے کا دل " نہیں کرتا تھا تو اوپر الماری میں رکھ دیں اس میں کونسی بڑی بات ہے "۔۔۔۔۔ اس نے اپنی امی کو دیکھا۔۔۔۔۔ "آپ کو پتہ ہی ہے کہ مجھے بچپن سے چیزیں جمع کرنے کا شوق ہے "۔۔۔۔۔ وہ اب کافی سنبھل چکی تھی۔۔۔۔۔ بڑی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ کیرت کی صفائی اسکی بے گناہی کے لیے کافی تھی۔۔۔۔۔ یہ بات سب جانتے تھے کہ وہ چیزیں لا کر جمع کرتی ہے۔۔۔۔۔ امی نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ افسوس سے ملال سے۔۔۔۔۔ اور کھڑی ہو کر باہر چلی گئیں۔۔۔۔۔ کیرت نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔۔ دادی اور علیزہ اب اسے گھور رہی تھیں۔۔۔۔۔ اب کی بار کیرت مسکرائی۔۔۔۔۔ فاتحانہ۔۔۔۔۔ بالوں کی لٹ منکل کر انگلی پہ لپیٹی۔۔۔۔۔ کوشش اچھی تھی میری بہن۔۔۔۔۔ پر اپنی جاسوسی کا ہوم ورک اچھے سے کروگی تو ایک دن کامیاب بھی ہو جاوگی "۔۔۔۔۔ وہ چلتی علیزہ کے پاس آگئی۔۔۔۔۔ علیزہ کچھ بولنے لگی۔۔۔۔۔ کہ کیرت نے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

بولومت سنو۔۔۔۔۔ بلکہ بتاؤ۔۔۔۔۔ وہ خوشگوار لہجے سے اب بول رہی تھی۔۔۔۔۔"

بتاؤ ایش کیسا ہے۔۔۔۔۔؟؟ کیرت کا سوال علیزہ پہ ہم کی طرح"

گرا۔۔۔۔۔ ٹھا۔۔۔۔۔ علیزہ پوری گھوم گئی۔۔۔۔۔

ارے تم تو حیران ہو گئیں۔۔۔۔۔ اس میں حیران ہونے والی کونسی بات ہے۔۔۔۔۔؟"

کافی وقت ہو گیا ہے تمہیں تو اس سے بات کرتے۔۔۔۔۔ کیرت نے کہہ کر ساری

چاکلیٹس شاپر میں ڈالیں۔۔۔۔۔ پھر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔

مبارک ہو آپ کا داماد ڈھونڈ لیا ہے آپ کی پوتی نے بالکل آپ پہ گئی ہے۔۔۔۔۔ آپ"

ہی کہتی تھیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دبے الفاظ میں دادی کو دو نمبر کہہ گئی تھی۔۔۔۔۔ دادی کچھ

بولنے کی حالت میں نہ تھیں۔۔۔۔۔ اور علیزہ ابھی تک نہیں سنبھلی تھی۔۔۔۔۔ کیرت داخلی

دروازے کے پاس جا کر رک گئی۔۔۔۔۔

تم بھول رہی ہونا ولز پڑھنے تم نے مجھ سے ہی سیکھے ہیں۔۔۔۔۔ تو مجھ پہ نظریں مت رکھو"

اپنی فکر کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرت کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ علیزہ نے پیچھے سے تخت

پہ مکا مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر کیرت کمرے سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



سر کے کین میں چلی جائیں"۔۔۔۔۔ کیرت نے گردن ہلا دی۔۔۔۔۔

وہ ضامن کے کین میں داخل ہوئی تو ٹھٹک کر رک گئی۔۔۔۔۔ پاور چیر پہ کوئی اور بیٹھا تھا جس کی پشت کیرت کی جانب تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے دروازہ ناک کیا۔۔۔۔۔

آجاؤ"۔۔۔۔۔ نسوانی آواز اسے ابھائی کیرت قدم قدم چلتی آگے بڑھی۔۔۔۔۔ پاور

چیر بھی گھومنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت کے وہاں تک پہنچتے چیر پہ بیٹھی ضامن کی ممی کا چہرہ اس کے سامنے تھے۔۔۔۔۔ کیرت چہرہ دیکھتے ہی پہچان گئی تھی کہ یہ ضامن کی امی ہیں۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔۔۔۔۔ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی نے کھڑے ہو کر کیرت کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔۔۔۔۔ چہرے کے تاثر بدل گئے۔۔۔۔۔

تم ہو وہ جسے میرا بیٹا پسند کرتا ہے"۔۔۔۔۔ انکا انداز عجیب تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو

انکا یہ پوچھنا اچھا نہ لگا۔۔۔۔۔ جیسے ضامن کی ممی کو کیرت نہیں لگی تھی۔۔۔۔۔ اچھی۔۔۔۔۔ انکا بیٹا کہاں اور یہ کہاں۔۔۔۔۔ بے جوڑ۔۔۔۔۔ انہوں نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کے لیے ہمدردی جو انکے دل میں یہاں آنے سے پہلے تھی کیرت کو دیکھتے ہی وہ سب اڑن چھو ہو گئی۔۔۔۔۔

انکے سوال پہ کیرت خاموش رہی۔۔۔۔۔ انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

بیٹھو"۔۔۔۔۔ کہہ کر وہ خود دوبارہ چنیر پہ بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ کیرت خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

مجھے دیکھ کر حیران تو ہو گئی ہوں گی تم۔۔۔؟ پر خیر کوئی بات نہیں میں تم سے ملنا چاہتی تھی" اس لیے اتنی صبح آفس

آگئی۔۔۔۔۔ وہ ابھی سو رہا تھا۔۔۔۔۔ تو میں نے کہا میں جا کر تمہیں کہی دے دیتی ہوں"۔۔۔۔۔ وہ کیرت کو چھتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسے انکی نگاہیں خود میں تیر کی طرح اترتی محسوس ہونیں۔۔۔۔۔ اسکے کسی قسم کا جواب نہ دینے پہ ضامن کی ممی دوبارہ بولیں۔۔۔۔۔

میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔ میں نے سوچا تھا تم کوئی بہت خوبصورت لڑکی ہوگی جسے " دیکھ کر میرا بیٹا پاگل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ پر تم میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جسے دیکھ کر کوئی اتنا دیوانہ ہو۔۔۔۔۔ سوائے آنکھوں کے"۔۔۔۔۔ وہ مسکائیں۔۔۔۔۔ "تمہاری آنکھیں

خوبصورت ہیں بڑی بڑی"۔۔۔۔۔ انکی باتیں کیرت کو دکھ پہنچا رہی تھیں۔۔۔۔۔ انکا یہ طنز۔۔۔۔۔ اسکے دل پہ کسی زنگ آلود کھنجر کی طرح چل رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا خون ابلنے لگا تھا۔۔۔۔۔ انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کیرت میں نقص نکالیں۔۔۔۔۔

تم بھی میرے بیٹے سے محبت کرتی ہو"۔۔۔۔۔؟ ثریا نے کیرت سے سوال کیا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ نظروں میں انگارے سے جلنے لگے تھے

نہیں میں آپ کے بیٹے سے محبت کیا اسے پسند بھی نہیں کرتی"۔۔۔۔۔ کیرت کے جواب پہ انکے چہرے پہ تلخی زدہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔  
تمہیں کیا ضرورت ہے محبت کرنے کی میرے بیٹے کی محبت کافی ہے تم کرو نہ کرو۔۔۔۔۔ پروہ تو مر جا رہا ہے تمہارے پیچھے"۔۔۔۔۔  
میں نے نہیں کہا اسے کہ وہ مجھ پہ مرے۔۔۔۔۔ میں تو چاہتی ہوں وہ زندہ رہے۔۔۔۔۔ خوش رہے۔۔۔۔۔ کسی اور کے ساتھ رہے۔۔۔۔۔ میں

جانتی ہوں میں اسکے لائق نہیں ہوں"۔۔۔۔۔  
تو پھر اسے کہہ کیوں نہیں دیتیں کہ وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے"۔۔۔۔۔ انہوں نے ٹیبل پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔۔ لہجہ سخت ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔ پر اس نے اپنے حواس پہ قابو رکھا۔۔۔۔۔ ہمت سے بولی





آئیں تو سامنے لاؤنج سے آتا ضامن انہیں نظر آیا۔۔۔۔۔ وہ اپنی ممی کو دیکھ کر انکے پاس گیا۔۔۔۔۔

آپ آج آفس گئی تھیں ممی"۔۔۔۔۔؟؟ وہ خوش لگتا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے بس " سر ہلادیا۔۔۔۔۔ چہرے پہ ضامن کا مسکراتا چہرہ دیکھ مسکان آگئی تھی۔۔۔۔۔ اس سے ملنے گئی تھیں"۔۔۔۔۔؟؟

ہاں"۔۔۔۔۔ " پھر کیسی لگی وہ"۔۔۔۔۔؟؟ وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے اسکا " چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔۔۔۔۔ جیسی تمہیں لگتی ہے"۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنی ممی کے ہاتھ تھام

لیے۔۔۔۔۔

ممی اسکے گھر جائیں میں اسے جلد از جلد اپنا بنانا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔

اس نے بتایا ہے تمہیں میرے آفس آنے کا"۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے ضامن کا سوال " نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔

پریشہ آج جلدی چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ میرے جانے سے پہلے۔۔۔۔۔ پر مجھے اسٹاف نے " بتایا تھا کہ آپ آئی تھیں۔۔۔۔۔ پھر میں نے اسے فون کیا تو وہ بتا رہی تھی کہ اسکے گھر میں کوئی کام تھا اس لیے چلی گئی۔۔۔۔۔ آپ کی بہت تعریف کر رہی تھی می پریشہ "۔۔۔۔۔ وہ کھلے ہوئے چہرے سے انہیں اب کیرت کی کہی باتیں بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ ثریا چپ کر کے سنتی رہیں۔۔۔۔۔ جب وہ چپ ہو گیا تو اسکی می نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اگر اسے کچھ ہو جائے تو زندہ رہ لو گے ضامن "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن نے نا سمجھی سے اپنی " می کو دیکھا۔۔۔۔۔

یہ کیسا سوال ہے "۔۔۔۔۔؟؟

بتاؤ اگر قدرت تمہیں اس سے جدا کر دے تو رہ لو گے اس کے بغیر "۔۔۔۔۔؟؟ انہوں نے اپنا سوال دہرایا۔۔۔۔۔ ضامن نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

اسے کبھی بھی کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ اور اگر ہو گیا تو مجھے بھی موت سے ڈر نہیں لگتا " می "۔۔۔۔۔ وہ سرد مہری سے بولا تھا اسکی می مسکرا دیں۔۔۔۔۔



سنور کو مجھے تم سے بات کرنی ہے پریشہ "۔۔۔۔۔"

سوری سر مجھے گھر جانا ہے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے آفس کا سارا اسٹاف جا چکا " ہے "۔۔۔۔۔" اس نے پلٹنے کی زحمت نہ کی اپنا پرس ہاتھ پہ درست کیا اور کین سے نکلنے لگی ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ ضامن نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکا چہرہ اپنی جانب کیا۔۔۔"

یہ کیا کر رہے ہیں آپ چھوڑیں میرا ہاتھ "۔۔۔۔۔" وہ ضامن کے اس عمل پہ گھبرا گئی " اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی پر ضامن کی گرفت مضبوط تھی اور اس کے بڑھتے قدم کیرت کے قدم پیچھے کر رہے تھے اسکی پشت کین کے کانچ

کے دروازے سے جا لگی ضامن نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔"

میں نے تم سے بات کرنی ہے "۔۔۔۔۔" کیرت کی سر دمہری اسے غصہ دلا گئی " تھی۔۔۔۔۔" اس نے کیرت کے دونوں اطراف کانچ کے دروازے پہ ہاتھ رکھے اور اسکی طرف جھک کر کہا تھا اس کے اتنے قریب ہونے سے کیرت کا جیسے دم نکلنے لگا ہو۔۔۔۔۔"



میں نہ آفس آؤں گی نہ ہی پرپوزل ایکسپٹ کروں گی"

سمجھے آپ"۔۔۔؟ اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

تم یہ دونوں کام کرو گی ورنہ"۔۔۔۔۔ وہ بڑے سکون سے بول رہا تھا۔۔۔"

ورنہ کیا"۔۔۔؟" کیا کریں گے آپ"۔۔۔؟؟ وہ بے اختیار غصے سے چلائی۔۔۔"

ہمسہم ورنہ"۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "ورنہ میں تمہیں اٹھا کر لے"

جاؤں گا سہیل"۔۔۔۔۔ ضامن اپنا دایاں ہاتھ کانچ کے دروازے سے ہٹا کر اسکے چہرے

کے قریب لایا اور نرمی سے اسکی ناک پکڑ کر ہلاتی پھر مسکراتا ہوا دوسرے دروازے سے

باہر نکل گیا۔۔۔

میرا لیب ٹاپ اٹھاتی لانا میں نیچے گاڑی میں تمہاری انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔"

ضامن نے جاتے جاتے کہا اور وہ پتھر کی بنی دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی جسم میں

جیسے خون نے گردش چھوڑ دی ہو۔۔۔۔۔ وہ اب کیا کرے گی۔۔۔؟؟ یہ شخص کسی

صورت اسکی نہیں مانتا اور کل جو کچھ اسکی مہی کہہ کر گئیں اس سے کیرت اندر تک زخمی

ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کیا اسکے گھر والے کم تھے اسے کم تر کہنے اسکے کم صورت ہونے کا



ان چہروں کو بھی سچ مانا۔۔۔۔  
پر پھر ایک روشن دن ہوا۔۔۔  
اس دن پھر کچھ یوں ہوا۔۔۔۔  
مجھے چہرے پڑھنے آنے لگے۔۔۔۔  
مجھے اس وقت پھر معلوم ہوا۔۔۔۔  
یہ جو سارے چہرے ہیں۔۔۔۔  
اور ان پہ جو ہمدردی ہے۔۔۔۔  
یہ سچ نہیں سب طلسم ہے۔۔۔۔  
میرے قریب ہی میرے رقیب ہیں۔۔۔۔  
جو میری جڑیں کاٹ رہے ہیں۔۔۔۔  
جو مجھے گرانے، جھکانے میں لگے ہیں۔۔۔۔

---

---

وہ اسکا لپ ٹاپ اٹھا کر آفس سے باہر آئی تو وہ سامنے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ اسنے کیرت کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بے تاثر چہرے سے چلتی گاڑی تک آئی کھلے دروازے سے لپ ٹاپ پٹختے کے انداز سے سیٹ پہ رکھا اور چادر کا پلو زور سے اپنے کاندھے پہ ڈال کر سیدھی چلنے لگی۔۔۔۔۔ وہ جو مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی مسکان اڑن چھو ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔۔۔۔۔ کیرت نے رفتار بڑھالی۔۔۔۔۔ ضامن بھاگ کر اسکے سامنے آیا۔۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھو"۔۔۔۔۔ اسنے ضامن کو دیکھا بھی نہیں۔۔۔۔۔ سنا تو کیا ہو" گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف ہوئی اور پھر سے چلنے لگی۔۔۔۔۔ وہ چند ثانیے رکا۔۔۔۔۔ یہ وہ کیرت نہیں تھی۔۔۔۔۔ جس سے وہ بہت دنوں سے مل رہا تھا۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔۔؟ اسنے اب کی بار بڑھ کر اسکی کلائی تھامی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے سرد نظروں سے ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ سختی سے اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑائی اور بغیر کچھ کہے چلنے لگی وہ سڑک پہ آگئی گاڑیاں سڑک پہ رواں تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے ایک ٹیکسی کو ہاتھ بلند کر کے روکا۔۔۔۔۔ ٹیکسی رک گئی۔۔۔۔۔ اور اسکا ہوا میں بلند ہاتھ ضامن سختی سے پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ پوری قوت سے اسے اپنی طرف کھینچا کہ کیرت لڑکھڑا

گئی۔۔۔۔۔ اور اس کے سینے سے جالگی۔۔۔۔۔ اس نے کسی کی بھی پروا کیے بغیر اسکی کمر کے گرد بازو حائل کیا۔۔۔۔۔ کیرت کی خوف سے آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔۔ کیوں نئے نئے بہانوں سے مجھے پریشان کرتی ہو؟۔۔۔۔۔ مجھے بتاؤ گی نہیں تو مجھے پتہ کیسے " چلے گا کہ تمہیں پریشانی

کیا ہے۔۔۔۔۔؟ کیوں مجھے اذیت دیتی رہتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ نہ لہجہ سخت تھا۔۔۔۔۔ نہ نرم۔۔۔۔۔ کچھ جذبات تھے جو چھلکنے لگے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ ٹیکسی اسکے پاس آگئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے ٹیکسی والے کو دیکھا۔۔۔۔۔

تم جاؤ انہوں نے جہاں جانا ہو گا میں چھوڑ دوں گا"۔۔۔۔۔ ٹیکسی والے نے نا سمجھی سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس نے ایک جھٹکے سے خود کو ضامن سے دور کیا تھا۔۔۔۔۔ مجھے جانے دیں سر مجھے دیر ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ اسنے سر پہ زور دیا۔۔۔۔۔ ضامن سمجھ گیا تھا کچھ غلط ضرور ہے۔۔۔۔۔ ٹیکسی والا کھڑکی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ آتی جاتی گاڑیوں سے بھی لوگ انہیں دیکھتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

پریشے بس بہت ہو گیا"۔۔۔۔۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو ضامن نے کیرت کا ہاتھ " زبردستی کھینچنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ ٹیکسی والا مدد کے لیے باہر آیا۔۔۔۔۔ کیرت بھی چیخی۔۔۔۔۔

مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ چھوڑیں مجھے"۔۔۔۔۔ ٹیکسی والا بھاگ کر ضامن کے " آگے آیا۔۔۔۔۔

اوہیر و کیوں پریشان کر رہا ہے انہیں بلاؤں کیا پولیس کو"۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے کھا " جانے والی نظروں سے گھورا۔۔۔۔۔

اول تو مجھے پولیس سے ڈر نہیں لگتا اور دوسرا تم میں اتنا دم خم ہے کہ ان میڈم کو مجھ سے " چھڑا سکو تو کوشش کر کے دیکھ لو"۔۔۔۔۔ وہ چاچا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ ٹیکسی والا کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا۔۔۔۔۔

رہن۔۔۔۔۔ رہنے دیں آپ جائیں"۔۔۔۔۔ کیرت نے شو فر کو فوراً روکا وہ ضامن کی سبز " آنکھوں میں اترتی وحشت صاف دیکھ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو اسکی وجہ سے نقصان ہو۔۔۔۔۔ ضامن نے سنجیدگی سے کیرت کو دیکھا اور اسے اپنے

ساتھ لے جانے لگا۔۔۔۔۔ شو فر پیچھے کھڑا رہ گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے۔؟ بتاؤ مجھے کسی نے کچھ کہا ہے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسے اپنی گاڑی کے پاس لے آیا تھا۔۔۔۔۔ آفس کے اس سنسان احاطے میں وہ دونوں تن تنہا کھڑے تھے۔۔۔۔۔ آسمان پہ بادل تھے۔۔۔۔۔ چاند نہ تھا تارے بھی کم تھے۔۔۔۔۔ کہیں کہیں اکادکا۔۔۔۔۔

جامنی قمیض اور سفید ٹراؤزر کے ساتھ ہم رنگ سفید اور جامنی کنٹر اس والے شفون کے دوپٹے کو گلے میں ڈال کر اس نے کالی چادر خود پہ لپیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ غزالی آنکھوں میں سرماتا تھا۔۔۔۔۔ ہلکا سا لاسر اور خم دار پلکوں پہ مسکارا۔۔۔۔۔ گندم رنگ چہرے پہ ہلکا ہلکا میک اپ تھا۔۔۔۔۔ اور ہونٹوں پہ لپ گلو۔۔۔۔۔ وہ دن بدن نکھرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سینے پہ باندھ کر وہ دوسرے سے پرس پکڑے اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ غزالی آنکھیں جھکی تھیں۔۔۔۔۔

مجھے جانے دیں ضامن "۔۔۔۔۔ اسنے پلکیں اٹھائیں۔۔۔۔۔ ان پہ موتی چمک رہے " تھے۔۔۔۔۔ ضامن کے دل میں ٹیس اٹھی۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ اسکے اور قریب ہوا۔۔۔۔۔

تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔؟ کس نے کچھ کہا ہے تمہیں بتاؤ۔۔۔۔۔؟ بتاؤ مجھے " پریشہ؟ "۔۔۔۔۔ وہ کہتا کہتا رکا۔۔۔۔۔ "میر۔۔۔۔۔ میری کوئی بات بری لگی ہے۔؟ میری

وجہ سے رو رہی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ پریشان ہو گیا تھا اس کے ان سوالوں کے درمیان اسکی  
 مہی کی باتوں کی بازگشت برابر تھی۔۔۔۔۔ "کڑوا گھونٹ"۔۔۔۔۔  
 تم میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جسے دیکھ کر کوئی اتنا دیوانہ ہو"۔۔۔۔۔"  
 کیرت نے کرب سے آنکھیں میچ لیں پھر اس نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔

میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔۔۔۔۔ نہیں ہوں میں ایسی جسے کوئی پسند"  
 کرے۔۔۔۔۔ جس سے محبت کی جائے۔۔۔۔۔ جس کے پیچھے دیوانہ ہوا  
 جائے۔۔۔۔۔ آپ بھی میرے پیچھے اپنی زندگی برباد نہ کریں"۔۔۔۔۔ جینز کی پینٹ پہ  
 بلیک شرٹ اور سلویولیس بازوؤں والی جیکٹ والا ضامن ٹرپ کے اسکے قریب  
 ہوا۔۔۔۔۔ پر کیرت اسکے ہاتھ بڑھاتے ہی اس سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکا ہاتھ بلند  
 رہا۔۔۔۔۔ خالی رہا۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں نے اپنی محبت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو اس سے دور  
 تھی۔۔۔۔۔ دور ہونے کی باتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ کھوئے ہوئے۔۔۔۔۔ دکھ سے بھرے لہجے"  
 میں بولا۔۔۔۔۔ غزالی آنسوؤں سے بھری آنکھیں اب رونے سے سرخ ہونے لگی  
 تھیں۔۔۔۔۔

آپ کی ایک اس محبت نے مجھے ہر ایک سے ذلیل کروادیا ضامن۔۔۔۔۔ پہلے مجھے " میرے گھر والے برا بھلا کہتے تھے اب سب مجھے دو نمبر کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اب ہر کوئی مجھ پہ انگلیاں اٹھا کر چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔ جسے موقع ملتا کہہ دیتا ہے کہ تم محبت کے لائق ہی نہیں ہو۔۔۔۔۔ آنسوؤں گلے میں پھنس گئے اس نے تھوک ننگلا۔۔۔۔۔

میں مانتی ہوں میں نہیں ہوں کسی کے بھی لائق۔۔۔۔۔ جب۔۔۔۔۔ جب مجھے میرے " جیسے لوگوں نے ٹھکرا دیا تو آپ کے ساتھ کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ مجھے اور پریشان نہ کریں۔۔۔۔۔ مجھے میری زندگی جینے دیں۔۔۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے کسی کی محبت۔۔۔۔۔ کسی کی بہرہ بردی۔۔۔۔۔ میرے پیچھے اب مت آئیے گا۔۔۔۔۔ ورنہ مرنا صرف آپکو ہی نہیں آتا۔۔۔۔۔ مر میں بھی سکتی ہوں "۔۔۔۔۔ آنکھوں کے آنسوؤں کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی وہ پلٹ گئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن پیچھے کھڑا

سائیں سائیں کرتے دماغ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو بڑے ڈگ بھرتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ضامن ساری بات سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ کہ جو کیرت نے پہلے فون پہ کہا



ضامن۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں نے۔۔۔۔۔ انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب وہ ایسا کیا کہیں کہ ضامن کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔۔۔۔۔

آپ نے اسکی انسلٹ کی۔۔۔۔۔؟؟ آپ نے اسے برا بھلا کہا۔۔۔۔۔؟ وہ بولتا ہوا انکے کچھ قریب آیا۔۔۔۔۔ "آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی"۔۔۔۔۔ وہ دھاڑا۔۔۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پہ جو کچھ رکھا تھا

اسنے وہ سب ہاتھ مار کر گر دیا۔۔۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پہ رکھی گھڑی کا شیشہ ٹوٹ کر اسکی ہتھیلی میں جا لگا۔۔۔۔۔ خون قطرہ قطرہ نکلنے لگا۔۔۔۔۔ اسکا بہتا خون دیکھ کر اسکی ممی اسکی طرف لپکیں۔۔۔۔۔

وہیں رک جائیں۔۔۔۔۔ اسنے زخمی ہاتھ بلند کیا۔۔۔۔۔ پھر شعلہ اگلتی آنکھوں سے "اپنی ممی کو دیکھا۔۔۔۔۔"

اس نے مجھے کہا کہ میں اس سے محبت کرنا چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ اور اگر میں اب اسکے پیچھے گیا تو وہ خود کو ختم کر لے گی۔۔۔۔۔ اور ممی اگر اس نے اپنے آپ کو زرا سا بھی نقصان پہنچا لیا تو میں قسم سے اپنا حشر ایسا کروں گا کہ آپ کی روح تک کانپ جائے گی مجھے دیکھ کر، یاد رکھیے گا"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کمرے سے جانے لگا۔۔۔۔۔ ڈریسنگ کی چیزیں بھی





اس نے اتر کر پھینک دی تھی۔۔۔۔۔ ہتھیلی کا خون ہتھیلی پہ ہی سوکھ گیا  
تھا۔۔۔۔۔ اسکی نظریں چھت پہ تھیں۔۔۔۔۔ کیرت اسے اسکی ممی کے جانے کے  
بعد سے ہی کچھ بدلی بدلی سی لگی۔۔۔۔۔ پر آج جو کچھ کیرت نے کہا۔۔۔۔۔ اس بات سے  
ضامن کو پکا اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکی ممی نے ہی کیرت کو کچھ الٹا سیدھا کہا ہے۔۔۔۔۔ تبھی  
آج اس نے ضامن کو خود سے دور ہونے کا کہہ دیا۔۔۔۔۔ ضامن کو اپنی ممی پہ بہت  
غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو سمجھتا تھا اسکی ممی اسکی محبت کو سمجھنے لگی ہیں پر اسکی ممی  
ہی۔۔۔۔۔ ضامن نے اضطراب سے کروٹ بدلی۔۔۔۔۔ نظر موبائل پہ  
پڑی۔۔۔۔۔ اسنے فوراً موبائل اٹھا کر کیرت کو کال ملائی۔۔۔۔۔ رنگ جا رہی  
تھی۔۔۔۔۔ پر وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کال کرتا رہا پر وہ کال اٹھا ہی  
نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ آخر اس نے تنگ آ کر موبائل بیڈ پہ اچھا ل دیا۔۔۔۔۔ اور اپنا سر  
دونوں ہاتھوں سے دبایا۔۔۔۔۔ سر میں درد کی ٹیسس اٹھنے لگی تھیں۔۔۔۔۔  
ضامن نے اٹھ کر کھڑکی کھولی تو باہر تیز ہوا نہیں چل رہی تھیں بادل گرج رہے  
تھے۔۔۔۔۔ دور کہیں بجلیاں بھی چمکتی دکھائی دیتی تھیں۔۔۔۔۔ اسے چین نہیں آ رہا  
تھا۔۔۔۔۔ اسنے بالکونی میں جا کر گہرے گہرے سانس لیے۔۔۔۔۔ پر سکون نہ



کنیٹنز چلتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دور جا کر وہ رک گیا۔۔۔۔۔ اسکے راستے میں ایک گاڑی  
 حائل تھی۔۔۔۔۔ جس کی ہیڈ لائٹس جل رہی تھیں۔۔۔۔۔ پھر اس گاڑی کی ڈرائیونگ  
 سیٹ کا دروازہ کھل اور اس میں سے ایک سیاہ برساتی پہنے سر پہ ہڈ لیے ایک عورت  
 نکلی۔۔۔۔۔ چہرہ ہڈ کی وجہ سے نظر نہ آتا تھا۔۔۔۔۔ وہ چلتی کنیٹنز کے پاس  
 آ گئیں۔۔۔۔۔ کنیٹنز میں سے بھی جاسوس نکلا آیا تھا۔۔۔۔۔

کہاں ہے وہ۔۔۔؟ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔ جاسوس نے سر کو خم دیا اور "  
 اسے کنیٹنز کے دروازے کے پاس لے گیا۔۔۔۔۔ دروازہ کھول کر اس نے اپنے موبائل  
 کی روشنی آن کی۔۔۔۔۔ اندھیر میں ڈوبا کنیٹنز روشن سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جاسوس کی  
 ہمراہی میں چلتی وہ برساتی میں ملبوس عورت کنیٹنز میں داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ کیرت کے  
 پاس جا کر اسنے کیرت کے بازو پہ اپنا جو تار کھا۔۔۔۔۔ اور پورا زور دے  
 دیا۔۔۔۔۔ کیرت کرب سے

کراہنے لگی۔۔۔۔۔ ہڈ کے ہالے میں موجود چہرے پہ تلخی آمیز مسکراہٹ پھیل  
 گئی۔۔۔۔۔ عورت نے جاسوس کی طرف ہاتھ کیا۔۔۔۔۔ اس نے فوراً عورت کے ہاتھ

میں پانی کی بوتل اور موبائل رکھ دیا جس کی روشنی سے کنٹینر روشن تھا۔۔۔۔۔۔ اس عورت نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور پانی کیرت کے چہرے پہ انڈیل دیا۔۔۔۔۔۔ کیرت نے چہرے پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔۔ داغ ہوش میں آنے لگا تھا موبائل کی روشنی سے آ نکھیں کھونا مشکل ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنے گیلے چہرے اور آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔۔۔۔ پانی ابھی بھی گر رہا تھا جب بوتل کا پانی ختم ہو گیا تو وہ عورت کیرت پہ جھکی۔۔۔۔۔۔ اسکے منہ کو ہاتھ سے دبوچا۔۔۔۔۔۔ روشنی کیرت کے چہرے پہ کی۔۔۔۔۔۔

تمہیں دوبار کہا گیا کہ تم بھاگ جاؤ پر تم نہیں بھاگی۔۔۔۔۔۔ تم نے لاہور نہیں " چھوڑا۔۔۔۔۔۔ تم نے ضامن کو نہیں چھوڑا"۔۔۔۔۔۔ ہاتھ کی سختی کیرت کے چہرے پہ وہ کستی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ دانتوں پہ دانت جما کر بولی رہی تھی۔۔۔۔۔۔ کیرت زرا زرا سی آنکھیں کھول کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔ پرچہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اب دیکھ لو اسے نہ چھوڑنے کا انجام۔۔۔۔۔۔ آج میں تمہیں وہاں پھینکوں گی " جہاں "۔۔۔۔۔۔ باقی کی بات اس عورت کے منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔۔۔ کہ اسے اپنے عقب سے آواز آئی۔۔۔۔۔۔

اسے ہاتھ لگا کر تم نے بہت بڑی غلطی کر دی۔۔۔۔۔ اب اس غلطی کی سزا تمہیں ایک " ایک سانس کے بدلے سے چکانی پڑے گی "۔۔۔۔۔ عورت آواز پہ ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔۔ تو جاسوس بے جان سا گر اڑا ، تھا۔۔۔۔۔ عورت نے موبائل کی روشن اوپر کی تو سامنے کنٹیینر میں سیاہ لبادے

ہڈ، اور ماسک والا آنکھوں میں خون لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ عورت چند لمحے شل رہ گئی۔۔۔۔۔ پھر وہ پھرتی سے آگے بڑھی اور چکور کو دھکا دیا۔۔۔۔۔ پر وہ سنبھل گیا اسنے اسکی کلانی پکڑی اور مروڑ کر کمر کے پیچھے لے گیا۔۔۔۔۔

میں عورتوں پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا "۔۔۔۔۔ عورت کے ہاتھ سے موبائل گر گیا تھا۔۔۔۔۔ " پر میں جنگ میں سب کر گزرتی ہوں "۔۔۔۔۔ دوسرے ہاتھ کی کہنوں پوری قوت سے " چکور کے پیٹ میں رسید کر کے وہ اسکی گرفت سے آزاد ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ بھگا کروہ کنٹیینر سے نکلنے لگی کہ چکور نے اسکی گردن دبوچ لی۔۔۔۔۔

پر میں لحاظ نہیں بھولتا۔۔۔۔۔ کون ہو تم "۔۔۔۔۔؟ وہ دوسرے ہاتھ سے اسکا ہڈا تر رہا " تھا۔۔۔۔۔ عورت نے اپنا پیر چکور کے پیر پہ مارا۔۔۔۔۔ چکور کی گرفت اسکی گردن سے کمزور ہوئی تھی پر اسکے بال چکور کے ہاتھ میں تھے۔۔۔۔۔ عورت درد سے

کسمسانی۔۔۔۔۔ پلٹی۔۔۔۔۔ اسکی برساتی کا ہڈا تر گیا۔۔۔۔۔ اور جو چہرہ چکور کے سامنے  
 آیا اسے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔۔۔۔۔ عورت نے چکور کو دھکا دیا۔۔۔۔۔ چکور اس  
 سے دور ہو گیا۔۔۔۔۔ اس عورت کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ موبائل پہ اس نے  
 پاؤں مارا جس سے وہ ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔ اور اسکی روشنی بجھ گئی۔۔۔۔۔ ساتھ ہی وہ بجلی کی  
 رفتار سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔ چکور اسکے پیچھے باہر آ کر بھاگا پر  
 وہ اسکی حد سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔  
 چکور واپس کنٹینر میں آیا تو کیرت بے ہوش پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ  
 گیا۔۔۔۔۔ اسکا سر اپنی گود میں لے لیا۔۔۔۔۔  
 کیرت۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت۔۔۔۔۔ اٹھو"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ اسکے گال کو تھپکتا "  
 بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔۔۔۔۔ چکور کو سمجھ نہ آیا وہ کیا  
 کرے۔۔۔۔۔ پھر اسنے موبائل نکالا۔۔۔۔۔  
 ہی۔۔۔۔۔ ہیلو"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ ہڑبڑانے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔ دوسری طرف کے "  
 جواب کا انتظار کیے بغیر وہ دوبارہ بولا۔۔۔۔۔





سڑک پہ پولس کی گاڑی کا ہارن دھاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ ادھر ادھر پھیلے اہلکار کسی ثبوت کی تلاش میں تھے۔۔۔۔۔ ضامن کنٹیینرز میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اسکے بے ہوش وجود کو اپنے بازوؤں میں لیے وہ یک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نہیں ہوں محبت کرنے کے لائق۔۔۔۔۔"

میرے پیچھے مت آئیے گا۔۔۔۔۔"

میر میں بھی سکتی ہوں۔۔۔۔۔"

کیرت کا ایک ایک جملہ اسکے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر کیرت کے چہرے پہ گرا تھا۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کو خود سے چمٹا لیا تھا۔۔۔۔۔ غلطی اسکی تھی جو اس نے کیرت کو آدھی رات میں اکیلے جانے دیا۔۔۔۔۔ وہ کنٹیینرز میں بیٹھا خود کو ملال کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ایبویلینس ابھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ جاسوس کو پولیس نے حراست میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔ جب ضامن پولیس کو لے کر یہاں پہنچا تھا اس وقت کنٹیینرز میں کیرت اور جاسوس ہی تھے۔۔۔۔۔ وہ شخص نہیں تھا جس نے ضامن کو کال کی تھی۔۔۔۔۔

ایمبولینس کے آتے ہی ضامن نے کیرت کو ایمبولینس میں ڈالا اور ہسپتال لے آیا۔۔۔۔۔ جب وہ ایمبولنس میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔۔۔ دور درختوں میں اسے کسی کا سیاہ دکھائی دیا تھا۔۔۔۔۔ پر جب ضامن وہاں پہنچا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے سر جھٹکا اور کیرت کو ہسپتال لے آیا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے کیرت کو چیک کر لیا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ ضامن کو بتا گئے تھے کہ "خطرے کی کوئی بات نہیں ہے وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ بس خوف کے باعث بے ہوش تھیں اب وہ ہوش میں آگئی ہیں آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں جا کر"۔۔۔۔۔ ضامن ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتا وارڈ میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ اسکے پاؤں کی تلی میں، کچھ قدم اٹھانے پہ چبھ رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ چھن اس وقت اچانک سے شدید ہوئی تھی جب وہ کنٹیئنر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ جیسے کوئی کانٹا بار بار پاؤں میں لگ رہا ہو۔۔۔۔۔ پر ضامن کو فحالی کیرت کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ وارڈ میں داخل ہوا تو کیرت اسے آنکھیں کھولے دکھائی دی۔۔۔۔۔ کیرت نے اس آتا دیکھا تو اسکی آنکھوں سے آنسوؤں گرنے

لگے۔۔۔۔۔ وہ آج بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا یہ دن اسکا آخری دن ہے۔۔۔۔۔

ضامن اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔۔۔  
 تم ٹھیک ہو جاؤ گی میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ میں سب کو دیکھ لوں "  
 گا۔۔۔۔۔ اب کوئی تمہیں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ میں تمہارے پاس ہی  
 ہوں۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کے ہاتھ کی پشت کو چوم لیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھ کا  
 آنسو ٹوٹ کر اسکی کنپٹی سے بیڈ کے تکیے پہ جذب ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ خاموش  
 رہی۔۔۔۔۔ ضامن اب اسکے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ نرمی  
 تھی۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں متفکر تھیں۔۔۔۔۔ ہلکی داڑھی مونچھوں والا یہ شخص دنیا کو بھلا کر  
 اسکی فکر کر رہا تھا۔۔۔۔۔

میرے۔۔۔۔۔ میرے ابو کہاں ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے "  
 ضامن سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کا دماغ ایک دم سے بھک سے اڑا۔۔۔۔۔ اس نے تو  
 کیرت کے گھر اطلاع ہی نہیں دی۔۔۔۔۔ ضامن نے بے ساختہ دیوار آویز گھڑی  
 دیکھی۔۔۔۔۔ رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت کے گھر والے ضرور پریشان  
 ہو رہے ہوں گے۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ ابھی۔۔۔ ابھی بلاتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ موبائل پہ تیزی سے "انگلیاں چلائیں اور فون کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے بعد کیرت کی امی اور ابو دونوں ہسپتال تھے۔۔۔۔۔ ضامن باہر پولیس والوں کے پاس کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنا بیان درج کروا دیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے بتا دیا تھا کہ ایک گھنگھرا لے بالوں والا ہر روز اس کا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پچھلے کچھ دنوں سے اسے دھمکی بھرے میسج اور کالز بھی آرہی تھیں۔۔۔۔۔ اور اب کنٹینر میں کوئی عورت تھی۔۔۔۔۔ جس کا چہرہ

وہ دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔۔۔ پر اس گھنگھرا لے بالوں والے کا چہرہ اسے یاد ہے۔۔۔۔۔ پولیس نے فوراً کیرت سے اس گھنگھرا لے بالوں کا ایسیج بنوانے کا کہا تو ضامن نے منع کر دیا۔۔۔۔۔

ابھی نہیں ابھی انہیں ٹھیک ہونے دیں"۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے سمجھنے والے انداز سے "سر ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ ضامن راہداری میں ہی رک گیا۔۔۔۔۔ اندر کیرت کے پاس اسکے امی ابو تھے۔۔۔۔۔



میں لوٹ آیا۔۔۔۔۔ پاؤں میں ابھی تک کچھ چبھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے گھر آتے ہی جوتے بدلے۔۔۔۔۔ اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔ جب وہ فریش ہو کر باہر آیا تو ذہن میں ایک الگ ہی جنگ چل رہی تھی۔۔۔۔۔

آخر وہ شخص کون تھا جس نے پریشے کے بارے میں مجھے بتایا۔۔۔۔۔ اور وہ بتا کر خود " کہاں غائب ہو گیا "۔۔۔۔۔؟؟؟ ضامن سوچتے سوچتے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور اسی نمبر پہ کال کی جس سے رات اس شخص کی کل آئی تھی۔۔۔۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن دم سادھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا تم لازمی کال کرو گے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کال پک کرتے ہی وہ " بولا تھا۔۔۔۔۔

کون ہو تم اور تمہیں کیسے پتہ چلا "۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کی بات کاٹی۔۔۔۔۔ " میں کون ہوں۔۔۔۔۔ کہاں سے بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے کیسے پتہ۔۔۔۔۔ جیسے سوالوں پہ اپنا " وقت برباد نہ کرو۔۔۔۔۔ اس وقت تم نے انہیں ڈھونڈنا ہے جنہوں نے پریشے کو نقصان پہنچایا "۔۔۔۔۔



وہ کہنا کیا چاہتا تھا"۔۔۔۔۔؟؟ ضامن چکور کی بات پہ الجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے چکور کو دوبارہ کال کی پر اب نمبر بند تھا۔۔۔۔۔ یعنی اب ضامن نے جو کرنا تھا وہ سب خود اکیلے ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&&\_\_\_\_\_

لاہور پہ پھیلے گھنگھور بادلوں نے اتری شام کو اور تاریک کر دیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے گھر کی پرانی عمارت میں وہ علیزہ اور اپنے مشترکہ کمرے میں اپنے پرانے سینگل بیڈ پہ نیم دراز تھی۔۔۔۔۔ امی کچن میں اسکے لیے کھچڑی بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔ علیزہ دادی کے ساتھ بڑے کمرے تھی۔۔۔۔۔ اور باتوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ دادی نے ایک بار کیرت کو جب گھر لایا گیا تھا تب اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اور دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ "بچ گئی کم بدخت مر جاتی تو کتنا سکون ہو جاتا گھر میں"۔۔۔۔۔ علیزہ نے بھی کیرت کی گمشدگی کو کچھ سیریس نہیں لیا تھا۔۔۔۔۔ نہ ہی کیرت سے کوئی بات کی۔۔۔۔۔ جب وہ گھر آئی تو ایک سرسری نظر اس پہ ڈالی اور ادھر ادھر ہو گئی۔۔۔۔۔

کیرت کو بہت دکھ ہوا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا شاید اسکی بہن یا دادی



اب طبیعت کیسی ہے اب تو سر میں درد نہیں ہو رہا"۔۔۔۔۔؟ انہوں نے کھچڑی کی " پلیٹ بیڈ پہ رکھ کر اسکا ماتھا چھوا تھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہوں امی میں"۔۔۔۔۔ اسنے بیمار سی مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ " یہ کھچڑی کھا لو پھر تمہارے ابو دو آئی لے آئیں گے وہ کھا کر سو جانا"۔۔۔۔۔ اسکی امی " اسے ہدایات دینے لگی تو وہ پلیٹ سے انکی باتیں سنتی کھچڑی کھانے لگی۔۔۔۔۔ جب اسنے کھچڑی کھالی تو اسکی امی بولیں۔۔۔۔۔

وہ لوگ تھے کون۔۔۔۔۔؟ اور انکی تم سے کیا دشمنی تھی جو تمہاری جان لینے کے درپہ " آگئے"۔۔۔۔۔؟ ابھی جو کھچڑی کیرت نے کھائی تھی اور اسکے حلق میں ایک پل کے لیے اٹک گئی۔۔۔۔۔ اب وہ کیا بتائے کہ اسے کہا جا رہا تھا کہ وہ ضامن سے دور رہے۔۔۔۔۔ اور لاہور چھوڑ دے۔۔۔۔۔ یہ بات اس نے کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کو بھی نہیں۔۔۔۔۔ شاید چکور ہوتا تو اسے بتا دیتی۔۔۔۔۔ شاید۔۔۔۔۔ پتہ نہیں امی"۔۔۔۔۔ اس نے مدہم سا جواب دیا۔۔۔۔۔ تو اسکی امی چپ " ہو گئیں۔۔۔۔۔ پھر جیسے انہیں کچھ یاد آیا۔۔۔۔۔

وہ جس کی رات کال آئی تھی۔۔۔۔ جس نے تمہارا بتایا تھا کہ تم ہسپتال میں وہ تمہارے " باس تھے"۔۔۔۔؟؟ کیرت نے بس سر ہلادیا۔۔۔۔

"اچھا"۔۔۔۔ انہیں حیرت ہوئی۔۔۔۔"

لگتا نہیں آجکل کال لڑکا لگتا ہے۔۔۔۔ اور اتنے بڑے بزنس کا مالک "۔۔۔۔ وہ داد" دینے والے انداز میں بولتی پلیٹ اٹھا کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔ کیرت ایک بار پھر گم صم ہو گئی۔۔۔۔ آخر وہ عورت اور برہان کیوں کیرت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔۔۔۔؟ اور وہ کیوں چاہتے ہیں کہ کیرت ضامن سے دور ہو جائے۔۔۔۔ وہ تو ابھی اسکے قریب بھی نہیں ہوئی جو اس سے دور ہو جائے۔۔۔۔ اپنی قسمت پہ کیرت کو رونا سا آیا۔۔۔۔۔۔ وہ تو خود ضامن سے دور جانا چاہتی ہے۔۔۔۔ پر کل ہسپتال میں اسے بیڈ پہ لیٹا دیکھ ضامن کا جو حال تھا وہ کیرت کے دل میں بٹھسا گیا تھا۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں جو نمی تھی اسکے لہجے میں جو فکر تھی۔۔۔۔ کیا وہ سچ میں کیرت کے لیے تھی۔۔۔۔؟ کیا وہ سچ میں کیرت کو اس حد تک چاہتا ہے۔۔۔۔؟

کیرت نے سر بیڈ کراؤن سے ٹکالیا۔۔۔۔ اور چھت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ پھر اس نے اپنے موبائل کو دیکھا۔۔۔۔ جو خاموش پڑا تھا۔۔۔۔ کہیں اندر ایک چیز تھی جو دھڑک



کیا۔۔۔ آپ نے ہمارے گھر کے باہر آدمی کھڑے کیے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔؟"  
 ہاں پر کسی کو پتہ نہیں چلے گا وہ سادے لباس میں ہیں تم انکی پریشانی نہ لو۔۔۔۔۔ میں نے"  
 تمہیں یہ اس لیے نہیں بتایا تھا

کہ تم اب اس بات پہ پریشان ہو جاؤ۔۔۔۔۔ وہ ایک دم سے ہی لہجہ بدل گیا  
 تھا۔۔۔۔۔ برہمی برہمی سی چھلکنے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت چپ ہو گئی۔۔۔۔۔ اور خاموشی  
 سے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔ اسے اچھا نہیں لگا ضامن کا یوں بے بات غصے میں  
 بولنا۔۔۔۔۔ کیرت کے کال کاٹتے ہی اس نے دوبارہ کال کی۔۔۔۔۔  
 جی۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے کال پک کر کے کہا۔۔۔۔۔ وہ بات کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔"  
 ایم سوری۔۔۔۔۔ مجھے آرام سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔ پر کیا کروں مجھ سے تم"  
 پریشان نہیں دیکھی جاتیں۔۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے میں کتنا ڈر گیا تھا۔۔۔۔۔ جب تم وہاں  
 بے ہوش پڑی تھیں۔۔۔۔۔ مجھے کل رات پتہ چلا تھا کہ سانسیں کیسے اٹکتی ہیں۔۔۔۔۔ گلے  
 میں پھندے کب ڈلتے ہیں۔۔۔۔۔ میں تمہیں پریشے کسی قیمت نہیں کھونا  
 چاہتا۔۔۔۔۔ اب مجھ سے دور ہونے کی باتیں کبھی مت کرنا ورنہ جان لے لوں گا  
 تمہاری۔۔۔۔۔ وہ ناراضی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی جان لینے والی بات پہ وہ بے



تھی۔۔۔۔۔ آنکھیں روشن تھیں۔۔۔۔۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ وہ زینے اترتا نیچے لاؤنج میں پہنچا تو اسکی امید کے برعکس اسکی ممی کے ہمراہ اسکے ڈیڈ بھی بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

ضامن بیٹا خیریت ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔؟ کل سے کمرے میں بند ہو" سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔؟ اور پرسوں رات کہاں گئے تھے تم پھر پوری رات گھر نہیں آئے"۔۔۔۔۔؟؟ اسکی ممی تشویش سے پوچھتی کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ سفید شرٹ جس پہ گلابی پھول پرینٹ تھے، کہ ساتھ سفید ہی ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔۔۔۔۔ بالوں کو شانوں پہ، اور منہ پہ ہلکا میک اپ کر کے وہ تازہ دم لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پرسوں جو کچھ ضامن نے انکے کمرے میں کیا تھا وہ شاید وہ سب بھلا چکی تھیں۔۔۔۔۔

جی میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔۔ وہ مختصر اور سپاٹ سا جواب دے کر سینگل صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اسکی ممی بھول گئیں ہوں گی وہ سب پر ضامن کو یاد تھا۔۔۔۔۔ اس لیے اسکا انداز لیا دیا سا ہی تھا۔۔۔۔۔ ضامن کے ڈیڈ اخبار لیے بیٹھے تھے پر اب وہ اخبار چھوڑ کر بغور ضامن کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

تم آفس کیوں نہیں گئے"۔۔۔۔۔؟؟ اسکے ڈیڈ نے پوچھا۔۔۔۔۔"

آپ آفس کیوں نہیں گئے"۔۔۔۔۔؟ جواب دینے سے زیادہ ضروری"

اسنے سوال کرنا سمجھا۔۔۔۔۔ اسکے سوال پہ جعفر صاحب کے چہرے پہ برہمی کی شکنیں پھیل گئیں۔۔۔۔۔

وہ آج افضل اور ماہ نور آرہے ہیں۔۔۔۔۔ ساتھ ٹینا بھی آئے گی۔۔۔۔۔ آنا تو انہوں نے چارپانچ دن پہلے ہی تھا۔۔۔۔۔ پر عین وقت پہ ماہ نور کو آفس کے کام سے آسٹریلیا جانا پڑ گیا اس لیے وہ سب اب آرہے ہیں۔۔۔۔۔ ثریا خوشی سے بتا رہی تھیں۔۔۔۔۔ پر ان سب کے آنے کی خبر سے ضامن کو کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

مجھے ایک ضروری کام کرنے جانا ہے۔۔۔۔۔ شاید رات کو دیر سے آؤں۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر جانے لگا۔۔۔۔۔

ناشتہ تو کر لیتے۔۔۔۔۔ اسکی ممی نے اسکے عقب سے کہا۔۔۔۔۔ پر وہ بغیر جواب دے چلا گیا۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_&&&&&&&&&&&\_\_\_\_\_

کیرت کے گھر کا دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔۔۔۔۔ اور سب کے مصروف ہونے کی وجہ سے علیزہ کو ہی دروازہ کھولنا پڑا۔۔۔۔۔

آ رہی ہوں کیا دروازہ توڑنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔؟؟ وہ غصے سے بولتی دروازہ کھل رہی " تھی۔۔۔۔۔ اور جب دروازہ کھلا تو وہ چپ ہو گئی۔۔۔۔۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں اور وجیہہ چہرے والا۔۔۔۔۔ ضامن ہاتھ میں سرخ گلابوں کا

گلدستہ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے اسکے انسپکٹر اور مصور تھا۔۔۔۔۔ جو اسکیچ بنانے آیا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کچھ پل لیے اس پہ سے نظریں ہٹانا ہی بھول گئی۔۔۔۔۔ پر جب ضامن بولا تو اسکا سحر ٹوٹا۔۔۔۔۔

میں ضامن ہوں پریش " وہ کہتا کہتار کا " کیرت کا باس۔۔۔۔۔ ان سے ملنا " تھا۔۔۔۔۔؟؟ وہ علیزہ کی حالت سے بے نیاز اپنے ازل کے مغزور لہجے سے گویا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ جلدی سے دروازے سے ہٹ گئی۔۔۔۔۔

آئی۔۔۔۔۔ آئیں۔۔۔۔۔ آئیں نا اندر "۔۔۔۔۔ ضامن کے اندر آنے کے لیے راستہ " چھوڑ کر وہ خود تیزی سے صحن میں پھر بڑے کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔

آپی کے باس آئے ہیں"۔۔۔۔۔ اس نے امی اور دادی کو بتایا۔۔۔۔۔ امی تعجب سے " کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔ ضامن باہر انسپکٹر کے ساتھ صحن میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو بھی علیزہ کی آواز سنائی دے گئی تھی۔۔۔۔۔ پیرے میں جوتے اڑستی کمرے سے نکلی تو اسے سامنے کھڑا پایا۔۔۔۔۔ اسکے دروازے میں آتے ہی ضامن بھی کسی احساس کے تحت پلٹا تھا۔۔۔۔۔

کیرت کو سامنے کھڑا دیکھا وہ نرمی سے مسکرایا۔۔۔۔۔ پر کیرت حیران تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کو پھیلا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ گلابی قمیض شلوار اور سفید دوپٹے کو اپنے سینے پہ پھیلا کر وہ ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ چہرہ بیمار بیمار سا تھا۔۔۔۔۔ پر ضامن کو وہ بہت حسین لگی۔۔۔۔۔ اس نے آج اپنے کلمے بال کھول رکھے تھے۔۔۔۔۔ کچھ لٹیں چہرے کے اوپر تھیں۔۔۔۔۔ ضامن قدم قدم چلتا اسکے پاس جانے لگا۔۔۔۔۔ کیرت کی امی صحن میں آگئی تھیں۔۔۔۔۔ دادی اور علیزہ بھی۔۔۔۔۔ پر وہ سب کو نظر اندر کرتا کیرت کے پاس چلا گیا۔۔۔۔۔

کیسی ہو"۔۔۔۔۔؟ وہ اسکے چہرے پہ نظریں جما کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل " دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی نظریں جھک کر بھی دادی امی اور علیزہ کی نظریں خود پہ محسوس کر سکتی تھیں۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔۔ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی یہ نہ کہہ سکی کہ ضامن امی دیکھ رہی ہیں " میری۔۔۔۔۔

یہ لو تمہارے لیے لایا تھا"۔۔۔۔۔ اسنے گلہ دستہ کیرت کے سامنے کیا۔۔۔۔۔ اور " کیرت کی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔۔ اسکی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ گلہ دستہ پکڑ لے۔۔۔۔۔ نہ ہی بولا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی پریشانی دادی نے دور کر دی۔۔۔۔۔ پیچھے سے بولیں۔۔۔۔۔

رے بھنیا پھول بوٹے دے دیے ہوں تو ہمیں بھی بتا دیجو کہ یہاں کیوں تشریف لائے " ہو"۔۔۔۔۔ ضامن آواز پہ پلٹا۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں چھوٹی کر کے اس عمر رسیدہ بڑھیا کو دیکھا جس کے چہرے پہ کڑے تاثر تھے۔۔۔۔۔ علیزہ یک ٹک بس ضامن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ کون ہیں"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے کیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔ دادی نے ضامن کی پشت کو " گھورا۔۔۔۔۔

د۔۔۔ داد۔۔۔ دادی ہیں میری۔۔۔۔۔ وہ امی ہیں اور۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے امی وغیرہ " کے پاس آگئی۔۔۔۔۔ جھکی نظروں اور دھڑکتے دل کے ساتھ " اور یہ میری چھوٹی بہن ہے علیزہ "۔۔۔۔۔ اسنے علیزہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔۔۔۔۔ ضامن کیرت سے نظریں ہٹا کر علیزہ پہ لے گیا۔۔۔۔۔ جس کے اچانک ہی پورے دانت باہر آگئے تھے۔۔۔۔۔ ضامن بس جوانی ہلکا سا مسکا دیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔ "اف اسکے ڈمپلز"۔۔۔۔۔ وہ سرد آہ بھر کے رہ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے کیرت کی امی اور دادی سے سلام کیا اور

پھر اپنے آنے کی وجہ بتادی۔۔۔۔۔ انسپکٹر اور مصور جو خاموش کھڑے سب کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ضامن کے بات بتاتے ہی آگے بڑھ گئے۔۔۔۔۔ اور کیرت سے پوچھ گچھ کرنے لگے۔۔۔۔۔

کیرت کی امی نے اسکے ابو کو بھی دکان سے بلا لیا تھا۔۔۔۔۔ انکے آتے ہی کیرت نے برہان کا اسکیچ بنا دیا۔۔۔۔۔ ضامن نے بکے اسکے قریب رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔ اب ہم اسے جلد ہی ڈھونڈ لیں گے آپ کا بہت شکریہ "۔۔۔۔۔ کیرت کو انسپکٹر نے " مسکرا کر کہا اور اجازت لے کر کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔۔ مصور بھی چلا گیا پر ضامن بیٹھا

رہا۔۔۔۔۔ اور کیرت اسکے بیٹھے رہنے سے غیر آرام دہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکے ابو، دادی، امی، علیزہ سب ہی کھڑے تھے۔۔۔۔۔

آپ نہیں جائیں گے"۔۔۔۔۔ "؟؟ ابو نے رکھائی سے کہا تو ضامن چونک کر انہیں دیکھنے

لگا۔۔۔۔۔ پھر اسنے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھوں میں کہا "پلیز

جائیں"۔۔۔۔۔ ضامن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔ اسنے کیرت کی

طرف دیکھ کر ناک سکوڑی اور سرگوشی میں کہا "ڈرپوک"۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں چرا

لیں۔۔۔۔۔ ضامن بھی اسکے ابو کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

آپ بالکل فکر مت کیجئے گا ہم ان لوگوں کو اب جلد ہی سلاخوں کے پیچھے ڈالیں گے"

انکل"۔۔۔۔۔ وہ خوش اخلاقی سے انور سے مخاطب ہوا تو انور کو اپنے رویے پہ فوراً

شرمندگی سی ہوئی۔۔۔۔۔ وہ فوراً مسکرائے

چائے پی کر جانا"۔۔۔۔۔

میں بناتی ہوں"۔۔۔۔۔ علیزہ فوراً سے بولی۔۔۔۔۔ کیرت اور باقی سب نے حیرت

سے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ پر ضامن کیرت کے ابو کو دیکھ رہا تھا "اچانک ہی

چائے۔۔۔۔۔ کمال ہے"۔۔۔۔۔ اسنے دل



آپ کیسے بھی کر کے پتہ کریں مجھے وہ عورت کسی بھی حال میں چاہیے "۔۔۔۔۔ انسپکٹر"  
 نے سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ ضامن جانے کے لیے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے انسپکٹر سے  
 مصافحہ کیا اور باہر کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

پولیس اسٹیشن سے اب اپنے بنگلے جانے کی بجائے وہ اپنے دوست کے پاس جا رہا  
 تھا۔۔۔۔۔ اسکا بالکل دل نہیں تھا ٹینا یا اپنی بھابھی کی شکل دیکھنے کا۔۔۔۔۔ اور ابھی اس  
 نے اس

عورت کو بھی ڈھونڈنا تھا جس نے کیرت پہ حملہ کیا تھا۔۔۔۔۔ چکور کی بات اسکے ذہن میں  
 گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔

جو تمہاری جان کے دشمن ہیں وہ تمہارے ارد گرد ہی ہیں "۔۔۔۔۔ جان کا مطلب تو وہ"

سمجھ گیا تھا کہ اسکی مراد جان سے "پریشے" ہے۔۔۔۔۔ پر اسکے ارد گرد کون ہے جو

کیرت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔؟ یہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔۔۔ اسنے گاڑی

سائیڈ پہ لگائی اور آنکھیں موند کر ذہن پہ زور ڈالنے لگا۔۔۔۔۔ وہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟؟

کچھ دیر آنکھیں بند کر کے وہ بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے پاکستان آنے کے بعد

سے ہر اس شخص کا چہرہ گھوم رہا تھا جسے پریشے اور اسکے بارے میں پتہ تھا۔۔۔۔۔

" آفس سے "۔۔۔۔۔؟؟ اس نے سوچتے کے ساتھ سر نہ میں ہلایا۔۔۔۔۔ کوئی اور۔۔۔۔۔ "۔۔۔۔۔  
 اس لڑکی کو جلد ہی فارغ کرو۔۔۔۔۔ اسے اپنے ڈیڈ کی بات یاد آئی۔۔۔۔۔ " پر اس "۔۔۔۔۔  
 پہ کسی اور عورت نے حملہ کیا تھا۔۔۔۔۔ ان سب کے پیچھے کوئی عورت  
 ہے "۔۔۔۔۔ اسنے اپنے ڈیڈ کے چہرے کو بھی ذہن سے نکلا۔۔۔۔۔ پھر وہ تھم  
 گیا۔۔۔۔۔

توڑ پھوڑ۔۔۔۔۔ اسکی ممی کا کمرہ۔۔۔۔۔ ضامن کی بد تمیزی۔۔۔۔۔ اسکی ممی کی پریشی کے  
 لیے ناپسندیدگی۔۔۔۔۔ رات۔۔۔۔۔ بادل۔۔۔۔۔ چکمتی بجلیاں اور۔۔۔۔۔ داخلی  
 دروازے سے آدھی رات کو داخل ہوتیں اسکی ممی۔۔۔۔۔  
 ضامن نے فوراً سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔  
 نہیں ممی ایسا نہیں کر سکتیں "۔۔۔۔۔ اس نے اپنی سوچوں کی تردید کی۔۔۔۔۔ " وہ تو "۔۔۔۔۔  
 پہلے بھی اکثر رات کو دیر سے آتی ہیں۔۔۔۔۔ اس میں ایسی کوئی انوکھی بات نہیں  
 ہے "۔۔۔۔۔ " پر پھر کون

ہے وہ "۔۔۔۔۔؟ ضامن کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو اسنے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام  
 لیا۔۔۔۔۔ اتنے میں اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔

اسنے ڈش بورڈ سے موبائل اٹھایا تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ فون کی اسکرین پہ  
پریشے لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے فوراً کال اٹھالی۔۔۔۔۔  
سب ٹھیک ہے۔۔۔؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے "۔۔۔۔۔؟؟ وہ چھوٹے ہی  
بولے۔۔۔۔۔ دوسری طرف چند پلوں کی خاموش رہی پھر وہ ہچکچاتی بولی۔۔۔۔۔  
آپ۔۔۔۔۔ آپ نے ناشتہ کر لیا "۔۔۔۔۔؟؟ ضامن کی بھنویں سکڑ گئیں۔۔۔۔۔ پھر  
اسے بات سمجھ میں آئی تو وہ بے اختیار ہنس دیا۔۔۔۔۔  
تو تمہیں میری فکر ہو رہی ہے "۔۔۔۔۔؟؟ دوسری طرف وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔  
ن۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔ نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے "۔۔۔۔۔ وہ صاف مگر  
گئی۔۔۔۔۔ ضامن مسکراتا رہا۔۔۔۔۔  
تم جھوٹ بول رہی ہو "۔۔۔۔۔ وہ لہجے میں خفگی شامل کر کے بولا تھا۔۔۔۔۔  
نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں "۔۔۔۔۔  
سچ کہو گی تو ناشتہ کر لوں گا ورنہ میں بھوکا ہی ٹھیک ہوں "۔۔۔۔۔ وہ ناراض  
ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت جلدی سے بولی۔۔۔۔۔  
جی کر رہی تھی فکر "۔۔۔۔۔ وہ ناراضی بھول کر دوبارہ سے ہنسا۔۔۔۔۔



تھی۔۔۔۔۔ ایک عجیب سی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کتنی ہی بار وہ جا کر پھول کے گل  
دستے کو چھو آئی تھی انہیں اپنے چہرے کے قریب کرتی۔۔۔۔۔ انہیں چوم  
لیتی۔۔۔۔۔ انکی خوشبو اتنی سحر انگیز تھی کہ کیرت کا انہیں چھوڑنے کو دل ہی نہیں کر رہا  
تھا۔۔۔۔۔ تبھی پھولوں نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

کیا مجھ سے محبت ہو گئی ہے "۔۔۔۔۔؟؟"

ہاں ہو گئی ہے "۔۔۔۔۔ انہیں چوم کر کیرت نے جواب دیا۔۔۔۔۔ پھر پھولوں نے اگلا  
سوال کیا۔۔۔۔۔

مجھ سے محبت تو کرنے لگی ہو۔۔۔۔۔ اس سے کب کرو گی جو ہمیں لایا ہے "۔۔۔۔۔؟؟"

کبھی نہیں "۔۔۔۔۔ کیرت نے ناک چڑھا کر کہا اور ہونہ کر دیا۔۔۔۔۔ پھول خاموش  
ہو گئے۔۔۔۔۔

ضامن کے جانے کے بعد امی نے آ کر کہا تھا۔۔۔۔۔

بہت اچھا لڑکا ہے ماشا اللہ سے تبھی ہماری کتنی مدد کر رہا ہے اللہ اسے اسکا اجر دے "

گا "۔۔۔۔۔ ابونے اس بات پہ فوراً گردن ہلائی تھی۔۔۔۔۔ البتہ دادی کو دال میں کچھ کالا  
نظر آ گیا تھا۔۔۔۔۔ محسوس تو سب نے ہی کیا تھا۔۔۔۔۔ پر زیادہ توجہ نہ دی۔۔۔۔۔ لیکن



رات کو کیرت کا پتہ کرنے فرحت پھوپو اور شکیل بھی آگئے تھے۔۔۔۔۔ سب بڑے  
کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ پھوپو نے کیرت کو دیکھا۔۔۔

"سب ٹھیک تو ہے نا"۔۔۔۔۔؟ انکا انداز عجیب تھا۔۔۔۔۔ نظریں بھی تنقیدی۔۔۔۔۔"  
"کیا مطلب ہے آپ کا"۔۔۔۔۔؟ کیرت نے کچھ نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ پھوپو  
نے سرناں میں ہلایا۔۔۔۔۔

نہیں میرا مطلب ہے عزت و زت"۔۔۔۔۔"

بس کریں پھوپو کیا کہہ کر رہی ہیں آپ"۔۔۔۔۔؟ انکی بات کیرت کو جیسے ہی سمجھی وہ  
پھنکاری تھی۔۔۔۔۔ سب یک دم ہی خاموش ہو گئے۔۔۔۔۔ کمرے میں سناٹا چھا  
گیا۔۔۔۔۔

ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے آپ کے توجومنہ میں آتا ہے کستی چلی جاتی ہیں پتہ نہیں آچکو"  
اللہ سے خوف نہیں آتا"۔۔۔۔۔ کیرت غصے سے پاگل ہونے کو تھی۔۔۔۔۔ اتنا گھنونا  
سوال پھوپو اس سے کتنے آرام سے کر چکی تھیں اسے اس بات کا صدمہ ہوا تھا۔۔۔۔۔ پھوپو  
کو اسکا لہجہ و انداز برا لگا۔۔۔۔۔





کہا۔۔۔۔۔ ہائے اللہ مجھے آج اپنا آپ یتیم ہوتا نظر آیا ہے۔۔۔۔۔ جس بھائی کو باپ سمجھتی تھی وہی آج مجھے اپنی اولاد کے ہاتھوں خاموشی سے ذلیل کروا رہا ہے ہائے اماں اب۔۔۔۔۔ پھوپھو نے دادی کا ہاتھ جھٹکا "اب نہیں آؤں گی یہاں، جارہی ہوں"۔۔۔۔۔ شکل کو دیکھا "اٹھا بے غیرت کیا بیگم کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھا ہے"۔۔۔۔۔ بے غیرت کو فوراً غیرت آگئی شکل جلدی سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ فرحت بھی اٹھنے لگی۔۔۔۔۔

نہ۔۔۔۔۔ تو یہیں رہ"۔۔۔۔۔ پھوپھو نے فرحت کے سامنے ہاتھ جھلایا۔۔۔۔۔ امی علیزہ "ابو سب دھک سے رہ گئے۔۔۔۔۔ میں اس کو بھی چھوڑ کر جارہی ہوں رکھے سنبھال کر بھائی اپنی انڈیوں کو"۔۔۔۔۔ امی پریشانی سے آگے آئیں۔۔۔۔۔ آپا یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ"۔۔۔۔۔؟؟ دادی بھی بولیں "ہاں کیا پاگل ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔؟ پھوپھو نے چادر سے منہ صاف کیا اور ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔

ہاں جیسے میرا بھائی اپنی بہن کے لیے اندھا اور بہرا ہو گیا ویسے ہی میں بھی پاگل ہو گئی ہوں " میں کیوں سنبھالتی پھروں رشتے جب کسی اور کو پروا نہیں ہے "۔۔۔۔۔۔۔۔ فرحت کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔ دادی نے پھوپو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس ناہنجار، منہ زور کتے کی سزا سے کیوں دے دے ہے "۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

بس "۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنی دیر سے خاموش ابو ایک دم سے ہی دھاڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ سب سہم گئے

بس بہت ہو گیا "۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آگے بڑھے "تم جانا چاہتی ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟ پھوپو کے قریب " آ کر کہا "تو جاؤ میں اپنی بچی کو پہلے بھی پال سکتا تھا آج بھی پال لوں گا جاؤ یہاں سے "۔۔۔۔۔۔۔۔ انگلی

اٹھائی " پر ایک بات یاد رکھنا میں اپنی بچی کی سونیں کا بھی حساب لوں گا تم جاؤ کل میں آؤں گا اور سارا سامان اٹھا لوں گا تمہارے گھر سے پر میری بیٹیوں پہ کسی نے انگلی بھی اٹھائی تو جان لے لوں گا اسکی "۔۔۔۔۔۔۔۔ شعلہ اگلتی آنکھوں سے پھوپو کو گھورتے وہ اپنی بات مکمل کر چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ سب شذر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرے کمرے میں بیٹھی کیرت بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بڑے کمرے میں سب ہلنا ہی بھول

گئے تھے۔۔۔۔۔ فرحت نے افسوس سے شکل کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو چوہ

تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ آگے بڑھا

نانی ٹھیک کہہ رہی ہیں امی، اس کی سزا فرحت کو نہیں دوں گا میں، ہم یہاں اب نہیں "

آئیں گے"۔۔۔۔۔ ابو نے ہاتھ جوڑے

مہربانی ہوگی آئندہ میری بچی اکیلی آجائے گی میرے لیے کافی ہے"۔۔۔۔۔ شکل کے

چہرے پہ سائے لہرانے لگے۔۔۔۔۔ اور پھوپو دھواں دھواں چہرے سے اپنے بھائی کو

دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ پھر وہ لوگ فرحت سمیت گھر سے نکل گئے۔۔۔۔۔

کیا پاگل ہو گیا تھا انور کیا کیا بول رہا تھا"۔۔۔۔۔ انکے جاتے ہی دادی "

بولیں۔۔۔۔۔ انور نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔

بس کر دیں اماں بہت سنایا میں نے، بیٹیوں کا باپ ہوں اپا بچ نہیں ہوں جو ہر ایک کی "

بات سہ لوں گا۔۔۔۔۔ آئندہ میری کسی بھی بیٹی کے بارے میں کسی نے بکواس کی تو

زبان کھینچ لوں گا اسکی"۔۔۔۔۔ وہ تنبیہ کرتے کمرے سے نکل گئے دادی کی زبان کو

اچانک سے تالا لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ گھر پہ رات بہت سے اندھیرے اوس کی طرح گرا رہی

تھی۔۔۔۔۔

بنگلے کی روشنیاں رات کے اندھیرے کو زبان دکھا رہی تھیں۔۔۔۔۔ اندر لاؤنج روشن تھا۔۔۔۔۔ صوفوں پہ بیٹھے افضل، ماہ نور، ٹینا، جعفر صاحب اور ثریا سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ انہیں آئے ہوئے اب بہت دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اور افضل بہت بار ضامن کا پوچھ چکا تھا۔۔۔۔۔

کسی کام سے گیا ہے کہ رہا تھا دیر سے آؤں گا"۔۔۔۔۔ ثریا نے جواز دیا تھا تو افضل " نے خفگی سے ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔۔۔

ایسا بھی کیا کام تھا"۔۔۔۔۔ ثریا لب بھینچ کر مسکرا دیں اور شانے اچکا دیے۔۔۔۔۔ " پھر وہ سب جب کھانا کھانے کے لیے ڈائننگ ہال میں جانے لگے تو ضامن انہیں داخلی دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا۔۔۔۔۔

لو ضامن بھی آگیا"۔۔۔۔۔ ثریا خوشی سے چمکیں۔۔۔۔۔ "آؤ ضامن سب تمہارا ہی انتظار" کر رہے تھے"۔۔۔۔۔ انہوں نے ضامن کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ افضل

اور باقی سب رک کر اسے دیکھنے لگے تھے ٹینا کے پورے دانت باہر آ گئے تھے۔۔۔۔۔ افضل ضامن کے قریب آتے ہی اسکے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔ مغرور شخص کہاں گم رہتے ہو جب سے پاکستان آئے ہو بھائی کو ایک کال نہیں کی۔۔۔۔۔ ضامن مسکرایا

بس بھائی یہاں کے مسائل ہی اتنے تھے کہ سلجھانے میں وقت ہی نہیں ملا۔۔۔۔۔

ایسے کون سے مسئلے تھے جہنی ہمیں بھی تو پتہ چلے۔۔۔۔۔ افضل نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے۔۔۔۔۔

محبت کا مسئلہ، کوئی چھوٹا مسئلہ تو نہیں ہوتا۔۔۔۔۔؟ جعفر صاحب نے طنزیہ نظروں سے ضامن کو دیکھا "میں نے ٹھیک کہا نا ضامن"۔۔۔۔۔؟ انکے طنزیہ ضامن کے چہرے کی

مسکان سمٹ گئی۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں سنجیدہ ہو گئیں۔۔۔۔۔

آپ غلط کب کہتے ہیں ڈیڈ۔؟ آپ نہیں آپ کا تجربہ بولتا ہے۔۔۔۔۔ پر یہ تجربہ بڑانا سمجھ ہے سب جان کر بھی نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ وہ رکا جیوں میں ہاتھ ڈال کر بولا "میں نے



"ٹینا"۔۔۔۔۔ ضامن کے چہرے پہ ناگواری پھیل گئی۔۔۔۔۔"

جاؤ میں نے سونا ہے"۔۔۔۔۔ اس نے بغیر لحاظ کے جواب دیا پر ٹینا نہ گئی۔۔۔۔۔ مجبوراً اسے اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑ گیا۔۔۔۔۔

ہاں کیا ہے"۔۔۔۔۔؟؟ تنگ ڈیج پینٹ پہ سلیولیس ٹاپ پہنے ٹینا بالوں کی پونی ٹیل بنائے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کرل بالوں کی دولٹیں چہرے پہ تھیں۔۔۔۔۔ ہلکے میک اپ سے وہ حسین لگتی تھی۔۔۔۔۔) ضامن کے علاوہ سب کو)

تمہیں آج بھی تمیز نہیں ہے ضامن"۔۔۔۔۔ اس نے مسکرا کر تبصرہ

کیا۔۔۔۔۔ ضامن اسکی بات پہ ہنسا۔۔۔۔۔ اور گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

جیسے تم میں آج تک عزتِ نفس پیدا نہیں ہوئی"۔۔۔۔۔ اس نے سینے پہ ہاتھ باندھ لیے

اور کاندھا دروازے سے ٹکالیا"مجھے ایک بات بتاؤ تمہیں بے عزتی محسوس نہیں ہوتی یا تم

محسوس کرتی نہیں"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے بھرپور طنز کیا تھا۔۔۔۔۔ ٹینا کے چہرے پہ سایہ آ کر

گزرا تھا۔۔۔۔۔ وہ سچ میں آج بھی اتنا ہی بد تمیز تھا جتنا نیویارک میں ہوا کرتا تھا۔۔۔۔۔ ٹینا

زبردستی سا مسکرائی۔۔۔۔۔





یہ صبح پچھلے کچھ دنوں سے زیادہ سرد تھی گرمی جاتی جاتی نظر آتی تھی۔۔۔۔۔ اب جب رات  
 ڈھلتی تو ایہ ٹھنڈک ہلکی سی خنکی ماحول میں پھیلا دیتی تھی۔۔۔۔۔ اور سورج بھی اسے کچھ دیر  
 مات نہ دے پاتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس ایکسیڈینٹ کے بعد سے نیچے کمرے میں سو رہی تھی علیزہ پوری رات موبائل میں  
 لگی رہتی تھی۔۔۔۔۔ اور اسکا بھی موبائل پل پل وانبرٹ ہوتا۔۔۔۔۔ اور وہ یوں ڈرتی  
 جیسے اس نے چھپا کر موبائل رکھا ہوا ہو۔۔۔۔۔ موبائل کے بیپ کرتے ہی وہ اسے کس  
 کے مٹھی میں دبالیٹی اور چور نظروں سے علیزہ کو دیکھتی۔۔۔۔۔ پر علیزہ اپنے دھیان میں  
 ہوتی تھی۔۔۔۔۔ اسکی توجہ بالکل کیرت پہ نہیں ہوتی تھی "آپی بھی توجہ دینے والی چیز ہیں  
 بھلا۔؟ ہونہ"۔۔۔۔۔ وہ کبھی کیرت پہ نظر ڈال بھی لیتی تو یہ بڑبڑا کر سر جھٹک  
 دیتی۔۔۔۔۔

اس روز صبح کے جانے کے دو دن بعد علیزہ کیرت کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت  
 اس وقت صحن میں کرسی پہ نیم کے درخت تلے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ درخت اس پہ جھکا ہوا  
 تھا۔۔۔۔۔ ہلکی ہوا چل رہی تھی۔۔۔۔۔ چڑیا گھونسلے میں منتظر بار بار گھونسلے کے کنارے پہ  
 بیٹھی چھپاتی۔۔۔۔۔ شاید وہ اپنے ساتھی کو بلا رہی تھی جو کھانے کا انتظام کرنے گیا

تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں گھونسلے پہ تھیں۔۔۔۔۔ شام لاہور پہ اتر رہی تھی۔۔۔۔۔ تبھی علیزہ بڑے کمرے سے نکل کر اسکے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ آپ اسے پسند کرتی ہیں"۔۔۔۔۔ "وہ اچانک سے آ کر بولی تھی۔۔۔۔۔ کیرت " چونکی۔۔۔۔۔ اس نے علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ اسکا سوال اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ سمجھ ہی نہ پائی۔۔۔۔۔

کیا"۔۔۔۔۔ "؟؟ علیزہ مسکائی۔۔۔۔۔ بالکل کیرت کے سامنے آ گئی۔۔۔۔۔"

کیرت چہرہ اوپر کیے اسے تک رہی تھی۔۔۔۔۔

نہ سمجھ بن رہی ہیں یا سوال سمجھ ہی نہیں آیا"۔۔۔۔۔ "؟؟ کیرت مزید الجھ گئی۔۔۔۔۔ " کیا مطلب ہے تمہارا"۔۔۔۔۔ "؟ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔۔"

اچھا غصہ نہ کریں۔۔۔۔۔ میں پوچھ رہی تھی"۔۔۔۔۔ "کی سینے پہ ہاتھ باندھے۔۔۔۔۔ " اسے پسند کرتی ہیں آپ"۔۔۔۔۔ "؟ کیرت کا دل ڈوبا۔۔۔۔۔ وہ سٹیٹا سی گئی۔۔۔۔۔"

نہ۔۔۔۔۔ نہیں تو"۔۔۔۔۔ وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ رخ موڑ لیا۔۔۔۔۔ چہرہ چھپا " لیا۔۔۔۔۔ چڑیا گھونسلے کے کنارے پہ بیٹھی کبھی افق کو دیکھتی تو کبھی ان دونوں کو۔۔۔۔۔ نیم کا درخت بھی انہیں کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔۔

آپ جھوٹ بول رہی ہیں"۔۔۔۔۔ وہ اسکا موڑا چہرہ تنقیدی نظروں سے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت جھنجھلائی۔۔۔۔۔

تمہارا مسئلہ کیا ہے۔؟ کیوں بے تکیے سوال کر رہی ہو"۔۔۔۔۔؟ وہ علیزہ کی طرف پلٹ کے دبا دبا سا غرائی۔۔۔۔۔

بے تکیا تو نہیں ہے سوال۔۔۔۔۔ بس پوچھ رہی ہوں پسند کرتی ہیں اسے"۔۔۔۔۔؟

اس نے پرسکون لہجے سے اپنا سوال پھر دہرایا۔۔۔۔۔ کیرت کچھ دیر علیزہ کے چہرہ پہ پھیلی معنی خیز مسکان دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ پھر گہرا سانس لے کر بولی۔۔۔۔۔

وہ کرتا ہے"۔۔۔۔۔ علیزہ کی مسکراہٹ ایک پل کے لیے ماند ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت اسکے تاثر غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

کلی بات ہے"۔۔۔۔۔؟؟؟ وہ سنبھل کر بولی تھی۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات پہ ہلکا سا ہنسی۔۔۔۔۔

اسکی محبت میں کچھ کچا نہیں ہے سب پکا ہے"۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتی علیزہ کے مقابل آگئی۔۔۔۔۔ چڑیا نے آسمان کو دیکھنا

چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور نیم کا درخت بھی ہوا سے کیرت کا جامنی دوپٹہ لہرا رہا تھا۔۔۔۔۔ سفید شلوار پہ جامن پرنٹڈ قمیض اور ہم رنگ دوپٹہ کو سینے پہ پھیلائے کیرت کے سانولے چہرے پہ آج پہلی بار زمانے کا سکون تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار جس نے اس سے محبت کی تھی۔۔۔۔۔ سچی کی۔۔۔۔۔ اور پکی کی تھی۔۔۔۔۔ اسکی محبت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس بات کی گواہی دل نے دی تھی۔۔۔۔۔

کیرت کی بات پہ علیزہ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔ میرے سوال کا جواب تو آپ نے ابھی تک نہیں دیا۔۔۔۔۔ ہوا سے کیرت کے کچر " میں جکڑے بالوں سے چند لٹیں اسکے چہرے پہ آگئی تھیں۔۔۔۔۔ اسنے انہیں کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔۔۔

وہ کہتا ہے ہم دونوں کے لیے اسکی محبت کافی ہے "۔۔۔۔۔ کیرت نے اسکی " آنکھوں میں جھانک کر کہا۔۔۔۔۔ پھر پلٹی اور کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔ علیزہ پیچھے کھڑی اسکی پشت دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کیرت چلی گئی تو علیزہ کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ایک کی محبت بھی کبھی دو لوگوں کے لیے کافی رہی ہے "۔۔۔۔۔؟ اس نے چڑیا کو دیکھتے " سوال کیا تھا پھر گردن نہ میں ہلائی۔۔۔۔۔ چڑیا آنکھوں کی پتلیاں اس پہ جمائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔



کیرت انکی چھٹ سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔ علیزہ کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ گھر میں ہر روز کا شور تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے سرہانے رکھا اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔ بٹن دبانے سے اسکرین روشن ہوئی تو اس پہ ضامن کا میسج چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اس نے آدھی رات کو کیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے میسج کھولا۔۔۔۔۔ میرادل نہیں لگتا تمہارے بغیر کل سے آفس آجانا"۔۔۔۔۔ کیرت نے میسج پڑھ کر "ڈلیٹ کر دیا۔۔۔۔۔ وہ اس معاملے میں بے بس تھی۔۔۔۔۔ اسکے ابومان ہی نہیں رہے تھے۔۔۔۔۔ دل تو اسکا بھی نہیں لگتا تھا اب۔۔۔۔۔

کیرت کچھ دیر لیٹی رہی پھر اٹھی۔۔۔۔۔ دوپٹہ سینے پہ پھیلایا۔۔۔۔۔ اور فریش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔ فریش ہو کر وہ جب

کمرے میں آئی تو علیزہ ابو اور دادی ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ امی پانی کی بوتل اور گلاس رکھ کر دوبارہ کچن میں جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ جب اسے کھڑا دیکھا تو بولیں۔۔۔۔۔

چلو اچھا ہوا تم بھی اٹھ گئیں بیٹھ جاؤ ناشتہ کر لو"۔۔۔۔۔ جانے لگیں۔۔۔۔۔ پھر رکی "پراٹھا کھاؤ گی یا روٹی"۔۔۔۔۔؟؟

روٹی بنا دیں"۔۔۔۔۔ کیرت جواب دے کر سامنے بچھی چارپائی پہ بیٹھ " گئی۔۔۔۔۔ نظریں تخت پہ تھیں جہاں اسکے ابو بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ کمرے میں چلتے ٹی وی کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔۔ جس پہ نعتیں لگی تھیں۔۔۔۔۔ ناشتہ کرتے ابونے نظر اٹھا کر دیکھا تو انکی نظر ٹھہر گئی۔۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟ کوئی پریشانی ہے"۔۔۔؟ انہوں نے کیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔ دادی اور " علیزہ نے بھی ناشتہ چھوڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ نہیں ابو"۔۔۔۔۔ وہ مدہم لہجے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے نظریں اٹھا کر ابو دیکھا۔۔۔۔۔ انکے " چہرے پہ نرمی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ مسکرا دیے۔۔۔۔۔ تو پھر سچ بولو بتاؤ کیا بات ہے"۔۔۔۔۔؟ انکے نرمی سے پوچھنے پہ کیرت نے ہمت جمع " کی۔۔۔۔۔

وہ ابو"۔۔۔۔۔ وہ ہچکچا رہی تھی۔۔۔۔۔ ابھی وہ اور کچھ بولتی کوئی تہسید باندھتی کہ دادی " پھٹ پڑیں۔۔۔۔۔

اے اچھا چھلکے کیوں کسی ڈرامے کی مظلوم ہیروئن بنے ہے بھونک دے کیا بھونکنا " ہے۔۔۔۔۔ وہ ابو کی لگتی "۔۔۔۔۔ دادی کو فوراً ابونے گھورا۔۔۔۔۔ کیرت کی ہمت

دادی کی بات پہ ٹوٹ گئی۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔ اب اس نے آفس جانے

کی اجازت مانگی تو دادی پتہ نہیں اسے اور کیا کیا کہیں گی۔۔۔؟ اس بات سے خوف کھاتی کیرت نے خاموش رہنے کا فیصلہ منٹوں میں کر لیا۔۔۔۔۔ ابو نے دادی کو سختی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگیں۔۔۔۔۔ علیزہ بھی ناشتہ کرنے لگی تھی پر کان باتوں کی طرف ہی تھے۔۔۔۔۔

تم بتاؤ کیرت کیا کہہ رہی تھیں"۔۔۔۔۔؟ ابو نے پیار سے اس سے دوبارہ سوال کیا " تو۔۔۔۔۔ کیرت کا دل پھر سے کرنے لگا کہ وہ پوچھ لے۔۔۔۔۔ ضامن کو دیکھنے کا اسکا بھی دل کر رہا تھا پتہ نہیں وہ کیسا ہوگا۔۔۔۔۔؟

ابوم۔۔۔۔۔ می۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ آفس چلی جایا کروں"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے ڈرتے ڈرتے " پوچھا تھا۔۔۔۔۔ دادی نے چونک کر اوپر دیکھا۔۔۔۔۔ علیزہ کے بھی حلق میں ناشتہ پھنس گیا۔۔۔۔۔ ابو خاموش رہے۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکا رکھی تھیں۔۔۔۔۔

نہیں تم کہیں نہیں جاؤ بس بہت کام کر لیا۔۔۔۔۔ اب آرام کرو میں ہوں ابھی تم لوگوں " کے سر پہ۔۔۔۔۔ تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات

مکمل کر کے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔ انہوں نے بہت سہولت اور نرمی سے اسے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

تم ناشتہ کرو جلدی میں بانیک نکال رہا ہوں"۔۔۔۔ وہ علیزہ کو کہہ کر چلے گئے " تھے۔۔۔۔ کیرت کا دل بری طرح سے مضطرب ہو گیا تھا۔۔۔۔ پر وہ کچھ کہہ نہ سکی۔۔۔۔ علیزہ نے خصوصی طور پر کیرت کا چہرہ دیکھنے کے لیے نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔۔ اسکے چہرے کے پیچھے چھپا وہ دکھ علیزہ دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کے چہرے پہ نجانے کیوں سکون تھا۔۔۔۔۔ وہ اٹھی

اور بیگ لے کر چلی گئی۔۔۔۔ دادی نے نعمتوں کی آواز تیز کر لی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کا ناشتہ سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اب بس اسکا رونے کو دل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

---

دن سورج کا ہاتھ تھامے لاہور پہ زرا زرا ڈھل رہا تھا۔۔۔۔۔ نیم کے درخت پہ سنہری کرنوں کی چھری تنی تھی۔۔۔۔۔ گھونسلے میں چڑیا اور اسکا ہمراہی پر سمیٹے بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ہوا ویسے ہی ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت

اپنے کمرے میں گم صم لیٹی تھی۔۔۔۔۔ موبائل پہ ضامن کے میسج آرہے تھے۔۔۔۔۔ پر  
 نہ وہ انہیں دیکھ رہی تھی نہ جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔ کچھ دیر میسج آنا بند  
 ہوئے۔۔۔۔۔ پھر موبائل چننے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے تکلیف سے آنکھیں میچ  
 لیں۔۔۔۔۔ موبائل بار بار بج رہا تھا۔۔۔۔۔ دل میں ٹیسس اٹھنے لگیں تو اس نے موبائل  
 اٹھایا۔۔۔۔۔ وہ دل کی تکلیف سے مرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔  
 تم نے پھر سے مجھے نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ کیوں میری جان بن کر جان لینے پہ  
 تلی ہو۔۔۔۔۔؟ ایک بار ہی کہہ دو کہ ضامن مر جاؤ۔۔۔۔۔ پریوں پل پل تڑپا کر برا کر رہی ہو  
 تم۔۔۔۔۔ وہ چھوٹے ہی بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بے ساختہ بولی۔۔۔۔۔  
 الٹی سیدھی باتیں نہ کیا کریں۔۔۔۔۔"  
 تم الٹی سیدھی حرکتیں کرتی رہو وہ سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میں کچھ بھی کہوں وہ  
 غلط۔۔۔۔۔ وہ ناراضی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔۔  
 آ جاؤ نا آفس پتہ ہے کتنے دن ہو گئے تمہیں دیکھے۔۔۔۔۔؟ کیرت کے جواب نہ دینے پہ  
 وہ بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر گالوں پہ آرکے۔۔۔۔۔ وہ کیسے  
 سمجھائے دل کو۔۔۔۔۔

ضامن کو۔۔۔۔۔ ابو کو۔۔۔۔۔ تینوں ہی بہت ضدی ہیں وہ جانتی تھی۔۔۔۔۔

میں نہیں آسکتی ضامن۔۔۔۔۔ میں نے آفس چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اس نے آنسو صاف " کیے ہمت کر کے بولی تھی۔۔۔۔۔

پریشہ ٹھیک ہے میں اب بات نہیں کروں گا تم سے۔۔۔۔۔ تم بہت بری " ہو۔۔۔۔۔ وہ کسی بچے کی طرح شکایتی لہجے سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ نہ بات کرنے کا کہہ کر بھی اس نے کال نہیں کاٹی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی بات پہ اور رونا آیا۔۔۔۔۔ دل بے چین ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

میں آنا چاہتی ہوں پر ابو نہیں مان رہے۔۔۔۔۔ وہ ڈر گئے ہیں اس ایکسڈینٹ کے بعد " سے۔۔۔۔۔ میں نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی پر وہ نہیں مان

رہے۔۔۔۔۔ آپ مان جائیں ضامن پلیز "۔۔۔۔۔ وہ رندھی ہوئی آواز سے بولی رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکی پوری بات خاموشی سے سنی۔۔۔۔۔ اور اسی خاموشی سے

کال کاٹ دی۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔۔۔ اس نے دوبارہ کال کی۔۔۔۔۔ پر وہ

کال ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے موبائل دیوار میں دے مارا۔۔۔۔۔

میں مر جاؤ اللہ کرے "۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔ اپنے بال مٹھیوں میں " جکڑ لیے۔۔۔۔۔





کہہ رہا ہوں کہ کل سے آفس چلی جانا"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر پلٹنے لگے تبھی کیرت بستر سے اٹھ کر بولی۔۔۔

نہیں جاؤں گی آپ غصے میں کہہ رہے ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت کہہ کر پلکیں جھکا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ سینے پہ دوپٹہ پھیلا تھا۔۔۔۔۔ بال بکھرے تھے۔۔۔۔۔ جنہیں اس نے ہاتھ پھیر کر ٹھیک کر لیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ابو نے اپنا رخ اسکی طرف کیا۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتے کیرت کے پاس آگئے۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل جب انہوں نے کیرت کو اپنے سینے سے لگایا تو کیرت حیرت سے چکرا گئی۔۔۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

غصے میں نہیں کہہ رہا پاگل میں دل سے کہہ رہا ہوں تم آفس چلی جایا کرو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ اللہ وارث ہے"۔۔۔۔۔ وہ کیرت کا ماتھا چوم کر کمرے سے نکلے گئے باہر جا کر وہ رکے۔۔۔۔۔ پلٹ کر کمرے کے کھلے دروازے سے کیرت کو دیکھا پھر زیر لب بولے وہ ٹھیک کہہ رہا تھا"۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ بڑے کمرے میں چلے گئے"

تھے۔۔۔۔۔ اندھیروں میں ڈوبانیم کا درخت انکے اس جملے پہ الجھا تھا۔۔۔۔۔ چڑیا اور چڑیا بھی ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔۔ پر جواب کسی کے پاس نہ

تھا۔۔۔۔۔



ہو۔۔۔۔۔ پولیس ایک کھر کے سامنے کھڑی تھی جس کی روشیناں بجھی تھیں۔۔۔۔۔ اہلکار  
ادھر ادھر چوکننا کھڑے تھے۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں پستولیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ اندر بڑے سے خالی کمرے میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔ باہر سے آتی پولیس کی آوازیں اسکے)\*\*  
کانوں میں بار بار گونج رہی تھیں۔۔۔۔۔ پر وہ چہرے سے پرسکون لگتا  
تھا۔۔۔۔۔ گھنگھرا لے بالوں اور گہری داڑھی مونچھوں والا برہان ہاتھ میں پکڑا موبائل دیکھ  
رہا تھا۔۔۔۔۔ جسے اس نے جان بوجھ کر آف نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس اسی  
موبائل سے ہونے والی کال کو ٹریس کر کے یہاں تک پہنچی ہے وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر اسنے  
\*\* (کاغذ قلم اٹھایا اور لکھنے لگا

انسپکٹر نے فون کان سے لگایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور دے دے جوش سے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔  
ہم نے برہان کو ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت ہم اسکے گھر کے باہر کھڑے "  
ہیں۔۔۔۔۔ اب یہ کیس بس حل سمجھیں "۔۔۔۔۔ انسپکٹر کی خوشی دیدنی  
تھی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ضامن بولا۔۔۔۔۔

میں بھی آ رہا ہوں وہ ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے "۔۔۔۔۔"

آپ فکرنہ کریں ہم نے اسکے گھر کو گھیر رکھا ہے۔۔۔۔۔ بچنے کا کوئی چانس نہیں " ہے۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے کہہ کر فون کان سے الگ کیا

اس نے کاغذ پہ الفاظ گھسیٹنے کے بعد پین شرٹ پہ لگایا اور کاغذ سا منے دیوار پہ چپکا)\*\*  
 دیا۔۔۔۔۔ موبائل اس نے فرش پہ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔ اور دیوار پہ لگی پینٹنگ پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔۔ اب وقت آگیا تھا "پچھلے دروازوں" کا۔۔۔۔۔ اسے پینٹنگ پہ دونوں ہاتھ رکھ کر اسے ایک طرف دھکیلا تو وہ دیوار سے ہٹ گئی۔۔۔۔۔ اسکے پیچھے ایک دروازہ (\*\* تھا۔۔۔۔۔ جو پہلے سے کھلا تھا۔۔۔۔۔ برہان مسکرا کر اس میں داخل ہو گیا

اور ایک اہلکار سے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ اندر ہی ہے نا"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے زور سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔

اسکے فون کی لوکیشن یہیں کی تھی۔۔۔۔۔ ہم اسکے پیچھے ہی تھے جب وہ اندر داخل ہوا " تھا"۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے لب بھینچے پھر بولا۔۔۔۔۔

اسے شک تو نہیں ہونا۔۔۔۔۔؟؟ اور وہ سنار ا جس سے اسکا اتہ"

پتہ ملاتا تھا وہ کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟

سر وہ اس وقت ہماری حراست میں ہے" ----- "

ٹھیک ہے تم دوبارہ اسپیکر میں بولو کے وہ شرافت سے باہر آجائے ورنہ ہم اندر داخل

ہو جائیں گے" ----- اہلکار نے انکی بات پہ عمل کرتے اسپیکر میں بلند آواز میں کہا۔۔۔۔

ہم نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے آرام سے خود کو ہمارے حوالے کر دو"

تمہارے لیے یہ ہی بہتر ہوگا" ----- دو تین باریہ بات کہنے کے باوجود بھی جب اندر سے

کسی قسم کا کوئی رد عمل نہ ہوا تو پولیس کو مجبوراً گھر کا دروازہ توڑنا پڑا۔۔۔۔

وہ دروازے میں داخل ہو کر دوسرے گھر میں داخل ہو گیا تھا۔۔۔۔ اندھیرے میں)\*\*

ڈوبے گھر کے دروازے وہ جلدی جلدی کھولتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔ اس گھر سے نکل

کر اس نے پلٹ کر ایک نظر ساتھ ساتھ بنے اپنے دونوں گھروں کو دیکھا جو ایک ہو کر بھی دو

الگ الگ گھر لگتے تھے، پھر تیز مگر خاموش قدموں سے وہاں سے گلیوں میں داخل

\*\* (ہو گیا)

اہلکار نے تالے قدموں سے اندر داخل ہوئے روشنیاں جلائیں تو دیکھا گھر خالی پڑا

تھا۔۔۔۔ انسپکٹر کے چہرے پہ پسینہ ابھرنے لگا اس نے تیزی سے کہا۔۔۔۔



ہوگی۔۔۔۔۔ پولیس ابھی تک اسکے گھر کی چھان بین میں لگی ہوگی۔۔۔۔۔ تبھی وہ  
 (\*\*پر سکون سا ائیر پورٹ میں داخل ہو گیا

وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا پکڑو اسے جلدی"۔۔۔۔۔ دو سپاہی فوراً اس دیوار آواز  
 دروازے میں داخل ہوئے اور دو باہر کی طرف بھاگے۔۔۔۔۔ انسپکٹر بھی اس دیوار میں  
 بنے دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔ وہ دروازہ ایک دوسرے گھر کے کمرے میں  
 کھلتا تھا۔۔۔۔۔ اس گھر کے سارے دروازے کھلے تھے۔۔۔۔۔ انسپکٹر اس گھر سے چلتا  
 باہر آیا تو وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔۔۔۔۔ جس گھر کو وہ گھیر کر کھڑے تھے یہ گھر بالکل  
 اسکے ساتھ بنا تھا یوں لگتا تھا جیسے دو الگ الگ مکان ہوں۔۔۔۔۔ ایک دوسرے

سے بالکل مختلف لگتے تھے بس ایک دیوار ملی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور پولیس سمجھی یہ دوسرا  
 گھر ہے تبھی کسی نے اسکی طرف دھیان نہ دیا۔۔۔۔۔ اور برہان وہاں سے باآسانی نکل  
 گیا۔۔۔۔۔

انسپکٹر بھی وہاں سے ہٹ کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

سارے بس اڈوں اسٹیشنز اور ایئر پورٹس پہ اطلاع کر دو کہ یہ شخص "۔۔۔۔۔ برہان کی" تصویر نکالی "ہمیں کسی بھی حال میں چاہیے"۔۔۔۔۔ پیچھے بیٹھے اہلکار نے فون نکالا اور ہدایات دینے لگا۔۔۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے بعد انہیں پتہ چلا کہ برہان کو ایک ایئر پورٹ پہ دیکھا گیا ہے۔۔۔۔۔ پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔ پروہاں سے بھی انہیں کچھ نہیں ملا۔۔۔۔۔ سی سی ٹی وی کیمراز نے اسے اندر آتے تو دیکھا تھا پر باہر جاتے نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ اور ابھی تک اس ایئر پورٹ کی کوئی فلائٹ بھی پروان نہیں چڑھی تھی۔۔۔۔۔ پولیس پورا ایئر پورٹ چھان چکی تھی۔۔۔۔۔ ضامن بھی آگیا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ اب برہان کے بھاگ جانے اور انسپکٹر کے اوور کانفیڈینس ہونے پہ اسے کھری کھری سنا رہا تھا۔۔۔۔۔ انسپکٹر نظریں جھکا کر اسے کمزور سے جواز دے رہا تھا۔۔۔۔۔ پر ضامن کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔۔۔ باہر ایئر پورٹ سے نکلنے ہر شخص کو برہان کی تصویر دکھانی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ تم نے اسے ادھر گرد دیکھا ہے کہیں "۔۔۔۔۔؟؟ ایک سپاہی نے پینٹ شرٹ میں ملبوس " چھوٹے بالوں اور کلین شیو شخص سے پوچھا۔۔۔۔۔ جو دیکھنے سے کسی امیر گھر کا لگتا تھا۔۔۔۔۔ کاندھوں پہ اسکول بیگ جتنا بیگ تھا اور ہاتھ میں پانی کی



ناراض۔۔۔۔۔ پر کیرت بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔۔۔۔۔ لاکھ روئی۔۔۔۔۔ پر چند  
ایک کالز اور میسجز کے بعد دوبارہ میسج نہ کیا۔۔۔۔۔ بس دل موبائل سے بندھ سا گیا  
تھا۔۔۔۔۔ ہر بیپ پہ محل اٹھتا۔۔۔۔۔ اور کسی اور کا میسج دیکھ اس کا خون جل جاتا۔۔۔۔۔ ڈیج  
اسکرین ویسے ہی کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔۔۔ رات کیسے نہیں ڈھلتی۔۔۔۔۔ کیسے  
رات، رات سے

سانپ اور کانٹوں کی بساط بن جاتی ہے یہ بات کیرت کو کل رات معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔  
دل نے تبھی کہا۔۔۔۔۔

بے چین ہو رہی ہو۔۔۔۔۔؟؟ کیرت نے معصومیت سے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

اب مان جاؤ تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ کیرت اس بات سے حیران  
ہوئی۔۔۔۔۔

نہیں مجھے ابھی کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ وہ صاف مکر گئی۔۔۔۔۔ دل نے ناراضی سے اسے  
دیکھا۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔۔۔۔ کیرت نے اس بات پہ نظریں چرائیں۔۔۔۔۔ اور زیر "لب بولی۔۔۔۔۔" ہاں میں جھوٹ بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔ یہ بات اتنی زار داری سے کہی گئی کہ دل اور کیرت خود کو بھی معلوم نہ ہوا۔۔۔۔۔

نیلے رنگ قمیض اور سفید ٹراؤزر کے ساتھ سفید ہی دوپٹہ گلے میں ڈال کر وہ کمرے سے نکلی۔۔۔۔۔ چادر کھول کر اس نے سر پہ تانی۔۔۔۔۔ غزالی آنکھوں میں سرے کی دھار تھی۔۔۔۔۔ خم دار پلکوں پہ اداسی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اور آنکھوں پہ گرتی انہیں بھی اداس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ہلکے سچ اپ اور خود پہ توجہ سے وہ کافی خوبصورت ہو گئی

تھی۔۔۔۔۔ پرس کو کہنی پہ لٹکا کر اس نے جوتے کا جھک کر اسٹریپ بند کیا اور ایک نظر نیم کے درخت اور آنکھ مچولی کھیلتی چڑیا پہ ڈال کر وہ گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔ کیرت کے دیکھتے ہی چڑیا ایک پل کے لیے رکی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر پھر سے اڑ کر شاخوں پہ ہنستی، بیٹھنے اور اڑنے لگی۔۔۔۔۔

وہ گھر سے نکل کر گلی میں چلتی اب سڑک پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔

وہ سڑک پہ چلتی گاڑیوں میں سے ٹیکسی ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔ تبھی اسکے عقب میں ایک کالی گاڑی آگئی۔۔۔۔۔ جس نے ہارن بجایا۔۔۔۔۔ کیرت

رکی۔۔۔۔۔ پلٹی۔۔۔۔۔ دیکھا۔۔۔۔۔ بھنوں کو سکوڑا۔۔۔۔۔ پھر رخ بدلا نظریں  
بدلیں۔۔۔۔۔ اور چلنے لگی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کون ہے۔۔۔۔۔؟ وہ انجان بن  
گئی۔۔۔۔۔ گاڑی والا ہنسا۔۔۔۔۔ فدا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکی اس ناراضی میں انجان بننے پہ وہ  
دل ایک ہی پل میں کئی بار اس پہ وار چکا تھا۔۔۔۔۔ اس نے دوبارہ گاڑی اسکے پیچھے  
چلائی۔۔۔۔۔ ہارن بجایا۔۔۔۔۔ اب کی بار وہ نہ پلٹی۔۔۔۔۔ بس چلتی گئی۔۔۔۔۔ اب اسے  
سرٹک پہ ٹیکسی بھی نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ پر اب وہ بیٹھنا نہیں چاہتی تھی بیٹھ گئی تو ناراضی  
کیسے جتائے گی۔۔۔۔۔؟

ضامن نے لب بھیج کر۔۔۔۔۔ بھنویں آپس میں ملا کر۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں سے اس  
ناراض سی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو چلے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے گاڑی کی سپیڈ  
بڑھائی اسکے سامنے روکی۔۔۔۔۔ وہ بھی رک گئی۔۔۔۔۔

ماتھے پہ بکھرے بالوں کو درست کرتا وہ گاڑی سے نکلا تھا۔۔۔۔۔ جینز پہ ہلکی سرمئی  
شرٹ اور بھوری جیکٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح پرکشش لگتا تھا۔۔۔۔۔ گاڑی کو لاک کر کے  
وہ کیرت کی طرف پلٹا۔۔۔۔۔ جو اب فٹ پاتھ پہ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ظاہریوں کر رہی  
تھی جیسے وہ دیکھ ہی نہیں رہی ضامن کو۔۔۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکراتا۔۔۔۔۔ قدم قدم چلتا  
اسکے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکے کان کی طرف جھکا۔۔۔۔۔

لفٹ چاہیے میڈم"۔۔۔؟ سرگوشی میں کہا۔۔۔۔۔ رازداری سے۔۔۔۔۔ شرارت سے۔۔۔۔۔ کیرت کے دل کی دھڑکن اسکی گرم سانس کان کی لوچھونے سے بے ترتیب ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پروہ سنبھلی رہی۔۔۔۔۔ سامنے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

نہیں ٹیکسی مل جائے گی"۔۔۔۔۔ جیسے اس نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ ویسے اسے جواب نہ ملا۔۔۔۔۔ نہ سرگوشی تھی۔۔۔۔۔ نہ رازداری۔۔۔۔۔ اور نہ ہی شرارت۔۔۔۔۔ بس غصہ۔۔۔۔۔ سڑک پہ بہتی گاڑیاں ان دونوں سے بے نیاز تھیں۔۔۔۔۔ بس آسمان پہ کھڑا سورج انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ چند ایک بادل تھے جو ان پہ چھایا کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے جیموں میں ہاتھ ڈال لیے۔۔۔۔۔ مسکراتا رہا۔۔۔۔۔ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا رہا اس کے نہ دیکھنے اور انجان بننے پہ،۔۔۔۔۔

کیا ناراض ہو مجھ سے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ اسی کی طرح سامنے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ اس بات پہ " کیرت نے سامنے سڑک سے نظریں ہٹا کر ایک اچھٹی نگاہ اس پہ ڈالی۔۔۔۔۔ بھنوزر اسی اچھی تھی۔۔۔۔۔ یعنی ابھی بھی پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔۔؟؟

بتاؤ بھی ناراض ہو"۔۔۔۔۔؟؟ وہ ہنسی دبا کر بولا۔۔۔۔۔ کیرت جل کر بولی۔۔۔۔۔

نہیں میں کسی سے ناراض نہیں ہوں آپ جائیں یہاں سے"۔۔۔۔۔ ضامن نے بہتی " گاڑیوں سے سبز آنکھیں ہٹائیں۔۔۔۔۔ اور اسے براہ راست دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ سرخ ناک کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر اگلے ہی پل اس نے کیرت کی ناک نرمی سے پکڑ کر ہلائی۔۔۔۔۔ گندی "۔۔۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ اپنی بانہیں کیرت کے گرد حائل کر چکا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بری " طرح سے سٹپٹا گئی۔۔۔۔۔ سورج شرما گیا۔۔۔۔۔ بادل ان پہ چھایا ہی کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ گاڑیاں بے پروا سی سڑک پہ دوڑ رہی تھیں۔۔۔۔۔ میری جانو۔۔۔۔۔ مجھ سے ناراض مت ہو کرو "۔۔۔۔۔ وہ اسے سینے سے لگائے بول " رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔۔ وہ اسکی دھڑکن سن کر مبہوت سی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے پرفیوم کی

خوشبو سانسوں سے پورے جسم میں گھل رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو وقت لگا سنبھلنے میں۔۔۔۔۔ پر جب سنبھلی تو پوری قوت جمع کر کے اس سے الگ ہوئی۔۔۔۔۔ کیا کر رہے ہیں یہ آپ "۔۔۔۔۔؟ وہ شرمندہ شرمندہ سی نظریں جھکا کر پوچھ رہی " تھی۔۔۔۔۔ ایک پل میں ہی اسے یوں لگنے لگا تھا جیسے پوری دنیا آنکھ بن گئی

ہے۔۔۔۔ اور اسے ہی دیکھ رہی ہے۔۔۔۔ وہ اسکی بات پہ کچھ حیران ہوا۔۔۔۔ پھر

جب سمجھا تو ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔ اور اسکے ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محبت، محبت کر رہا ہوں"۔۔۔۔ مصنوعی خفگی چہرے پہ لے آیا "تم تو کرتی"

نہیں۔۔۔۔ اور مجھ سے رہا نہیں جاتا"۔۔۔۔ کیرت نے اپنے ہاتھ اسکے ہاتھوں سے

چھڑائے۔۔۔۔ وہ مزید اس محبت کے شجر کے سائے تلے کھڑی رہی تو اس میں سما

جانے لگی۔۔۔۔ یا اس سائے کی عادی ہو کر رہ جانے لگی۔۔۔۔ پھر ہلکی سی تپش بھی پورا

تن جلادے گئے۔۔۔۔ اور اسے اس جلن سے ہی تو ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے"۔۔۔۔ اس کا انداز جتانے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو"

مصنوعی خفگی سے اسے دیکھ رہ تھا۔۔۔۔ سچ میں خفا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے سر مت کہا کرو"۔۔۔۔ اس نے سر جھٹک کر کہا۔۔۔۔ کسی بچے کی"

طرح۔۔۔۔ کیرت اسکا وہ معصوم چہرہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔ پورے دل کا پیار نچڑ کر

آنکھوں میں آ گیا۔۔۔۔ دل کیا دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھر لے۔۔۔۔ اور کہہ

دے۔۔۔۔ کیا کہہ دے۔۔۔۔؟ "کچھ نہیں" کیرت نے دل پہ قابو کیا نظریں بھی ہٹا

لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ میرے باس ہیں تو آپ کو سر ہی کہوں گی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیرت اور"

بھی بولنا چاہتی تھی پروہ ہلکا سا چلایا۔۔۔۔۔

چپ "۔۔۔۔۔ وہ اس کے کہتے ہی چپ ہو گئی۔۔۔۔۔" ایک دم چپ سر کی بچی۔۔۔۔۔ میں "

ایک لگا بھی دوں گا اب "۔۔۔۔۔ وہ منٹوں میں بدل گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے حیرت

سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیا یہ وہی ہے جو ابھی منارہا تھا۔۔۔۔۔ ہاں ابھی ہی۔۔۔۔۔ کیا یہ

وہی ہے۔۔۔۔۔؟؟

لگا دیں "۔۔۔۔۔ کیرت کو بھی غصہ آ گیا۔۔۔۔۔ وہ بھی بدل گئی۔۔۔۔۔ ناراضی سے لڑنے "

مرنے والے انداز میں آ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے گھورا۔۔۔۔۔

جان لے لوں گا میں تمہاری گندی "۔۔۔۔۔ وہ دونوں سڑک پہ کھڑے بچوں کی طرح "

ایک دوسرے سے ناراض ہو کر لڑ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے افسوس سے ضامن کو

دیکھا۔۔۔۔۔

گندے ہوں گے آپ۔۔۔۔۔ میں نہیں ہوں "۔۔۔۔۔ اسے گندی والی بات بری "

لگی۔۔۔۔۔

نہیں تم ہی گندی ہو۔۔۔۔۔ بات بات پہ لڑائی کرتی ہو "۔۔۔۔۔ کیرت نے زور سے "

کہا۔۔۔۔۔

ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟ میں۔۔۔۔؟ میں لڑتی ہوں۔۔۔؟ یا آپ میری زرا سی بات پہ کال " کاٹ دیتے ہیں اور پھر چاہیے اگلا بندہ روتا رہے پر آپ بے پروا بنے رہتے ہیں۔۔۔۔۔" جو چھپانا تھا وہ کیرت کہہ گئی۔۔۔۔۔ کہتے ہی اپنی زبان دانتوں میں دبائی۔۔۔۔۔ "مر جا کیرت تو تو"۔۔۔۔۔ اس نے دل میں خود کو کوسا۔۔۔۔۔ ضامن کو یہ نہیں بتانا تھا کہ وہ اسکے کال کاٹنے پھر کال نہ کرنے پہ روئی تھی۔۔۔۔۔ کیا وہ نہیں سمجھتا ہوگا کہ رویا کن کے لیے جاتا ہے۔۔۔۔؟

تم روئی تھیں۔۔۔۔۔؟ وہ ساری لڑائی جھگڑا بھلا کر اسے فکر سے دیکھنے " لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے تھوک نگلا۔۔۔۔۔

ن۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔ نہیں تو"۔۔۔۔۔ وہ مکر گئی۔۔۔۔۔ آنکھیں چرانے لگی۔۔۔۔۔ پر " وہ سمجھا رہا تھا سمجھ گیا۔۔۔۔۔ جھکی آنکھیں بھی پڑھ گیا۔۔۔۔۔

کیوں روئی تھیں۔؟ میں بس دیکھ رہا تھا کہ تم کب تک مجھے یاد کر کے میسج کرو " گی۔۔۔۔۔ وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ گندا گندی والا الزام وہ دونوں بھول گئے۔۔۔۔۔

ایسے مت آزما یا کریں ضامن اب دل دکھتا ہے "۔۔۔۔۔ وہ یہ کہنا چاہتی تھی پر کہہ نہ پائی۔۔۔۔۔

میں نہیں روئی تھی۔۔۔۔۔ غلطی سے منہ سے نکل گیا۔۔۔۔۔ میری ہر بات مت پکڑا " کریں "۔۔۔۔۔ اب وہ بلاوجہ غصہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ضامن کو برا لگا۔۔۔۔۔ لب بھینچ کر اسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔ کھینچ کر اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔ سورج زرا زراسرک رہا تھا۔۔۔۔۔ دھوپ اب ان پہ بھی پڑنے لگی تھی۔۔۔۔۔ بادلوں کی چھایا ان سے دور ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ سڑک پہ گاڑیوں کا شور ویسا ہی تھا۔۔۔۔۔ پر پروا کس کو تھی۔۔۔۔۔ ؟؟ تم جھوٹ کیوں بولتی ہو "۔۔۔۔۔ ؟؟ اسکی آنکھوں میں اندر تک جھانکتے وہ بولا " تھا۔۔۔۔۔ کیرت جواب میں خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

اب روئیں تو جان سے مار دوں گا تمہیں سمجھیں "۔۔۔۔۔ ؟ وہ ناراضی سے بولا " تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی کل والا بے پروائی پھر سے یاد آ گئی۔۔۔۔۔ کیسے نہ روتی وہ۔۔۔۔۔ اتنا ناراض کیوں ہوا تھا وہ۔۔۔۔۔ ؟ آنکھوں میں موتی بھر کر رندھے گلے سے کہا لے لیں جان میری "۔۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح مدہم سے لہجے سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ " لے لوں پھر تمہاری جان "۔۔۔۔۔ ؟؟ وہ اس کی بھگی آنکھوں میں ڈوبتا پوچھ رہا " تھا۔۔۔۔۔ وہ اچانک سے ہی بچوں کی طرح لڑنے والا لڑکا۔۔۔۔۔ بڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جو الفاظ سے مبہوت کر دیتا تھا۔۔۔۔۔ اسکے سوال نے کیرت کو نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا



رات لاہور پہ اندھیروں اور ستاروں سنگ اتری تھی۔۔۔۔۔ وہ آفس

سے کیرت کو ابھی گھر چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔ پورا دن وہ اسے کین میں اپنے سامنے بیٹھا کر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ کیرت کچھ دیر بعد بولی تھی۔۔۔۔۔

مجھے جانے دیں کیوں بیٹھا رکھا ہے"۔۔۔۔۔؟ وہ ٹیبل پہ کہنی رکھ کر اور مٹھی بند کیے اس " پہ چہرہ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ہلکی شیو ہمیشہ جیسی تھی۔۔۔۔۔ سبز مائل آنکھوں میں محبت کے جگنو تھے۔۔۔۔۔

تم تھک گئیں"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت نے سر ہاں میں ہلادیا۔۔۔۔۔ " میں نہیں تھکا۔۔۔۔۔ نہ کبھی تھکوں گا۔۔۔۔۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو کسی کو " دیکھ کر زندہ رہتے ہیں۔۔۔۔۔ میں نے تم سے دس سال پہلے صرف محبت کی

تھی۔۔۔۔۔ اور ان دس سالوں میں اب وہ محبت میری دیوانگی بن گئی ہے۔۔۔۔۔ اب میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے "۔۔۔۔۔ وہ کچھ آگے ہوا کیرت بڑی توجہ سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔۔۔ "وہ مقصد ہے تم سے بے لوث محبت کرنا۔۔۔۔۔ اتنی کہ کسی نے آج تک کسی سے نہ کی ہو۔۔۔۔۔ میں تمہیں یوں خود میں شامل کرنا چاہتا ہوں جیسے رات میں تارے شامل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ سورج میں کرنیں۔۔۔۔۔ پانی میں لہریں۔۔۔۔۔ اور

پھولوں میں خوشبو۔۔۔۔۔ بالکل انہی کی طرح۔۔۔۔۔ جیسے یہ کبھی جدا نہیں ہو سکتے ویسے  
 میں تم سے جدا نہیں ہونا چاہتا۔۔۔۔۔ بس مجھے کبھی ناراض مت کرنا"۔۔۔۔۔ کیرت اسکی  
 ساری باتوں کے بعد کے اس جملے پہ اٹک گئی۔۔۔۔۔ پر وہ کچھ پوچھتی کہ وہ کھڑا  
 ہو گیا۔۔۔۔۔ اور اسے لہجے کے لیے لے گیا۔۔۔۔۔ اور یہ بات ادھوری ہی رہ گئی۔۔۔۔۔  
 ابھی بھی وہ اسے جب انکے گھر کے گیٹ کے سامنے اتار رہا

تھا تو بہت ساری ہدایات کے ساتھ اتار کر گیا تھا۔۔۔۔۔

جاتے ہی کھانا کھانا۔۔۔۔۔ اور خوش رہا کرو ہر وقت منہ بنا کر رکھتی ہو گندی "۔۔۔۔۔"  
 وہ یہ لفظ نجانے کہاں سے پڑھ آیا تھا جو بار بار کیرت کو کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ پر کیرت کو اسکا یہ  
 گندی "کہنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کہہ ہی کچھ ایسے رہا تھا کہ کیرت کو اس لفظ سے محبت "  
 سی ہو گئی۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا کر اندر داخل ہو گئی تھی وہ بھی اسکے اندر جاتے ہی وہاں سے  
 چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

گھر میں داخل ہو کر اس نے نیم کے درخت کو دیکھا جس کی ٹہنی پہ بنے گھونسلے میں چڑیا بیٹھی  
 تھی۔۔۔۔۔ چڑانہ تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو تشویش ہوئی۔۔۔۔۔

وہ کہاں گیا"۔۔۔۔؟ چڑیا مغرور سی اسکی بات نظر انداز کر گئی۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ "چمکی۔۔۔۔ اور گھونسلے میں جگہ بنا دی۔۔۔۔ کیرت نے گھونسلے میں چڑے کو بیٹھتے دیکھا تو۔۔۔۔ ہنس کر چڑیا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔ "بتا نہیں سکتی تھیں کہ کام پہ گئے ہیں"۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولی۔۔۔۔ اور چڑیا کو اسکا مذاق اچھا نہ لگا اس نے گردن موڑ لی "ہونہہ"۔۔۔۔ کیرت ہنستی ہوئی اندر کمرے داخل ہو گئی۔۔۔۔ کپڑے بدل کر اس نے کھانا کھایا اور پھت پہ آگئی۔۔۔۔ آج وہ کتنے دنوں بعد چھت پہ آئی تھی۔۔۔۔ چھت پہ آتے ہی کچھ یاد آیا۔۔۔۔ کچھ ویسے ہی جیسے کبھی ریڈیو پہ چلتی غزل کے چند اشعار سنے ہوں اور اب تنہائی میں وہ خود سے دل میں ساز سنگ بجنے لگے ہوں۔۔۔۔ مدھر غزل اور ٹھنڈی ہوا دونوں ہی یاد ماضی کو حسین رنگ دینے کو کافی تھے۔۔۔۔

وہ چلتی کمرے میں آگئی۔۔۔۔ الماری کھولی۔۔۔۔ جہاں آج بھی

چاکلیٹس ویسی ہی پڑی تھیں۔۔۔۔ پر وہاں کچھ اور بھی تھا۔۔۔۔ دروازے پہ۔۔۔۔ اسکی نظر الماری کے دروازے پہ پڑی۔۔۔۔ جہاں ایک چٹ لگی تھی جس پہ لکھا تھا "گیٹ ویل سون"۔۔۔۔ کیرت اندر تک بھیگ گئی۔۔۔۔ چٹ کو دروازے





ہونے کی وجہ سے کمرے میں خوابناک اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ وہ ٹیبل پہ سر ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ہر بات کو وہ ہر پہلو سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ چکور کی بات ابھی تک اسکے دماغ میں تازہ تھی۔۔۔۔۔ جب بھی وہ رات میں تنہا ہوتا۔۔۔۔۔ تو یونہی اسکی بات کو سوچتا۔۔۔۔۔ اس نے سوچا تھا برہان پکڑا جائے گا تو کیس کچھ حل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ پر اب تو وہ بھی روپوش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اس رات سے پولیس نے ہر سر توڑ کو شش کر لی تھی۔۔۔۔۔ پر اب وہ انہیں کہیں نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے زمین منگل گئی ہو۔۔۔۔۔

ضامن کو ایک اور بات پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جب بھی اس رات کے بارے میں سوچتا تو یوں لگتا جیسے کچھ وہ بھول رہا ہے۔۔۔۔۔ کچھ اسکی نظروں کے سامنے ہے پر وہ دیکھ

نہیں پا رہا۔۔۔۔۔ پر کیا۔۔۔۔۔ اس بات پہ وہ الجھ جاتا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔۔۔۔۔ وہ ذہن میں اس رات میں ہونے والی ہر باریکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔ ذہن میں وہ رات کسی فل کی طرح چلنے لگی۔۔۔۔۔ وہ اس اندھیر سڑک پہ کنٹیئرز کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ پولیس ہر جگہ پھیلی\*\* تھی۔۔۔۔۔ وہ بھاگ کر کنٹیئرز میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ داخل ہوتے اسکے چپل میں کوئی کانٹا



اچھا کر ضامن نے دوسرا چپل ڈھونڈا۔۔۔۔۔ چپل مل گیا۔۔۔۔۔ تلا دیکھا۔۔۔۔۔ وہ پل بھر کے لیے تھم گیا۔۔۔۔۔

نیلا ڈامنڈ جڑا انیر رنگ۔۔۔۔۔ جس کی پہننے والی نوکیلی پن چپل کے تلے میں گھسی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے وہ جوتے کے تلے سے اتار لیا۔۔۔۔۔ اور قدم قدم چلتا بیڈ پہ آ بیٹھا۔۔۔۔۔

تو یہ تھا جو اس رات اسکے پیر میں لگا تھا۔۔۔۔۔ پر اس نے تب دھیان نہ دیا۔۔۔۔۔ اور اب اس انیر رنگ کو دیکھ کر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے یہ قریب۔۔۔۔۔ بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جیسے وہ ابھی دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑ کر۔۔۔۔۔ آنکھوں کے قریب کر کے۔۔۔۔۔ بالکل ایسے ہی۔۔۔۔۔

ضامن بہت دیر اس میں الجھا رہا پھر وہ تھک گیا۔۔۔۔۔ سر برمی طرح دکھنے لگا۔۔۔۔۔ اس نے وہ انیر رنگ اپنے والٹ کی چھوٹی زیپ والی جیب میں رکھ دیا اور لیٹ گیا۔۔۔۔۔

وہ اس انیر رنگ کا بھی پتہ لگا لے گا پہلے وہ اپنی پریشے کو کچھ دنوں کے لیے یہاں سے دور لے جائے گا۔۔۔۔۔ برہان کے بھاگ جانے سے اسے پریشانی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ پریشے کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔۔ کچھ دن جب تک برہان کا پکا پتہ نہیں چلا جاتا کہ وہ آخر



کیرت اس کے اس دھمکے پہ سنبھل ہی نہیں پارہی تھی۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ سنبھلی تو اس نے بھرپور نا سمجھی کا اظہار

کیا۔۔۔۔۔ جس پہ سبز مائل آنکھوں میں خفگی سی آگئی۔۔۔۔۔ بھنویں بھی سکڑ گئیں۔۔۔۔۔

تم یعنی پریشے۔۔۔۔۔ اور میں۔۔۔۔۔ یعنی ضامن جعفر۔۔۔۔۔ ہم دونوں پرسوں نیویارک

جارہے ہیں۔۔۔۔۔ اپنی پیکنگ کر لینا"۔۔۔۔۔ اس نے پھر سے پوری تفصیل

دی۔۔۔۔۔

کیا پاگل ہو گئے ہیں آپ۔؟ میں نہیں جاؤں گی۔! کیوں نئے عذر تلاش لاتے ہیں آپ"

مجھے پریشان کرنے کے"۔۔۔۔۔؟؟ وہ غصے اور دکھ کی مل جلی حالت میں تھی۔۔۔۔۔ اسے

نوکری کی اجازت مل گئی۔۔۔۔۔ اب اسکا کیا مطلب ہے کہ اسے ہر طرح کی آزادی مل

جانے گی۔۔؟ ابو اسکا ساتھ دے رہے ہیں تو کیا مطلب ہے وہ اس ساتھ کا غلط فائدہ

اٹھائے۔۔۔۔۔؟ کیرت نے ہر پہلو سے سوچنے کے بعد سر نہ میں ہلایا۔۔۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔! آپ نے جانا ہے تو جانیں"۔۔۔۔۔ وہ دو ٹوک لہجے سے بول

کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن بھی کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ بڑھ کر اسکی کلانی پکڑ لی۔۔۔۔۔

تم جاؤ گی"۔۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا بولا۔۔۔۔۔"

میں نہیں جاؤں گی"۔۔۔۔۔ وہ بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔

بھول ہے تمہاری"۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت کے غصے کی جگہ بے بسی نے لے لی۔۔۔۔۔ اسے اُس کے اس سرد لہجے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ یوں بولتا تھا تو وہ اس کام کو اپنی ضد بنا لیتا تھا۔۔۔۔۔ اتنا تو کیرت ضامن کو جان ہی گئی تھی۔۔۔۔۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے"۔۔۔۔۔؟ وہ اپنی کلانی اسکے ہاتھوں میں دیے اسکی طرف رخ کر کے بولی تھی۔۔۔۔۔ سفید قمیض شلوار پہ نیلا دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ اپنی زلفوں کی چٹیا بنائے ہوئی تھی آنکھوں میں کاجل گہرا گرا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکا سا میک اپ تھا۔۔۔۔۔

تم کیوں نہیں سمجھتیں ہر بار میری باتوں سے تمہیں اعتراض کیوں ہوتا ہے"۔۔۔۔۔؟ اس نے کیرت کی کلانی پہ گرفت اور مضبوط کر لی۔۔۔۔۔ کیرت کو تکلیف ہوئی وہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔۔ پر وہ اسکی حالت سے بے نیاز بول رہا تھا"میں تم سے کچھ بھی پوچھتا نہیں میں بس بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ اور میں انکار کے لیے نہیں بتاتا۔۔۔۔۔ مجھے مجبور مت کرو پریشے

کہ میں تمہیں رلاؤں"۔۔۔۔۔ اس نے کرخنگی سے کہہ کر اسکی کلانی ایک جھٹکے سے چھوڑ دی۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی کلانی سہلائی۔۔۔۔۔ آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔۔۔۔۔

آپ مجھے ایک بار ہی مار دیں ضامن یہ ہر روز کی موت مجھ سے نہیں مرا" جاتا۔۔۔۔۔ میرے گھر والے نہیں مانیں گے۔۔۔۔۔ ابو نہیں مانیں گے آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔۔۔؟ ہمارے گھر کا ماحول مختلف ہے"۔۔۔۔۔ وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔ رندھے گلے سے وہ بول رہی تھی کہ شاید ضامن کو اس پہ ترس آجائے۔۔۔۔۔

میرے سامنے اپنے مرنے کی باتیں نہ کیا کرو"۔۔۔۔۔ وہ چاچا کر بولا۔۔۔۔۔ اسکے " بالکل مقابل کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں غصہ تھا۔۔۔۔۔ اور جہاں تک گھر والوں کی بات ہے ان سے میں بات کر لوں گا۔۔۔۔۔ سب مان جائیں " گے"۔۔۔۔۔ وہ بے پروائی سے بولا تھا اب، کیرت کو دھچکا لگا۔۔۔۔۔ "ن۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ آپ کسی سے بات نہیں کریں گے"۔۔۔۔۔



پرسوں ہماری فلائٹ ہے تم اپنے ابو سے بات کرنا وہ مان جائیں "

گے "۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔ کچھ بولی نہیں بس اندر چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ بھی گاڑی ریورس کرتا دور نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

اس رات تو اس میں ہمت ہی نہ جمع ہوئی بات کرنے کی۔۔۔۔۔ پوری رات اسے دادی جن بن کر ڈراتی رہیں۔۔۔۔۔ جب انہیں پتہ چلے گا تو۔۔۔؟ وہ تو بول بول کر دنیا ہلا دیں گی۔۔۔۔۔ اور پھوپو۔۔۔۔۔؟ اٹ۔۔۔۔۔

وہ پوری رات کروٹیں بدلتی رہی تھی۔۔۔۔۔ اگلی صبح آفس کی چھٹی تھی۔۔۔۔۔ اور اس کے پاس آخری دن تھا بات کرنے کا۔۔۔۔۔ پر وہ بات کرے کیسے۔۔۔۔۔؟

کیرت شام کو صحن میں اندھیرا کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ ایک بلب جو روشن ہوتا تھا وہ بھی اس نے بجھا دیا تھا۔۔۔۔۔ ابھی مغرب کی آذان ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نیم کا درخت بھی کیرت کی حالت سے پریشان تھا۔۔۔۔۔ پر گھونسلے کی چڑیا بے نیاز تھی۔۔۔۔۔ اپنے آپ میں مگن۔۔۔۔۔ امی، دادی، اور علیزہ بڑے کمرے میں تھیں۔۔۔۔۔ اور شاید ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اس کا ہر چیز سے دل اچاٹ تھا۔۔۔۔۔ وہ خالی نظروں سے صحن کا فرش دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کالا دوپٹہ فرش پہ پھیلا تھا۔۔۔۔۔ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو

اسے ہوش آیا۔۔۔۔۔ پھر اسکے ابو بانیک لے کر اندر داخل ہوئے تو کیرت انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ کیا بات کرے ان سے۔۔۔ کیا کہے۔۔؟ یہ کہ اسکا عاشق اسے نیویارک لے جانا چاہتا ہے۔۔؟ وہ اسے اجازت دے دیں۔۔۔۔۔ ضامن

کہہ رہا تھا کہ "ہم آفس کے کام سے جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ پر کیا وہ نہیں جانتی کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ جھوٹ کیرت سے اپنے ابو کے سامنے نہیں بولا جا رہا۔۔۔۔۔

وہ اپنے ابو کو دیکھتی، یہ سب سوچتی جلتی کڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

کیسی ہو۔۔۔۔۔؟ اسے خود کو دیکھتا پا کر اسکے ابو نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت کرسی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ زبردستی سا مسکائی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہوں ابو"۔۔۔۔۔ ابو نے سر ہلایا اور منہ ہاتھ دھونے لگے۔۔۔۔۔ کیرت کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ کیا وہ کرے ابو سے بات۔۔؟ لاکھ سوچنے کے بعد اس نے ہمت کر کے ابو کو کہا۔۔۔۔۔

ابو میں نے آپ سے بات کرنی ہے"۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ابو کی طرف اپنا دوپٹہ " کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکے دوپٹے کے پلو سے منہ صاف کیا کرو میں سن رہا ہوں "۔۔۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکے ابو نے اسے " بغور سے دیکھا۔۔۔۔۔ پھر جیسے کچھ یاد آیا تو بولے۔۔۔۔۔

ہاں کیرت۔۔۔۔۔! میں تو بھول گیا۔۔۔۔۔ وہ مال روڈ پہ ایک نئی دکان کھلی ہے ر بڑی " کی۔۔۔۔۔ تمہیں پسند ہے نا۔۔۔۔۔؟ آؤ وہاں چلتے ہیں "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ہاتھ دوبارہ نکالنے لگے۔۔۔۔۔ کیرت اب بھی۔۔۔۔۔ پر ابو بائیک نکال کر اندر اعلان بھی کر آئے تھے کہ وہ اور کیرت مال روڈ جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ علیزہ فوراً بولی۔۔۔۔۔

میں بھی چلوں گی "۔۔۔۔۔ ابو نے مسکرا کر ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ " میری بچی میں تمہارے لیے یہیں لے آؤں گا تم ادھر ہی رہو "۔۔۔۔۔ اسکا منہ بن گیا۔۔۔۔۔ دادی کو اسکا بنا منہ دیکھ کر اس

سے ہمدردی ہوئی۔۔۔۔۔



ہاں مجھے تم پہ یقین ہے۔! ہر طرح سے۔۔۔ اب بتاؤ کیا بات کرنی تھی تم نے۔؟ "ابو"  
 کے زم لہجے سے اس میں بولنے کی ہمت جمع ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس نے آہستہ آہستہ بولنا  
 شروع کیا۔۔۔۔

ابو میں پہلے اپنی ہر بات نانو سے شنیر کر لیتی تھی۔۔۔۔ اچھی بری ہر بات۔۔۔۔ اب وہ"  
 نہیں رہیں تو میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔۔۔۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ  
 میں اپنے دل کی بات کروں۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوئی تھی کہ اسکے ابو فوراً  
 بولے۔۔۔۔

میں ہوں میری جان مجھے بتاؤ کیا بات ہے مجھے آج اپنا باپ نہ سمجھو دوست سمجھ لو کہہ دو"  
 دل کی ہر بات۔۔۔۔ کیرت نے جھکی نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا تو انکے لہجے کی طرح  
 انکے چہرے پہ بھی بے انتہا نرمی تھی۔۔۔۔

ابو وہ مجھے پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ اسے لگا اسکی آواز کنویں سے آئی"  
 ہے۔۔۔۔۔ شرمندگی سے اسکا چہرہ دوبارہ جھک گیا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن اور  
 اپنی ایک ایک بات بتا دی۔۔۔۔ کہ ضامن اسے کب سے ڈھونڈ رہا تھا وغیرہ  
 وغیرہ۔۔۔۔

وہ مجھے نیویارک لے جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ کہہ رہا تھا کہ آفس کا کام ہے۔۔۔۔۔ پر مجھے لگتا " ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔ میں نہیں جانا چاہتی پر وہ مان نہیں رہا "۔۔۔۔۔ کیرت نے جلدی جلدی اپنی بات مکمل اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ وہ تیار تھی۔۔۔۔۔ تھپڑ کے لیے۔۔۔۔۔ اس کے ابو کچھ دیر خاموش رہے۔۔۔۔۔ پھر آہستگی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔

میں یہ سب جانتا ہوں "۔۔۔۔۔ کیرت پہ بزم گرا۔۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ آنکھیں کھول کر ابو کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو بول رہے تھے۔۔۔۔۔

کچھ دن ہی ہوئے ہیں مجھے یہ سب پتہ لگے۔۔۔۔۔ اس نے خود آکر بتایا تھا۔۔۔۔۔ اس روز " جب تم نے مجھ سے آفس کا پوچھا اور میں نے منع کر دیا تو دکان کے باہر دوپہر میں ایک گاڑی آکر رکی۔۔۔۔۔ اس میں سے ضامن نکل کر میرے پاس آیا۔۔۔۔۔ مجھے حیرت ہوئی تھی اسے دیکھا کر۔۔۔۔۔ میں نے اسے بٹھایا اور وہ بیٹھتے ہی بولا۔۔۔۔۔

میں آپ کو برا لگتا ہوں۔۔۔۔۔؟ " اسکا انداز عجیب تھا مجھے اسکی بات سمجھ نہ آئی۔۔۔۔۔ " کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔؟ " میرے پوچھتے ہی وہ گھٹنوں کے بل "۔۔۔۔۔

میرے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

مجھے آپ کی بیٹی سے بہت محبت ہے میں نے اسے دس سال پہلے کھودیا تھا۔۔۔۔۔ وہ "اب جا کر مجھے ملی ہے۔۔۔۔۔ اور اب میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ مجھ پر رحم کریں اسے مجھ سے دور نہ کریں۔۔۔۔۔ آپ جب کہیں گے میری مئی رشتہ لے آئیں گی۔۔۔۔۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے پر آپ سے ڈرتی ہے۔۔۔۔۔ بے شک جا کر دیکھ لیجئے گا۔۔۔۔۔ وہ آفس نہیں آسکی تو رو رہی ہو گی۔۔۔۔۔ میں اسے رلانا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ میں اسے خوشیاں دینا چاہتا ہوں اور یہ سب تبھی ممکن ہے جب آپ مان جائیں گے۔۔۔۔۔ وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔ اور میں اس سے۔۔۔۔۔ آپ اسے مجھ دور نہ کریں "۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات اتنی جلدی کہہ گیا کہ مجھے پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہ آیا۔۔۔۔۔ میں بس حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ پھر میں نے اسے کھڑا کیا اور کرسی پہ بٹھایا۔۔۔۔۔

اب آرام سے بتاؤ کیا کہہ رہے تھے تم۔؟ "وہ میری بات پہ نہ حیران ہوئی نہ جھنجھلایا۔۔۔۔۔ وہ اپنی کہانی پھر سے بتانے لگا۔۔۔۔۔ وہ بول رہا تھا تو یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا بچہ مجھ سے باتیں کر رہا ہو۔۔۔۔۔ اسکی باتوں میں اتنی معصومیت تھی کہ مجھے ایک پل کو بھی نہ لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔

وہ جب اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوا تو اسکی آنکھیں منتظر تھیں۔۔۔۔۔ وہ میرا جواب چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکی ایک گھنٹے کی کہانی سے (مجھے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔۔۔۔۔ میں اس وقت سنجیدہ تھا پر تب نہ رہا جب اس نے کہا "اگر میری کوئی بات بری لگی

ہو تو مجھے مار لیجئے گا پر اسے کچھ مت کہیے گا"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر نظریں جھکا کر بیٹھ گیا جیسے مار کے انتظار میں بیٹھا ہو۔۔۔۔۔ مجھے اسکی بات پہ ہنسی آگئی۔۔۔۔۔ اور میرے ہنستے ہی وہ دوبارہ میرے سامنے بیٹھ گیا میرے ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔۔۔ آپ مان گئے۔؟ "میں نے اسکی بے تابی کو حیرت سے دیکھا۔۔۔۔۔ پھر میں کھڑا" ہو گیا۔۔۔۔۔ اور اسے بھی کھڑا کیا۔۔۔۔۔

میں مانا نہیں ہوں۔ "میری بات پہ اسکا منہ اتر گیا۔۔۔۔۔ پر میں ابھی بول رہا تھا۔۔۔۔۔" دیکھو لڑکے میری بیٹی بہت احساس ہے بہت کچھ محسوس کرتی ہے پر کہتی کچھ نہیں میں " دیکھوں گا اسے آفس بھیج کر اگر وہ آفس جانے سے خوش ہو گئی تو مان جاؤں گا"۔۔۔۔۔ میری بات مکمل ہوتے ہی اسکے چہرے پہ دھنک کے رنگ بکھر گئے تھے۔۔۔۔۔ اور میں اب مان گیا ہوں۔۔۔۔۔ میں نے دیکھ لیا تمہاری خوشی کہاں

ہے۔۔۔۔ اور ایک نہ ایک دن تو تمہاری شادی کرنی ہی تھی اگر اس سے ہو جائے گی تو بہتر ہو جائے گا۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ اب کی بار تمہیں پھر دکھ ہو۔۔۔۔۔ ابو ساری بات تفصیل سے بتا کر خاموش ہو گئے تھے اور کیرت شل رہ گئی تھی۔۔۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ ضامن اسکے ابو کی دکان تک چلا جائے گا۔۔۔۔ اور اسکے ابو اس لیے مانے تھے آفس کے لیے کیونکہ ضامن ان سے پہلے ہی بات کر چکا تھا۔۔۔۔ کیرت تعجب سے اپنے ابو کو دیکھنے لگی تو وہ مسکرائے۔۔۔۔

مجھے تم پہ یقین ہے کیرت۔۔۔۔ اور اس پہ بھی، میں تم دونوں کے ساتھ " ہوں "۔۔۔۔ کیرت کو ان کے اس جملے پہ رونا سا آ گیا۔۔۔۔ وہ کھڑی ہو کر اپنے ابو کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔ اسکے ابو نے اسکے سر پہ نرمی سے ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

تم اکیلی نہیں ہو کیرت میں نے کہا تھا اب تمہارے ابو تمہارے ساتھ " ہیں "۔۔۔۔ کیرت ان کے سینے پہ مضبوطی سے سر ٹکا کر انکی قمیض کو آنسوؤں سے بھگا رہی تھی۔۔۔۔ ربڑی کے گلاس منتظر تھے۔۔۔۔ کہ کب کیرت اور اسکے ابو انہیں چھوئیں گے۔۔۔۔



فلانٹ میں بیٹھ کر اسنے کیرت کو کہا۔۔۔

یہ منہ ٹھیک کرو۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے گھورا۔۔۔

میرامنہ میری مرضی۔۔۔۔۔ ضامن نے لب بھینچے۔۔۔ اسکی طرف رخ کیا۔۔۔

تم مجھ سے لڑتی کیوں رہتی ہو۔؟ "کیرت نے بھنویں اوپر لے جا کر ضامن کو دیکھا۔۔۔

میں لڑتی ہوں یا آپ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔؟ "ضامن کو حیرت ہوئی۔۔۔

میں کب تم سے جھوٹ بولتا ہوں۔؟ "اسکا انداز معصومانہ تھا کیرت کو اسکے انداز پہ غصہ

آیا۔۔۔ وہ کچھ کہتی۔۔۔ بہت سخت۔۔۔ پر اسے جیسے الفاظ نہ ملے۔۔۔ رخ موڑ

لیا۔۔۔ "مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی"۔۔۔ ضامن مسکرا دیا۔۔۔۔۔

نہ کرو پر میں تو تم سے ہی بات کروں گا"۔۔۔۔۔ یہ کہہ کر اسنے آہستگی سے اسکا سر اپنے

کاندھے پہ ٹکا لیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اٹھانا چاہا پر اسنے بازو کیرت کے گرد حائل کر لیا

تھا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھا جس پہ

زمانوں کا سکون تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت کو اسکا سکون برباد کرنا اچھا نہ لگا۔۔۔۔۔ وہ اسکے

شانے سے لگ کر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔





تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو انکا نیویارک میں بنا یہ بنگلہ بہت پسند آیا تھا۔۔۔۔۔ لکڑی سے بنا یہ خوبصورت بنگلہ دیکھتے رہنے کے قابل تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے سامان لاؤنج میں ہی رکھا اور اسے صوفے پہ بٹھایا۔۔۔۔۔

"بتاؤ کیا کھاو گی۔؟"

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ سفر سے ضامن بھی تھکا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اور اب اگر اس نے کچھ کھانے کا نام لیا تو وہ لینے چل پڑے گا۔۔۔۔۔ کیوں بھئی۔؟ "اس نے کچھ حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔"

بس ویسے ہی۔۔۔۔۔ کیرت نے شانے اچکائے تھے پھر جیسے کچھ یاد آیا تو تیزی سے بولی "آپ نے کچھ کھانا ہے تو میں بنا دوں۔؟" ضامن ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔ اسے اسکا یہ بیوی والا سوال بڑا اچھا لگا۔۔۔۔۔

تم بنا دو گی۔؟ "کیرت نے دھیرے سے کاندھوں کو اچکا دیا یعنی ہاں وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔۔۔۔"

نہیں تم میری مہمان ہو اور میں مہمانوں سے کام کرانے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تم "فریش ہو جاؤ پھر باہر چلیں گے ڈنر کے لیے۔۔۔۔۔ اگر تم تھکی نہیں تو۔!" وہ رسان سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت اسکی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جب بھی

ان آنکھوں میں دیکھتی تو خود کو ان میں اترتا پاتی۔۔۔۔۔ سوال۔۔۔۔۔ جواب۔۔۔۔۔ وہ سب بھول جاتی تھی۔۔۔۔۔ ان آنکھوں میں دیکھنا بھی بڑی ہمت کا کام تھا۔۔۔۔۔ اور یہ ہمت کیرت زیادہ دیر نہیں کر پاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ سنبھلی۔۔۔۔۔

مجھے سچ میں بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔"

مجھے ہے۔۔۔۔۔" وہ فوراً بولا۔۔۔۔۔"

آپ کیا چاہتے ہیں۔؟" وہ اس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔ ضامن لب بھیج کر مسکایا۔۔۔۔۔ یعنی وہ سمجھ گئی کہ ضامن کچھ چاہتا ہے۔۔۔۔۔

میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کہو کہ ضامن میں نہیں تھکی میں آپ کے ساتھ ڈنر پہ جاؤں" گی۔۔۔۔۔ بات کے آخر تک اسکی مسکان گہری اور اسکے گال کا ڈمپل واضح ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ بلیک پینٹ شرٹ پہ کالی فل آستینوں والی جیکٹ پہنے وہ سبز آنکھوں میں محبت بھرے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ بال آج ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔

ضامن میں نہیں تھکی میں آپ کے ساتھ ڈنر پہ جاؤں گی"۔۔۔۔۔ اس نے اسکی مان لی۔۔۔۔۔ ضامن ہنس دیا۔۔۔۔۔ اور کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

اب جلدی کرو پھر مجھے بڑی بھوک لگ رہی ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر "چکا تھا اور اب اسے اسکا کمرہ دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اوپر ضامن کے کمرے کے بالکل ساتھ تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں لا کر اسنے کہا۔۔۔

میں تمہیں کل اپنا پورا گھر دکھاؤں گا۔۔۔۔۔ پھر ہم گھومنے چلیں گے"۔۔۔۔۔ وہ جانے "لگا کہ کیرت عقب سے بولی  
آپ تو کہہ رہے تھے آفس کے کام سے آئے ہیں ہم یہاں۔؟" اسکے

قدم رکے۔۔۔۔۔ وہ کیرت کی جانب پلٹا۔۔۔۔۔ اور دھیرے سے بولا۔۔۔۔۔  
جھوٹ کہا تھا"۔۔۔۔۔ اسکے انداز میں بے نیازی تھی کیرت اسکی بے نیازی دیکھتی رہ "گئی۔۔۔۔۔ وہ یہ کہہ کر "جلدی کرو پریشے"۔۔۔۔۔ کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ دیر کھڑی ضامن کے بارے میں سوچتی رہی کہ کیا یہ مجھتیں سچی ہیں۔۔۔۔۔؟ ضامن اسے کہیں کبھی کسی موڑ پہ چھوڑ تو نہیں دے گا۔؟ اسکا کبھی کیرت سے دل تو نہیں بھر جائے گا۔۔۔۔۔؟ دادی اسے بد بخت کہتی تھیں۔۔۔۔۔ پر جسے ضامن مل رہا ہو وہ بد بخت کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟ ضامن تو وہ روشن ستارہ ہے جو جسے مل جائے تو اسکی قسمت چمک جاتی ہے۔۔۔۔۔ کیرت



متورم آنکھوں سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ بکھرے بال اور ماتمی چہرہ ٹینا کو قابلِ ترس بنا رہا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ گردن ہمیشہ کی طرح اکڑی تھی۔۔۔۔۔ نیلے ٹخنوں تک کی اسکرٹ پہنہ وہ تمکنت سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے جڑے بوندے تھے۔۔۔۔۔ گلے کا نفیس نیکلیس چمک رہا تھا۔۔۔۔۔ بال جوڑے کی شکل میں ڈھلے تھے۔۔۔۔۔ سپاٹ چہرے پہ میک اپ تھا۔۔۔۔۔ جو اسکے حسن میں چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں تم سب سے خوبصورت ہو۔!" ماہ نور نے ٹینا کے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ پھر "بولی" پر تم بے وقوف ہو۔۔۔۔۔ بار بار اسکے لیے روتی ہو بار بار اسکے پاس جاتی ہو۔۔۔۔۔ یوں جاوگی تو اپنی اہمیت اور گراوگی"۔۔۔۔۔

تو پھر میں اور کیا کروں۔؟ وہ کسی صورت نہیں مانتا"۔۔۔۔۔ اسکی دوبارہ آنکھیں بھر "گئیں۔۔۔۔۔ ماہ نور نے لب بھینچے۔۔۔۔۔ اس نے اسے شانوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔۔۔ اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔۔

وہ تمہارا ہی ہے۔۔۔۔۔ میں افضل سے بات کروں گی دیکھنا تم، سب ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ اس نے ٹینا کا سراپہ کا ندھے سے ٹکا لیا تھا۔۔۔۔۔ ٹینا خاموش ہو گئی



پیروں کے نیچے نرم پھول کی پنکھڑیاں تھیں۔۔۔ اس نے حیرت سے قدموں کو دیکھا۔۔۔۔۔ پھر نظر پھیلتی ہر زینہ پہ اور لاؤنج میں چلی گئی۔۔۔۔۔ جہاں ایک لمبی پتیوں کی روش بنی تھی۔۔۔۔۔ سرخ پتیوں کے اطراف سفید گلابوں کی پنکھڑیاں ایک قطار میں پچھی تھیں۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتی سیڑھیوں سے ریلنگ پہ ہاتھ رکھ کر اترنے لگی تھی۔۔۔۔۔ ہلکے پیلے رنگ قمیض شلوار اور دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ پھولوں کی بکھری پتیوں کو دیکھ رہی تھی جو اسکے پیروں میں تھے۔۔۔۔۔ دوپٹہ پیچھے زینوں پہ جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔ بال کچر میں جکڑے تھے۔۔۔۔۔ وہ چلتی لاؤنج میں آگئی۔۔۔۔۔ نیم تاریک لاؤنج میں جگہ جگہ موبتیاں جلی تھیں۔۔۔۔۔ وہ رک کر استعجاب سے انہیں دیکھنے لگی سب کچھ کسی خواب سا لگتا تھا۔۔۔۔۔

اس کی نظر لاؤنج میں رکھی کانچ کی ٹیبل پہ پڑی جس پہ موبتوں کے درمیان ایک سرخ چٹ رکھی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ٹیبل کے پاس آکر وہ چٹ اٹھائی۔۔۔۔۔

میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت نے چٹ وہیں چھوڑی اور پھولوں کی " پتیوں سے ہنی روش پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔ دوپٹہ ویسے ہی پیچھے جھاڑو دے رہا تھا۔۔۔۔۔ داخلی دروازہ کھول کر وہ باہر آئی تو ہوا کے تیز جھونکے نے اسے اپنی پلیٹ میں لیا۔۔۔۔۔ اور

وہ پکھتانی بھی کہ وہ بغیر شال کے باہر آگئی۔۔۔ اس نے اپنا دوپٹہ سمیٹا اور گرڈ پلیٹ  
 لیا۔۔۔

وہ دہلیز پہ کھڑی تھی دونوں طرف پیلرز تھے اور ویسی ہی روش بنی تھی۔۔۔۔۔ پر اب اسکے  
 کنارے پہ چلتے چراغ لان کی گھاس پہ روشنی بکھیرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ راستہ روشن  
 تھا پر باقی کالا ن ویسے ہی اندھیروں میں گم تھا۔۔۔۔۔ وہ اس پہ چلنے لگی۔۔۔۔۔  
 لان میں پہنچ کر اس نے ادھر سے ادھر دیکھا وہ کہیں نہ تھا۔۔۔۔۔ اسے آواز دینے کے  
 لیے اس نے لبوں کو جنبش دی تھی کہ ایک جھماکے سے سینڈ سکیڈ بعد لان میں روشنی  
 ہونے لگی۔۔۔۔۔ وہ گردن گھما گھما کر دیکھتی پورے لان میں ہارٹ شیپ بلونز  
 تھے۔۔۔۔۔ سامنے روش کے اختتام پہ ایک ٹیبل اور دو کرسیاں رکھی تھیں۔۔۔۔۔ جس  
 کے چاروں طرف چھوٹے پیلرز تھے جو سفید ریشمی کمرے سے کور تھے۔۔۔۔۔ اور ایک  
 کمرہ سا بنا تھا جس کی چھت پہ رنگ برنگے مصنوعی پھول تھے کیرت نے غور کیا تو اسے وہ  
 وہیں کرسی پہ بیٹھا نظر آیا۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔  
 ریشمی پردوں کو ہٹا کر جب وہ اس چھوٹے کمرے سے میں داخل ہوئی تو ضامن نے ماچیس  
 سلگائی اور ٹیبل پہ رکھی موم بتی جلادی۔۔۔۔۔ ٹیبل پہ گلابوں کا بکے اور کیک رکھا  
 تھا۔۔۔۔۔ اس نے موم بتی جلا کر نظر اٹھائی اور اپنی ماہ رخ کو

دیکھا۔۔۔۔۔ ہلکی مسکان سے۔۔۔۔۔ آنکھوں میں محبت کے ستاروں سے۔۔۔۔۔  
 وہ کھڑا ہو کر اسکی طرف آیا۔۔۔۔۔ ٹیل سے وہ بکے اٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔  
 سالگرہ مبارک ہو جانِ من "۔۔۔۔۔ اس نے بکے کیرت کی طرف بڑھایا وہ کچھ پل اسے "  
 دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ خواب تھا کہ کیا۔۔۔۔۔ وہ پلک بھی نہ جھپک پارہی تھی۔۔۔۔۔ اسے  
 لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھ جھپکانے کی تو سب کھو جانے گا۔۔۔۔۔ اور وہ نیند سے بیدار  
 ہو جانے گی۔۔۔۔۔ بڑی غزالی آنکھیں یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ جو مجنتوں کا ساگر  
 بنا رہتا تھا۔۔۔۔۔ اسے ڈنر کرانے کے بعد وہ اسی لیے اسے بار بار کہہ رہا تھا کہ وہ جا کر  
 سو جانے تاکہ وہ یہ سب انتظام کر سکے۔۔۔۔۔ اور آج کیرت کی سالگرہ تھی یہ بات تو  
 اسے خود بھی نہیں معلوم تھی۔۔۔۔۔ کبھی منائی ہو تو یاد بھی رہتی۔۔۔۔۔ بچپن میں کبھی اسکی  
 تاریخ پیدائش کا ذکر ہوتا بھی تو دادی جو بولتیں کہ وہ اس دن سے ہی ڈرنے لگی۔۔۔۔۔ اور  
 پورے سال میں وہ اس دن کو یوں بھولتی جیسے یہ دن اسکی زندگی میں آیا ہی  
 نہیں۔۔۔۔۔ اور آج اس دن کو ضامن نے جیسے خاص بنا دیا تھا وہ چاہ کر بھی یقین نہیں  
 کر پارہی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا۔؟ "اس نے کیرت کو یوں دیکھتے پایا تو پوچھنے لگا۔۔۔۔ اسکا پوچھنا تھا کہ کیرت کی " آ نکھیں بھر گئیں۔۔۔۔ بجھی دل میں اس دن کو منانے کی خواہش کو دبانے کی اذیت کا دکھ آج اسکی آنکھ سے بہا تھا۔۔۔۔ جس سے وہ گھبرا گیا۔۔۔۔

کیا ہوا۔؟ تم رو کیوں رہی ہو۔؟ میں نے تمہاری نیند خراب کر دی کیا۔؟ "اس کے " پریشانی سے بولنے پہ کیرت نے فوراً نہ

میں سر ہلایا۔۔۔۔

پھر بتاؤں کیوں رو رہی ہو۔؟ "کیرت نے آنکھ کا آنسو صاف کیا پھر ہلکا سا مسکائی۔۔۔۔ " بس ویسے ہی "۔۔۔۔ اسنے شانے اچکا کر کہا۔۔۔۔ اس کی بات پہ ضامن نے اسے " گھورا۔۔۔۔

سچی۔؟ "اسے کیرت کی بات پہ یقین نہ آیا۔۔۔۔ کیرت نے تیزی سے ہاں میں سر " ہلایا تو اس نے اسکی ناک نرمی سے پکڑی

بے وقوف "۔۔۔۔ کیرت اس بات پہ ہلکا سا ہنس دی۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن کے " ہاتھوں سے بکے لیا۔۔۔۔ اور بولی۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آج میری برتھ ڈے۔؟ "وہ مسٹری سے مسکایا۔۔۔۔ "۔۔۔۔

کیوں بتاؤں۔؟" وہ شرارت سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت نے معصوم سی شکل بنائی تو وہ "پل بھر میں ہار گیا۔۔۔۔۔"

تمہاری سی وی پہ دیکھتا تھا۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی اس نے چھری اٹھا کر کیرت کی جانب کی "اس نے کیرت کو حیران ہونے کا بھی موقع نہ دیا۔۔۔۔۔"

کیک کاٹو"۔۔۔۔۔ وہ بھی حیران ہونا بھول کر کیک کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔ اسنے "کیک کاٹا اور ایک ٹکڑا اٹھا کر ضامن کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔ ٹکڑا بڑھاتے نجانے کیوں وہ نظریں چرا گئی۔۔۔۔۔ چہرہ بھی شرمیلی سی مسکراہٹ کے حصار میں تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکے ہاتھ سے کیک کھایا پھر وہ کیرت کے لیے کیک اٹھا رہا تھا جب کیرت نے چپکے سے کریم سے بھری انگلی ضامن کی ناک پہ لگائی وہ چونکا کیرت بے ساختہ ہنس دی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے لب بھیج کر دیکھا جو ہنسنے میں لگن تھی۔۔۔۔۔ پھر اگلے ہی لمحے اسکی ہنسی رک گئی وہ کیرت کے دونوں ہاتھ

پکڑ کر اسکی کمر کے پیچھے کر چکا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔۔۔۔۔ سب کچھ تھم سا گیا۔۔۔۔۔ سرد ہوا بھی دھیرے سے چلنے لگی۔۔۔۔۔ اس نے ایک جھٹکے سے

کیرت کو اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔۔ کچھ کی گرفت میں جکڑے اسکے ریشمی بال کچھ سے آزاد ہوئے اور کمر پہ بکھرتے چلے گئے۔۔۔۔۔

وہ کیرت کی طرف جھک رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کی ناک سے اپنی ناک ملائی۔۔۔۔۔ اور کریم اسکی ناک پہ لگا کر اسکے کان کی لو سے اپنے ہونٹ مس کرتا سرگوشی میں بولا۔۔۔۔۔

حساب برابر"۔۔۔۔۔ وہ شوخی سے کہتا کیرت سے دور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت جھینپ " کر رہ گئی۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے دونوں ہاتھ پکڑے اور بولا۔۔۔۔۔

آج تمہارا دن ہے آج تم مجھ سے جو مانگوگی میں دوں گا۔۔۔۔۔ بتاؤں تمہیں کیا " چاہیے۔؟ "کیرت نے دھیرے سے نہ میں سر ہلایا

مجھے کچھ نہیں چاہیے ضامن آپ نے اتنا کچھ کر دیا میرے لیے، اس کے علاوہ مجھے کچھ " نہیں چاہیے "۔۔۔۔۔

میرا ساتھ بھی نہیں۔؟ "اسکی آنکھوں میں جھانک کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت خاموش " ہو گئی۔۔۔۔۔ دل نے کہا کہہ دوہاں میں تمہیں چاہتی ہوں اور تمہارا ساتھ بھی۔۔۔۔۔ اس نے کہنے کے لیے لب بھی ہلائے پر پھر لبوں سے کچھ اور نکلا۔۔۔۔۔

میں آپ سے ابھی کچھ نہیں مانگتی بعد میں مانگوں گی جب مجھے آپ سے کچھ بہت خاص چیز " چاہیے ہوگی بتائیں تب دیں گے۔ " اس نے اسکے نازک ہاتھ اپنے سینے پہ رکھ لیے پھر بولا۔۔۔

وعدہ کروں۔؟ " کیرت نے دیرے سے شانے اچکائے ضامن کی "

دھڑکنیں وہ اپنی ہتھیلی پہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

کر لیں آپ کا کیا بھروسہ کب بدل جائیں "۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولی تو وہ ہنس "

دیا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔

وعدہ کرتا ہوں تم جب کبھی مجھ سے کچھ مانگوگی میں انکار نہیں کروں گا مان جاؤں "

گا "۔۔۔۔۔ کیرت نے آہستگی سے اسکے سینے سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔۔ پروائی ویسے ہی

انکے درمیان چل رہی تھی۔۔۔۔۔ آسمان پہ بادل تھے۔۔۔۔۔ ماحول میں خنکی اور ٹمٹاتے

چراغ۔۔۔۔۔ یہ خواب کی طرح لگتا ضرور تھا پر خواب تھا نہیں۔۔۔۔۔ کیرت کو اس بات کا

یقین ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر وہ دونوں لان میں کرسیوں پہ بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر وہ اسے اندر لے

آیا۔۔۔۔۔ کمرے کے دروازے پہ اسے لے جا کر وہ بولا۔۔۔۔۔

کل میں نے ایک کلائنٹ سے ملنے جانا ہے تم گھر پہ رہنا۔۔۔۔ اور آرام سے اٹھ کر ناشتہ " کرنا میں جلدی آجاؤں گا"۔۔۔۔ وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔ کیرت اسکی بات کے اختتام پہ بولی۔۔۔۔

آپ نے تو کہا تھا کہ ہم یہاں کام سے نہیں آئے۔۔۔۔ وہ اسکے قریب " آیا۔۔۔۔ اسکی ٹھوڑی پکڑی۔۔۔۔

ہم کام کے لیے نہیں آئے کام صرف میں نے کرنا ہے تم نے بس آرام کرنا " ہے۔۔۔۔

"مجھے آرام کے پیسے دیتے ہیں آپ۔؟"

نہیں۔! تمہاری یہاں آکر چھٹیاں ہیں میں نے کہا تھا نا کہ تم میری مہمان ہو اور میں " مہمانوں سے کام کرانے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔۔ اب تم سو جاؤ اور کل آرام سے اٹھنا پھر جب میں آجاؤں گا تو باہر چلیں گے ٹھیک ہے۔؟" اس نے اسکی ٹھوڑی چھوڑ دی تھی۔۔۔۔ کیرت نے بس سر ہاں میں ہلا دیا تو وہ بھی اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔ کیرت کچھ دیر کھڑی زینوں کو



مجھے جلدی اٹھنے کی عادت ہے"۔۔۔۔۔ اس کے جواب پہ ضامن نے سر کو خم دیا پھر "اسکے لیے کرسی درست کی تو وہ اس پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔"

چلو پھر میرے ساتھ ناشتہ کر لو اس کے بعد جب میں چلا جاؤں گا تو مجھے آرام سے یاد "کرنا"۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر بولا تو کیرت کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔ میں تو نہیں کروں گی آپ کو یاد"۔۔۔۔۔ ہلکی آسمانی شرٹ پینٹ "

اور تیز نیلے رنگ کے کوٹ میں ملبوس ضامن کو دیکھ کر وہ بے نیازی سے بولی تو ضامن نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔

اف میرے بے مروت اور ظالم محبوب"۔۔۔۔۔ وہ چہرے پہ مصنوعی بیچارگی لا کر بولا "کیرت اسکی اداکاری پہ ہنس کر رہ گئی۔۔۔۔۔ ملازم سپاٹ چہرے سے کھڑا تھا پر اسکی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔۔۔۔۔ ان دونوں کی اردو میں کی جانے والی باتیں وہ سمجھ نہیں پارہا تھا۔۔۔۔۔"

وہ ناشتہ کر کے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ جاتے سے اس نے کیرت کو کہا۔۔۔۔۔

میں جلدی آ جاؤں گا یہ موبائل رکھ لو اپنے پاس کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے کال کرنا ٹھیک "ہے۔؟" کیرت نے اثبات میں سر ہلا کر موبائل لے لیا۔۔۔۔۔ وہ چلا گیا تو کچھ دیر وہ



کافی پیوگی۔؟" وہ کچھ دیر بیٹھ تھا کہ دوبارہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت نے حیرت سے اسے  
دیکھا۔۔۔۔۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں اب۔؟"

کافی بنانے کا سوچ رہا ہوں اگر تم بھی پیوگی تو بنا لوں گا ورنہ میں بھی نہیں پیوں"  
گا۔۔۔۔۔ وہ پوری وضاحت دے کر اب اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔۔ کیرت اسے  
تعجب کن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آپ کو کافی بنانی آتی ہے۔؟" وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے شانے اچکائے۔۔۔۔۔  
بس کافی۔!" وہ بے نیازی سے بولا تو کیرت نے اسے داد دینے والے انداز سے "  
دیکھا۔۔۔۔۔

میں بھی چلوں آپ کے ساتھ۔؟ میں آپ کو کافی بناتے دیکھنا چاہتی ہوں"۔۔۔۔۔ وہ "  
اکسا ٹیٹمنٹ سے بولی تو وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔

شیور!"۔۔۔۔۔ پھر وہ دونوں اوپن کچن کے کاؤنٹر پہ آگئے اور ضامن کافی تیار کرنے "  
لگا۔۔۔۔۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ جب کافی بن گئی تو ضامن نے کافی کا بھرا مگ  
کیرت کے آگے رکھ دیا۔۔۔۔۔

پی کر بتاؤ کیسی بنی ہے۔؟ "کیرت نے مگ اٹھایا اور لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔ اور اگلے ہی " پل اس نے پُھر کیا۔۔۔۔۔

ای۔۔۔۔۔ تیخ۔۔۔۔۔ کرٹومی "۔۔۔۔۔ وہ گندا سا منہ بنا کر کپ کا وٹر پہ رکھ چکی " تھی۔۔۔۔۔ اور اسکے کافی کویوں نکالنے پہ وہ بے ساختہ ہنس دیا۔۔۔۔۔ پھر بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پہ قابو کرتا بولا۔۔۔۔۔

اتنی بھی کرٹومی نہیں تھی "۔۔۔۔۔"

اتنی ہی کرٹومی تھی "۔۔۔۔۔"

اچھا پانی پی لو "۔۔۔۔۔ اس نے پانی کا گلاس بھر کر کیرت کے لبوں کے قریب " کیا۔۔۔۔۔ جبکہ کیرت نے گلاس پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا پر جیسے اس نے اسکے ہاتھ کی طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے بھی اپنا ہاتھ پہلو میں گرا لیا اور اسکے ہاتھ سے پانی پینے لگی۔۔۔۔۔

اچھا کچھ اور پیو گی جو س بنا دوں۔؟ "کیرت نے ناں میں گردن ہلا دی۔۔۔۔۔" ضروری نہیں ہے ضامن آپ پسں کافی، مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہوگی تو " بتا دوں گی "۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے "۔۔۔۔۔ اس نے اپنا کافی کاگ اٹھایا اور لاؤنج میں اسکے ہمراہ " آبیٹھا۔۔۔۔۔ باوردی ملازم ہاتھ میں سرخ کورسے ڈھکی موٹی سی کتاب لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے کافی کاگ رکھا اور وہ کتاب لے لی۔۔۔۔۔ جو انکا فیملی ایلبم تھا۔۔۔۔۔ میں تمہیں اپنی فیملی دکھاتا ہوں "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ایلبم کھولنے لگا۔۔۔۔۔ اور ایک ایک کی تصویر پہ انگلی رکھ کر وہ اسکے بارے میں بتانے لگا۔۔۔۔۔ اپنی ممی کا بتاتے اس نے کیرت کا چہرہ بغور دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو مجھ سا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ شاید اسکی ممی کی باتیں نہیں بھولی تھی۔۔۔۔۔ ضامن جلد ہی پھر موضوع بدل دیا۔۔۔۔۔ اور اگلی تصویروں پہ آگیا۔۔۔۔۔

یہ میرے بھائی بجا بھی ہیں "۔۔۔۔۔ اسنے ماہ نور اور افضل کی شادی کی ایک تصویر نکال کر دکھائی۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بجا بھی کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔ وہ سرخ عروسی جوڑے میں کہیں کی

شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

آپ کی بجا بھی بہت خوبصورت ہیں "۔۔۔۔۔ وہ تحیر سے بولی تھی





لگیں۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ سفید سنخوں تک کی اسکرٹ میں ملبوس تھیں۔۔۔۔ سپید  
چہرے پہ عمر بیت جانے کی نشانی جھریوں کی شکل میں تھی۔۔۔۔ پروہ پھر بھی پیاری  
لگتی تھیں۔۔۔۔ کیرت کی دادی سے تو بہت زیادہ۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا  
تھا۔۔۔۔

یہ میری گرل فرینڈ ہیں پریشے"۔۔۔۔ ضامن نے انگلش میں کیرت کو مخاطب کر کے "  
کہا تو وہ مسکرا کر ان سے ملی۔۔۔۔ لیڈی کی تھریں نے ناراضی سے ضامن کو ایک نظر  
دیکھا۔۔۔۔ پھر وہ کیرت سے گویا ہونیں  
اور اب یہ مجھے دھوکا دے رہا ہے۔۔۔۔ میری جگہ تمہیں دے کر"۔۔۔۔ وہ ضامن "  
کے پریشے کہتے ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کے بارے میں ضامن انہیں بتایا  
کرتا تھا۔۔۔۔

جہاں کیرت کی تھریں کی بات پہ جھینپ گئی وہیں ضامن نے بلند قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔  
پھر وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھ گئے اور لیڈی کی تھریں اوپن کیچن میں کھڑی انکے لیے سنیکس کا  
انتظام کرنے لگیں۔۔۔۔ تبھی انہوں نے ضامن کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔  
جی۔؟ "اس نے قریب آ کر پوچھا۔۔۔۔"

تم تو کہتے تھے کہ وہ تمہاری ٹیچر تھی یہ تو تمہارے جتنی ہی لگتی ہے مجھ بوڑھی کو دھوکا تو نہیں دے رہے۔؟" انہوں ایک بھنواچکا کر بڑی بے رحمی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے انکے گلے میں بانہیں ڈال لیں۔۔۔۔۔

میں آپ کو دھوکا کیوں دوں گا۔۔۔۔۔؟ یہ وہی ہے۔۔۔۔۔ رک کر اس نے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ "دیکھیں نہیں لگتی نہ مجھ سے بڑی۔؟ یہ بات اسے بھی سمجھانیے گا۔۔۔۔۔ ابھی تک اس نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ مجھ سے محبت کرتی ہے"۔۔۔۔۔ وہ ادا اس سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اسکی ادا سی دیکھ کر لیڈی کیٹھریں نے اسکے گال پہ ہلکی سی چٹکی بھری۔۔۔۔۔

"تمہیں اتنی جلدی کیوں رہتی ہے ہر کام کی۔؟" بس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دیر ہوگئی تو میں اسے کھونہ دوں۔۔۔۔۔ اس نے گہرا سانس لے کر کہا تھا۔۔۔۔۔ لیڈی کیٹھریں کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں۔۔۔۔۔ پھر بولیں۔۔۔۔۔ نہیں اب تم دونوں کبھی جدا نہیں ہوگے۔۔۔۔۔ وہ کہتی نہیں تو کیا ہوا۔۔۔۔۔ پر اسکی آنکھوں میں تو تم ہی بسے ہوئے ہو۔۔۔۔۔ وہ انکی بات پہ خوش ہو گیا۔۔۔۔۔

"سچ؟"

مچ۔! "ضامن انکی اس کپی سی "مچ" پہ اور بھی خوش"

ہو گیا تھا۔۔۔۔

بہت دیر تک لیڈی کیتھرین کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کے بعد جب وہ لوگ جا رہے تھے تب لیڈی کیتھرین نے کیرت کو گلے لگا کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔

میرا بوائے فرینڈ تمہاری محبت میں پاگل ہے اسکا دل مت توڑنا۔۔۔۔ بہت معصوم "

ہے یہ، بس تھوڑا غصے کا تیز ہے۔۔۔۔ پر بہت اچھا ہے تمہارا بہت دھیان رکھے

گا"۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کا گال چوما اور انہیں باہر تک چھوڑنے آگئیں۔۔۔۔ جب

وہ دونوں وہاں سے نکل گئے تب ضامن نے راستے میں کیرت سے پوچھا۔۔۔۔

وہ تمہارے کان میں کیا کہہ رہی تھیں۔؟ "کیرت اپنے دھیان میں بیٹھی تھی اچانک سے "

سوال پہ وہ چونکی۔۔۔۔ پھر سنبھلی

کیوں بتاؤں ہماری پرسنل بات تھی"۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے بولی تھی ضامن نے ابرو

اٹھایا۔۔۔۔

بتاؤ بھی"۔۔۔۔

نوجی"۔۔۔۔ ضامن نے منہ بنا لیا۔۔۔۔

اب بات نہیں کروں گا تم سے"۔۔۔۔ وہ روٹھے لہجے سے بولا۔۔۔۔ کیرت نے اسکا " چہرہ دیکھا۔۔۔۔ معصومیت۔۔۔۔ اف۔۔۔۔

کتنی دیر ناراض رہیں گے۔؟ " وہ مخطوظ ہوتی پوچھنے لگی۔۔۔۔ "

بہت سارے ٹائم تک"۔۔۔۔ اس نے بنے منہ ہی سے سر بھی جھٹکا۔۔۔۔ کیرت کو " اس پر پیار آیا۔۔۔۔ پر ظاہر نہ کیا۔۔۔۔

ابھی نہیں وقت آنے پہ بتاؤں گی"۔۔۔۔ " اور وہ وقت کب آئے گا۔؟ "

پاکستان جا کر"۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی تھی۔۔۔۔ ضامن اسکی آنکھوں میں " انگریزی لیتی شرارت کو دیکھ گیا تھا۔۔۔۔ وہ پھر خاموش ہو گیا۔۔۔۔ اب اسے پاکستان جانے کی جلدی تھی۔۔۔۔ اس نے وہاں جا کر کچھ حساب بھی برابر کرنے تھے۔۔۔۔ " اس شخص نے سچ کہا تھا کہ میری جان کے دشمن میرے قریب ہی ہیں"۔۔۔۔ اس نے چکور کی بات یاد کر کے دہرائی۔۔۔۔ اندر پھر سے ایک آگ جلنے لگی تھی۔۔۔۔



میں لا کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ نرمی سے کہتا اس بچے کے پاس چلا گیا۔۔۔۔۔ کیرت اسے " دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جو بچے سے سارے کے سارے غبارے خرید کر لا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی طرف مگن تھی

تبھی ایک بچے نے اسکا ہاتھ ہلایا۔۔۔۔۔ کیرت نے بچے کو دیکھ تو وہ ایک چٹ کیرت کے ہاتھ میں پکڑا کر چلا گیا۔۔۔۔۔ کیرت نا سمجھی سے اسے جاتا دیکھتی رہی پھر اسنے چٹ دیکھی۔۔۔۔۔ اسے کھولا۔۔۔۔۔ اور جیسے نظریں چٹ پہ پھسلیں وہ پل بھر میں ہی ہتھر کی ہو کر رہ گئی۔۔۔۔۔

یہ لو"۔۔۔۔۔ ضامن اسکے قریب کب آ گیا تھا اسے معلوم ہی نہ چلا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے " ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔ اندر سے وہ بری طرح ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔ اسنے ضامن کا بڑھا ہوا ہاتھ تھا ما جس سے اسنے غبارے پکڑے ہوئے تھے اور چٹ کو دوسرے ہاتھ کی مٹھی میں مروڑ کر پرس میں ڈال لیا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کو لگا اس نے غباروں کی ڈوری پکڑ لی ہے۔۔۔۔۔ اس نے غبارے چھوڑے تو وہ ہاتھ سے پھسلتے چلے گئے۔۔۔۔۔ اور کیرت اسکے شانے سے سر ٹکا کر بولی۔۔۔۔۔

مجھے کھر جانا ہے"۔۔۔۔۔ وہ جو غباروں کو آسمان پہ جاتا دیکھ کر رہا تھا اسکی بات پہ کچھ " حیران ہوا۔۔۔۔۔

کیا ہوا۔؟ "اس نے غباروں سے نظریں ہٹا کر اسکا گال تپک کر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت " نے اسکے شانے سے الگ ہو کر اسکا مضبوط ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔۔ وہ غبارے وغیرہ سب بھول چک تھی۔۔۔۔۔ آسمان پہ غبارے ایک نقطوں کی صورت دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ ان دونوں کی حد سے بہت دور نکل گئے تھے۔۔۔۔۔

بس آپ کھر چلیں میری طبیعت خراب ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ وہ روہانسی ہو گئی " تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے فوراً سے اسکا ہاتھ پھوٹھا۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ پریشہ ابھی تو تم ٹھیک تھیں۔؟ " وہ متفکر سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

آپ چلیں نا ضامن پلیز۔؟ " وہ منت کرتے لہجے سے بولی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی " تھیں۔۔۔۔۔ بار بار وہ ایک خفیف نگاہ اطراف میں بھی ڈالتی۔۔۔۔۔ وہ سب ادھر ہی کہیں تھے۔۔۔۔۔



ہوگا۔۔۔ کیا دادمی سچ کہتی ہیں کہ وہ منحوس ہے۔۔۔۔۔ جس کے ساتھ رہتی ہے اسے  
برباد کر دیتی ہے۔۔۔ تبھی لوگ اسے چھوڑ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اس علیزہ کی بات یاد آئی  
جب وہ نیویارک

کے لیے پیکنگ کر رہی تھی تب علیزہ اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔

آپ غلط راستے پہ چل رہی ہیں"۔۔۔۔۔ وہ بولی تو کیرت کا پیکنگ کرتا ہا تھرک "  
گیا۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔؟" وہ اسکا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ اسکی آنکھوں میں "  
جھانکتی بولنے لگی۔۔۔۔۔

آپ کیوں پھر سے دل لگانے جا رہی ہیں۔۔۔۔۔ مت جائیں۔۔۔۔۔ دل ٹوٹے گا تو درد "  
بہت ہوگا۔۔۔۔۔ یہ بھی ایک دن شکل کی طرح آپ کو چھوڑ جائے گا"۔۔۔۔۔ اسکی  
بات پہ کیرت اندر تک ہل کر رہ گئی۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا وہ علیزہ کا منہ نوچ لے۔۔۔۔۔  
اپنی بکواس بند کر لو علیزہ ہر کوئی شکل نہیں ہوتا اسکی محبت سچی ہے"۔۔۔۔۔





آج بھی وہ کہیں نہ گئی تھی۔۔۔۔۔ بس گھر میں رہی۔۔۔۔۔ ویسی ہی کم صم  
سی۔۔۔۔۔ ضامن صبح سے اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے آہستگی سے  
کیرت کا ہاتھ تھاما جو لاؤنج

کی کھڑکی سے باہر اترتی سردشام پہ نظریں مرکوز کیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ اوس برساتی یہ  
شام اداس سی تھی۔۔۔۔۔ بادل آسمان پہ پھیلے تھے۔۔۔۔۔ چاند نہ تھا۔۔۔۔۔ نہ  
چاندنی۔۔۔۔۔

ضامن کے ہاتھ تھامنے پہ وہ چونکی تھی۔۔۔۔۔ پر ضامن اسکی حالت سے بے نیاز اسے  
صوفے تک لے آیا۔۔۔۔۔ اپنے سامنے بٹھا کر وہ کچھ دیر لب بھینچ کر اسے دیکھتا  
رہا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا کہ اب تمہیں مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دینا چاہیے؟ "کیرت سمجھ گئی تھی وہ"  
کیا کہہ رہا ہے پر پھر بھی انجان بن کر بولی۔۔۔۔۔

کیا مطلب ضامن۔؟ "وہ چہرے کے تاثر بھی بدل چکی تھی۔۔۔۔۔ پر اندر کا دل سینے سے"  
باہر آنے کو تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

میرا یہ مطلب ہے "۔۔۔۔۔ اس نے جیب سے وہ چٹ نکالی اور کیرت کے سامنے"  
 کی۔۔۔۔۔ کیرت کارنگ فٹ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اٹھنے لگی کہ وہ غصے سے بولا۔۔۔  
 بیٹھی رہو اور مجھے سچ بتاؤ اور اب اگر جھوٹ بولیں تو میں سچ مچ تمہاری جان لے لوں"  
 گا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی وہ جھوٹ بول رہا ہے اگر کیرت اسے نہیں بھی بتائے گی تو بھی  
 وہ اسے کچھ نہیں کہے گا۔۔۔۔۔ پر وہ ناراض ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اس ڈر سے کیرت بتانے  
 لگی۔۔۔۔۔

جب سے آپ میرے قریب آئے ہیں اس دن سے مجھے نجانے کون تنگ کر رہا ہے وہ"  
 بس بار بار یہی کہتا ہے کہ میں آپ سے دور ہو جاؤں۔۔۔۔۔ اس دن جب میرا وہ  
 ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب بھی مجھے جو اس عورت اور آدمی کے جملے یاد آتے ہیں وہ یہ ہی تھے  
 کہ میں آپ اور لاہور دونوں کو چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ پر میں لاہور چھوڑ کر کہاں جاؤں۔؟ اور  
 میں آپ سے بھی فاصلہ

اختیار نہیں کر سکتی کیونکہ آپ دور ہونے کے لیے تیار نہیں ہے۔۔۔۔۔ پر مجھے وقت کے  
 ساتھ ساتھ لگا جیسے وہ سب ختم ہو گیا ہے لیکن پرسوں جب آپ وہ بلونز لینے گئے  
 تھے۔۔۔۔۔ اس وقت ایک بچے نے مجھے یہ چٹ تھمائی جس پہ یہ سب لکھا تھا "اس نے



اس رات وہ کیرت کو ٹائمرز اسکنیر لے آیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے منع بھی کیا تھا پر اس نے اسے بس اتنا کہا۔۔۔۔۔

میں نے کہا نا کہ اب کچھ نہیں ہوگا اپنے دل سے ہر ڈرنکال "

دو"۔۔۔۔۔

نہیں نکلتا"۔۔۔۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز سے گویا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

چلو پھر دل مجھے دے دو۔۔۔۔۔ اسے میں خود ہی ٹھیک کر لوں گا"۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ ماحول کو خوشگوار بنا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔ گلے میں بنتی آنسو کی گھٹی وہ بڑی مشکل سے اپنے اندر اتار سکی تھی۔۔۔۔۔ اسکی خاموشی کو دیکھتے ضامن نے خفگی سے کہا۔۔۔۔۔

تم مجھے مار کر دم لوگی۔۔۔۔۔ دیکھنا مر جاؤں گا تم پھر رو رو کر کہوں گی کہ ضامن مجھے آپ سے محبت تھی بس آپ کو تڑپانا اچھا لگتا تھا"۔۔۔۔۔ وہ اس سے دو قدم دور ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت اسکی بات پہ بے ساختہ دو قدم آگے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ تھام کر بولی۔۔۔۔۔

الٹی باتیں نہ کریں ضامن"۔۔۔۔۔ اسکی آواز بھرا سی گئی۔۔۔۔۔ ضامن اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بس سر ہلا کر باہر چلا گیا۔۔۔۔۔ جب وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے تھے تب بھی وہ خاموش رہا تھا۔۔۔۔۔ پر اب یہاں پہنچ کر اسکا موڈ خود ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ گاڑی پارک کر کے وہ پیدل چلتے اس پر رش ٹائمز اسکنئر کے فٹ پاتھ پہ آگئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت وہاں لوگوں کا رش دیکھ کر چکرا گئی تھی۔۔۔۔۔ وہاں لگی بڑی بڑی اسکریمز پہ مختلف ایڈز جاری تھی۔۔۔۔۔ اور لوگ بھیڑ بھریوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوششوں میں تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔ اور اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

جیسے امریکہ کا دل نیویارک ہے ویسے ہی ٹائمز اسکنئر کو نیویارک کا دل کہا جاتا ہے یہ " نیویارک کی تمام روشنیوں کا مرکز ہے"۔۔۔۔۔ اس نے چلتے لوگوں کی طرف دیکھتے اپنی بات

جاری رکھی "اسے دنیا بھر میں پیدل چلنے والوں کے لیے مصروف ترین راستہ بھی کہا جاتا ہے تمہیں پتہ ہے پریشہ عام دنوں میں یہاں اس راستے سے تقریباً تین لاکھ افراد گزرتے ہیں اور خاص دنوں میں یہاں لوگوں کی تعداد پانچ لاکھ تک ہو جاتی ہے"۔۔۔۔۔ کیرت

بڑے دھیان سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔۔۔ اس بات پہ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں ضامن بول رہا تھا "اور تقریباً ساٹھ ہزار گاڑیاں اور بسیں بھی یہیں سے گزرتی ہیں"۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا اور کیرت لوگوں کے میلے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے تو لگتا تھا لاہور کے بازاروں میں ہی رش ہوتا ہے کہ انسان کو گزرنے کی بھی جگہ نہیں ملتی۔۔۔۔۔ پر ٹائمز اسکلئیر کو دیکھ کر اب اسکی سوچ بدل رہی تھی۔۔۔۔۔

ضامن کچھ دیر بعد اس سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔

آسکریم کھاؤ گی؟ "کیرت نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔"

نہیں آپ کہیں بھی نہیں جائیں گے یہیں کھڑے رہیں آرام سے"۔۔۔۔۔ وہ فٹ پاتھ "پہ رک گئی تھی۔۔۔۔۔ جہاں رش کچھ کم تھا۔۔۔۔۔ اور اس نے ضامن کا ہاتھ بھی مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔ یعنی وہ بھی کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔۔ وہ ہنسا

"میں آ رہا ہوں آسکریم لے کر تم ادھر ہی رکوبس دو منٹ میں آ جاؤں گا ٹھیک ہے۔؟"

وہ آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر جانے لگا کیرت نے بہت منع کیا پر وہ مانا ہی نہیں۔۔۔۔۔ کیرت بے بسی سے اسے خود سے دور ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ سرد رات کا اندھیرا بس آسمان پہ پنچے گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ ٹائمز اسکلئیر کی جلتی روشنیاں

اسے قریب بھی بھٹکنے نہیں دے رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جاتے جاتے بھی کئی بار پلٹا  
تھا۔۔۔۔۔ اور اسکا پریشان سا

چہرہ دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ بھی کیا تھا۔۔۔۔۔ "ریلکس"۔۔۔۔۔ کیرت دل موس کر رہ  
گئی۔۔۔۔۔

وہ لوگوں کے سیلاب میں غائب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت اسکا انتظار کرنے  
لگی۔۔۔۔۔ ٹھیک دو منٹ بعد اس نے ہاتھ میں بندھی گھٹی دیکھی۔۔۔۔۔ تیسرا منٹ جب  
گزارا تو اسے بے چینی ہوئی۔۔۔۔۔ چوتھے منٹ پہ وہ ایک قدم آگے  
ہوئی۔۔۔۔۔ پانچوے منٹ میں وہ پنچوں کے بل کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ اور دور اسے لوگوں  
کے درمیان میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔ وہ نظر نہ آیا تو چھٹے اور ساتوے منٹ  
کے گزرتے کے ساتھ ہی وہ فٹ پاتھ سے سڑک پہ آگئی۔۔۔۔۔ لوگوں کے سیلاب  
میں۔۔۔۔۔ اور آتے ہی الجھ گئی۔۔۔۔۔ پھنس گئی۔۔۔۔۔ لوگوں کو دھکیلتی وہ آگے بڑھ  
رہی تھی۔۔۔۔۔ بڑھتے بڑھتے آٹھ نو اور دس منٹ پھر پندرہ منٹ بھی گزر گئے۔۔۔۔۔ وہ  
اپنی مخصوص جگہ چھوڑ چکی تھی۔۔۔۔۔ اسے ڈھونڈنے کے چکروں میں وہ خود گم ہو گئی  
تھی۔۔۔۔۔ پر اسے ابھی بھی یہ ہی لگ رہا تھا کہ اسے ضامن نہیں مل رہا۔۔۔۔۔ پر اب وہ

ضامن کو نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کے ہاتھ کی آئسکریم گر گئی۔۔۔۔۔ دنیا ہل گئی۔۔۔۔۔ کیرت وہاں تھی ہی نہیں جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔ دل سینہ چیر کر باہر گرنے کو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔۔۔۔ اپنے موبائل سے پہلے کیرت کا موبائل نکلا جو کیرت نے ہی اسے پکڑا یا تھا۔۔۔۔۔

آپ ہی رکھ لیں اسے، میں پرس نہیں لائی الجھن ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ ضامن اسکا موبائل " اپنے ہاتھ میں دیکھ کر بس گر جانے کو تھا۔۔۔۔۔ وہ کہاں چلی گئی۔۔۔؟ وہ ایڑھیوں کے بل گھوم گیا۔۔۔۔۔ اسے چاروں طرف دیکھ لیا۔۔۔۔۔ پروہ تو سیلاب سنگ بہہ کر آگے نکل چکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے حلق کے بل چلا کر کیرت کو

پکارا۔۔۔۔۔ پروہ سن نہ سکی۔۔۔۔۔

پندرہ سے بیس منٹ ہونے پہ اب وہ لوگوں میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ رک گئی۔۔۔۔۔ تھم گئی۔۔۔۔۔ پتھر کی بن گئی۔۔۔۔۔ کیا وہ اسے چھوڑ گیا؟ ایک دم سے ہی ایک فالتو سوال نے کیرت کو آن گھیرا۔۔۔۔۔ اور پھر وہ وہاں شل سی لوگوں سے دھکے کھاتی فضول فضول سوچنے لگی۔۔۔۔۔ کہیں سے دادی کی آواز آئی

بدبخت ہے تبھی لوگ چھوڑ جاوے ہیں۔! "وہ بھی بے ساختہ ایڈھیوں کے بل گھوم"  
گئی۔۔۔۔ وہ نظر ہی نہ آیا تو آنکھیں اور دھندلا گئیں۔۔۔۔ دکھائی دینا جیسے بند ہو گیا۔۔۔۔ پر  
سنائی برابر دے رہا تھا علیزہ کی بات بھی اچانک ہی اسے غلط جگہ پہ غلط وقت پہ یاد  
آگئی۔۔۔۔

آپ کو اسکی محبت کبھی نہیں ملے گی "کیرت کا سر گھوم گیا۔۔۔۔"

اس نے اپنے بال مٹھیوں میں دبا لیے۔۔۔۔ وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔۔ ہاں وہ اسے چھوڑ  
گیا۔۔۔۔ ہائے یہ اس نے کیا کیا۔۔۔۔ "وہ مجھے چھوڑ گیا"۔۔۔۔ کیرت زیر لب  
کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔ بھلا وہ کیوں کیرت کے ساتھ رہے اس نے  
مرنا ہے کوئی۔؟ اس نے وہ چٹ پڑھی تھی تبھی وہ کیرت کو چھوڑ گیا۔۔۔۔ یوں محبت سے  
اسکا دل بہلا کر وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا "اوہ  
خدا"۔۔۔۔ دکھتے سر کو کیرت نے تھام لیا۔۔۔۔ سر گول گول گھوم رہا تھا۔۔۔۔  
یہاں کیرت کی

سوچ کو سات توپوں کا سلام۔۔۔۔ اب یہ یقیناً ضامن سے تھپڑ کھائے گی۔۔۔۔

کیونکہ وہ اسے ڈھونڈنے سیلاب میں کود پڑا تھا۔۔۔۔۔ اس کی جان حلق میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ لوگوں کو دھکیلتے "پریشے۔ پریشے!۔۔۔" کرتے وہ اس کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ لوگوں کو چیرتے راستہ بناتے وہ آخر اس تک پہنچ گیا۔۔۔۔۔ جو پشت کیے کھڑی مرنے کو ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔۔۔ اور اسکا بازو پکڑ کر گھوما کر اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔ کیرت کے ہوش اڑے تھے۔۔۔۔۔ رنگ بھی اور حواس بھی سب کچھ اڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔؟ "وہ پھولے سانس سے بس اتنا ہی بول پایا۔۔۔۔۔ پھر وہ بولی اور جو "بولی جو بولی کہ ضامن حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا جو اسکے سینے پہ مکے برساتی رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

مجھے چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں آپ۔؟ کیا مجھ سے اتنی جلدی تھک گئے۔۔۔؟ اگر مجھے "چھوڑنا ہی تھا تو پاکستان میں چھوڑ دیتے یہاں اتنی دور لا کر اس انجان ملک کے انجان شہر میں مجھے تن تنہا کیوں چھوڑ کر جا رہے تھے۔۔۔؟" اس نے اب مارنا بند کر دیا تھا۔۔۔۔۔ لوگوں سے اب وہ دونوں دھکے کھا رہے تھے۔۔۔۔۔ پر ہوش دونوں کونہ تھا۔۔۔۔۔ ایک رو رہی تھی۔۔۔۔۔ الزام دے رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ایک حیران تھا۔۔۔۔۔ تبھی "ملے گی تو ایک لگاؤں گا" سوچ کر ڈھونڈنے والا اب الزام سن رہا

تھا۔۔۔۔۔ جو بلاوجہ اس پہ لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت کی اتنی لمبی تقریر میں اسے بس اتنا ہی کہنے کا موقع ملا

میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا تھا پریشہ "۔۔۔۔۔ اسکے اتنا کہتے ہی کیرت چیخی۔۔۔۔۔"

آپ جا رہے تھے اگر میں آپ کو نہ ڈھونڈتی تو آپ چلے جاتا "۔۔۔۔۔ ضامن کو لگا بس " اب وہ گر ہی جانے لگا۔۔۔۔۔ ڈھونڈا اس نے ہلکان وہ ہوا۔۔۔۔۔ اور یہ محترمہ سارا کریڈیٹ خود لے رہی تھیں جو خود لاپتہ تھیں۔۔۔۔۔

مجھے سب چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ کیرت کو کسی کا پیار نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ دادی " ٹھیک کہتی ہیں میں بد بخت ہوں اور علیزہ بھی ٹھیک کہتی ہے کہ مجھے کبھی کوئی محبت نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ سب بس مجھے دھوکا دیں گے "۔۔۔۔۔ وہ اب پھوٹ پھوٹ کر ہچکیوں سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اور حیران سا ضامن ہار سا گیا۔۔۔۔۔ نرم پڑ گیا۔۔۔۔۔ اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔۔۔۔

میں نہیں جا رہا تھا تمہیں چھوڑ کر پریشہ " وہ اسے اپنے سینے میں اب چھپا لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اسکے سارے ڈروں کو دور کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ابھی یہیں کھڑے کھڑے سوچا تھا " اس دادی اور علیزہ کو تو میں دیکھوں گا الٹی باتیں کرتی ہیں میری پریشہ

کے سامنے"۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات سے بے نیازی اب نئی فرمائش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

مج۔۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ مجھے پاکستان جانا ہے۔۔۔۔۔ مجھے نہیں رہنا یہاں پہ مجھے گھر واپس جانا " ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکی رٹ سناتا رہا کتنا رہا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہم چلیں گے پاکستان ابھی چپ ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ رسان سے بول رہا " تھا۔۔۔۔۔ کیرت اسکے رسان کو بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اب کبھی آپ کے ساتھ باہر نہیں آؤں گی"۔۔۔۔۔ ضامن بس دل میں سرد آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت آنا ابھی تو چلو یہاں سے"۔۔۔۔۔ وہ اسے اپنے بازو میں دبا کر گاڑی تک " لے آیا۔۔۔۔۔ اسے بٹھایا۔۔۔۔۔ آسکریم پہ لعنت بھیجی جو نیچے گرمی اب پگھل کر زمین پہ پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔ اور وقفے وقفے سے کیرت کو بھی یقین دلاتا رہا۔۔۔۔۔

میں قسم سے کہیں نہیں جا رہا تھا تمہیں چھوڑ کر بلکہ"۔۔۔۔۔ باقی کی بات سن ہی کون رہا " تھا۔۔۔۔۔



ہی رہا۔۔۔۔۔ دروازہ لاک کر لیا۔۔۔۔۔ پھر وہ آئی۔۔۔۔۔ دروازہ بجانے لگی۔۔۔۔۔ رات  
 رات میں اسے پتہ چل گیا تھا کہ ڈھونڈا کسے کس نے تھا۔۔۔۔۔ اور اب وہ زبردست قسم  
 کی شرمندہ تھی۔۔۔۔۔ دادی والا پول بھی خود ہی کھول دیا۔۔۔۔۔ یعنی سب ہی اگل  
 دیا۔۔۔۔۔ کوئی بھرم نہیں رکھا۔۔۔۔۔ "ہائے کیرت تو تو مر جا اپنے پول بھی کھول دیے  
 اور اسے ناراض بھی کر دیا اب وہ اباجی مانیں گے بھی نہیں"۔۔۔۔۔ اباجی اس نے  
 ضامن کو کہا۔۔۔۔۔ ڈرتے ڈرتے دستک دیتی رہی کہتی رہی۔۔۔۔۔  
 کھولیں دروازہ ضامن پلیز"۔۔۔۔۔ بہت بار دروازہ بجانے اور یہ کہنے کے بعد اس نے "  
 اپنی خاموشی توڑی اور اندر سے ہی پھنکارا۔۔۔۔۔  
 چلی جاؤ مجھے نہیں کرنی بات کسی سے۔۔۔۔۔ میں تو چھوڑ کر جا رہا تھا نا تمہیں اب لو میں نے "  
 خود کو بند کر لیا اب کہیں نہیں جاؤں گا"۔۔۔۔۔ ناراضی ہی ناراضی۔۔۔۔۔ غصہ ہی  
 غصہ۔۔۔۔۔ کیرت پریشانی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔۔۔۔۔ اب وہ کیا کرے؟ منتیں وہ  
 کر چکی۔۔۔۔۔ واسطے بھی دے چکی۔۔۔۔۔ پر وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔  
 کھول لیں ضامن مجھے بھوک لگ رہی ہے ناشتہ نہیں کیا میں نے ابھی تک"۔۔۔۔۔ اسے "  
 پتہ تھا یہ تیر صحیح جگہ لگے گا۔۔۔۔۔ دروازہ کھل گیا۔۔۔۔۔ وہ خفا خفا سا باہر بھی

آگیا۔۔۔۔۔ کیرت کی بھنویں ہلکی سی اوپر گئیں۔۔۔۔۔ چہرے پہ فاتحانہ مسکان۔۔۔۔۔ کسی ڈارمے کی چال باز عورت لگ رہی تھی وہ اس وقت۔۔۔۔۔ ضامن کو سامنے کھڑا دیکھ وہ کھنکاری۔۔۔۔۔

سوری۔؟ "وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ کیا کوئی اس سے بولا تھا۔؟ نہیں تو۔۔۔۔۔ اس نے تو" سنا ہی نہیں۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے پیچھے دوڑی۔۔۔۔۔ وہ زینے اتر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی اسکے پہلو میں آگئی۔۔۔۔۔

سوری۔؟ "البتہ۔۔۔۔۔ جو پھر سے نظر انداز ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ ایک پل کو رکا" تھا۔۔۔۔۔ اسے نہ دیکھا اسکے پیچھے دیکھ کر ملازم کو کہا "چائے بنا دو میں آج چائے پیوں گا"۔۔۔۔۔ اور پھر سیڑھیاں اتر کر صوفے پہ آ بیٹھا۔۔۔۔۔ وہ بھی سامنے آگئی۔۔۔۔۔ آپ کو کہہ رہی ہوں سوری"۔۔۔۔۔ وہ بولی۔۔۔۔۔ ضامن نے حیرت سے اسے "دیکھا۔۔۔۔۔

مجھے۔؟ "اسی حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن کیونکہ بول رہا" تھا۔۔۔۔۔

سوری تو مجھے کہنا چاہیے چھوڑ کر تو میں جا رہا تھا اگر تم نہ مجھے پکڑتیں تو میں تو بس شہر اور ملک " چھوڑ ہی چکا تھا ہیں نا۔؟ " ضامن سپاٹ لہجے سے بول کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکا غصہ اف۔۔۔۔۔ وہ مان جاتا اگر کیرت کو رونا آ رہا ہوتا۔۔۔۔۔ پر پتہ نہیں اسے رونا کیوں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ بس ہنسی سی آر ہی تھی۔۔۔۔۔ اپنی کل والی بے وقوفی سوچ سوچ کر۔۔۔۔۔ پرا بھی ہنستی تو وہ یقیناً اسکا گلا دبا دے گا۔۔۔۔۔ تبھی بیچارہ سامنہ بنا کر کھڑی تھی۔۔۔۔۔

میں اس وقت پاگل ہو گئی تھی۔! "اس کی بات پہ ضامن نے ناں میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔" نہیں میری جان ایک دن آپ مجھے پاگل کر دیں گی۔۔۔۔۔ اتنا بڑا الزام کہ میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ اس نے کانوں کو ہاتھ ہی لگا لیا۔۔۔۔۔ اور کیرت کی بس ہو گئی۔۔۔۔۔ ہنسی نہ رو کی گئی۔۔۔۔۔ ہنس پڑی۔۔۔۔۔ اور وہ برامان گیا۔۔۔۔۔ وہ اب اسکا مذاق بھی اڑا رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے غصے سے ہنکارا

بھرا۔۔۔۔۔ اور کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ جانے لگا۔۔۔۔۔ پر کیرت نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔۔۔۔۔



چھیتی بوہڑیں وے طیبیا۔۔۔۔  
ننیں تاں میں مرگئی آں۔۔۔۔  
تیرے عشق نے ڈیرا میرے اندر کیتا۔۔۔۔  
بھر کے زہر پیالا میں تاں آپے پیتا۔۔۔۔

چھیتی آویں وے طیبیا۔۔۔۔  
چھیتی بوہڑیں وے طیبیا۔۔۔۔  
ننیں تاں میں مرگئی آں۔۔۔۔  
تیرے عشق نچایا۔۔۔۔  
کر کے تھیا تھیا۔۔۔۔

---

ٹپ ٹپ کرتی بارش نے ہر طرف نمی بکھیر دی تھی۔۔۔۔ ہو امیں اٹھتی مٹی کی سوندھی  
خوشبو سینے میں اترتی ہر سانس کو مہکا رہی تھی۔۔۔۔ بھیگا بھیگا سا موسم نیویارک کو ہوش ربا  
کر گیا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں کھڑکی کے پردے ہٹانے کھڑا تھا۔۔۔۔ ہوا کے

جھونکے اسکے وجود سے ٹکراتے تو سردی کی لہر اس میں دوڑ جاتی۔۔۔۔ ڈھیلی ڈھالی نائٹی  
 میں ملبوس وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ مرکوز  
 تھیں۔۔۔۔ اور بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ کمرے میں نیم اندھیرا  
 تھا۔۔۔۔ ایک بلب کمرے کو روشن کرنے میں ناکافی تھی۔۔۔۔۔

اسکی ابھی پاکستان کی پولیس سے بات ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں برہان کہیں نہیں  
 مل رہا ہو سکتا وہ ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہو۔۔۔۔۔ تب سے ضامن اس سوچ میں ڈوبا تھا کہ اگر  
 وہ ملک چھوڑ کر چلا گیا ہے تو وہ ضرور ابھی بھی ان کے ارد گرد کہیں موجود ہے تبھی کیرت کو  
 وہ چٹ ملی۔۔۔۔۔ اور اب اسے لگ رہا تھا کہ اسے پاکستان چلے جانا چاہیے۔۔۔۔۔ اس  
 کھیل کو اب بس ختم ہو جانا چاہیے۔۔۔۔۔ کتنے دکھ کی بات

ہوتی ہے نا ان لوگوں سے دھوکا کھانا جن سے امید ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ جن پہ آنکھیں بند کر کے  
 یقین کیا جائے اور وہی آپ کو کسی کھائی میں دھکیل دیں۔۔۔۔۔ سچ میں بہت اذیت ہوتی  
 ہے۔۔۔۔۔

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔۔۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ اسکی ممی ہی ان سب  
 کے پیچھے ہیں۔۔۔۔۔ اسے ایک پل کے لیے لگا تھا کہ شاید اسکی ممی نے ہی یہ سب کیا



کیرت کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ پاکستان واپس جا رہے ہیں تو اس کے پاؤں زمین پہ نہ ٹک رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ اتنی خوش

ہوئی یہ سن کر کے ضامن کا منہ بن گیا۔۔۔۔۔

میں نے کیا تمہیں یہاں قید کیا ہوا تھا جو جانے پہ اتنی خوش ہو رہی ہو۔؟ "وہ خفا سا ہو کر" بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔۔

نہیں نا۔! بس امی ابو سے کبھی اتنی دور رہی نہیں اس لیے اب ان سے ملنے کا سوچ کر خوشی "ہو رہی ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ لان کی نرم گرم سی دھوپ میں پیٹھی تھی۔۔۔۔۔ رات کی برستی بارش رات ہی تھم گئی تھی۔۔۔۔۔ صبح سورج نے اپنے پر نیویارک پہ پھیلانے تو وہ اجالا اجالا سا ہو گیا۔۔۔۔۔ اس وقت وہ لوگ چائے پی رہے تھے۔۔۔۔۔

پورا دن تو ان سے باتیں کرتی رہتی تھیں۔۔۔۔۔ ایک دن بھی گھنٹے سے کم بات نہیں کی تم "نے پھر بھی تم اداس ہو رہی تھیں۔؟" وہ اب کی بار حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت بھی اسکی بات پہ تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

تو بھی گھنٹہ کال کرنے سے کوئی ساری باتیں تو نہیں کر لیتی تھی میں امی سے "۔۔۔۔۔ وہ" ابھی اور بھی بولنا چاہتی تھی کہ ضامن اچھلا

ایک لکھنے میں بھی تم ادھوری باتیں کرتی تھیں۔۔۔۔؟ "اسکا سر تقریباً چکرا گیا"  
 تھا۔۔۔۔ کیرت اسکی حالت پہ توجہ دیے بغیر آرام سے بول رہی تھی۔۔۔۔  
 ہاں تو اور کیا بس یہ ہی بات ہوتی تھی کہ کیا کھایا۔۔۔ کیا پکایا ابو کیسے ہیں علیزہ وغیرہ اور تو"  
 کوئی بات کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا تھا"۔۔۔۔۔۔ آخر میں وہ اداس سی ہو گئی۔۔۔۔۔ اور  
 ضامن بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔

میں پورا تم پہ صدقے میری جان ایک لکھنے بات کر کے بھی "

تمہاری باتیں ادھوری رہ جاتی ہیں"۔۔۔۔ اس نے جھرجھری لے کر کپ اٹھا  
 لیا۔۔۔۔ جس کی چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔۔۔۔ کیرت کو لگا وہ طنز کر رہا ہے (وہ کر بھی رہا  
 تھا پر اب مکر جائے گا) اس کا منہ اتر گیا۔۔۔۔ خاموش ہو گئی۔۔۔۔ اپنا کپ اٹھا کر اسکے  
 کنارے پہ انگلی پھیرنے لگی۔۔۔۔ ضامن نے ٹھنڈی چائے کا گھونٹ بھرا اور بے دل  
 ہو کر کپ واپس رکھ دیا۔۔۔۔۔

میں مذاق کر رہا تھا"۔۔۔۔ وہ اسکا بچھا ہوا چہرہ دیکھ کر بولا تھا۔۔۔۔ کیرت نے اسکی "  
 طرف نظریں نہ کیں۔۔۔۔۔ پر بولی ضرور

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ لوگ دل کی باتیں کہنے کے بعد جب اگلے شخص کا ردِ عمل دیکھتے ہیں تو نوے فیصد ہنس کر اسے مذاق کا نام دے دیتے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات پہ مغلوظ ہوا۔۔۔۔۔

اچھا سچی۔؟ "کیرت نے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔۔ وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا جس نے آف وائٹ ٹراؤزر پہ ہلکی پنک قمیض پہن کر اپنے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ میرون شال اپنے گرد لپیٹ کر وہ اپنی غزالی آنکھیں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

پرمیں سچ میں مذاق ہی کر رہا تھا"۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں اٹھا کر جینز پہ سرمئی شرٹ اور بلیک جیکٹ والے کو دیکھا جس کے بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور آنکھوں میں دلچسپی تھی۔۔۔۔۔

پھر لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے جھوٹ پہ یقین کر لیا جائے۔ "وہ پچھلی بات کو اس بات سے جوڑ چکی تھی۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ وہ ہنس دیا۔۔۔۔۔

تم مجھے جھوٹا کیوں سمجھتی ہو۔؟ "وہ پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت نے شانے اچکائے۔۔۔۔۔ "کیونکہ آپ ہیں۔!" وہ حتمی لہجے سے بولی تھی ضامن کی بھنویں خود ہی اوپر اٹھ گئیں۔۔۔۔۔



ملک کی خوشبو ہی الگ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اسے انیر پورٹ سے ابو لینے آئے تھے۔۔۔۔۔ وہ  
 ضامن سے بھی بڑی گرم جوشی سے ملے تھے۔۔۔۔۔ کیرت جب اپنے ابو کے ساتھ  
 جا رہی تھی تب وہ قریب سے گزرتا اسکے کان میں بولا۔۔۔۔۔  
 تیاری کر لو پاکستان آگیا ہے اب تمہیں لینے میں بہت جلد آؤں گا۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر تیز  
 قدموں سے آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کیرت نے چورنگاہ اپنے ابو پہ ڈالی جو اس سے دو  
 قدم آگے تھے۔۔۔۔۔  
 وہ جب گھر آئی تو امی اس سے ملتے ہی رونے لگیں۔۔۔۔۔ علیزہ

بھی دل پہ جبر کرتی اس سے مل لی۔۔۔۔۔ اور دادی نے دور سے ہی ہاتھ اٹھا کر کہہ  
 دیا۔۔۔۔۔ "جیتی رہو" دل بالکل نہیں تھا یہ کہنے کا پرس کہہ ہی دیا۔۔۔۔۔ کیرت فریش ہو کر  
 سو گئی تھی۔۔۔۔۔ جب شام کو اٹھی تو جو وہ نیویارک سے سب کے لیے لائی تھی وہ بانٹنے  
 لگی۔۔۔۔۔ شام میں شکل اور فرحت بھی آگئے تھے۔۔۔۔۔ پھوپو کا غصہ اب ٹھنڈا ہو چکا  
 تھا۔۔۔۔۔ وہ پھر سے آنے جانے لگی تھیں۔۔۔۔۔ سب کو انکی چیزیں دیتی کیرت بہت  
 خوش تھی۔۔۔۔۔ علیزہ اور فرحت کی نظریں اپنی چیزیں لینے کے بعد بھی کیرت کی چیزوں پہ  
 تھیں۔۔۔۔۔ اور انہیں دیکھتے فرحت نے علیزہ کے کان میں کہا

دیکھ لو بہن ساری اچھی چیزیں خود رکھی لیں اور ہمیں گھٹیا مال پکڑا دیا۔۔۔۔۔ ضرور وہاں " کے کسی بدھ بازار سے سستے میں خریدا ہوگا"۔۔۔۔۔ علیزہ نے اپنے ہاتھ میں موجود پرفیو اور سوٹ دیکھا پھر کیرت کی جیولری اور کپڑے دیکھے تو دل جل کر رہ گیا۔۔۔۔۔ پر پھر بھی ان دونوں نے وہ چیزیں واپس نہ کیں۔۔۔۔۔

رکھ لیتے ہیں اگر واپس کیں تو ابونا راض ہوں گے"۔۔۔۔۔ یہ بھی فرحت نے کہا۔۔۔۔۔ اس " بات پہ علیزہ نے تائیدی گردن ہلادی تھی۔۔۔۔۔ ابو اپنی گھڑی دیکھ کر پھولے نہیں سما رہے تھے دادی اور امی اپنی کالی نرم شالیں لپیٹ لپیٹ کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ سب کو جب سب کچھ مل گیا تو کیرت نے فرحت کو دو سوٹ نکل کر دیے یہ پھوپو اور انکل کے ہیں لے جانا"۔۔۔۔۔ فرحت نے فوراً لے لیے۔۔۔۔۔ یہ دیتے " وہ اکڑ کر پھوپو کو کہے گی کہ "میں نے کہہ کر منگوائے ہیں ورنہ آپ جتنی اسے سنا کر آئی تھیں اس کے بعد

تو وہ آپ کے لیے تنکا لانے کو بھی تیار نہ تھی"۔۔۔۔۔

شکیل اس پورے مرحلے میں منتظر تھا۔۔۔۔۔ جب بھی کیرت بیگ میں ہاتھ ڈالتی تو اسکا دل زور سے دھڑکتا کہ اب بس اسے کا تحفہ نکلے گا۔۔۔۔۔ پردل کے ارماں آنسوؤں میں بہہ

گئے۔۔۔۔ کیرت نے بیگ کی زیپ بند کر دی۔۔۔۔ شکل نے لب بھینچ کر فرحت کو دیکھا۔۔۔۔ یعنی دیکھ لو تمہاری بہن میرے لیے کچھ نہیں لائی۔۔۔۔ نظروں نظروں میں کہہ کر وہ رخ بدل گیا۔۔۔۔ فرحت اسکے رخ بدلتے ہی کیرت سے بولی۔۔۔۔

تم شکل کے لیے کچھ نہیں لائیں۔؟" اس نے شادی کے کچھ عرصے بعد ہی کیرت سے " آپ جناب والا تکلف ختم کر دیا تھا۔۔۔۔ کیرت جو اپنا بیگ اٹھانے کے لیے کھڑی ہو رہی تھی۔۔۔۔ رک سی گئی۔۔۔۔ پھر بڑے ہی اطمینان سے سر نہ میں ہلا دیا۔۔۔۔

نہیں بہن میں نہیں چاہتی کہ پھوپھو میرے کچھ بھی لانے سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ " میں اب بھی بھائی شکل پہ ڈورے ڈال رہی ہوں "۔۔۔۔ وہ کہہ کر ایک جتنی نظر شکل پہ ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔ اور شکل کے چہرے پہ بے عزتی کے سائے لہرا گئے۔۔۔۔ ابو اور امی نے بے ساختہ اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔۔۔ وہ بیگ لے کر کمرے میں جا رہی تھی پھر برآمدے میں بیگ چھوڑ کر وہ نیم کے درخت کے قریب آ گئی۔۔۔۔ جو ناراض سالگتا تھا۔۔۔۔ اسکی بہت سی شاخیں ابونے کاٹ دی تھیں۔۔۔۔ پر چڑیا کے گھونسلے والی شاخ ویسی ہی تھی۔۔۔۔ اور گھونسلا بھی ویسی ہی مضبوطی سے کھڑا تھا۔۔۔۔ اور اس میں چڑیا بھی اپنے سر تاج سنگ بیٹھی تھی۔۔۔۔ کیرت کو قریب کھڑا دیکھ وہ دونوں کیرت کو چونک کر دیکھنے لگے۔۔۔۔

کیسی ہو میڈم۔؟ "اس نے چڑیا سے پوچھا۔۔۔۔۔ چڑیا ناراضی سے گردن موڑ کر بیٹھ۔"  
 گئی۔۔۔۔۔ اور چڑاڑ کر دوسری شاخ پہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کھکھلا کر ہنسی۔۔۔۔۔  
 بہت سوری مجھے رات کو تنگ نہیں کرنا چاہیے تھے ایویں ہی میں کباب میں ہڈی بن " گئی۔۔۔۔۔  
 وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔ تو چڑاواپس آ گیا۔۔۔۔۔  
 کیرت بیگ اپنے کمرے میں رکھ کر چھت پہ گئی تھی۔۔۔۔۔ کمرے کی الماری کھولی کہ شاید  
 چکور کوئی رقعہ لکھ کر چھوڑ گیا ہو۔۔۔۔۔ پر اسے بڑی ناامیدی ہوئی وہاں کچھ بھی نیا نہیں  
 تھا۔۔۔۔۔ کیرت گہرا سانس خارج کر کے واپس نیچے اپنے کمرے میں آ گئی۔۔۔۔۔ پھر  
 اس نے موبائل اٹھا کر ضامن کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔ کال جا رہی تھی پر بہت ساری کالز کے  
 بعد بھی اسنے کال نہ اٹھائی تو اس نے منہ بنا کر موبائل پر سے پھینک دیا۔۔۔۔۔  
 رات کے کھانے کا انتظام امی نے بھرپور کیا تھا ہر چیز کیرت کی پسند کی  
 تھی۔۔۔۔۔ شکل اور فرحت بھی دسترخوان پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ پر بہت  
 خاموش۔۔۔۔۔ شکل کا تودل ہی نہیں کر رہا تھا کہ اب وہ کچھ کھائے۔۔۔۔۔ پر دادی  
 کے اصرار پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ بے شرم بن کے۔۔۔۔۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب وہ کمرے میں آئی تو اسکا موبائل بج رہا تھا۔۔۔۔ اس نے  
 دیکھا کال ضامن کی تھی۔۔۔۔ کیرت نے موبائل بیڈ پہ اچھال دیا۔۔۔۔ اور ساتھ بیڈھ کر  
 گننے لگی۔۔۔۔ کہ ضامن اس جیتنی کالز کرے گا تو ہی وہ کال اٹھائے گی۔۔۔۔ حساب تو وہ  
 بھی برابر کرے گی۔۔۔۔ پر تیسری کال کے بعد ہی ضامن کا میسج آیا۔۔۔۔  
 لڑکی ہر بات کا بدلہ مت لیا کرو۔۔۔۔ کچھ مجھ پہ رحم بھی "

کھاؤ۔۔۔۔۔ کال اٹھا لو۔۔۔۔۔ ورنہ میں تم پہ رحم نہیں کھاؤں گا اور ابھی تمہارے گھر  
 آ جاؤں گا سمجھیں۔؟ " کیرت اسکا محبت اور دھمکیوں سے لبریز میسج دیکھ کر ہنس  
 دی۔۔۔۔۔ پھر جب اسنے کال کی تو کیرت نے فوراً اٹھالی۔۔۔۔۔ وہ چھوٹے ہی بولا  
 بہت غلط بات ہے ویسے میں سو رہا تھا اور تم سمجھیں میں جان بوجھ کر تمہاری کالز نہیں اٹھا  
 رہا۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات پہ شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔۔  
 سوری میں نے آپ کو تنگ کیا۔۔۔۔۔ وہ بولی تو دوسری طرف وہ جو اپنے بیڈ پہ لیٹا تھا "  
 نیم دراز ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیڈھ گیا۔۔۔۔۔  
 سوری کی بچی۔۔۔۔۔ میں نے کبھی تمہیں منع کیا ہے کہ تم مجھے تنگ نہ کیا کرو۔۔۔۔۔ میں تو "  
 چاہتا ہوں تم مجھے تنگ کرو اور بہت سارا کرو اتنا کہ مجھے تمہاری عادت

ہو جائے"۔۔۔۔۔ کیرت کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔۔۔ اب بس اس نے بات بدلتی تھی۔۔۔۔۔

آپ اس وقت سو رہے تھے۔؟ "اور اس نے بات بدل دی۔۔۔۔۔ ضامن نے" دوسری طرف جبرٹے بھیجنے لیے۔۔۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ تم میری محبت کا جواب ایسے ہی سڑا ہوا دو گی۔؟ "کیرت" اس کے جھنجھلائے سے انداز سے مظلوظ ہوئی۔۔۔۔۔ پر بات بدلتی چلی گئی۔۔۔۔۔ آپ غصے کر رہے ہیں ضامن"۔۔۔۔۔ وہ پتہ نہیں اسے بتا رہی تھی یا پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پر وہ سمجھا بتا رہی ہے۔۔۔۔۔ اور ہار کر بولا۔۔۔۔۔

نہیں کر رہا، تم پہ غصہ مطلب اپنی جان پہ ستم، اور جان پہ ستم کر کے میں بے چین نہیں رہنا چاہتا اچھا بتاؤ کیا کر رہی

"تھیں۔؟

آپ کو یاد۔!" وہ بس اتنا ہی بول سکی کہ وہ اچھا ل کر بیڈ پہ سیدھا ہوا۔۔۔۔۔" کیا کہا۔؟ "اسے جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہ آیا۔۔۔۔۔" یہ ہی کہ آپ کو یاد کر رہی تھی۔" وہ سادگی سے بولی تھی"

اچھا بس پھر میں آ رہا ہوں تم سے ملنے دس منٹ میں بس "۔۔۔۔۔ وہ کہتا تیزی سے کھڑا بھی " ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت سٹپٹا گئی۔۔۔۔۔  
"ض۔۔۔۔۔ ضامن۔۔۔۔۔؟"

"ہاں آ رہا ہوں جانی بس دس منٹ۔"

مت آئیں!"۔۔۔۔۔ وہ جوتے اڑستا رک گیا۔۔۔۔۔

کیوں۔؟" اس نے نا سبجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔"

ضامن آپ ٹائم دیکھیں۔۔۔۔۔ رات کے بارہ بجنے والے ہیں "۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کی " بات کاٹی۔۔۔۔۔

"تو۔؟"

تو یہ کہ اس وقت ہم بس سوتے ہیں ملاقاتوں کا وقت صبح کا "۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر "

شرارت سے بولی۔۔۔۔۔ جو بس بھاگ کر واش روم میں جا کر چیلنج کرنے کے لیے کھڑا تھا منہ پھولا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ایک دن میں بھی یونہی تم سے ملنے سے انکار کر دوں گا پھر دیکھنا تمہیں میری تکلیف کا "

اندازہ ہو گا۔ " وہ ناراض لہجے سے بولا۔۔۔۔۔ کیرت ہلکا سا ہنسی۔۔۔۔۔

اچھا چھوڑیں ان باتوں کو میں نے کل کی چھٹی لینی تھی آفس سے "۔۔۔۔۔ وہ فوراً بولا۔۔۔۔۔

کوئی چھٹی نہیں ہے وقت پہ پہنچ جانا ورنہ تنخواہ کاٹ لوں گا"۔۔۔۔۔ یہ کہہ وہ غصے " بھرے لہجے سے رہا تھا پر چہرے

پہ مسکان رقصاں تھی۔۔۔۔۔

کاٹ لیجئے گا پر میں توکل نہیں آؤں گی۔ "وہ بے نیازی سے بولی۔۔۔۔۔" " دیکھوں گا کیسے نہیں آؤگی میں خود تمہیں لینے آ جاؤں گا"۔۔۔۔۔ کیرت تیزی سے " بولی۔۔۔۔۔

نہیں۔! مہربانی جناب آپ کی، میں آ جاؤں گی آپ تشریف مت لانا"۔۔۔۔۔ ضامن کو " پتہ تھا اب جواب یہ ہی آئے گا۔۔۔۔۔

ڈرپوک کہیں کی"۔۔۔۔۔ اس کے بعد وہ کیرت سے کچھ دیر اور بات کرتا رہا پھر اس نے " فون رکھ دیا۔۔۔۔۔

کیرت بھی اپنا موبائل رکھ ہی رہی تھی تبھی علیزہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ کیرت کو مسکراتا دیکھ وہ اپنے بیڈ پہ بیٹھ کر اس سے بولی۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہا تھا۔؟ "کیرت نے پرسکون نظروں سے علیزہ کو دیکھا"



مسکرا دیا۔۔۔۔۔ مسکرانا بہت مشکل تھا اس کے لیے اس وقت۔۔۔۔۔ پھر وہ کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔۔

ممی آپ کیسی ہیں۔؟ "اسکی ممی نے اسکے ماتھے پہ بکھرے بال سمیٹے جیسے وہ اسکے بچپن میں سمیٹا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن کا دل کیا وہ ان سے لپٹ جائے اور مان لے کہ کیرت کو نقصان پہنچانے میں انکا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ پر وہ سچ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ۔؟" انہوں نے توقف دیا پھر بولیں "ضامن تم مجھ سے ناراض ہو۔؟" وہ اسکا کا ہاتھ تھام کر پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن نے خود کو کمپوز کیا اور نہ میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

پھر مجھے کیوں لگ رہا جیسے تم مجھ سے روٹھ گئے ہو۔۔۔۔۔ ضامن مجھے بعد میں احساس ہو گیا "تھا کہ میں نے اس لڑکی کو باتیں سنا کر غلط کیا ہے اور میں اس سب پہ بہت پشیمان بھی ہوں تم مجھے بتاؤ ضامن کہ اسکے گھر رشتہ لے کر کب جانا ہے۔؟ میں اب کی بار صادق دل سے جاؤں گی میں بس چاہتی ہوں تم خوش رہو"۔۔۔۔۔ وہ انکی ساربات خاموشی سے سنتا رہا پھر آہستگی سے بیڈ سے کھڑا ہوا اور کمرے کی روشنیاں جلا کر وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہاں

سے اپنا والٹ اٹھایا۔۔۔۔ اس کی ممی اس کی پشت دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

ممی آپ کے وہ بلیوڈامنڈ ایررنگز کہاں ہیں جو ڈیڈ نے آپ کو بنا کر دیے تھے۔؟ "اسکا"  
سوال غیر متوقع تھا۔۔۔۔ اسکی ممی نے نا سمجھی سے اسکا عکس ڈریسنگ کے شیشے میں  
دیکھا۔۔۔۔

کون سے۔؟ "اسکی ممی نے پوچھا۔۔۔۔ تو وہ پلٹا۔۔۔۔"

وہی جو ڈیڈ نے افضل بھانی کی شادی پہ بنا کر آپ کو دیے تھے جس کا ڈامنٹ بہت ریسر  
تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار اسکی ممی سمجھ گئی تھیں۔۔۔۔ تبھی حیرت سے مسکرائیں۔۔۔۔۔  
"میرے پاس ہی ہیں پر تم نے کیا کرنا تھا۔؟"

بس میں انہیں دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں آپ وہ جب پریشے کے گھر رشتہ  
لے کر جائیں تو اسے گفٹ کے طور پر دے آئیں۔۔۔۔۔ اسکی بات پہ اسکی ممی کھلکھلا کر  
ہنس دیں۔۔۔۔۔ پھر وہ بیڈ سے کھڑی ہو کر ضامن کے پاس آئیں۔۔۔۔۔

یہ غلط بات ہے ضامن ماں کا گفٹ تم اپنی بیوی کو دلوانا چاہتے ہو پر چلو میں انہیں اپنی غلط  
کی سزا کے طور پر دے رہی ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکا گال چوما اور "میں ابھی لاتی  
ہوں۔۔۔۔۔ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ ضامن نے والٹ کی چھوٹی زیپ کھولی تو

وہ بلیو ڈائمنڈ جڑا بندادیکھ کر اندر تک زخم ہو گیا۔۔۔۔ اسکی ممی کتنا جھوٹ بول رہی ہیں۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اسے کسی سانپ کی طرح ڈس رہی تھی۔۔۔۔۔  
پر جب وہ واپس آئیں تو ضامن کی دنیا چکرا گئی۔۔۔۔ انکے ہاتھ میں موجود ڈبی میں دونوں  
ائیر رنکڑ موجود تھے۔۔۔۔۔ اور ضامن شل رہ گیا۔۔۔۔۔

یہ لو دیکھ لو"۔۔۔۔۔ انہوں نے ڈبی ضامن کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔۔۔۔۔ اسے دقت " ہوتی سنبھلنے میں پر وہ سنبھل گیا۔۔۔۔۔ اس نے ڈبی کھولی انہیں بغور دیکھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں اصلی تھے۔۔۔۔۔

ممی یہ وہی ڈائمنڈز ہیں ناجوڈیڈ نے اپنے دوست سے منگوائے تھے"۔۔۔۔۔ اس نے " سر سری سا پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں یہ وہی ہیں جو تمہارے ڈیڈ نے انڈیا سے منگوائے تھے پاکستان میں تو انکا ملنا ابھی " تک ناممکن ہے"۔۔۔۔۔ ضامن کا پل بھر میں سکون اڑن چھو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

کیا سچ میں یہ ڈائمنڈ اتنا نایاب ہے کہ یہ ابھی تک صرف آپ کے پاس ہی ہے۔؟ "اس" کی بات پہ اسکی ممی نے سر کو خم دیا





کیا کہہ رہے ہو تم ضامن۔۔۔؟ "ثریا اور جعفر بھی آگے بڑھ کر ضامن کے پاس آگئے۔"  
تھے۔۔۔۔ اور یٹنا کبھی ضامن کو دیکھتی تو کبھی اپنی بہن کو جس کا جیسے سارنخون نچڑ گیا  
ہوا۔۔۔۔۔

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی۔۔۔۔۔ وہ ہلکی آواز میں بول رہا تھا کہ اچانک سے چیخا "  
ہمت کیسے ہوئی میری پریشہ کو ہاتھ بھی لگانے کی۔؟" اسکی آواز اتنی بلند تھی کہ وہاں "  
کھڑے سب لوگ ہی کانپ گئے تھے۔۔۔۔۔ ضامن ماہ نور کی گردن

دبوچنے کو آگے بڑھا تھا کہ وہ بے ساختہ پیچھے کو ہو گئی تبھی جعفر اور ثریا نے ضامن کو تمام  
لیا۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو ضامن ہو کیا ہے۔؟ "اسکے ڈیڈنے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنا آپ "  
ان سے پھڑایا اور بولا۔۔۔۔۔

انہوں نے میری پریشہ کو مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔۔ ضامن اب انہیں ایک "  
ایک بات بتانے لگا تھا جو کچھ کیرت کے ساتھ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے پریشہ کے پیچھے جا سوس لگا دیا تھا۔۔۔۔۔ جو اسے دھمکی بھرے میسجز اور کالز "  
کرتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔۔۔۔۔ یہ بھائی افضل سے بہت بار

جھوٹ بول کر پاکستان آچکی ہیں"۔۔۔۔ اس نے کچھ پیپر ز جیکٹ کی جیب سے نکالے اور اپنے ڈیڈ کی طرف کر دیے "یہ چاہتی تھیں کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔۔۔۔ پر جب وہ نہیں ہوئی تو انہوں نے اسے کیڈ نیپ کر لیا۔۔۔ ان کا پلان تو اسے مارنے کا تھا پر یہ کامیاب نہ ہو سکیں۔۔۔۔ اور وہاں سے بھاگتے وقت انکا ایر رنگ وہاں گر گیا۔۔۔۔ مجھے یہ ممی کا ایر رنگ لکٹا رہا کیونکہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایسے ڈٹمنڈ زوالے ایر رنگ ہمارے گھر میں کسی اور کے پاس بھی ہیں۔۔۔۔

پر اس روز جب میں نے ممی سے انکے ایر رنگز منگوائے تو ممی نے انکی تفصیل کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ جب ڈیڈ نے انہیں یہ ایر رنگز بنا کر دیے تو بھائی افضل نے بھی بھا بھی کے لیے ایسے ہی بنوائے تھے۔۔۔۔ اور تب مجھے یقین ہو گیا کہ ان سب کے پیچھے بھا بھی کا ہاتھ ہے ممی کا نہیں۔۔۔۔ میں نے انکی پرسنل سیکرٹری سے رابطہ کیا اور انکی ساری سرگرمیوں کا پتہ لگایا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ اب سے پہلے

بھی دوبار پاکستان آچکی ہیں۔۔۔۔

اور اس جاسوس کے اکاؤنٹ میں بھی انہیں کے اکاؤنٹ سے پیسے منتقل ہوئے تھے۔۔۔۔ مجھے چند پل تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب انہوں نے ہی کیا ہے پر سارے

ثبوت دیکھنے کے بعد میں ان میں سے ایک کو بھی جھٹلا نہ سکا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں انہوں نے یہ سب کیوں کیا پر اب میں انہیں نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ اور ماہ نور پہ لاکھوں آندھیاں ایک ساتھ چل پڑی تھیں۔۔۔۔۔ وہ کچھ بولنے کی حالت میں نہ تھا۔۔۔۔۔ جعفر صاحب خود پیر زدیکھ کر دنگ رہ گئے تھے ضامن کی ایک ایک بات سچ تھی۔۔۔۔۔

یہ سچ کہہ رہا ہے ماہ نور۔؟ "ثریا نے اسے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور" بے تاثر چہرے سے انہیں دیکھتی رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ چھڑایا ہاں کیا ہے میں نے یہ سب۔۔۔۔۔ اور مجھے یہ سب کرنے کا کوئی پختہ تاوانہیں " ہے"۔۔۔۔۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔ ضامن ماہ نور کی بات پہ اس پہ پھر سے جھپٹا " تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار افضل نے اسے پکڑ لیا تھا اور اسے دور لے جا کر کھڑا کر دیا۔۔۔۔۔ پھر کہا۔۔۔۔۔

تمہارا بھائی ہے نا ضامن تم چپ رہو"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ماہ نور کی جانب پلٹا تھا " تم نے یہ سب کیوں کیا ماہ نور۔؟ " وہ اسکی آنکھوں میں جانکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ "

کیونکہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ اپنے چھوٹے بھائی کو ایک بات کے لیے راضی نہ کر سکتے۔۔۔۔۔ میری بہن اسکی محبت میں مرے جا رہی تھی اور تم ہر بار یہ ہی کہتے تھے کہ میں

سمجھاؤں گا' پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ اور یہ ضامن اس دو کوڑی کی لڑکی کے پیچھے میری بہن کو نظر انداز کر رہا تھا جب میری بہن نے اسے کہا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے تو اس نے اسے دھتکارا۔۔۔۔۔ اور اس لڑکی کی وجہ سے میری بہن کے منہ پہ تھپڑ دے مارا۔۔۔۔۔ جس بہن کو میں نے پھول کی طرح رکھا۔۔۔۔۔ میرے ماں باپ نے جس پہ کبھی انگلی نہیں اٹھائی اس پہ اس نے ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔ تو میں کیسے برداشت کر لیتی۔۔۔؟ میں تو اس دن ضامن کی ہی جان لے لینا چاہتی تھی جب اس نے میری بہن کو مارا تھا، پر میں مجبور تھی اس میں میری بہن کی جان بسی تھی۔۔۔۔۔ لیکن پھر میں نے اسکی جان لینا بہتر سمجھی جس میں ضامن کی جان تھی۔۔۔۔۔ میں نے اس لڑکی کو بہت کہا کہ وہ شہر چھوڑ دے ضامن کو چھوڑ دے پروہ نہیں مانی۔۔۔۔۔ اور مجھے مجبوراً اسے مارنے کی کوشش کرنی پڑی اگر وہ سیاہ بادلے والا شخص اس روز نہ آتا تو میں اس لڑکی کو ختم کر ہی چکی تھی پر عین موقع پہ وہ آگیا اور مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔۔۔۔۔ پر جب یہ لوگ نیویارک گئے میں نے پھر سے ایک

کوشش کی پر میں کچھ کر پاتی اس سے پہلے ہی ضامن نے اسکے ارد گرد اپنے آدمی پھیلا دیے تھے۔۔۔۔۔ اور وہ دوسری بار بھی میرے ہاتھ سے بچ گئی۔۔۔۔۔ وہ اور کچھ بھی کہتی کہ افضل کا بھاری ہاتھ اسکے منہ پہ لگا تو وہ تیور کر زمین پہ جا گری۔۔۔۔۔ اور اتنی دیر سے بت بنی ٹینا بھاگ کر بہن کے پاس آئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ماہ نور کو سنبھالا۔۔۔۔۔ ماہ نور نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو افضل کو خود پہ جھکا پایا۔۔۔۔۔ میں نے تم سے محبت کی تھی۔۔۔۔۔ اور تمہاری ہر بات اس لیے"

مان جاتا تھا کیونکہ میں گھر بسانا چاہتا تھا پر میں اپنا گھر بچانے کے چکروں میں اپنے بھائی کی خوشیاں برباد نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔۔۔ میں نے ٹینا کے بارے میں کبھی ضامن سے بات کی ہی نہیں تھی کیونکہ میں جانتا تھا وہ نہیں مانے گا اور ماہ نور کسی سے بھی محبت زبردستی نہیں کروائی جاتی۔۔۔۔۔ ضامن کبھی ٹینا سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ تو ان کی شادی کروانے کا تک ہی کیا بنتا تھا۔؟ "وہ اتنا کہہ کر سیدھے ہوا پھر بولا۔۔۔۔۔ تم نے بہت غلط کیا ماہ نور۔۔۔۔۔ بہت غلط۔۔۔۔۔ اب تمہیں کوئی نہیں بچا" سکتا۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر فون نکالا اور پولیس کو کال کر دی۔۔۔۔۔ اگلے بیس منٹ ، میں پولیس آگئی تھی اور ماہ نور کو لے کر جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ٹینا رو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ افضل



اس شام وہ جیل گیا تو ماہ نور ایک کونے سے کمر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ بکھرے بال میلے کپڑے۔۔۔۔۔ بڑھے ہوئے ناخن اور زرد چہرہ۔۔۔۔۔ افضل کو پھر بھی اس پہ ترس نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ بس شاید دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو دکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔ افضل کے سلاخوں کے سامنے کھڑے ہونے سے راہداری میں جلتا بلب اسکی پشت پہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ جس سے اسکا سایہ بنتا جیل کے اندر ماہ نور کے گھٹنوں تک جا پہنچا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو وہ بے اختیار کھڑی ہوئی اور سلاخوں کے قریب آگئی۔۔۔۔۔

ت۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ مجھے پتہ تھا میرے ڈیڈ سے پہلے تم مجھے یہاں سے نکلانے آؤ گے۔۔۔۔۔ مجھے پتہ تھا افضل مجھے پتہ تھا "وہ سلاخیں تھامے ایک دم خوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ افضل بے تاثر اور سرد نظروں اسے دیکھتا رہا پھر وہ بولا۔۔۔۔۔

میں یہاں تمہیں چھڑانے نہیں آیا۔۔۔۔۔ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ "وہ اتنا کہہ کر خاموش ہوا۔۔۔۔۔ ماہ نور ٹھٹک گئی وہ تیزی سے بولے

کہ؟ "وہ اسکا چہرہ دیکھتے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ افضل نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔"

کہ میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں میں اپنی فیملی کو تمہارے سائے میں مزید نہیں رہنے دوں گا۔۔۔۔۔ وہ سرد لہجے سے بول کر خاموش ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور ماہ نور چند پل ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ اب قدم اٹھا کر آگے کرے گی تو کنویں میں جا گرے گی اور

پیچھے لے گی تو ایک اندھی کھانی اسے منگل جائے گی۔۔۔۔۔ وہ پتھر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔  
 افضل یہ کہہ کر رکا نہیں تھا وہ جانے کے لیے پلٹ گیا تھا تبھی اسے پیچھے سے ماہ نور کی آواز  
 آئی۔۔۔۔۔

تم غلط کر رہے ہو۔۔۔۔۔ وہ ایک دم ہی لہجہ بدل گئی تھی۔۔۔۔۔ افضل پلٹنے پہ مجبور ہوا "  
 تھا۔۔۔۔۔ جب اس نے ماہ نور کا چہرہ دیکھا تو اس پہ زہر ہی زہر تھا۔۔۔۔۔ افضل اسے  
 دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔ کیا وہ اتنی دیر ہی محبت ختم ہونے کا دکھ مناسکی تھی۔؟ کیا اسے محبت  
 بھی تھی یا نہیں۔؟ وہ خود سے سوال کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ ماہ نور سلاخیں پکڑ کر بول رہی  
 تھی۔۔۔۔۔

تم غلط کر رہے ہو مجھے چھوڑ کر تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں پوری زندگی اسی جیل میں پڑی رہوں "  
 گی۔؟ "اس نے نہ میں سر ہلایا۔ "تمہاری بھول ہے افضل جعفر تمہاری بھول ہے میں  
 یہاں سے بہت جلد نکلوں گی بس ایک بار میرے ڈیڈ آ جائیں۔۔۔۔۔ اور جس دن میں یہاں  
 سے نکلی اس دن میں تم سب کی زندگیوں میں ایسی آگ لگاؤں گی کہ تم سب بجھا کر بھی نہیں  
 بجھا پاؤ گے"۔۔۔۔۔ اس نے انگلی اٹھائی "یا درکھنا"۔۔۔۔۔ افضل کچھ دیر اسکا تنفر سے  
 لبریز لہجہ سنتا رہا پھر پرسکون لہجے سے گویا ہوا۔۔۔۔۔



آپ کو برا نہیں لگے گا کہ آپ کا چھوٹا بھائی کام کرے۔؟ "افضل کو اسکی اداکاری پہ ہنسی آئی"

پروہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو۔؟"

وہ جو بچپن میں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اچھل کر کاؤنٹر سے اتر اتھا میرون شرٹ جینز اور "جیکٹ میں ملبوس لمبا چوڑا ضامن اسے وہ اپنا چھوٹا سا ضامن لگا جو اکثر اسکے بیڈ پہ آکر کہتا تھا کہ اسے بھوک لگی ہے اور اب وہ اسے نوڈلز بنا کر دیں۔۔۔۔۔ اور افضل اپنے اسکول کے کام کر کے لاکھ تھکا ہوتا اسکے ایک اٹھانے پہ کچن میں چل پڑتا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں راتوں میں یہ نوڈلز بناتے افضل نے کتنی بار اپنا ہاتھ جلایا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکا ہاتھ جلا دیکھ ضامن رونے لگتا۔۔۔۔۔ اور افضل حیرت سے اسے دیکھتا۔۔۔۔۔

تم کیوں رو رہے ہو ہاتھ تو میرا جلا ہے۔ "وہ لبوں کو مضبوطی سے آپس میں پوسٹ کیے"

درد کو ضبط کرنا پوچھتا

آپ میرے بھائی ہیں نا اس لیے۔۔۔۔۔ وہ چھوٹا سا ضامن موٹے موٹے آنسوں "چہرے پہ بکھیر کر کہتا جس پہ افضل اپنا درد پل بھر میں بھول جاتا۔۔۔۔۔ اور ضامن کے

آنسو صاف کر کے کہتا "میں ٹھیک ہوں آؤ نوڈلز کھا لو"۔۔۔۔ اور وہ فوراً رونا بھول جاتا۔۔۔۔۔

افضل کے ذہن میں چلتی ماضی کی یہ فلم جب ختم ہوئی تو اسے ضامن سامنے کھڑا نظر آیا۔۔۔۔ اور وہ مسکرا دیا۔۔۔

"نوڈلز ہی بناؤں یا کچھ اور بھی؟"

نہیں بس نوڈلز"۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولا۔۔۔۔ افضل نے کوٹ اتار کر ضامن کو تھمایا " اور شرٹ کی آستینیں اوپر چڑھا تا وہ چولہے کے قریب پہنچ گیا اور نوڈلز بنانے لگا۔۔۔۔ جب نوڈلز بن گئے تو وہ ضامن سمیت ڈائننگ ہال میں آ گیا۔۔۔۔۔

کھلاؤں بھی میں؟" وہ ہنسی دبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ " اب افضل کو بڑی سنجیدگی سے دیکھ

رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ اور افضل کی بھنویں سکڑ گئیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا؟" اس نے ضامن کے کان دھے پہ ہاتھ دھرا ہی تھا کہ وہ بے ساختہ اس سے لپٹ گیا۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دیں بھائی میری وجہ سے آپ کی پوری زندگی خراب ہو گئی۔ "وہ روہانسا" ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ افضل پہلے تو کچھ سمجھ نہ سکا پھر جب اسے بات سمجھ میں آئی تو اس نے ضامن کا سر تھپکا۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں "۔۔۔۔۔"

آپ جھوٹ بول رہے ہیں "۔۔۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنسا۔۔۔ بالکل اداس سا۔۔۔۔۔"

ہاں میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ پر یقین کرو میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔۔۔ ابھی اداس ہونا بنتا ہے میرا ضامن، اس سے آج رشتہ ختم ہوا ہے۔۔۔۔۔ نجانے محبت ختم ہونے میں کتنا وقت لگے گا۔۔۔۔۔ پر امید ہے مجھے، محبت بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مجھے تم سے اور اپنے گھر والوں سے بڑھ کر کچھ بھی عزیز نہیں ہے بیٹے "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ضامن ان سے الگ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

محبت ختم ہونے کے بعد آپ کیا کریں گے۔؟ "اس نے ایسا سوال کیا کہ افضل خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ یا شاید سوچ میں پڑ گیا کہ انسان محبت ختم ہونے کے بعد کرتا کیا ہے۔؟ کیا اسکے پاس کچھ کرنے کو بچتا ہے۔؟

پتہ نہیں ضامن ابھی کچھ نہیں سوچا۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے واپس نیویارک چلا جاؤں وہاں اپنے بزنس میں لگ جاؤں گا تو سب کچھ بھول جاؤں گا "۔۔۔۔۔ وہ رکا پھر موضوع بدل کر بولا



آج آفس مت آنا"۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئی اس نے وجہ بھی پوچھی پر اس نے بتائی ہی " نہیں۔۔۔۔۔ کہ بعد میں بتاؤں گا۔۔۔۔۔ اب جب وہ کام سے مکمل فارغ ہو گئی تھی تو اس نے سوچا کہ وہ ضامن سے بات کر لے۔۔۔۔۔ ضامن نے پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا کیرت پہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ڈر جائے۔۔۔۔۔ اور اسے چھوڑ دے۔۔۔۔۔ اس درمیان اسکی جب بھی کیرت سے بات یا ملاقات ہوئی وہ نارمل ہی رہا۔۔۔۔۔

کیرت کمرے میں آ کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ موبائل کو تکیے کے نیچے سے نکال کر اس نے ضامن کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔ اور پہلی ہی رنگ پہ اس نے کال پک کر لی۔۔۔۔۔

"کیا مجھے یاد کر رہی تھیں۔؟"

بالکل بھی نہیں "وہ ہنسی دبا کر بولی۔۔۔۔۔ دوسری طرف وہ جانتا تھا کہ کیرت جھوٹ " بول رہی ہے پر پھر بھی خفا سا بولا۔۔۔۔۔

"پھر کال کیوں۔؟"

تاکہ پوچھ سکوں کہ آج مجھے چھٹی کس خوشی میں ملی ہے۔؟ "وہ دوسری جانب " ہنسا۔۔۔۔۔ کیرت کو حیرت ہوئی۔۔۔۔۔

آج تم نے بہت پیاری لگنا ہے۔۔۔۔۔ میری ممی آرہی ہیں تمہارا رشتہ لے " کر۔۔۔۔۔ اور انکار کا تو سوچنا بھی مت جان لے لوں گا تمہاری "۔۔۔۔۔ کیرت کو دھکا لگا۔۔۔۔۔ اچانک سے رشتہ۔۔۔؟ پر وہ کچھ کہتی اس پہلے ہی وہ بولا۔۔۔۔۔ میں ابھی تھوڑا مصروف ہوں پھر بات کروں گا تم تیار ہو جاؤ جلدی " سے "۔۔۔۔۔ کیرت کے لب کھلے کے کھلے ہی رہ گئے پر وہ سنے بغیر کال کٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔

اور کیرت کے پسینے چھٹ گئے تھے۔۔۔۔۔ اچانک سے رشتہ۔۔۔؟ وہ کیا کرے۔؟ بہت دیر سوچنے کے بعد اس نے ابو کو بتانے کا سوچا اور کال کر کے انہیں بتا دیا تو وہ خوشی سے دوہرے ہو گئے۔۔۔۔۔ اور شام کو "جلدی آ جاؤں گا"۔۔۔۔۔ کہہ کر انہوں نے کیرت کو اسکی امی کو فون دینے کا کہا۔۔۔۔۔ اور جب اسکی امی کو پتہ چلا کے کیرت کا رشتہ آ رہا ہے تو بوکھلا گئیں۔۔۔۔۔ انہیں سمجھ نہ آیا وہ کیا کریں۔۔۔۔۔ انہوں نے سب سے پہلے کیرت کا ہاتھ پکڑا اور اسکے کمرے میں لا کر اسکا کوئی اچھا سا سوٹ نکالنے لگیں۔۔۔۔۔ سوٹ کے انتخاب میں انہیں وقت لگا۔۔۔۔۔ پر جب سوٹ والا مسئلہ حل ہو گیا تو وہ دوڑتی بڑے کمرے میں گئیں۔۔۔۔۔ علیزہ دادی کے ساتھ تخت پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ وہ ابھی کالج سے آئی تھی۔۔۔۔۔



کیرت اب جانے کے بجائے خود کو شیشے میں دیکھنے لگی کہ وہ کتنی اچھی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔

ہلکے اناری رنگ کی قیמצ شلوار پہ ہم رنگ دوپٹے۔۔۔ کانوں میں امی کے سونے کے بندے۔۔۔۔۔ گلے میں ضامن کا دیا ہوا چین لاکٹ ہاتھوں میں سوٹ کے رنگ جیسی چوڑیاں۔۔۔۔۔ ہلکا سائیک اپ اور گہرے کاجل سے لبریز آنکھیں مبہوت کرتی تھیں۔۔۔۔۔

اتنے میں اسے باہر کسی کے آنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔ اور وہ جان گئی کون آیا ہوگا۔۔۔۔۔ اس نے دروازے کی اوٹ سے دیکھا۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی صحن میں کھڑی اسکی امی سے مل رہی تھیں۔۔۔۔۔ ان کے چہرے پہ خوشی تھی۔۔۔۔۔ یعنی وہ خوشی سے اسکا رشتہ لائی ہیں۔۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی کے ساتھ اسکے ڈیڈ بھی تھے۔۔۔۔۔ ابوان سے مل کر انہیں کمرے میں لے گئے تھے۔۔۔۔۔ صحن خالی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے ٹھک سے دروازے سے کمر لگائی اور دوپٹے کا پلو لبوں میں دبا لیا۔۔۔۔۔ نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ اور وہ کہیں سے آ گیا۔۔۔۔۔

تمہیں لینے میں بہت جلد آؤں گا"۔۔۔۔۔ انیر پورٹ پہ کہی بات وہ اب پھر کیرت کے " سامنے کھڑا دہرا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی نظریں اور جھک گئیں۔۔۔۔۔ شرم سے منہ سرخ ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ دوپٹے لبوں میں دباتی بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی رفتار اتنی تھی کہ کیرت نے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اسکی امی اسے اپنے ساتھ بڑے کمرے میں لے گئیں۔۔۔۔۔ وہاں ضامن کی ممی نے اسکا ہاتھ چوما تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو لگا وہ معتبر ہو گئی۔۔۔۔۔ پھر اس نے ضامن کی ممی کو کہتے سنا

ہم آپ کی کیرت کو اپنے ضامن کے لیے مانگنے آئے ہیں"۔۔۔۔۔ کیرت کو محسوس " ہوا۔۔۔۔۔ آسمان سے ساری خوشی کی پریاں محبت کے پھولوں کے تھال ہاتھ میں لیے اپنے گاؤن سنبھالتی اس کے گرد آگئی ہیں۔۔۔۔۔ اور وہ اس پہ پھول نچھاور کرنے لگی ہیں۔۔۔۔۔ تبھی کیرت کو وہ پھول کسی کنکر کی طرح پڑنے لگے۔۔۔۔۔ جب اس نے دادی کو کہتے سنا۔۔۔۔۔

سوچ کے بتاویں گے ہم لوگ بھی، ابھی آپ لوگ جاسکتے"

ہیں۔۔۔ ساری پریاں یکدم ہی غائب ہو گئیں کیرت نے بے یقینی سے دادی کو دیکھا جن کا لہجہ بھی گستاخ تھا۔۔۔ ابو امی خود دھچکے کے حصار میں دادی کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔ اور ضامن کی ممی اور ڈیڈ کے چہرے پہ سائے لہرانے لگے تھے۔۔۔ اس میں سوچنے والی کونسی بات۔۔۔ "شریا کی باقی کی بات ان کے منہ ہی میں رہ گئی۔۔۔"

کیوں؟ کیوں نہیں ہے اس میں سوچنے والی بات۔؟ ہم تو سوچیں گے بھیا لڑکی کا رشتہ " کر رہے ہیں کیا پتہ کیسا لونڈا ہووے گا۔۔۔ چھان بین کریں گے پھر جواب دے ویں گے "۔۔۔ دادی کا انداز دو ٹوک تھا۔۔۔ پھر ضامن کی ممی کے لاکھ منانے کے بعد بھی دادی نے ہاں نہ کی ابو بولے تو انہیں بھی چپ کرادیا۔۔۔

میں اس گھر سے چلی جاؤں تو کر لے اپنی مرضی۔! "دادی کہتے ساتھ کھڑی بھی ہو گئی" تھیں۔۔۔ ضامن کی ممی اور ڈیڈ خود حیران تھے۔۔۔ پھر وہ لوگ ر کے نہیں اور چلے گئے۔۔۔ کیرت کو انکے جانے کے بعد گھر میں اونچی اونچی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔ ابو دادی سے لڑ رہے تھے۔۔۔ علیزہ پر سکون سی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔ اسے بھوک لگی تھی۔۔۔ امی رونے لگی تھیں۔۔۔ ابو بہت دیر تک دادی





یہ وہی فارم ہاؤس تھا جہاں کیرت پہلے بھی ضامن کے بلانے پہ آچکی تھی۔۔۔۔۔ جہاں اس نے محبت کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔۔ جہاں اس نے کیرت کو اپنا دل دیا تھا۔۔۔۔۔ دروازہ آج بھی کھلا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے اندر جاتی روش پہ نظر ڈالی تو نیم اندھیر میں بھی وہ گاڈمی کے ٹائیرز کے نشان دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ یعنی وہ آچکا تھا۔۔۔۔۔

کیرت نے ایک گہر سانس لیا۔۔۔۔۔ آنکھیں اب اسکی خشک ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیونکہ اس رات کے بعد پھر یہ آنکھیں کبھی خشک نہیں ہوں گی۔۔۔۔۔ کیرت نے اندر جانے کے لیے قدم اٹھایا۔۔۔۔۔ قدم نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔ دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے احتجاج کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیرت نے ضبط سے لب بھینچے اور بہت مشکل سے اپنا وجود گھسیٹ کر اندر لے گئی۔۔۔۔۔

اندر کا منظر اس دن جیسا ہی تھا۔۔۔۔۔ بس آج پول پہ روشنی جلی تھی۔۔۔۔۔ نیلے پانی میں چاند بھی اسی دن کی طرح اترتا تھا۔۔۔۔۔ بجھا ہوا چاند پول کے کنارے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ بلیک آفیس سوٹ میں ملبوس وہ بہت اداس لگتا تھا۔۔۔۔۔ کیرت چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے قریب گئی۔۔۔۔۔ قدموں کی چاپ سے اس نے بھی گردن موڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو خود سے کچھ دور لان کی گھاس پہ کھڑا دیکھ وہ آہستگی سے اٹھا اور پول سے لان میں آگیا۔۔۔۔۔

کیرت نے اسکے سامنے آتے نظریں جھکالیں۔۔۔۔۔ وہ بھی خاموش رہا۔۔۔۔۔ آسمان پہ  
چھائے بادل یاسیت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

نومبر کی ہوا جسم سے ٹکراتی تو رونگٹے کھڑے کر جاتی۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی کی نذر ہونے پہر  
وہ بولا۔۔۔

تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہو۔؟ "کیرت خاموش رہی۔۔۔۔۔"  
مارنا چاہتی ہو۔؟ "اس نے پھر پوچھا۔۔۔۔۔ کیرت کے دل میں ٹیس اٹھی۔۔۔۔۔ دل بھر"  
آیا۔۔۔۔۔ اسکے سوالوں میں کرب تھا۔۔۔۔۔

جواب دو۔؟ "وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے آہستگی سے "  
نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔ پر اس سے نظریں ملائیں نہیں۔۔۔۔۔ کسی کی محبت سے انکار  
کرنے کی پہلی شرط یہ ہی ہوتی کہ نظریں جھکالی جائیں۔۔۔۔۔ اس وقت ہم محبوب کے ساتھ  
ساتھ محبت کے بھی مجرم ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اور کیرت بھی آج مجرم بن کر آئی  
تھی۔۔۔۔۔

میں بس ایک جواب دوں گی۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات بھی مکمل نہ کر پائی تھی کہ وہ چیخ پڑا۔۔۔۔۔"

یہ مت کہنا کہ تم سے محبت نہیں کرتی انکار کرنے آئی ہوں، میں مر جاؤں گا " پریشے "۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے اب آگے نکل آیا تھا۔۔۔۔۔ لہجے کا کرب درد بنا۔۔۔۔۔ اور درد سے دل کو مات ہوئی۔۔۔۔۔

مات میں ہم نے دل ہارا۔۔۔۔۔

پھر محبوب اور محبت بھی۔۔۔۔۔

کیرت آج سب کچھ ہار کر جانے گی۔۔۔۔۔ ضامن کو اسکے وجود میں لرزش محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ کچھ فاصلے سے بھی اسے بکھرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔

میں یہ ہی کہوں گی۔۔۔۔۔ اور آپ مان جائیں گے "۔۔۔۔۔ بہت مشکل تھا یہ سب "

کہنا۔۔۔۔۔ پر کہہ دیا گیا۔۔۔۔۔ دور آسمان پہ بجلی اتنی زور سے چمکی کے لان کا اندھیرا ایک پل کو چھٹ گیا۔۔۔۔۔

کیرت کو آج پہلی بار اس گرج چمک سے ڈر نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ ضامن ہلکا سا ہنسا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پہ سکون

ڈھونڈنے سے بھی نہ ملا۔۔۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے "۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات پہ "جھنجھلائی۔۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے "۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات پہ اسکے قریب ہوا۔۔۔۔۔

میں سب کچھ کر سکتا ہوں "۔۔۔۔۔ وہ اسکا بازو اب بے دردی سے دبوچ چکا "تھا۔۔۔۔۔ اور چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے ضبط سے لب آپس میں پیوست کیے۔۔۔۔۔ پھر ہمت کرے بولی۔۔۔۔۔

اگر آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں خود کو ختم کر لوں گی "۔۔۔۔۔ ضامن کا ہاتھ اس نے اپنے بازو سے جھٹک دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک پل کے لیے اسے ساکت سا دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔

کیا کہا تم نے۔؟ "اسے جیسے کیرت کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا "یہ ہی کہ اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔۔۔۔۔ میں نہیں کرتی "آپ سے محبت "۔۔۔۔۔ وہ بولتی بولتی اسکے پاس آئی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔۔۔ آپ سے محبت کوئی اور کرتا ہے "۔۔۔۔۔ اس بار ضامن کی آنکھوں میں نا سمجھی در آئی "تھی۔۔۔۔۔ کیرت اسکی نا سمجھی کو دیکھتے فوراً سے بولی۔۔۔۔۔



میں صرف تم سے شادی کروں گا میرے ساتھ یہ کھیل کھیلنا بند کر دو"۔۔۔۔۔ وہ دھاڑا "تھا۔۔۔۔۔ کیرت خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔ ہر جگہ خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔ پھر کیرت نے کہنی پہ لٹکتے پرس میں ہاتھ ڈالا اور چاقو نکال کر اپنی شہ رگ پہ رکھ لیا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے مت کریں اس سے شادی، پھر میں بھی آپ کو نہیں ملوں گی"۔۔۔۔۔ وہ اپنے گلے پہ چاقو رکھ کر بول رہی تھی اور ضامن ہلنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ می۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ کی۔۔۔۔۔ کیا کیا پاگل پن ہے ہٹاؤ اسے"۔۔۔۔۔ وہ گر بڑا گیا تھا۔۔۔۔۔ "یہ پاگل پن میں نے آپ سے ہی سیکھا ہے آپ مان رہے ہیں یا نہیں۔؟" وہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔۔۔۔ ضامن بے ساختہ آگے ہوا اسے پیچھے کر و پرشے لگ جائے گا"۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ بڑھانے لگا تھا

کہ کیرت بولی۔۔۔۔۔

اب مزید آگے مت بڑھیے گا ضامن آپ میری بات مان رہے ہیں یا نہیں۔؟ "وہ پوری قوت سے چیختی تھی۔۔۔۔۔ چاقو اس نے اتنی مضبوطی سے اپنی شہ رگ پہ رکھا ہوا تھا کہ وہاں سے ہلکی سی خون کی لکیر نکل کر گردن پہ چلنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ لکیر دیکھ کر ضامن کی دنیا ہل گئی۔۔۔۔۔

ا۔۔۔ اس۔۔۔ اسے ہٹاؤ پریشی میں مان گیا تمہاری بات۔۔۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے " بھی یہ بول گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اسکی بات پہ یقین نہ آیا آپ جھوٹ بول رہے ہیں "۔۔۔۔۔ " نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں "۔۔۔۔۔ " نہیں آپ بعد میں مکر جائیں گے "۔۔۔۔۔ " میں وعدہ کرتا ہوں "۔۔۔۔۔ اسکا لہجہ شکستہ تھا۔۔۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ جیسے کوئی سب کچھ ہار کر تھک کر بیٹھتا ہے بالکل ویسے اس کے کاندھے بھی جھک گئے تھے۔۔۔۔۔

جو تم کہو گی میں وہی کروں گا۔۔۔۔۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔ میں اس دن کے " خوف سے نہیں نکلا ابھی تک جب تم اس کننیٹرز میں بے ہوش پڑی تھیں۔۔۔۔۔ اس دن میں نے اپنی جان نکلتی محسوس کی تھی۔۔۔۔۔ اور آج بھی یہ چاقو تم نے خود پہ نہیں میری شہ رگ پہ رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں گا "۔۔۔۔۔ وہ کتنا کتنا رکا اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ " نہیں۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں گا نہیں میں مر گیا ہوں۔۔۔۔۔ تم نے آج مجھے مار دیا۔۔۔۔۔ اب جو تم کہو گی میں وہی کروں گا "۔۔۔۔۔ وہ رونے لگا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل کیا

وہ سچ میں اپنے گلے پہ یہ چاقو چلا لے۔۔۔۔۔ کیوں وہ اس شخص کو اذیت دے رہی ہے جو اسے خوشیاں دے رہا

تھا۔۔۔۔۔ پر وہ مجبور ہے۔۔۔۔۔ اگر کل کو ضامن کو کچھ ہو گیا تو۔؟ وہ اس تو سے آگے کچھ بھی نہیں سوچ پاتی تھی۔۔۔۔۔ اس نے چاقو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اور ضامن کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

آپ دونوں ہمیشہ خوش رہیں گے ضامن"۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا " تھا۔۔۔۔۔ اور ضامن کے اندر ایک آگ بھڑک اٹھی تھی اس نے کہا جانے والی نظروں سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کا سارا خون اسکے جسم میں خشک ہو گیا۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنا ہاتھ چھڑا کر اسکے منہ پہ کھینچ کر تھپڑ مارا کیرت تورا گئی۔۔۔۔۔ تم نے میری محبت کا مذاق بنا کر رکھ دیا پریشے۔۔۔۔۔ مجھے تم سے نفرت ہو رہی ہے " میری نظروں کے سامنے سے چلی جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ دھاڑتا ہوا۔۔۔۔۔ خود ہی اٹھا اور بڑے بڑے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ کیرت اپنے گال پہ ہاتھ رکھ کر شل ہو کر بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔۔ ایک جملہ تھا جو اسکی سماعت سے اب ٹکرا رہا تھا۔۔۔۔۔





\*\*بے وفا\*\*

اسنے کہا

اگر شاعر ہو تو مجھ پہ بھی لکھو۔۔۔ کوئی غزل۔۔۔ کوئی نظم۔۔۔  
میں نے قلم اٹھایا۔۔۔  
اور "بے وفا" لکھ کر قصہ تمام کیا

وہ گھر لوٹا تو یوں لوٹا جیسے سچ میں مر کر آ رہا ہو۔۔۔۔۔ جان ہو کر بھی وہ بے جان سالگتا  
تھا۔۔۔۔۔ اس کے قدم پہلی بار گاڑی سے اتر کے چلتے یوں لڑکھڑارہے تھے۔۔۔۔۔ ہر  
قدم پہ وہ خود کے ساتھ چلتی محسوس ہوتی۔۔۔۔۔ اور ہاتھ بڑھانے پہ وہ دھند میں کھو  
جاتی۔۔۔۔۔ "دھوکے باز کہیں کی" اس نے تنفر سے کہا۔۔۔۔۔ دل کر لا گیا۔۔۔۔۔ چیخ  
اٹھا۔۔۔۔۔ پر وہ اسکی چیخیں اندر ہی دباتا گاڑی کا دروازہ بند کرتا اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

داخل ہوتے ہی راہداری میں افضل بھائی نے اسے دیکھا۔۔۔ وہ تیزی سے اس کی جانب آئے۔۔۔

"کہاں گئے تھے۔؟"

"!سب ہارنے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"!سب بے معنی ہو گیا۔"

"کیا۔؟"

میں اور میری محبت۔! "ضامن نے نظریں اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔۔۔ سبز آنکھوں میں "دل ٹوٹا بکھر نظر آتا تھا۔۔۔ افضل بھائی دہل گئے۔۔۔ ضامن ہوا کیا۔؟ تم ایسی باتیں کیوں رہے ہو۔؟" وہ الجھ گئے۔۔۔ خطرے کی گھنٹی "انکے اندر بج اٹھی۔۔۔"

بھائی و۔۔۔ وہ۔۔۔ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ بھائی اس نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔ وہ کہہ رہی ہے کہ میں اسکی چھوٹی بہن سے شادی کر لوں کیونکہ اسکی چھوٹی بہن مجھے پسند کرتی ہے۔۔۔ بھائی۔۔۔ بھائی اسے۔۔۔ اسے اپنی بہن کی محبت نظر

آگئی۔۔۔۔۔ اسے میری دیوانگی نظر کیوں نہیں آرہی۔؟ "وہ کہتا کہتا لہٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ جیسے کیرت کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اور ساری بات افضل کو بتادی۔۔۔۔۔ بھائی افضل کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کریں۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ یہاں سے اٹھو۔" وہ اسے بہت مشکل سے اٹھا پائے تھے۔۔۔۔۔ لاونج میں آکر افضل نے اسے صوفے پر بیٹھایا۔۔۔۔۔ تبھی تشویش سے ثریا بھی اپنے کمرے سے نکل آ کر آئیں۔۔۔۔۔

کی۔۔۔۔۔ کیا ہوا۔؟ "ضامن کو اتنا بچھا دیکھ وہ اندر تک سناٹے میں چل " گئیں۔۔۔۔۔ انکے بیٹے کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے پاس بھاگ کر آئیں۔۔۔۔۔ ک۔۔۔ کیا ہوا میری جان۔؟ "ضامن نے خالی نظروں سے پہلو میں بیٹھی ماں کو" دیکھا۔۔۔۔۔ پھر ان خالی نگاہوں سے قطار در قطار آنسو ہاتھ پکڑ کر نکلنے لگے۔۔۔۔۔ وہ ماں کے سینے سے لپٹ کر رونے لگا۔۔۔۔۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے اس نے اپنی ادھوری محبت

اور پورے روگ کی کہانی سنا دی۔۔۔۔۔ ثریا کیرت کے مطالبے پہ دنگ رہ گئیں۔۔۔۔۔ پھر وہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر پھر کر بولیں۔۔۔۔۔

اس نے تمہیں لکھونا سمجھ لیا ہے جو اسے اچھا نہیں لگتا تو بہن کو دے دے " گی۔۔۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے اسکا " انہوں نے ضامن کے چہرے کو اپنے سامنے کیا تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔! " ماں کی بات پہ اسے وہ چاقو اور کیرت کا بے رحم چہرہ ولجہ " پھر اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آیا۔۔۔۔۔ " اگر اس نے خود کو کچھ کر لیا تو۔؟ " اور اس " تو " نے اسے پھر کمزور اور بے بس کر دیا۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے سے نہ میں گردن " ہلائی۔۔۔۔۔

آپ کل جائیں وہی کریں جو پریشے کہتی ہے۔ " ثریا نے بے یقینی سے ضامن کو " دیکھا۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو۔؟ " وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اور کھڑے ہوتے ہی لڑکھڑایا۔۔۔۔۔ افضل بھائی " نے فوراً اسے تھاما۔۔۔۔۔ وہ سنبھل گیا۔۔۔۔۔ رنج سے مخمور آنکھوں سے بھائی کو دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ " ٹھیک ہوں " اور پھر اپنی ممی کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔ " جو کہہ رہا ہوں وہ کر لیں۔۔۔۔۔ ورنہ وہ خود کو کچھ کر لے گی " وہ کچھ نہیں کرے گی میں اسے سمجھاؤں گی " ضامن دکھ سے ہنسا۔۔۔۔۔

کوئی نہیں سمجھا سکے گا۔۔۔۔۔ میری نہیں مانی اس نے بہت ضدی ہے وہ "۔۔۔۔۔ اس " نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ آنسو اپنے اندر اتارے " آپ بس اسکے گھر جائیں اور شادی



وہ سب ہماری قسمت میں لکھا تھا۔ "کیرت کی آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر اسکے گال پہ آ گیا۔۔۔۔ اس نے لبوں کو جنبش دی۔۔۔۔"

ابو مجھے ڈر لگتا ہے اب، اسے میری وجہ سے کچھ ہو گیا تو میں خود معاف کیسے کروں گی۔۔۔۔ میں اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔"

تو کیا اب وہ خوش ہے؟ "کیرت نے اس بات پہ نظریں چرا لیں۔۔۔۔ وہ اداس سے مسکائے۔۔۔۔"

تم غلط کر رہی ہو کیرت ابھی تم ڈری ہوئی ہو اس لیے حواس بانختے ہو۔۔۔۔ پر جب ہوش میں آؤ گی تو بہت پکھتاؤ گی۔۔۔۔ محبت کرنے والے ناراض ہو جائیں تو انہیں منانا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور میں نہیں چاہتا تمہاری زندگی میں کوئی بھی مشکل آئے تم ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر چلے گئے تھے کیرت کو ضامن کی بات یاد آئی۔۔۔۔"

مجھے کبھی ناراض مت کرنا۔! "اور اس نے کل ضامن کو ناراض اور خود سے نفرت کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔ پر وہ کیا کرے۔؟ ضامن کو کل کو کچھ ہو گیا تو۔۔؟ اور ہر بار کی طرح ایک "تو" نے سب کا سب کچھ لوٹ لیا۔۔۔۔"



تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ بعد میں علیزہ کو چھوڑ دے "

وے گا۔؟ "سوال پہ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔ انور چپ سے ہو گئے۔۔۔۔۔ مستقبل کے بارے میں سب اندازا ہی کر سکتے تھے۔۔۔۔۔

میں نے دنیا دیکھی ہے سب سمجھتی ہوں۔!" دادی کی بات پہ انور کے اندر تک " کڑواہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔

بس سمجھتی نہیں تو ایک دل کا حال نہیں سمجھتی آپ۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ " میری ماں ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ سے ماں کا رشتہ نہ ہوتا تو اپنی کیرت کا باپ ہونے کے ناتے سے میں کبھی آپ کی شکل نہ دیکھتا۔۔۔۔۔ آپ نے کوئی پردہ نہ رکھا۔۔۔۔۔ سب اس معصوم کو بتا دیا۔۔۔۔۔ اس دن سے ڈریں اماں جب اسکے آنسوؤں کی بددعا ہمیں لگے گی۔۔۔۔۔ انور کہہ کر کمرے سے، پھر گھر سے بھی نکل گئے۔۔۔۔۔ کیرت کی امی نے سامنے کھڑی علیزہ کو دیکھا۔۔۔۔۔

کاش تم پیدا ہی نہ ہوئی ہو تیں علیزہ بہن کے حق پہ ڈاکا ڈال کر تم کتنی مطمئن کھڑی ہو پر " اس وقت سے ڈر و جب کسی کے دل کی ہائے لگے گی تم روتی رہ جاؤ گی دیکھنا "۔۔۔۔۔



بھی زبان نہ لڑکھڑائی یہ سب جھوٹ کہتے۔۔۔۔۔ وہ بہت دلیری سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھی۔۔۔۔۔ ایش کے لب بھیج گئے۔۔۔۔۔  
 تو تم اس سے پیسوں کی وجہ سے شادی کر رہی ہو۔؟" اسکے سوال پہ علیزہ چڑ گئی۔۔۔۔۔  
 "! تم مجھ پہ الزام نہ لگاؤ۔"

میں الزام کہاں لگا رہا ہوں صرف پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ "وہ علیزہ کے تاثر بغور دیکھ رہا" تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کا حلق خشک سا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسے کوئی جواب سمجھ نہ آیا۔۔۔۔۔ پھر وہ جیسے ہار گئی۔۔۔۔۔ اس نے ایش کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔

میں تم سے محبت کرتی ہوں ایش پر میں کیا کروں میں بھی تو اپنا فیوچر دیکھوں گی نا۔؟ تم خود "سوچو آج کل کے دور میں کون نہیں چاہتا کہ اس کے پاس سب کچھ ہو۔؟" اسکا انداز ایسا تھا کہ ایش کنفیوژ ہو گیا کہ کیا یہ ابھی کچھ دیر پہلے والی ہی لڑکی ہے۔؟  
 "علیزہ محبت میں لوگ بہت کچھ کر لیتے ہیں اور تم تھوڑے میں گزارا نہیں کرنا چاہتیں۔؟"  
 وہ دکھی سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ اندر ہی اندر جھنجھلائی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔؟ پیسے دیکھتی تو ضامن سے اچھا کچھ نہ لگتا۔۔۔۔۔ اور

ایش کو دیکھتی تو محبت کر لانے لگتی۔۔۔۔۔ دل کے کسی کونے میں ایک احساس ایش کی محبت کا کنڈلی مارے کب بیٹھ گیا علیزہ کو پتہ بھی نہ چلا۔۔۔۔۔ وہ ایش سے جان بھی چھڑانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور چھڑاتے جان بھی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

ایش میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔! "وہ بے بس ہو گئی۔۔۔۔۔ ایش کے ہاتھ پہ اس نے ماتھا ٹکا لیا۔۔۔۔۔ ایش نے نرمی سے دوسرا ہاتھ اسکے سر پہ رکھا اور تپھکنے لگا۔۔۔۔۔

تم وہ کرو جو میں تمہیں کہوں گا"۔۔۔۔۔ علیزہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ "جو تم کہو گے اس سے کیا مجھے سب مل جائے گا۔؟" ایش نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔۔۔

پھر بتاؤ کیا کرنا ہے۔؟" علیزہ نے اسکے ہاتھ سے سر اٹھا لیا۔۔۔۔۔ ایش نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔ اور پھر بولنے لگا۔۔۔۔۔ علیزہ ہمہ تن گوش تھی۔۔۔۔۔ ایش۔! "ایش کے پلان پہ علیزہ سہم سی گئی۔۔۔۔۔ اس نے تیزی سے سر ناں میں ہلایا۔۔۔۔۔

نہیں ایش میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔! "انداز دو ٹوک تھا۔۔۔۔۔ ایش نے پہلو بدلا۔۔۔۔۔ اور غصے سے پھنکارا۔۔۔۔۔

علیزہ کرنا تو تمہیں پڑے گا۔۔۔۔۔ ورنہ میں تمہاری شادی کے دن آکر سب کو ہماری " تصویر اور چیٹ دکھا دوں گا۔۔۔۔۔ تم مجھے نہیں جانتیں میں کتنا برا ہوں۔۔۔۔۔ اس لیے محبت سے مان جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ پل بھر میں لہجہ بدل گیا تھا۔۔۔۔۔ بالکل علیزہ کی طرح۔۔۔۔۔ علیزہ اسکی دھمکی پہ ساکت رہ گئی۔۔۔۔۔ اس نے اس پہلو سے تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ پورا پارک اب اسکے سامنے گول گول گھومنے لگا تھا۔۔۔۔۔ ایش اسکی حالت سے بے

نیاز بیچ سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ ٹیبل پہ دونوں ہتھیلیاں رکھ کر وہ علیزہ کی طرف جھکا تھا۔۔۔۔۔

فیصلہ جلدی کرنا مجھے تمہارے فیصلے کا انتظار رہے گا۔" اور پھر یہ کہہ کر وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ علیزہ کسی پتھر کی طرح بیچ پہ بیٹھی رہ گئی۔۔۔۔۔ بہت دیر بعد وہ بیچ سے اٹھی تھی اور پرس اٹھا کر پارک سے نکل گئی۔۔۔۔۔ وہ سڑک پہ اپنے ہی خیالوں میں چل رہی تھی جب اچانک ہی ایک گاڑی کے تیز ہارن پہ وہ تقریباً اچھل ہی گئی۔۔۔۔۔ گاڑی عین اسکے قدموں میں رکی تو اسکی جان حلق میں آگئی۔۔۔۔۔ اس نے بے ساختہ چیخ ماری تھی۔۔۔۔۔ گاڑی والا تیزی سے گاڑی سے نکل کر علیزہ کے پاس آیا۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا سڑک اس وقت سنسان پڑی تھی اکادکا " گاڑیاں تھیں جو وقفے وقفے سے آرہی تھیں۔۔۔۔۔ علیزہ نے کھا جانے والی نظروں سے افضل بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔

خدا نے اگر تم جیوں کو گاڑیاں دے ہی دی ہیں تو اندھوں کی طرح سڑک پہ کیوں دوڑا " رہے ہو۔۔۔؟" اس نے کمر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ "اگر مجھے گاڑی لگ جاتی اور میں ٹانگوں سے اپاچ ہو جاتی تو۔؟" اس نے دانت پس کر کہا تھا۔۔۔۔۔ افضل بھائی نے وضاحت دینے کے لیے لب کھولے

دیکھیں مجھ سے غلطی ہوگئی اصل میں میرا دھیان نہیں تھا اور آپ بھی بالکل سڑک کے " بیچ میں چل رہی تھیں "۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔ واہ بھئی یہ بھی ٹھیک ہے اپنی غلطی میرے سر پہ ڈال رہے ہو دیکھو مسٹر تم مجھے نہیں " جانتے ابھی پولیس کو بلا لوں

گی تو عقل ٹھکانے آجائے گی "۔۔۔۔۔ افضل بھائی فوراً بولے  
دیکھیں مجھ سے غلطی ہوگئی "۔۔۔۔۔ علیزہ نے انکی بات کاٹی "  
"تو معاف کون مانگے گا۔؟"



کیرت اور ضامن کی اس دن کے بعد سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ اس نے آفس بھی جانا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ کیونکہ اب کوئی اسے بار بار کالز کر کے آنے کا نہیں کہتا تھا۔۔۔۔ وہ جو بہت بولتا تھا اب بہت خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔ ایسے جیسے وہ کبھی بولا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

اس شام ضامن کی ممی نے آکر علیزہ کو انگوٹھی پہنادی تھی۔۔۔۔ گھر میں منگنی ہوئی پر خوشی کسی کو نہ ہوئی۔۔۔۔ سوائے دادی کے۔۔۔۔ علیزہ خود چپ چپ سی تھی۔۔۔۔ فرحت اور پھوپو بھی آئی تھیں۔۔۔۔ اور اپنی عادت سے مجبور پھوپو کیرت سے بولیں

سنا تھا پہلے تمہارا رشتہ آیا تھا پھر علیزہ کو کیوں پسند کر گئے۔؟ "کیرت نے جواب نہ دیا۔۔۔۔ پھوپو نے پھر خود ہی بات میں اضافہ کیا۔۔۔۔ ہاں لڑکا چھوٹی عمر کا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ امیر لوگ ایسے کیسے کسی کو بھی پسند کر لیتے۔۔۔۔ علیزہ ماشاء اللہ سے ہماری حسین ہے اسے دیکھا تو اس پہ دل آگیا ہوگا"۔۔۔۔ کیرت انکی بات مکمل ہونے سے پہلے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ اب اسے رونا بھی نہ آتا تھا۔۔۔۔۔ کس حق سے روئے وہ۔؟ ضامن کے سارے حق تو اس نے خود کسی اور کو دیے ہیں پھر اب کیوں وہ تکلیف محسوس کر رہی ہے۔؟ اسے تو اب خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

ضامن کی مٹی جب ان کے گھر سے گئیں تو کچھ دیر میں ہی کیرت کا موبائل بجا۔۔۔۔۔ اس نے موبائل دیکھا تو کال ضامن کی تھی۔۔۔۔۔ دل بری طرح سے دکھنے لگا۔۔۔۔۔ کال کاٹنے لگی پر دل نے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔۔۔ وہ چیخنے لگا۔۔۔۔۔ اور کیرت رو پڑی۔۔۔۔۔ کال اوکے کر کے اس نے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔ وہ جو کال اوکے ہوتے ہی بولنے لگتا تھا آج چپ رہا۔۔۔۔۔ کیرت گھونٹ گھونٹ آنسو پیتی رہی۔۔۔۔۔ پھر ہمت کر کے بولی۔۔۔۔۔

"جی؟"

رولیں؟ "اسنے نرمی سے کہا۔۔۔۔۔ کیرت کا دل اور بھر گیا۔۔۔۔۔"

م۔۔۔۔۔ میں رونہیں رہی تھی۔!" بہت آہستگی سے اس نے گیلی"

سائنس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔۔

تم اتنا جھوٹ کیوں بولتی ہو۔؟ "وہ اپنے کمرے کی روشنیاں گل کر کے بیڈ پہ بیٹھا"  
 تھا۔۔۔۔۔ حلیہ رف تھا۔۔۔۔۔ جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اسکا۔۔۔۔۔ بال بکھرے  
 ہوئے تھے آنکھوں میں بچھے خوابوں کی راکھ تھی۔۔۔۔۔ جسم میں جان نکلنے والا درد ہر  
 وقت دوڑتا رہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر بالکونی میں آگیا۔۔۔۔۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی۔! "ضامن اداس ہنسا۔۔۔۔۔"

اچھا تم نے مجھے مبارک نہیں دی میری آج منگنی ہوگئی۔؟ "یہ کہتے اسکے خود کے گلے میں"  
 آنسو اٹک گئے تھے۔۔۔۔۔ اور کیرت ٹوٹ کر رہ گئی۔۔۔۔۔ کہاں سے لائے وہ یہ کہنے  
 کی ہمت۔؟

دو مبارک باد تمہاری مان کر ہی تو میں یہ سب کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے کسی قسم کا"  
 جواب نہ دینے پہ وہ بولا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔۔۔۔۔ آنسو  
 تو اترا سکی آنکھوں سے گرنے لگے۔۔۔۔۔

بہت مبارک ہو، آپ ہمیشہ خوش رہیں ضامن۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر کال کاٹنے کی"  
 کوشش کی پر کاٹ نہ سکی کیونکہ وہ فوراً بولا تھا۔۔۔۔۔

تمہارے ساتھ رہتا تو خوش بھی رہتا اب تو بس دعا کرو میں زندہ رہ لوں ورنہ تمہاری بے"  
 وفائی مجھے مار دے گی۔۔۔۔۔ پریشے میں تمہاری بے وفائی کا داغ قبر تک لے کر جاؤں اور







ہی جانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

جب وہ لوگ ضامن وغیرہ کے گھر پہنچے تو ضامن نے سب سے پہلے کیرت کا پوچھا۔۔۔۔۔  
 نہیں وہ نہیں آئی۔۔۔۔۔ انور نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔"

میں اسے لے کر آ رہا ہوں۔!" وہ کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔ دادی اسے روکنا  
 چاہتی تھیں پر وہ بہت تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔۔ پھوپو کافی مخطوظ ہو رہی تھیں یہ  
 سب دیکھ کر کتنا اچھا سین چل رہا تھا۔۔۔۔۔ کاش شکل علیزہ کو پارلر سے لینے نہ گیا  
 ہوتا۔۔۔۔۔ انہوں نے دل میں سوچا تھا پر پھر انہیں ہنسی سی آئی

اچھی بات ہے شکل علیزہ کو لانے گا اور علیزہ کا دولہا کیرت کو واہ کیا سین ہوگا"  
 ہائے"۔۔۔۔۔ انہوں نے زیر لب کہہ کر گھر اسانس لیا اور سبجے ہوئے لاؤنج کو طائرانہ دیکھنے  
 لگیں۔۔۔۔۔ ضامن وغیرہ کی طرف بھی زیادہ مہمان نہ تھے بس کچھ قریب رشتے دار  
 تھے۔۔۔۔۔ جو اس وقت سر جوڑے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی اور  
 ڈیڈ کافی ٹھنڈے انداز میں دادی وغیرہ سے ملے تھے۔۔۔۔۔ ہاں البتہ افضل بھائی بہت  
 اچھے سے انور سے بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اس وقت بھی وہ انہیں اپنے رشتے داروں  
 سے ملوا رہے تھے۔۔۔۔۔ پر انور چاہ کر بھی مسکرا نہیں پارہے تھے۔۔۔۔۔ انکا دل گھر  
 کیرت میں اٹکا تھا۔۔۔۔۔



تارے پھیلے تھے چاند نہ تھا۔۔۔۔۔ ماحول میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی اور ہوا سے جسم میں سنسنی بکھیرتی تھی۔۔۔۔۔

دوسروں کی زندگی برباد کر کے سکون کرتے ہیں لوگ اپنے گھروں میں "۔۔۔۔۔" ضامن نے اسکی پیٹھ کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو ضامن کی بات تیر کی طرح لگی تھی۔۔۔۔۔

آپ جانیں ضامن آج آپکی مہندی ہے وہاں سب آپ کا انتظار رہے ہوں " گے "۔۔۔۔۔

تم ساتھ چلوگی تو جاؤں گا " وہ قدم قدم چلتا اسکے سامنے آگیا۔۔۔۔۔ " تم شرکت نہیں کروگی میری شادی میں۔؟ " اس نے جھکی آنکھوں والی بے رحم لڑکی کو دیکھ کر پوچھا تھا کیرت نے نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔

میرا طبیعت خراب ہے آپ جانیں میں نہیں آسکتی " وہ یہ نہ کہہ سکی کہ آپ کو کسی اور " کا ہوتے دیکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں بھی نہیں جا رہا ہے "۔۔۔۔۔ وہ جا کر برآمدے میں رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ کیرت بے بسی سے اسے دیکھنے لگی پھر وہ اسکے پاس گئی۔۔۔۔۔ اور گھٹنوں

کے بل بیٹھ کر اسکے ہاتھ پکڑ کر اس نے انکی پشت اپنی آنکھوں سے لگالی۔۔۔۔۔ وہ چونکا  
تھا پر کیرت بولنے لگی تھی۔۔۔۔۔

ضامن میں سب کے بعد بس آپ سے توقع کر سکتی ہوں کہ آپ مجھے کبھی تکلیف نہیں  
دیں گے"۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں کی پشت کو آب چشم نے چھوا تو وہ تڑپ  
گیا۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے چہرہ کو اوپر کیا۔۔۔۔۔

میں نہیں چاہتا تمہیں تکلیف ہو، تم اپنی لیے یہ دکھ تکلیف خود خرید رہی ہو۔۔۔۔۔ مجھ سے  
ابھی محبت نہیں ہے نا تمہیں۔؟ تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ ہم ایک دوسرے کو وقت دیتے  
ہیں۔۔۔۔۔ پر یہ مت کرو جو تم اب کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ کیرت نے بھگی آنکھوں سے  
ضامن کو دیکھا۔۔۔۔۔

آپ تیار کیوں نہیں ہوئے ابھی تک۔؟ علیزہ آپ کا انتظار کر رہی ہوگی۔!" اس نے  
گیلی سانس اندر کھینچی تھی۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اگر وہ اب ٹوٹی تو ضامن  
اسے سیمٹ کر خود میں شامل کر لے گا۔۔۔۔۔ پھر جدائی موت برابر ہو جائے  
گی۔۔۔۔۔ اس لیے وہ خود کو سنبھالتی اپنی عادت کے مطابق بات بدل  
گئی۔۔۔۔۔ ضامن کے چہرے پہ تلخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

تم بہت بے حس، جھوٹی اور خود غرض ہو۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات پہ رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں سے تو اتر

آنسوں گرتے تھے۔۔۔۔۔ نیم کا درخت اور اندھیرا دل گرفتگی سے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

آپ مجھے لینے آئے ہیں۔؟" اسنے دوپٹے سے آنکھیں صاف کر کے اسکی جانب دیکھا "جولب بھیجنے کر کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے جواب نہ دیا۔۔۔۔۔

میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔!" وہ کہہ کر کمرے میں چلی گئی اور ضامن کے دل پہ زن آلود پھرمی سے وار ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ سچ میں بہت بے حس ہے۔۔۔۔۔ ضامن نے سوچا

تھا۔۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ خود کو آگ لگا لے۔۔۔۔۔ پر اتنا وہ جان گیا تھا کہ کیرت کے انکار کے پیچھے کوئی وجہ ضرور ہے۔۔۔۔۔ اور علیزہ کی دنیا تو ضامن برباد کرے گا وہ

ایک بار اسکے کمرے تک آئے پھر وہ اسے بتانے گا کہ کیرت اور اسکے درمیان آنے والے کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ضامن نیم کے درخت کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔ جس

پہ اندھیرا بیٹھا تھا اور آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جس کی سبز آنکھیں اداس تھیں۔۔۔۔۔



تھے۔۔۔۔۔ بھائی افضل نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی پر وہ رکے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اب بھائی افضل اکیلے ہی سارے انتظام دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت باہر لان سے اندر لاؤنج میں داخل ہونے تو ایک پل کے لیے تھم گئے۔۔۔۔۔ انکی نظر سامنے پیلے جوڑے میں ملبوس علیزہ پہ تھی۔۔۔۔۔ تبھی علیزہ نے بھی اپنی پلکیں اٹھائیں تو اسکی سانس اٹک کر رہ گئی۔۔۔۔۔ آنکھیں باہر گرنے کو ہو گئیں۔۔۔۔۔ اسے افضل کو دیکھتے ہی وہ سڑک والا سین یاد آ گیا۔۔۔۔۔ علیزہ نے فوراً پہلو بدلا۔۔۔۔۔ یہ کون ہے۔؟ "اسنے دبی ہوئی آواز میں فرحت سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ فرحت نے نہ " سنا۔۔۔۔۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ علیزہ جھنجھلائی اسکی کمر پہ چٹکی بھری۔۔۔۔۔ فرحت اچھلی۔۔۔۔۔

پاگل کی بچی کیا تکلیف ہے۔؟ "فرحت نے دانت کچچا کر"

علیزہ کو گھورا۔۔۔۔۔

یہ کون ہے۔؟ "علیزہ نے آنکھوں سے سامنے کھڑے بھائی افضل کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔ جو ابھی بھی ویسے ہی کھڑے علیزہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ کون؟ "فرحت نے علیزہ کو دیکھا"

وہ جو سامنے کھڑا ہے اندھی اسکا پوچھ رہی ہوں۔ "علیزہ کا بس نہیں چل رہا تھا فرحت کو" ایک تھپڑ لگا دے۔۔۔۔۔ فرحت نے سامنے نظریں کیں تو سر جھٹکا۔۔۔

وہ تو ضامن کے بڑے بھائی ہیں افضل۔۔۔۔۔ فرحت کی بات پہ علیزہ کا حلق خشک ہو گیا۔۔۔۔۔

"کیا۔؟"

ہاں! دیکھو لگتے نہیں ناکہ بڑے بھائی ہیں کتنے ہنڈسم ہے اف۔ "فرحت نے آہ سی" بھری تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ بھائی افضل بھی اب تک سنبھل چکے تھے۔۔۔۔۔ اور آخری نظر علیزہ پہ ڈال کر وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

یا اللہ "علیزہ نے اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔۔۔"

تمہیں کیا ہوا۔؟ "فرحت نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔ علیزہ روہانسا سی ہو گئی۔۔۔۔۔ اور ساری بات فرحت کو بتا دی۔۔۔۔۔

طلاق مبارک ہو بہن۔۔۔۔۔ وہ چہرے میں افسوس لا کر بولی۔۔۔۔۔ علیزہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہو۔؟"

وہ جو تم سن رہی ہے۔۔۔۔۔ اب دیکھو تم نے ضامن کے بڑے بھائی کو سڑک پہ اتنا ذلیل " کر دیا تو وہ تو کسی قیمت اپنے چھوٹے بھائی کی تم سے شادی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔۔ وہ اب یہاں سے

چلے گئے ہیں ضرور اپنی ممی کے پاس جائیں گے اور پھر انکی ممی جا رہا نہ انداز میں تمہارے پاس آئیں گی۔۔۔۔۔ تمہارے منہ پہ ایک زور کا تھپڑ رسید کریں گی اور تم سمیت ہم سب کو ذلیل کر کے گھر سے نکال دیں گی۔۔۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہے بہن کے تم شادی سے پہلے ہی طلاق یافتہ ہو جاؤ گی "۔۔۔۔۔ فرحت نے پوری بات کہہ کر بہن رومی سے علیزہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔ علیزہ جو شل تھی ہوش میں آئی

اپنی بکواس بند کرو منحوس عورت شکل اچھی نہ ہو تو بندہ بات تو اچھی کر لے لعنتی کہیں " کی "۔۔۔۔۔ علیزہ نے فرحت کا ہاتھ دوڑ جھٹکا کر کہا تھا

دفع دور منحوس ہوں گی تم زبان دیکھو کیسے چل رہی ہے اس زبان کی وجہ سے ہی تمہاری " شکل پہ پھٹکار پڑ رہی ہے مر پرے اب میرے منہ نہ لگ جانا "۔۔۔۔۔ فرحت تن فن کرتی علیزہ کے پاس سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔ جگہ فارغ ہوتے ہی پھوپھو تیزی سے علیزہ کے ہمراہ بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ علیزہ اور جل بھن گئی۔۔۔۔۔



گاڑی روش پہ چلتی پوریچ میں آرکی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے گاڑی سے نکلا کر کیرت کی طرف کا دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ وہ سپاٹ چہرے سے باہر نکلی اور آگے بڑھنے لگی کہ ضامن نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔

یہ راستہ ساتھ طے کرتے ہیں پھر تو راستے جدا ہو ہی جائیں گے " اسنے کیرت کی طرف " نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس اسکا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت خاموشی سے اسکے سنگ چل رہی تھی۔۔۔۔۔ دروازے کے پاس جا کر کیرت رک گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

بس ضامن ہم یہاں تک ہی ساتھ تھے میری منزل یہاں ختم ہو گئی آپکی منزل وہ " ہے "۔۔۔۔۔ اس نے سامنے علیزہ کی طرف اشارہ کیا اور آہستگی سے اپنا ہاتھ ضامن سے چھڑا لیا۔۔۔۔۔ ضامن نے یاسیت سے کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا تم بہت خود غرض اور بے حس ہو "۔۔۔۔۔ کیرت کو لگا اسکے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھر ہے جو ضامن کی آنکھوں میں نمی کی صورت اختیار کر گیا ہے۔۔۔۔۔ سبز آنکھوں میں نمی بالکل نہ جچتی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

کیرت بھی خاموشی سے اپنی امی ابو کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ وہاں جا کر چپ چاپ کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسکی امی نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا اور دوبارہ نظریں سامنے کر لیں۔۔۔۔۔ انور

بھی اس سے لا تعلق رہے۔۔۔۔۔ کیرت نے شکیل کی محبت گنوائی تھی تو اسے ساری محبتیں مل گئی تھیں۔۔۔۔۔ پر اب اسنے ضامن کا عشق گنوا یا تو ساری محبتوں اور ہمدردیوں نے اس سے آنکھیں پھیر لیں۔۔۔۔۔ کیرت کو ضامن کی محبت سے انکار بہت مہنگا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

مہندی کی پوری رسم وہ کیرت کو دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ ضامن علیزہ کے ساتھ بیٹھ کر بھی کسی اور کے گردن طواف کر رہا تھا۔۔۔۔۔ دو حصوں میں بٹنا بھی کتنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔۔ انسان بہت مجبور ہو جاتا ہے جب "دل" بھی نہ مانے اور "دل دار" بھی۔۔۔۔۔ کئی بار ان سب زمائل آنکھوں نے ایک نمی کو خود ہی پیا۔۔۔۔۔ ضامن نے مہندی کی رسم کے لیے کپڑے تک نہ بدلے تھے۔۔۔۔۔ اسے جب بھائی افضل نے کپڑوں کا کہا تو اس نے سپاٹ لہجے سے کہا جو اندر سے مر جاتے ہیں نا ان پہ یہ تیاریاں اچھی نہیں لگتیں "۔۔۔۔۔"



تھی۔۔۔۔۔ اور وہ آواز اسے زخمی کر رہی تھی۔۔۔۔۔ آنکھوں کی نمی نے کیرت کے عکس کو آنکھوں سے چرایا۔۔۔۔۔ اس نے خود کو "قبول ہے" کہتے سنا۔۔۔۔۔ ایک بار نہیں تین بار۔۔۔۔۔ پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گئے۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت کو اپنی لکیروں میں ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔ پر اسے اپنی ہتھیلیوں میں اپنے آنسوں گرتے ہوئے دکھائی دیے۔۔۔۔۔ اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تو وہ سامنے نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ پر جانہ سکا مولوی اور باقی لوگ اس سے گلے ملنے لگے تھے۔۔۔۔۔ وہ سب اسے شادی کی مبارک دے رہے تھے۔۔۔۔۔ پر لگ رہا تھا جیسے سب کہہ رہے ہوں

تمہیں تمہاری موت مبارک ہو۔! محبت کر کے کیا ملا۔؟" وہ چپ رہا پر دل جواب دینے لگا "درد، کرب اور تکلیف"۔۔۔۔۔

"اب کیا کرو گے۔؟ رہ لو گے اسکے بغیر۔؟"

نہیں یہ کام بہت مشکل ہے اب میں دعا کروں گا کہ میں اپنا ماضی کسی طرح بھول جاؤں "میرمی یادداشت چلی جائے میں اسے اور اسکی محبت، سب کچھ بھول جاؤں"۔۔۔۔۔

پر ایسا نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔



اسے دل سے بھی چلے جانے دینا اب "۔۔۔۔"

میرے بس میں نہیں۔! "اسکا لہجہ شکستہ تھا۔۔۔۔"

سب کچھ ٹھیک ہو جانے کا تم اسکے بغیر بھی خوش رہو گے دیکھنا تم "۔۔۔۔۔ وہ امید"

دلانے لگے۔۔۔۔۔ ضامن انکی بات پہ تکلیف سے مسکایا

اسکے بغیر زندہ رہ لوں کافی ہے۔۔۔۔۔ خوش نہیں رہ پاؤں گا۔۔۔۔۔"

آپ کو پتہ ہے میں کتنا بے بس ہوں۔؟ "اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔ افضل بھائی خاموش

رہے تو ضامن خود ہی بولنے لگا۔۔۔۔۔

وہ یہاں ٹوٹی ہے اب پورے راستے بکھرتی جائے گی اور میں اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ "

بھی نہیں سکوں گا اتنا بے بس ہوں میں "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر ہال میں واپس چلا گیا تھا افضل پیچھے

کھڑے رہ گئے۔۔۔۔۔

دل ٹوٹنا بھی بہت تکلیف دے ہوتا ہے "۔۔۔۔۔ افضل بھائی زیر لب بولے "

تھے۔۔۔۔۔ آج یہاں تین دل ٹوٹے تھے۔۔۔۔۔ اور تینوں ہی اب تکلیف بھگتیں

گے۔۔۔۔۔



کچھ ہو جاتا۔۔۔۔۔ میں نے ضامن کو آج تک دیا ہی کیا ہے۔؟ وہ بس میری وجہ سے پریشان رہا ہے۔۔۔۔۔ میری قسمت اگر ایسی لکھنی تھی تو میری زندگی مختصر لکھتے اللہ"۔۔۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس دن دادی نے جو کچھ اسے کہا تھا آج پھر اسے وہ سب یاد آنے لگا۔۔۔۔۔ جب ضامن کی ممی کو انکار کر کے دادی اسکے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔۔۔ تب وہ بیڈ پہ کسی بت کی طرح بیٹی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دادی کو اندر آتے دیکھا تھا پر وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ دادی چلتیں اسکے قریب آ کر بیٹھ گئیں یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ دادی خود سے چل کر کیرت کے پاس آئیں اور اسکے بہت قریب ہو کر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

دیکھ کالو"۔۔۔۔۔ وہ اتنا کہہ کر رکیں دانتوں میں زبان دبائی۔۔۔۔۔ پھر کھنکاریں۔۔۔۔۔ "دیکھ لاڈو میں تجھ سے بات کرنے آئی ہوں"۔۔۔۔۔ انہوں نے کیرت کے چہرے کو "اپنی جانب کیا۔۔۔۔۔ کیرت کو اب ہوش آیا تھا۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا دادی کا یہیں گلا دبا دے۔۔۔۔۔ پر وہ ضبط سے بیٹھی رہی۔۔۔۔۔

دیکھ میری بچی میں جواب تجھے بتانے والی ہوں وہ غور سے سے سنیو میں تیری دشمن " نہیں ہوں میں چاہوں ہوں تو خوش رہوے "۔۔۔۔۔ وہ کیرت کی بیٹھ تھپک رہی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے ایک جھٹکے سے انکا ہاتھ ہٹایا۔۔۔

اگر آپ کو میری خوشی کی اتنی پروا ہوتی تو آپ منع نہ کرتیں رشتے لیے آپ " جنتیں۔۔۔؟ " کیرت کی باقی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی دادی فوراً بولیں

میں سب جانوں ہوں وہ بھی جو تو نہیں جانتی "۔۔۔۔۔"

میں کیا نہیں جانتی۔؟ " وہ پھنکاری۔۔۔۔۔ دادی کو اسکے لہجے پہ غصہ آیا پر خود کو قابو میں رکھا اور بولیں

جواب میں کہوں گی وہ دھیان سے سنیو میری بچی میں قسم سے سب سچ کہوں "

گی۔۔۔۔۔ تیری قسمت اچھی نہیں ہے تیری قسمت تیری نانی جیسی ہے۔۔۔۔۔ میرے بھیا اور اسکی شادی پسند کی تھی وہ ایک بنجارن تھی۔۔۔۔۔ ہمارے گھر جب وہ بیاہ کر آئی اس دن سے ہی ہمارے گھر کلیش پڑ گیا۔۔۔۔۔ بنجارنوں کے لیے مشہور ہے کہ یہ جادو ٹونا کرتی ہیں۔۔۔۔۔ اور انکی قسمت اسی وجہ سے کھوٹی ہوتی ہے یہ جس گھر میں جاتیں ہیں وہ برباد ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ میرا بھی گھر یونہی تیری نانی کے قدم پڑنے سے برباد

ہو گیا۔۔۔۔۔ پہلے میری ماں مری پھر میرا باپ ہماری ساری جائیداد بک گئی۔۔۔۔۔ اور  
 آخر میں میرے بھیا بھی بیمار ہو گئے اور انکے پاس اتنے پیسے بھی نہ تھے کہ وہ اپنی دوا دارو  
 ہی کر لیں۔۔۔۔۔ انکی موت بہت اذیت ناک تھی۔۔۔۔۔ میں وہ دن نہیں بھول سکوں ہوں  
 جب میرے بھیا بے جان پڑے تھے "۔۔۔۔۔ ان کی آواز بھینکنے لگی تھی اور لہجے میں  
 کیرت کی نانی کے لیے نفرت بڑھنے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت رونا بھول گئی تھی وہ آنکھیں  
 پھاڑے دادی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کہانی نئی تھی۔۔۔۔۔ تبھی کیرت کی دلچسپی بھی بڑھ  
 گئی۔۔۔۔۔ دادی نے توقف دیا پھر گیلی سانس اندر کھینچ کر بولیں۔۔۔۔۔  
 اور تو بالکل اپنی نانی جیسی ہے۔۔۔۔۔ میں پہلے سمجھتی تھی صرف تیری رنگت اور "  
 آنکھیں ہی تیری نانی جیسی ہیں پر تیری قسمت بھی تیری نان جیسی منگلی تیری پیدائش کے  
 بعد میرے بیٹے کے ہاں اور اولاد نہ ہوئی۔۔۔۔۔ اسکا کاروبار ٹھپ

ہو گیا۔۔۔۔۔ گھر کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔۔۔۔۔ میں نے بہت وظیفے  
 کئے تھے بہت دعاؤں کے بعد میرے بچے کے ہاں اور اولاد ہوئی تھی۔۔۔۔۔ تبھی میں ہر  
 اچھی خبر تجھ سے دور رکھتی ہوں کہ کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ مجھ تجھ سے دشمنی نہ  
 ہے بس میں نہ چاہوں ہوں کہ اس لڑکے پہ تیری وجہ سے کوئی مصیبت آ

وے۔۔۔۔۔ شکل نے بھی تبھی تجھ سے شادی نہ کی تھی کیونکہ وہ سب کچھ جانتا تھا۔۔۔۔۔ تجھے تو خود کبھی پوری خوشی نصیب نہیں ہوئی تو تیرے ساتھ رہنے والے کو کیسے ہو سکتی ہے۔؟ تو اس لڑکے کے قریب رہے گی تو اسکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ بس یہیں کیرت کا دماغ اٹک گیا۔۔۔۔۔

تو اس لڑکے کے قریب رہے گی تو اسکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ یہ جملہ ہر طرف گونجنے لگا۔۔۔۔۔ کیرت کے دماغ نے تیزی سے کام کیا اور بچپن سے اب تک کی ساری زندگی کو آنکھوں کے سامنے رکھا۔۔۔۔۔ اور جہاں جہاں دادی نے اسے کہا تھا کہ یہ اس منحوس کی وجہ سے ہوا ہے "اس نے وہیں وہیں خود کو اس سب کا ذمہ دار سمجھنا" شروع کر دیا۔۔۔۔۔ دل میں آنے لگا ہاں اس وقت میں وہیں تھی "۔۔۔۔۔" اس چیز کو میں نے ہاتھ لگایا تھا "۔۔۔۔۔" میں نے اسے دیکھا تھا "۔۔۔۔۔"

ہاں سب کچھ میری ہی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور ضامن کی جان کو بھی تو خطرہ ہے " میری وجہ "۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے وہ چٹ آگئی جو اسے نیویارک میں بچہ دے کر گیا تھا جس پہ صاف صاف لکھا تھا کہ انکا اگلا نشانہ ضامن ہوگا۔۔۔۔۔

دماغ کی ساری سوچوں سے اسکا سر چکر گیا۔۔۔۔۔ اس نے اپنا سر تھام  
لیا۔۔۔۔۔ دادی نے کیرت کو دیکھا انکا کام بنتا انہیں صاف دکھائی دے رہا  
تھا۔۔۔۔۔ تبھی انہوں نے اپنا آخری پتہ پھینکا۔۔۔۔۔

میری ایک بات مان لے لاڈو اس لڑکے کی شادی میں چاہوں ہوں کہ علیزہ سے "  
ہو جاوے"۔۔۔۔۔ ایک دم سے سب کچھ تھم گیا۔۔۔۔۔ کیرت کو جیسے کرنٹ  
لگا۔۔۔۔۔ اس نے بے یقین سے دادی کو دیکھا یہ وہ کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔؟

علیزہ اس لڑکے کو پسند کرے ہے"۔۔۔۔۔ دادی نے کیرت کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔  
علیزہ سے ہو جاوے گی تو وہ بھی خوش رہے گا۔۔۔۔۔ کیا تو نہیں چاہتی کہ وہ لڑکا خوش  
رہے۔؟ "وہ رکیں کیرت کا چہرہ بغور دیکھا۔۔۔۔۔" کیا تو یہ چاہتی ہے کہ تیری وجہ سے  
اس لڑکے کو کچھ ہو جاوے۔؟ "کیرت نے دادی سے ہاتھ چھڑایا اور نہ میں گردن  
ہلائی۔۔۔۔۔

تبھی کہوں ہوں کہ اس سے تو شادی نہ کر جتنا جلدی ہو سکے دور ہو جا۔۔۔۔۔ اور دور تو"  
اسی صورت ہو سکتی ہے جب وہ لڑکا کہیں اور شادی کر لے۔۔۔۔۔ اور اسے کہیں اور



رخصتی ہو گئی۔؟" اس نے کمال کے ضبط سے سوال کیا۔۔۔۔۔ لہجہ ہموار تھا۔۔۔۔۔ انور نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔۔۔۔۔

تم وہاں سے کیوں آ گئیں۔؟" انہوں نے سوال پہ سوال کیا۔۔۔۔۔ کیرت نے شانے اچکائے۔۔۔۔۔

"تھک گئی تھی اور میں وہاں رک کر کرتی ہی کیا۔؟"

وہ تماشا پورا تو دیکھتیں جو تم نے لگایا ہے مجھے تم سے اتنی بڑی بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔ تم نے اپنی دادی کی بات پہ یقین کر لیا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بول رہے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔

جو کچھ پہلے کبھی ہوا وہ سب ہماری قسمت تھی میری قسمت تھی تمہاری قسمت یا تمہاری "پیدائش کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا۔۔۔۔۔ پر تم نے اپنے ہاتھوں سے سب کچھ برباد کر لیا۔۔۔۔۔ تم مجھ سے اب دور رہنا نہیں ہوں میں

تمہارا ابو آج سے"۔۔۔۔۔ کیرت کے دل پہ کسی نے کلہاڑے سے وار کیا تھا وہ بھاگ کر اپنے ابو کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔  
ایسا نہ کہیں"۔۔۔۔۔"



آہستگی سے اسکے قریب آ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکے چہرے سے لھنگھٹ اٹھایا۔۔۔۔۔ تو علیزہ نے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔ تیلیاں ہر سوں علیزہ کو اڑتی دکھائی دینے لگیں۔۔۔۔۔

وہ بند آنکھوں سے خوابوں کے شہر پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔

پر پھر اچانک ہی ساری تیلیوں کے پر جلنے لگے۔۔۔۔۔ ایک سردنالی اسکے ماتھے پہ دھری تھی۔۔۔۔۔ جس نے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑادی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تو وہ شل رہ گئی۔۔۔۔۔ سامنے وہ بالکل سپاٹ چہرہ لیے علیزہ کے ماتھے پہ پسٹل رکھ کے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

کیوں تم نے پریشے کو مجبور کیا انکار پہ۔؟ "وہ بے رحمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کی زبان "ٹپ سے اسکے پیٹ میں گر گئی۔۔۔۔۔ پریشے کون ہے۔؟ وہ کس کا پوچھ رہا ہے۔؟ پریشے کو چھوڑو یہ علیزہ کون ہے۔؟ کیا یہاں کوئی علیزہ بھی ہے۔؟ علیزہ کا حال اس وقت کچھ ایسا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنا آپ تک بھول گئی۔۔۔۔۔ امید کے برعکس ہونے والی کاروائی پہ وہ سب کچھ بھول گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسکی گردن دبوچی۔۔۔۔۔ بید کر اون سے علیزہ کے سر کی پشت کو لگا کر اسنے سختی سے علیزہ کے ماتھے پہ پسٹل رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں مجھے سب سچ بتاؤ کہ ہوا کیا تھا اس دن جب میری ممی تمہارے گھر پریشے کے رشتے کے لیے آئی تھیں۔؟" اس نے دانت پس کر پوچھا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کو تتلی کے جلے پروں کی راکھ ضامن کی آنکھوں میں دکھائی دینے لگے۔۔۔۔۔ جلتے دل کے بوجھ خواہوں کا دھواں بھی ان سے اٹھتا تھا۔۔۔۔۔ اسکی سبز آنکھوں میں خون اترتا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے تھوک نگلنا چاہا پر ضامن کی گرفت اسکے گلے پہ مضبوط تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کا دم گھٹنے لگا۔۔۔۔۔ وہ کھانسنے لگی۔۔۔۔۔

ب۔۔۔۔۔ بت۔۔۔۔۔ بتاتی ہوں "ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے وہ بولی تھی ضامن نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی

جلدی بولو"۔۔۔۔۔ اسکے کہتے ہی علیزہ جلدی جلدی بولنے لگی اور دادی نے کیرت کو جو کچھ کہا تھا وہ سب بتا دیا۔۔۔۔۔ اور ضامن پتھر بن کر رہ گیا۔۔۔۔۔ پوری بات سن کر وہ حیران سا علیزہ کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

منخوس۔؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے بس سر کو خم دیا۔۔۔۔۔ "کیا بکواس ہے یہ۔؟ کوئی اتنی بے وقوف اور فضول بات کر کیسے کر سکتا ہے۔؟ اور پریشے نے یقین کیسے کر لیا۔؟" ضامن ہکا بکا سا بول رہا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے ہمت کی

یہ سچ ہے۔۔۔۔۔ "باقی کی بات ضامن نے سائید ٹیبل سے گلاس اٹھا کر زمین پہ توڑ کر کاٹی"  
اور دھاڑا۔۔۔۔۔

بکواس ہے یہ سب اس بے وقوف نے اس وجہ سے مجھ سے شادی نہیں کی۔؟ اوہ "  
خدا۔! "ضامن نے اپنا سر تھام لیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ  
کہاں پھنس گئی۔؟ اس نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔؟ ضامن نے اپنا سر اٹھا کر علیزہ کو کھٹا  
جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔؟ "اسکے کہتے ہی علیزہ نے سر اثبات میں ہلایا یعنی "  
ہاں جی کان کھول کر ہی سنوں گی۔۔۔۔۔

میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔۔۔۔۔ میرے اور اسکے درمیان کوئی بھی نہیں "  
آسکتا۔۔۔۔۔ وہ میری ہونہ ہو پر میں اسی کا ہوں اسکے علاوہ میں کسی کا کبھی نہیں ہوں گا سمجھی  
"تم۔؟

جی سمجھ گئی۔! "علیزہ نے زور سے سر ہلایا تو ضامن اٹھا اور آخری نظر علیزہ پہ ڈال کر "  
کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ علیزہ نے بھاگ کر دروازہ بند کیا۔۔۔۔۔  
یا اللہ میں کہاں پھنس گئی۔ "وہ خوف کی حالت میں "



رخسار تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ کسی گھر میں نوکرانی کے انٹرویو کے لیے پہلی بار جارہی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے اس نے "دوسرے" کام کیے تھے۔۔۔۔۔ وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔۔۔۔۔

رخسار سڑک کے پار بنے بس اسٹاپ پہ جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ لون کی قمیض شلوار کے ساتھ اس نے دوپٹہ سینے پہ پھیلا یا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بالوں میں پراندا ڈالا تھا۔۔۔۔۔ جس کے آخر میں چار گھنگھرو تھے۔۔۔۔۔ چال ایسی کے دیکھنے والا رک جائے۔۔۔۔۔ اور

رخسار بھی رک جاتی تھی۔۔۔۔۔ تیکھی ناک پھلاتی۔۔۔۔۔ پراندا پکڑ کر گول گول گھماتی کمینے تیرے گھر ماں بہن نہیں ہے۔؟ دیدے پھاڑ کر دیکھ رہا ہے منحوس کہیں کا۔!" ارگرد" کے لوگوں کے کھڑے ہونے کے لحاظ کے بغیر وہ اونچے لہجے سے بولتی۔۔۔۔۔ اور پراندا کو پیچھے کمر پہ اچھال کر آگے بڑھ جاتی۔۔۔۔۔ دوپٹہ اس نے کبھی سر پہ نہ لیا تھا۔۔۔۔۔ پیر بھی آزاد تھے۔۔۔۔۔ ماں ہوتی تو دوپٹہ لینا سکھاتی۔۔۔۔۔ باپ ہوتا تو پیر سنبھال کر اٹھانے کا کتا۔۔۔۔۔ دونوں ہی نہ تھے۔۔۔۔۔ پندرہ سال کی تھی۔۔۔۔۔ جب ماں باپ نے غربت سے تنگ آ کر خود زہر کھا لیا اور گزر گئے۔۔۔۔۔ رہ گئی وہ خود اور ایک سال کا گڈو۔۔۔۔۔ اکثر وہ اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتی تھی۔۔۔۔۔

جب کھلانے کی ہمت نہیں تھی تو پیدا ہی کیوں کیا۔؟ "زہریلے لہجے سے وہ خود سے سوال " کرتی۔۔۔۔۔ ماں باپ کے بعد گلی محلے والوں نے انہیں تیم خانے بھیج دیا۔۔۔۔۔ رشتے دار کوئی آیا ہی نہ تھا انہیں لینے۔۔۔۔۔ اور تیم خانے میں رخسار سے خود نہ رہا گیا۔۔۔۔۔ ایک سال وہاں رہی۔۔۔۔۔ پھر ایک رات گڈو کو گود میں بمشکل اٹھایا اور وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔ سڑک پہ رہنے لگی۔۔۔۔۔ ہاتھ پھیلاتی تو کھانے کو مل جاتا پیر پھیلاتی تو نیند آ جاتی۔۔۔۔۔ کسی بھی فٹ پاتھ پہ لیٹی اور گڈو کو تھپکتے تھپکتے خود بھی سو جاتی۔۔۔۔۔ مانگ مانگ کر کھانے والی رخسار جلدی جلدی بڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ بڑی ہوئی تو سڑک پہ رہنا مشکل ہو گیا۔۔۔۔۔ سڑک پہ ہاتھ پھیلانا بھی۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ پھیلاتی تو لوگ کلانی تھا متے۔۔۔۔۔ کھینچنے کی کوشش کرتے۔۔۔۔۔ ساتھ لے جانے کی کوشش کرتے۔۔۔۔۔ تبھی اس

نے ایک پست علاقے میں ایک کمرے کا مکان کرایے پہ لے لیا۔۔۔۔۔ چار دیواری میں وہ خود کو محفوظ سمجھتی تھی۔۔۔۔۔ گڈو کو اسکول پڑھانے کا اسے بہت شوق تھا۔۔۔۔۔ پر جیب اجازت نہ دیتی تھی۔۔۔۔۔ وہ صبح گھر سے نکتی اور شام کو آتی۔۔۔۔۔ ہاتھ میں پیسے لازمی ہوتے تھے۔۔۔۔۔ گڈو پوچھتا

تم کیا کام کرتی ہو۔؟ "رخسار ہنستی"

برا کام نہیں کرتی۔۔۔۔۔ تو فکرنہ کر۔! "گڈو خاموش ہو جاتا پھر کچھ دیر میں بولتا"

پھر بھی۔؟ "رخسار بس مسکاتی۔۔۔۔۔ مدہم سا۔۔۔۔۔ سپید رنگت اور کمال ہنر سے بنے"  
اسکے نقوش پہ اسکی مسکان چچ جاتی تھی۔۔۔۔۔ کالی آنکھوں کو جھپکاتی تو گھنی پلکیں چلمن بن

جاتیں۔۔۔۔۔ باریک

گلابی ہونٹ لپ اسٹیک کے بغیر بھی ہوش ربا لگتے تھے۔۔۔۔۔ لہجہ تیکھا تھا۔۔۔۔۔ ہر

ایک سے یوں بولتی جیسے کہیں کی ملکہ ہو۔۔۔۔۔ پر گڈو سے پیار سے بات کرتی تھی۔۔۔۔۔

میں جادو کرتی ہوں"۔۔۔۔۔ وہ گڈو کو یہ جواب دے کر اور الجھا دیتی۔۔۔۔۔ پھر گڈو کے کسی

بھی دوسرے سوال سے بچنے کے لیے اٹھ کر لائٹ بند کر دیتی۔۔۔۔۔

اب سو جا بہت دیر ہو گئی ہے۔! "گڈو گندا سامنہ بناتا اور کروٹ لے لیتا وہ بھی اسکے"

قریب لیٹ کر اسکے اوپر بازو رکھ لیتی۔۔۔۔۔ اور اسکا ایک ہاتھ تمام لیتی۔۔۔۔۔ یہ وہ واحد

مرد تھا جس کے ہونے کے احساس سے وہ اندھیرے سے نہیں ڈرتی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ

اسے اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔۔۔۔

رخسار نے سڑک کے سامنے ہو کر دیکھا تو سامنے بس دوڑتی آرہی تھی۔۔۔۔۔ اس

نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔۔ پلو سے نا دیدہ

پسینہ پونچھا اور بس کے قریب آتے ہی چڑھ گئی۔۔۔۔۔ بس میں اتنے لوگ تھے کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔۔۔

ہائے اللہ سائیڈ پہ ہو جاؤ بڑے میاں "۔۔۔"

چچا تم بھی "۔۔۔"

"وہ ہیر و تجھے الگ سے کہوں"

ہٹو بھئی لیڈز کو جگہ دو "۔۔۔۔۔ وہ اکیلی بس میں چڑھی تھی اور شور یو ڈال دیا تھا جیسے پوری " بارات کے ساتھ ہو سب کو دھکیلتی وہ کنڈیکٹر کی سیٹ کے پاس پہنچ گئی۔۔۔۔۔ اور ادا سے گہرے گہرے سانس کھینچنے لگی۔۔۔۔۔ پلو سے چہرے پہ ہوا بھی کرنے لگی۔۔۔۔۔ جبکہ گرمی بالکل نہ تھی۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ کہنی پہ لٹکتے پرس میں ڈالا پھر اس میں سے شیشہ نکال کر اپنا چہرہ اس میں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ اور پوری بس کے مرد اس شیشے والی کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ پروہ بے نیاز سی اپنے کام میں لگی رہی۔۔۔۔۔

بس بس ادھر ہی روک دو " اس نے مطلوبہ اسٹاپ کے قریب آتے ہی شور ڈال دیا۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے فٹ سے بریک ماری۔۔۔۔۔ اور وہ جھول گئی۔۔۔۔۔



تم کہاں جا رہے ہو۔؟ "ضامن کو آفس سوٹ میں ملبوس دیکھ کر ثیا نے حیرت سے "پوچھا۔۔۔۔ وہ خاموشی سے چلتا ڈاننگ ٹیبل کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔"

آفس۔!" مختصر جواب دے کر وہ ڈاننگ کی کھلی کھڑی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔ گھر کے پیچھے لان میں دھوپ کی کرنیں بکھری تھیں۔۔۔۔ درخت لہلہا رہے تھے۔۔۔۔ چڑیا چہچہا رہی تھی۔۔۔۔ ماحول بے شک خوشگوار تھا۔۔۔۔ پر پھر بھی کہیں نہ کہیں اداسی تھی۔۔۔۔"

تمہاری کل ہی شادی ہوئی ہے۔۔۔۔ تم آج آفس کیسے جاسکتے ہو ابھی کچھ دیر میں علیزہ کو" لینے اسکے گھر والے آجائیں گے تم ان سے نہیں ملو گے۔؟ "ضامن نے تعجب سے سوال کرتی اپنی ممی کو دیکھا

نہیں۔!" وہ کہہ کر گلاس میں جوس ڈالنے لگا۔۔۔۔ ثیا زچ ہوئیں"

ضامن یہ کیا بچپنہ ہے۔؟ تمہاری اس سے شادی ہوئی ہے ابھی ایک دن بھی نہیں گزرا" اور تم آفس جا رہے ہو اس کے گھر والے کیا سوچیں گے علیزہ خود کیا سوچے گی۔۔۔۔ دیکھو ضامن اب شادی کر لی ہے تو اسے نبھاؤ بھی ورنہ۔۔۔۔ "ضامن نے انکی بات



دن جیسے ہی باسی ہونے لگا۔۔۔۔ وہیں فرحت، پھوپو، ابو اور دادی علیزہ کو لینے آگئے۔۔۔۔ باقی سب لاونج میں بیٹھے تھے جبکہ فرحت علیزہ کے کمرے میں آگئی تھی۔۔۔۔ بہت گرم جوشی سے ملنے کے بعد فرحت علیزہ کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔ وہ علیزہ کے اترے چہرے اور زرد رنگ سے بے نیاز تھی۔۔۔۔

منہ دکھائی میں کیا ملا۔؟ "فرحت نے پوچھا۔۔۔۔ علیزہ کو رات کا منظر یاد آیا۔۔۔۔ گلے میں تھوک پھنس گیا۔۔۔۔ وہ خاموش

رہی۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہی ہوں بہن۔۔۔؟ "اسنے علیزہ کا شاننا ہلایا تو وہ ہوش میں آئی۔۔۔۔" "اک۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔ کچھ نہیں۔"

کیا کچھ نہیں ملا۔۔۔؟ "فرحت کو جھٹکا لگا۔۔۔۔ علیزہ فوراً سنبھل کے بولی۔۔۔۔" "نہیں۔۔۔۔ نہیں مجھے نیپکس دیا ہے۔" "ثریانے جو علیزہ کو زیور دیا تھا اسی میں سے ایک " نیپکس کا بتا کر وہ اس نیپکس کو نکال لائی۔۔۔۔ فرحت نے استعجاب سے ہیروں سے چمکتے نیپکس کو دیکھا۔۔۔۔

ہائے اللہ کتنا خوبصورت ہے علیزہ تمہاری تو قسمت ہی چمک گئی یہاں شادی " ہو کر"۔۔۔۔۔ علیزہ سرد آہ بھر کر رہ گئی۔۔۔۔۔ اسکی رات کیسے گزری تھی یہ بس اسے پتہ تھا پوری رات وہ دروازے سے لگ کر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔ ہر آہٹ پہ ڈر جاتی کہ ضامن آگیا۔۔۔۔۔ پر وہ پوری رات کمرے میں نہ آیا تھا۔۔۔۔۔ ابھی بس کچھ دیر پہلے وہ کمرے میں آیا اور علیزہ کی جان حلق میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہ سیٹ کر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اور ضامن ایسے کمرے میں پھرتا رہا جیسے کمرے میں کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔ اس کے لیے علیزہ کی موجودگی کسی اہمیت کی حامل نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ آفس کے لیے تیار ہوا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ تب کہیں جا کر علیزہ کی جان میں جان آئی اور وہ اٹھ کر فریش ہوئی۔۔۔۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے کہیں بھاگ جائے۔۔۔۔۔ جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ اسے لینے گھر سے اسکے ابو وغیرہ آگئے ہیں وہ جلدی جلدی تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ اس نے کیا کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا ضامن اسکا حسن دیکھ کر پاگل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ یا پھر فلموں

ڈراموں کی طرح کچھ دن اکڑے گا۔۔۔۔۔ پھر علیزہ اسے اپنی اداؤں سے رام کر لے گی۔۔۔۔۔ پر ہوا سب الٹا۔۔۔۔۔

علیٰزہ فرحت کی باتیں غائب دماغ سے سنتی رہی پھر فرحت اسے اپنے ساتھ نیچے لے گئی۔۔۔۔۔ کچھ دیر لاونچ میں وہ بیٹھی پھوپو اور دادی سے ہنس کر باتیں کرنے کی کوشش کرتی رہی پر ناکام رہی۔۔۔۔۔ اسے بس یہاں سے جانے کی جلدی تھی۔۔۔۔۔ پر پھوپو کا اٹھنے کا دل ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ بار بار ضامن کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور ثریا بہانے پہ بہانے بنا رہی تھیں۔۔۔۔۔

آفس میں اچانک سے ایک ضروری کام آگیا تھا اس لیے جانا پڑ گیا۔ "مصنوعی مسکان" کے ساتھ ثریا نے کہا تھا۔۔۔۔۔

لو ایسا بھی کیا کام کہ اپنی شادی کے اگلے دن ہی کام پہ جانا پڑ گیا۔۔۔۔۔ گھر کا کاروبار تھا۔۔۔۔۔ اگر نہ بھی جاتا تو کیا حرج تھا۔۔۔۔۔ نہ ہی بڑا بھائی ہے گھر نہ دُلہا میاں اور نہ ہی سدھی جی۔۔۔۔۔ پھوپو کو دال میں کچھ کالا لگ رہا تھا تبھی ایک ایک کا پوچھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ ثریا انکے سوالوں سے اب بیزار ہونے لگی تھیں۔۔۔۔۔ سب چلے گئے اور انہیں پھنسا گئے۔۔۔۔۔ وہ بس پہلو بدل بدل کر اپنا غصہ قابو کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ انکی مشکل خود علیٰزہ نے دور کر دی

ابو چلیں۔؟ "اسنے آہستگی سے ابو کو مخاطب کیا جو لا تعلق بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ دادی نے فوراً" سر ہلایا۔۔۔۔۔



یہ شہرِ عشق ہے صاحب  
یہاں نہ مرضی سے آیا جاتا ہے۔۔۔۔  
اور نہ واپسی مرضی پہ ممکن ہوتی ہے۔۔۔۔  
یہاں دل کا راج چلتا ہے۔۔۔۔  
یہاں دل کی مانی جاتی ہے۔۔۔۔

---

وہ گھر آئی تو تیزی سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔ کمرے میں کیرت بیٹھی تھی۔۔۔۔ علیزہ  
نے ایک نظر کیرت کو دیکھا۔۔۔۔ اور

اسے ضامن یاد آگیا۔۔۔۔ اسکی وہ وحشت بھری آنکھیں۔۔۔۔ علیزہ کی پھر سے روح  
کانپ گئی۔۔۔۔ کیرت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر علیزہ کے پاس  
آئی۔۔۔۔

کیسی ہو۔؟" اسکے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کیرت نے پوچھا تھا دل چاہ رہا تھا کہ پوچھے "وہ کیسا" ہے۔؟" پربس یہ سوال نہ کر سکی۔۔۔۔۔ علیزہ نے اسکا ہاتھ شانے سے جھٹکا۔۔۔۔۔ ضامن کا غصہ اب وہ کیرت پہ اتارے گی۔۔۔۔۔

"نظر نہیں آ رہا ہے آپکو۔؟"

آ رہا ہے تبھی پریشان ہوں بتاؤ اس نے کچھ کہا۔؟" کیرت اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ کیا اسکی شکل سے واضح ہو رہا ہے کہ رات کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔؟ علیزہ نے رخ بدل لیا۔۔۔۔۔

رخ مت بدلو بتا دو میں سمجھاؤں گی اسے۔؟" علیزہ تپ گئی

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ سب کر سکتی ہیں۔؟"

کب کہا سب کر سکتی ہوں۔؟ اگر کچھ کر سکتی تو اپنے لیے نہ کر لیتی۔؟ خاموشی سے محبت سے درستہ دار نہ ہوتی "علیزہ نے لب بھینچ لیے۔۔۔۔۔"

تو پھر پوچھ کیوں رہی ہیں۔؟" علیزہ نے اسکی طرف چہرہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے نرمی سے اسکے گال پہ ہاتھ لگایا۔۔۔۔۔

جاننا چاہتی ہوں کہ کسی کے ساتھ جھوٹ بول کر کوئی خوش رہ لیتا ہے۔؟" علیزہ کی

آنکھوں میں الجھن در آئی۔۔۔۔۔



رات کے ستارے لاہور پہ چمکنے لگے تھے۔۔۔۔۔ وہ فریش ہو کر اب کمرے کی بالکونی  
میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔ گیلے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ سبز آنکھیں مرجھائی ہوئی  
تھیں۔۔۔۔۔ آفس میں آج اسکا دل نہ لگا تھا۔۔۔۔۔ ہر دستک پہ لگتا تھا وہ آگئی۔۔۔۔۔ پر  
وہ اب آ بھی گئی تو کیا۔؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔ وہ تو اب اسے دیکھے گا بھی  
نہیں۔۔۔۔۔ نظر انداز کر دے گا۔۔۔۔۔ بات بھی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔  
اس نے جیب سے موبائل نکالا۔۔۔۔۔  
میں اسے کال نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ اسنے موبائل کی اسکرین روشن کی۔۔۔۔۔ نمبر"  
ملانے لگا۔۔۔۔۔  
صرف ایک رنگ کروں گا اگر اس نے اٹھالی تو ٹھیک ورنہ پھر نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ وہ"  
کان سے موبائل لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کال جا رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک پھر دوسری پھر  
تیسری۔۔۔۔۔  
اب نہیں کروں گا" دل اسکی بات پہ مسکایا۔۔۔۔۔ اور ضامن"  
دوبارہ کال کرنے لگا۔۔۔۔۔

اب نہ اٹھایا تو نہیں کروں گا" اس نے اب بھی نہ اٹھائی اسکی کال، پروہ کرتا " رہا۔۔۔۔۔ سب سے مشکل مرحلہ زندگی کا یہ ہی ہوتا ہے جب ہم خود سے عہد کرتے ہیں اور خود ہی توڑتے چلے جاتا ہیں۔۔۔۔۔

ضامن کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔۔۔ وہ کمرے میں آیا۔۔۔۔۔ گاڑی کی چابی اٹھائی۔۔۔۔۔ اور باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ جب وہ لاؤنج عبور کر رہا تھا تب اپنی مہمی کی آواز پہ رکا۔۔۔۔۔

کس حق سے جا رہے ہو۔؟" اس کے قدم رک گئے۔۔۔۔۔ وہ پلٹا۔۔۔۔۔ " محبت کے حق سے "۔۔۔۔۔

اس نے یہ حق تمہیں دیا ہوتا تو آج وہ اس گھر کی بھوتی "۔۔۔۔۔ ثریا قدم قدم چلتی " اسکے قریب آگئی تھیں۔۔۔۔۔ ضامن خاموش سا ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔ وہ بے وقوف ہے "۔۔۔۔۔

وہ تو تم بھی ہو۔۔۔۔۔ سمجھا رہوتے تو اسکا ساتھ نہ دیتے "۔۔۔۔۔ " اس نے حالت ایسے پیدا کر دیے تھے "۔۔۔۔۔ ثریا عجیب سا مسکائیں۔۔۔۔۔

وہ تمہیں دھمکانے کی تو تم ہر غلط کام کر بیٹھو گے۔؟ اسے روکو گے نہیں۔؟ اسکی بہن کو " لینے نہیں گئے جو تمہاری بیوی ہے۔۔۔۔۔ اس سے ملنے جا رہے جو تمہاری کچھ نہیں لگتی "۔۔۔۔۔ ضامن نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

دل پہ اسکی تصویر بنی ہوئی ہے مہی۔۔۔۔۔ اور جو اپنے نشان دلوں پہ چھوڑ جائیں نا ان سے دل کا رشتہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ جو دل کو لگتے ہیں وہی سب کچھ لگتے ہیں۔۔۔۔۔ اور وہ میرے لیے میرا سب کچھ ہے۔۔۔۔۔ میں اسے واپس لاؤں گا "۔۔۔۔۔ اسکی بات

پہ ثریا کے اندر تک کڑواہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔

اگر اسے لانا چاہتے ہو تو ابھی اسے اسکے حال پہ چھوڑ دو۔۔۔۔۔ مت جاؤ۔۔۔۔۔ ابھی دیکھو " وہ کتنا ٹڑپتی ہے۔۔۔۔۔ اور اسکی بہن کی جھوٹی محبت کتنے دن ٹھکتی ہے۔۔۔۔۔ یوں بار بار اسکے سامنے جھکے تو وہ کبھی نہیں جھکے گی۔۔۔۔۔ محبت کرو اس سے، بے شک لاکھ کرو۔۔۔۔۔ پر اس پہ ظاہر نہ کرو کہ اب تم اسکے بغیر رہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔ اس نے خود تمہیں کسی اور کو سونپا ہے۔۔۔۔۔ اب کچھ دن بیگانے رہو۔۔۔۔۔ پھر وہ خود سے لوٹ کر آئے گی۔۔۔۔۔ اب جاؤ گے تو وہ تمہیں پھر سے اپنی بہن کا ہونے۔۔۔۔۔ اور اپنی بہن کا ہی رہنے کا کہے گی۔۔۔۔۔ اور تم جانتے ہو تم نہ علیزہ کے ساتھ رہنا چاہتے ہو اور نہ ہی





"رکنے ہی نہ دیا۔۔۔۔۔ پر آج آپ دیکھتی جانا رخسار کے ہاتھوں کا جادو میں تو۔۔۔۔۔"  
 ثریانے بیزاری سے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔۔

اچھا بس بس چپ ہو جاؤ اور کام پہ لگو۔۔۔۔۔ میں نے ابھی ایک ضروری کام جانا ہے تم"  
 اپنے کام پہ لگ جاؤ۔۔۔۔۔ سرخ گھٹنوں تک آتی قمیض اور تنگ شلوار پہن کر ثریانے  
 اپنے ڈائی شدہ

بال جو کاندھو کو چھور ہے تھے، کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے چمک رہے  
 تھے۔۔۔۔۔ وہ پرس اٹھا کر کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔ میک سے اٹا چہرہ سنجیدہ  
 تھا۔۔۔۔۔ گلابی ہیلز سے ٹک ٹک کرتیں وہ گھر سے نکل گئی تھیں۔۔۔۔۔ رخساران کے  
 جاتے ہی مسکائی۔۔۔۔۔ ایڑیوں کے بل گھوم گھوم گئی۔۔۔۔۔  
 ہائے اللہ کتنا بڑا گھر ہے اور کتنی مہنگی مہنگی چیزیں ہیں۔۔۔۔۔ اف۔۔۔۔۔ اس نے لاؤنج  
 کی ایک ایک چیز کو چھو کر دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ اسکا دل کیا ابھی سب کچھ اٹھائے اور  
 بھاگ جائے پر اس نے خود کو قابو کیا اور کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔  
 ابھی دل لگا کر کام کروں گی۔۔۔۔۔ اور پھر کچھ دنوں بعد کام تمام۔۔۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنسی  
 تھی۔۔۔۔۔



خود چھوڑ جائیں"۔۔۔۔۔ ضامن نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔۔۔ اور ثریا ہیلو ہیلو کرتی رہ گئیں۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے بھائی افضل کو کال کی۔۔۔۔۔ وہ دوسری طرف سے حیران سے بولے۔۔۔۔۔

میں کیسے لینے جاؤں۔؟" ثریا عاجز آچکی تھیں۔۔۔۔۔ انہوں نے تھکے ہوئے لہجے سے " کہا۔۔۔۔۔

جیسے مرضی لاؤ پر اب تمہیں ہی جانا پڑے گا۔۔۔۔۔ وہ تو میری بات ہی نہیں سن رہا۔۔۔۔۔ کاش میں بچپن میں اسے اتنا مارتی کہ وہ آج مجھ سے ڈرتا۔۔۔۔۔ پر نہ وہ میری چھوٹے ہوتے سنتا تھا نہ ہی اب سنتا ہے ہر بار اڑ جاتا ہے۔۔۔۔۔ اور میں ہار جاتی ہوں"۔۔۔۔۔ افضل دوسری جانب بس مسکا دیے۔۔۔۔۔

"اچھا جا رہا ہوں یہ تو بتادیں کہ جا کر کھوں گا کیا۔؟"

کہہ دینا کہ زبردستی کی شادیوں میں یونہی بار بار اوقات یاد دلائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ کسی کی چیز" کو کوئی دوسرا سنبھالتا ہے۔۔۔۔۔ پوری زندگی نہ دل ملتے ہیں اور نہ در۔۔۔۔۔ بس در بدر ہوتے ہیں ایسے لوگ جیسے اب علیزہ ہوگی"۔۔۔۔۔ وہ تنفر سے بول کر کال کاٹ چکی تھیں اور افضل بھائی کے کاندھے بھاری ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ ایک نیا امتحان۔۔۔۔۔ وہ یہ سوچ کر اپنے کہیں سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔ جانے سے پہلے انہوں نے سوچا تھا کہ وہ



وہ۔۔۔۔۔ وہ ضامن کو اچانک ہی شہر سے باہر جانا پڑ گیا اس لیے وہ لینے نہیں " آیا۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں شادی کے اگلے روز دلہا ہی لینے آتا پر مجبوری ہے اس لیے میں آگیا "۔۔۔۔۔ وہ نظریں چرا کر بول رہے تھے۔۔۔۔۔ دادی کو ابونے دیکھا۔۔۔۔۔ انکے چہرے پہ تلخ مسکان تھی۔۔۔۔۔ دادی شرمندہ سی ہو گئیں۔۔۔۔۔ نجمہ افضل بھائی کے لیے کھانے کا انتظام کرنے لگیں تو انہوں نے روک دیا۔۔۔۔۔

نہیں بس آپ اسے بھیج دیں مجھے بھی جلدی ہے "۔۔۔۔۔ امی اصرار کرنا چاہتی تھیں پر کر نہ پائیں۔۔۔۔۔ چپ چاپ علیزہ وغیرہ کے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔

ہو گئیں تیار۔؟ " اسے گم صم بیڈ پہ بیٹھے دیکھ امی نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ کیرت اس وقت " کمرے میں ہی تھی۔۔۔۔۔ اور جربز سی لگتی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کا سانس پھر سے اٹک گیا تھا اب وہ دوبارہ اسی گھر میں اسی شخص کے کمرے میں جائے گی۔۔۔۔۔

اف اللہ "۔۔۔۔۔ علیزہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ بھائی افضل اسے لینے آئے ہیں یہ بات بھی اسے کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اپنی امی سے پوچھا۔۔۔۔۔

" وہ کیوں نہیں آیا لینے۔؟ "

"مجھے نہیں پتہ مجھے تمہارے فیصلوں کا پتہ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اس کے فیصلوں کا کیا پتہ ہوگا۔؟"

وہ سپاٹ لہجے سے کہتیں چلی گئیں۔۔۔۔۔ علیزہ بھی مردہ قدموں سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ جاتے وقت امی اور ابو اس سے رسم سا ملے۔۔۔۔۔ کیرت وہ ملنا چاہتی نہیں تھی اس لیے اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔ دادی سے بھی علیزہ نہیں ملی۔۔۔۔۔ اسے دادی سے عجیب سی نفرت ہو گئی تھی۔ اور دادی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس پہ واری صدقے چلی جائیں۔۔۔۔۔

گھر سے نکلے علیزہ رونے لگی تھی۔۔۔۔۔ بھائی افضل نے اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ اپنے آنسوؤں پونچھتی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ بھائی افضل بھی الوداعی مسکان دے کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ نجمہ نے شکر ادا کیا تھا کہ اس وقت ان کی نند نہیں تھی ورنہ ایک کی سو کرتی۔۔۔۔۔ اور پھر بھی چین سے نہ بیٹھتی۔۔۔۔۔

گاڑی اب سڑک پہ دوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ بھائی افضل سامنے دیکھتے ڈرائیو کر رہے تھے۔۔۔۔۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد انہوں نے علیزہ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں ابھی بھی نم تھیں۔۔۔۔۔



میجر صاحب اس وقت کہاں ہیں۔؟ "وہ اسکا سوال نظر انداز کر گئی۔۔۔۔۔ جس کی محبت " اسکی بے وقوفی کی وجہ سے پچھڑی ہو وہ بھلا ہو کیسا سکتا ہے۔؟ شاید بد نصیب۔۔

"نوکر می چھوڑ رہی ہو۔؟" لڑکی نے بھی سوال پہ سوال کیا۔۔۔۔۔ کیرت نے اس سے جان پھڑانے کے لیے بس سر کو خم دے دیا۔۔۔۔۔ لڑکی ادا اس سامسکائی۔۔۔۔۔

تمہیں کہا تھا دلگی بری چیز ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تم نے یونہی اپنے لیے عذاب خرید لیا۔۔۔۔۔ وہ ہمدردی سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے اندر درد کی ٹیسس اٹھنے لگیں۔۔۔۔۔ دل لگی سچ میں بہت "بری" چیز ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔ پھر اپنے آنسوؤں اندر اتار کر بولی۔۔۔۔۔

"تم نے میجر صاحب کا نہیں بتایا۔؟"

وہ آج چھٹی پہ ہیں۔! "لڑکی کی نظریں ویسی ہی تھیں۔۔۔۔۔"

اچھا تم یہ سر ضامن کو دے دینا۔۔۔۔۔ کیرت نے نظریں جھکائی ہوئی " تمہیں۔۔۔۔۔ لڑکی کی آنکھوں میں جو سوال تھے وہ سوال اسے تیر کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ڈیسک پہ اپنا استعفیٰ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔ لڑکی نے نہ میں سر

ہلایا۔۔۔۔۔

سوری پر تمہیں یہ خود سر کو دینا ہوگا"۔۔۔۔۔ کیرت نے ترحم سے لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔ " نہیں میں ان کے کین میں نہیں جانا چاہتی تم انہیں دے دینا مہربانی ہوگی"۔۔۔۔۔ اسکا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ لڑکی مان گئی۔۔۔۔۔ پر اس نے کہا۔۔۔۔۔

رکوا ایک منٹ میں انہیں اطلاع تو کر دوں کہ تم استعفیٰ دے رہی ہو"۔۔۔۔۔ کیرت نے " اسے اس سے بھی روکا پروہ مانی ہی نہیں۔۔۔۔۔ کیرت جانتی تھی کہ وہ کیرت کو نوکری چھوڑنے نہیں دے گا۔۔۔۔۔ پر ہوا سب الٹا۔۔۔۔۔ لڑکی نے فون کان سے جدا کر کے کہا۔۔۔۔۔

وہ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو"۔۔۔۔۔ لڑکی خود بھی حیران سی تھی۔۔۔۔۔ اور " کیرت شل رہ گئی۔۔۔۔۔ کیا ضامن نے ہی یہ کہا ہے۔؟ اس نے اتنی آسانی سے کیرت کو استعفیٰ دینے دے دیا۔؟ کیرت کو یقین سا نہ آیا۔۔۔۔۔ تم نے سر ضامن کو ہی بتایا ہے نا۔؟ " اس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔۔۔۔۔ لڑکی نے " سرہاں میں ہلایا۔۔۔۔۔ اور ساتھ کہا۔۔۔۔۔

اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ تم یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے چلی جاؤ اور ان سے ملنے کی بات نہ کرنا۔۔۔۔۔ وہ بڑی ہیں۔ " کیرت کو لگا اسکا دل بند ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت کو وہ دن یاد

آئے جب ضامن اسے دن میں کئی کئی بار کسی نہ کسی بہانے سے کہیں میں بلاتا تھا اور اس سے باتیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ اور آج

اس کے پاس کیرت کے لیے وقت نہیں ہے۔؟ کیرت کی ساری ہمت جو اب دے گئی۔۔۔۔۔ اس نے سہارے کے لیے ریپشن ڈیسک پکڑ لیا۔۔۔۔۔

ایک دن میں بھی یونہی تم سے ملنے سے انکار کر دوں گا پھر دیکھنا تمہیں میری تکلیف کا اندازہ ہوگا۔" اسے ضامن کی بات یاد آئی۔۔۔۔۔ کیا اسے بھی اتنی ہی تکلیف ہوتی تھی۔؟؟؟ اتنی زیادہ۔۔۔؟ کیرت کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔۔ لڑکی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے فوراً پانی کا بھرا گلا کیرت کے آگے کیا۔۔۔۔۔ پر وہ ڈیسک پہ پرچہ رکھ کر تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ریپشنسٹ ضامن کے سامنے کیرت کا استعفیٰ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ چلی گئی۔؟" ضامن نے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ لڑکی نے میز پہ استعفیٰ رکھا

جی چلی گئی۔۔۔۔۔"  
"کچھ کہہ رہی تھی۔؟"



گھر پہ ممی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کچھ کھانا ہو تو ملازمہ کو کہہ دینا۔۔۔۔۔ اور دھیان رکھنا " اپنا "۔۔۔۔۔ علیزہ بس سر ہلاتی رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جب چلے گئے تو علیزہ اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ اسکا دل کچھ بھی کھانے کو نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ جب سے اپنے گھر گئی تھی ایش کو کال پہ کال کر رہی تھی پر وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ اب بھی وہ اپنے کمرے میں جیسے ہی آئی اسنے اپنا موبائل پر س سے نکالا اور نمبر ملانے لگی کہ اسکا موبائل کسی نے قریب سے جھپٹ لیا۔۔۔۔۔ اور علیزہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔۔ گھر کے سارے ملازم جمع ہو جاتے اگر ایش اسکے منہ ہاتھ نہ رکھتا تو۔۔۔۔۔ وہ آہستگی سے چلتا اسکے مقابل آپ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کالی آنکھوں میں ہمیشہ جیسی چمک تھی۔۔۔۔۔ چھوٹے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکی سی مسکان تھی۔۔۔۔۔ علیزہ کی آنکھیں باہر گرنے کو تھیں۔۔۔۔۔ ایش نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟ "علیزہ نے بھاگ کر دروازہ بند کیا۔۔۔۔۔ وہ پلٹی " کہاں کمرے میں یا اس گھر میں؟ " وہ مزے سے جیموں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ " دونوں جگہ "۔۔۔۔۔ وہ چلتی اسکے پاس آگئی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے لب بھینچے مسکان " شرارتی سی تھی اس کے چہرے پہ۔۔۔۔۔

پہلے یہ بتاؤ میرا آنا اچھا لگا یا برا۔؟ "علیزہ جھنجھلائی۔۔۔۔۔"

میرا دل بند ہونے کو ہے اور تمہیں یہ اٹے سوال یاد آ رہے ہیں۔ "ایش ہلکا سا"  
ہنسا۔۔۔۔

اچھا اچھا بتاتا ہوں اپنا منہ سیدھا کرو پہلے۔۔۔۔۔ علیزہ نے سینے پہ ہاتھ باندھ  
لیے۔۔۔۔

میں یہاں تم پہ نظر رکھنے آیا ہوں کہ کہیں تمہارا ارادہ یہ بڑا گھردیکھ کر ڈگمگانہ  
جائے۔۔۔۔۔ وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کو اسکی بات بری لگی۔۔۔۔۔

میں اپنے قول سے نہیں پھرتی۔۔۔۔۔"

جانتا ہوں تم کتنا پاس رکھتی ہو وعدوں کا۔۔۔۔۔ اسکا لہجہ عجیب سا ہو گیا  
تھا۔۔۔۔۔ علیزہ نے ایش کے چہرے کو بغور دیکھا وہ چہرہ اب کسی بھی تاثر سے عاری  
تھا۔۔۔۔۔

میں سچ کہہ کر رہی ہوں ایش میں یہاں سے بہت جلد نکلنا چاہتی ہوں تم بس ہمارے جانے  
کی تیاری کرو۔۔۔۔۔ ایش پھر سے مسکانے لگا۔۔۔۔۔

تم پریشان نہ ہو کچھ سب جاری رہے گا پھر میں اس تماشے کا آخری سین لکھوں گا اور  
کہانی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ اس نے علیزہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔۔۔

انشاء اللہ"۔۔۔۔۔ علیزہ نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔"

\_\_\_\_\_

\_\_\_\_\_

وہ علیزہ کے کمرے سے منکل کر اب احتیاط سے اطراف میں دیکھتا نیچے اتر رہا تھا۔۔۔۔۔ جب وہ اس کے ہاتھ پہ چھڑ گیا جو فرش پہ پونچھا لگا رہی تھی۔۔۔۔۔

ہائے اللہ مار دیا اندھے نے خبیث کہیں کے تیرے یہ دیدے"

پھوٹیں ہاتھ کچل کر رکھ دیا"۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز سے واویلا مچانے لگی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے بے ساختہ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

چپ۔!" اس نے دبی سی آواز سے کہا تھا۔۔۔۔۔ رخسار نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔۔"

کیا چپ"۔۔۔۔۔ ایش نے دوبارہ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔"

یہ چپ۔۔۔۔۔ اپنی زبان بند کر لو۔۔۔۔۔ تھوڑا سا ہی پاؤں رکھا گیا ہے شوریوں ڈال رہی ہو" جیسے کوئی مر گیا ہو"۔۔۔۔۔ ایش برہمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ رخسار کی آنکھوں میں غصہ ٹھاٹھے مارنے لگا۔۔۔۔۔ اس نے ایش کے منہ پہ رکھے ہاتھ پہ کاٹ لیا۔۔۔۔۔ ایش نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔۔ وہ تلملا گیا۔۔۔۔۔

پاگل کہیں کہیں کیں"۔۔۔۔۔ وہ درد سے کراہ اٹھا تھا۔۔۔۔۔ رخسار مسکائی "تھوڑا سا ہی تو کاٹا ہے چیخ ایسے رہے ہو جیسے کوئی مر گیا ہو"۔۔۔۔۔ ایش نے کہا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جو پرسکون کھڑی تھی۔۔۔۔۔ تم مجھے جانتی نہیں۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولا تھا۔۔۔۔۔ "جانتی ہوں ڈرائیور ہو"۔۔۔۔۔ اس نے سر جھٹکنا تھا پھر اچانک ہی اس نے چونک کر ایش کو دیکھا۔۔۔۔۔ بھنو خود ہی اوپر چلی گئی۔۔۔۔۔

تم ڈرائیور ہو۔۔۔۔۔ اور تم اوپر سے آرہے ہو وجہ۔؟ "ایش گڑبڑا گیا۔۔۔۔۔ ہاتھ کا درد بھول گیا۔۔۔۔۔ وہ کچھ بولتا کہ رخسار بولنے لگی "تم چوری کر کے آرہے ہونا۔؟" ایش کے تھوڑی دیر پہلے رنگ جو کچھ کچھ اڑے تھے رخسار کے سوال پہ اب انکی جگہ ناپسندیدگی لے لی تھی

وہ تم ہو میں نہیں!۔۔۔۔۔ بے نیاز سا جواب تھا۔۔۔۔۔ اب کی بار

رخسار کے رنگ اڑے تھے۔۔۔۔۔

کی۔۔۔۔۔ کس۔۔۔۔۔ کس نے کہا میں چور ہوں تم ہی ہو گے"۔۔۔۔۔ وہ گھبرا گئی۔۔۔۔۔ نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔



شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔ اور اس نے اب جو کچھ بھی کرنا تھا وہ سب اس ایک مہینے میں ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ضامن کے آفس پہ شام خاموش اتری تھی۔۔۔۔ وہ اپنے کین میں بیٹھا تھا۔۔۔۔ اسکا اب گھر جانے کو دل نہ کرتا تھا۔۔۔۔ گھر جاتا تو سامنے علیزہ کو دیکھ کر اسکا خون جلنے لگتا۔۔۔۔ اور علیزہ کا سوکھنے۔۔۔۔ وہ رات گئے تک آفس میں بیٹھا رہتا تھا۔۔۔۔ یا پھر کسی دوست کے پاس چلا جاتا۔۔۔۔ پر بس گھر نہ جاتا۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آفس کو چھوڑنے کے بعد اس نے گھر کے کاموں میں دل لگانا چاہا پر وہ کچھ بھی کرتی تو دماغ ضامن کی جانب مبذول ہوتا۔۔۔۔ اب رہ رہ کر اسکی محبت یاد آتی تھی کیرت کو۔۔۔۔ اور اپنی بے وقوفی بھی۔۔۔۔ اب دل کرتا تھا کہ وہ علیزہ کے مر جانے کہ دعا کرے۔۔۔۔ اور دل میں کرنے بھی لگتی۔۔۔۔ کتنی بار تو وہ اپنا ہاتھ جلا بیٹھی تھی۔۔۔۔ چائے بناتے تو کبھی روٹی بناتے۔۔۔۔ امی نے اسے صاف کہہ دیا تھا۔۔۔۔



ہمیشہ سے اسکی نانی کو دیتی آئی تھیں۔۔۔۔۔ پر وہ ضبط کر گئی۔۔۔۔۔ بس اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔۔۔

وہ میرا ہے دادی اسے ملنے کا حق میرے پاس ہمیشہ رہے گا۔۔۔۔۔ دادی تلملا گئیں۔۔۔۔۔

منحوس ماری اچھال چھکے۔۔۔۔۔ وہ تلخ سا مسکاتی رہی اور گھر سے نکل گئی۔۔۔۔۔ دادی نے کیرت کی امی کو بھی کہا کہ وہ اسے روکیں تو انہوں نے کاندھے اچکا دیے۔۔۔۔۔

میری کون سنتا ہے۔؟ "وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں اور دادی ہاتھ مسلتی رہ گئیں" وہ ضامن کے گھر پہنچی تو سامنے اسکی ممی صوفے پہ بیٹھیں اسے دکھائی دیں۔۔۔۔۔ وہ کیرت کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا تم ضرور آؤ گی۔۔۔۔۔ ہلکے بادم رنگ کی گھٹنوں تک آتی قیמצ کے ساتھ " سفیڈ ٹراؤزر پہنے انہوں نے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کانوں میں ہیرے چمک رہے تھے۔۔۔۔۔ چہرے پہ ہلکا سا میک اپ تھا۔۔۔۔۔ وہ قدم قدم چلتیں کیرت کے پاس آ گئیں۔۔۔۔۔

آؤ بیٹھو"۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ کیرت نے بولنے کے لیے لبوں کو "جنش دی ہی تھی کہ ثریا گویا ہونیں۔۔۔۔۔

یہ مت کہنا کہ اپنی بہن سے ملنے آئی ہو۔۔۔۔۔ میں سب جانتی ہوں اور تم "بھی"۔۔۔۔۔ کیرت کے ہونٹ سل گئے۔۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ ثریا کے چہرے پہ عجیب سی مسکان تھی۔۔۔۔۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں ہے جاؤ چلی جاؤ"۔۔۔۔۔ کیرت اسی طرح جھکی نظروں سے "زینوں کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ کیرت نے سر مئی اے لائن قمیض شلوار کے ساتھ کالے رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پہ میک اپ نہ تھا۔۔۔۔۔ بس آنکھوں کی ادا اسی چھپانے کے لیے انہیں کالا ضرور کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ چند زینے چھڑی تھی جب ثریا نے اسے عقب سے آواز دی۔۔۔۔۔ وہ پلٹی۔۔۔۔۔ جا تو رہی پردھیان سے جانا۔۔۔۔۔ کمرے میں جانے سے پہلے دروازہ بجانا مت "بھولنا۔۔۔۔۔ وہ اب شادی شدہ ہے۔۔۔۔۔ تمہیں نے کروائی تھی یاد تو ہے نا۔؟ کیرت کے دل کو کسی نے سینے سے نکال کر تپتے صحرا میں رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔ اور وہ اتنی

بے بس تھی کہ اس تکلیف پہ بھی کر لانا سکی۔۔۔۔۔ سر کو خم دیا اور زینے چڑھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ خود کو کمپوز کرتی ضامن کے کمرے کے پاس پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیا وہ اس سے ملے گا۔؟ "ہاں ضرور میں اسکے سامنے جاؤں گی تو وہ اپنی ناراضی ضرور بھول جائے گا"۔۔۔۔۔ کیرت نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب خود غرضی کے رستے پہ چل پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ اسکی بہن کا شوہر ہے کیرت اب یہ بھی بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ اب اسے بس "یہ ہی یاد تھا کہ ضامن بس اسکا تھا۔۔۔۔۔ پر" تھا

کیرت نے لرزتے ہاتھوں سے دروازہ بجایا۔۔۔۔۔ پھر اسنے ناب گھمایا اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ بیڈ پہ نیم دراز اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ اور علیزہ ڈری سہمی سی کمرے میں رکھے دیوان پہ سمٹی پیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے داخل ہونے پہ ان دونوں نے ہی چونک کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ فوراً سے کیرت

کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ تاکہ وہ اس سے مل سکے۔۔۔۔۔ پر کیرت ضامن کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کی نظریں اس پہ رک گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت بیڈ کے قریب آ گئی۔۔۔۔۔ اور وہ بیڈ سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ کیرت کو خوشی سی ہوئی۔۔۔۔۔ اسے لگا وہ



نہ۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ نہ۔۔۔۔ "اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔۔۔۔ انکار"  
 کرے گی تو کہیں ضامن کو غصہ نہ آجائے اور اقرار پہ کیرت نے سچ بول دیا تو۔؟ وہ شش  
 و پنج میں مبتلا ہو گئی تھی۔۔۔۔ اتنے میں ضامن پر فیوم کو خود پہ چھڑک کر کیرت کے

سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔۔

بتاؤ چائے پیوگی یا کافی۔؟ "کیرت کھڑی ہو گئی۔۔۔۔"

میں ملنے آئی تھی آپ۔۔۔۔ "اسکی باقی کی بات اسکے منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔"

اپنی بہن سے نا۔؟ مل لیں ہوں گی اب تک تو یہ بتاؤ چائے پیوگی۔؟ "وہ سپاٹ لہجے سے"

پوچھ رہا تھا۔۔۔۔ اسکے تغافل سے اٹے لہجے نے کیرت کی آنکھیں بھگو دی

تھیں۔۔۔۔ وہ بس نہ میں گردن ہلا سی۔۔۔۔

تو پھر جاؤ، یا ابھی اور بیٹھوگی اپنی بہن کے پاس۔؟ "آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اسکے گال"

پہ پھسل گیا۔۔۔۔ یہ آنسو اسی آنکھ کا تھا جس آنکھ کا آنسو کبھی ضامن نے اپنے ہونٹوں

پہ سنبھلا تھا۔۔۔۔

جاری ہوں۔۔۔۔ کیرت نے رندھی ہوئی آواز سے کہا۔۔۔۔"





وہ اپنے کمرے میں لیٹا تھا۔۔۔۔۔ آنکھیں یونہی بند تھیں۔۔۔۔۔ ابھی وہ ضامن کے گھر کے سرونٹ کو اڑ میں آ کر لیٹا تھا۔۔۔۔۔ ضامن کی مٹی نے آج اسے بہت تھکا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ توتنگ آ گیا تھا اب اس ڈرائیور والے ڈرامے سے، اس نے سوچ لیا تھا کہ اب بس کل وہ آخری پتا پھینکے گا۔۔۔۔۔ اور پھر کھیل ختم۔۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ اور سوچتا کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔۔۔ ایش کی نظریں خود ہی گھڑی پہ جا رکیں۔۔۔۔۔ رات کے دس بجے تھے۔۔۔۔۔ اس نے بے مزہ ہو کر سر جھٹکا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ دروازے پہ ضامن کی مٹی ہوں گی اور انہوں نے ضرور کہیں باہر جانا ہوگا۔۔۔۔۔ پر جب اس نے دروازہ کھولا تو حیران ہوا۔۔۔۔۔ بھنویں سکر گئیں۔۔۔۔۔

تم کیا کر رہی ہو یہاں اور اس وقت۔؟" رخسار کو ہاتھ میں ڈش لیے کھڑا دیکھ وہ کچھ حیرت سے بولا تھا۔۔۔۔۔ رخسار مسکرائی۔۔۔۔۔

کھانا لائی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔۔ سنا تھا تم نے کھایا نہیں"۔۔۔۔۔ وہ دروازے میں "کھڑے ایش کو پیچھے کرتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ ایش کچھ دیر نا سمجھی سے کھڑا رہا پھر تیزی سے پلٹا۔۔۔۔۔

کس خوشی میں لاہو۔۔۔۔۔" اسکی باقی بات رخسار نے کاٹی۔۔۔۔۔"

کہہ رہی ہوں کھانا لائی ہوں۔۔۔۔۔ مٹھائی نہیں جو خوشی پوچھ رہے ہو۔۔۔۔۔ تم بھی بے " وقوف ہو۔۔۔۔۔ وہ سادگی سے مسکراتی سر جھٹک کر بولی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے برہمی سے اسے

گھورا۔۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے "۔۔۔۔۔ اس نے رخسار کی کہنی پکڑی۔۔۔۔۔ رخسار نے اسے " دیکھا۔۔۔۔۔ پھر اسکے ہاتھ کو اپنی کہنی سے پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔ پکڑنا ہے تو ہاتھ پکڑو۔۔۔۔۔ لڑکیوں کی کہنیاں نہیں پکڑتے۔۔۔۔۔ ان کے ہاتھ پکڑتے " ہیں ہمیشہ کے لیے "۔۔۔۔۔ ایش نے دانت پیسے۔۔۔۔۔ پچھلے کچھ دنوں سے رخسار اکثر اس کے پاس بے مقصد آ جا کرتی تھی اور پھر اسکی ایسی ہی باتیں۔۔۔۔۔ جن کو ایش " بے سرو پا " کہا کرتا تھا۔۔۔۔۔ ایش نے زور سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔۔ جاؤ یہاں سے اور آئندہ میرے کمرے میں اس وقت منہ اٹھا کر مت آجانا " سمجھیں "۔۔۔۔۔ اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا کھانا تو کھا لو پھر چلی جاؤں گی "۔۔۔۔۔ وہ بضد تھی۔۔۔۔۔ ایش نے ضبط سے اسے " دیکھا۔۔۔۔۔

تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کہ تم مجھ سے دور رہو اس وقت کسی نے اگر تمہیں میرے " کمرے میں دیکھ لیا تو تمہیں پتہ ہے کیا ہوگا۔؟ " وہ گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کر رہا تھا اس لڑکی کی موہودگی سے اسے عجیب سی پریشانی ہوتی تھی کہ کوئی انہیں ساتھ دیکھ نہ لے۔۔۔۔

یہ ہی کہ وہ میرا نام تمہارے ساتھ جوڑ دیں گے۔۔۔۔ اور میں یہ ہی چاہتی ہوں میرا " نام تم سے جڑے۔۔۔۔ میں تمہاری ہو جاؤں "۔۔۔۔ وہ کہہ کر نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔ ایش کے جبرے بھینچ گئے۔۔۔۔

مجھے غصہ مت دلاؤ فضول باتیں کر کے، منکلو میرے کمرے سے بے شرم کہیں " کی "۔۔۔۔ ایش نے اسکا دوبارہ ہاتھ پکڑا اور کھپتا ہوا کمرے کے دروازے تک لے آیا پھر اسے باہر کی طرف

دھکیل کر وہ بولا۔۔۔

آئندہ مت آنا "۔۔۔۔

میں تو آؤں گی "۔۔۔۔ وہ ڈھٹائی سے بولی۔۔۔

تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا "۔۔۔۔ وہ ہنسی



یہ صبح جب لاہور پہ اترنے لگی تو خنکی نے سورج کی کرنوں کا راستہ روک لیا۔۔۔۔۔ اور دھند کو اجازت ملی ماحول کو

دھند لانے کی۔۔۔۔۔ ہر طرف ڈھنڈ نے بسیرا ڈال رکھا تھا۔۔۔۔۔ ہلکی ہوا بھی رونگٹے کھڑی کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے کے صوفے پہ سمٹی سی لیٹی تھی۔۔۔۔۔ موبائل اسکے قریب ہی پڑا تھا۔۔۔۔۔ جو آئبریٹ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے خمار آلود آنکھوں کو مسلتے موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ چمکتی اسکرین پہ ایش کا نمبر تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے ضامن کو دیکھا جو بیڈ پہ بے خبر سو رہا تھا۔۔۔۔۔

علیزہ نے کمبل منہ تک لیا۔۔۔۔۔ اور کال اوکے کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔ اس وقت۔؟ "علیزہ کو جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ ایش اسے ابھی اپنے کواٹر بلا رہا تھا۔۔۔۔۔"

ضروری بات ہے تبھی کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے جواز دیا۔۔۔۔۔"

بعد میں موقع ملے گا تو آجاؤں گی ابھی ضامن کمرے میں ہے۔۔۔۔۔ علیزہ نے دبی ہوئی آواز سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

سورہا۔؟ "ایش نے دوسری جانب سے پوچھا"





ایش۔! "اسے اب یاد آیا تھا کہ اس دن ڈرائیور کے کپڑوں میں وہ شخص کون " تھا۔۔۔۔۔ کیرت فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔۔۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا اس نے ضامن کو کال کی۔۔۔۔۔ پراسنے کال نہ اٹھائی۔۔۔۔۔ کیرت کی جان حلق میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے وقت دیکھا۔۔۔۔۔ ابھی ضامن کے آفس پہنچنے میں بھی کافی وقت تھا۔۔۔۔۔ وہ کیا کرے۔؟ کیرت منتشر ہو کر کمرے کے چکر کاٹنے لگی۔۔۔۔۔ وہ جوہر روز دعا کرنے لگی تھی کہ ضامن دوبارہ اسکا ہو جائے بے شک علیزہ کو موت نصیب ہو جائے۔۔۔۔۔ وہ کیرت اب پھر اپنی ساری دعائیں بھول کر علیزہ کی فکر کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔ شاید اسے ہی کہتے ہیں خون کے رشتے۔۔۔۔۔

بہت مشکل سے وقت گزرا تھا۔۔۔۔۔ وہ تیار ہو کر ضامن کے آفس کے لیے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔ آفس پہنچ کر وہ ضامن کے کین میں گئی۔۔۔۔۔ بغیر اجازت۔۔۔۔۔ اندر وہ دو آدمیوں سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کے داخل ہوتے ہی ریسیپشنسٹ بھی اسکے پیچھے آئی۔۔۔۔۔ ضامن نے پہلے کیرت کو دیکھا پھر ریسیپشنسٹ کو، وہ آدمی بھی بیٹھے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

سر میں نے انہیں منع کیا تھا پر یہ مانی ہی نہیں "۔۔۔۔۔ ریسیپشنسٹ بے چارگی سے " بولی۔۔۔۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے ضامن"۔۔۔۔۔ کیرت بھی تیزی سے بولی۔۔۔۔۔"

آؤٹ۔!" وہ سرد مہری سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کیرت نے قدم آگے بڑھائے۔۔۔۔۔"

میں نے کہا جاؤ ابھی میں مصروف ہوں وقت ملا تو تمہاری بات بھی سنوں گا ابھی"

جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر دوبارہ فائل سامنے کھول کر اس میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔ ان آدمیوں نے بھی اپنی

نظریں کیرت سے ہٹالی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت پہ گھڑوں پانی آگرا تھا۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ  
قدموں سے واپس کین سے نکل گئی۔۔۔۔۔ ایک دل کیا چلی جانے پر پھر علیزہ کے خیال  
کے تحت وہ صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ پورے دو گھنٹے بعد ضامن فارغ ہوا تو اس نے  
کیرت کو اندر بھیجنے کا کہا۔۔۔۔۔ کیرت بغیر تامل اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔  
کس لیے آئی ہو۔؟" وہ میز پہ کافی کے مگ کو دیکھتے بولا۔۔۔۔۔"

ضامن آپ نے صبح کال کی تھی۔۔۔۔۔" کیرت کی بات اس نے کاٹی"

جو صبح بتایا تھا وہ دوبارہ نہیں بتاؤں گا تم مانویا نہ مانو"۔۔۔۔۔"

"آپ اسے روکیں ضامن وہ۔۔۔۔۔"



کہاں جا رہی ہو علیزہ۔؟ " انہوں نے اپنا سوال دہرایا تو علیزہ کو مجبوراً پلٹنا پڑا۔۔۔۔۔ "

ج۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ وہ " اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کونسا بہانہ

کرے۔۔۔۔۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی۔۔۔۔۔

ام۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔۔ امی کی طرف جا رہی ہوں "۔۔۔۔۔ "

اکیلی جا رہی ہو۔؟ اور اچانک سے خیر تو ہے۔؟ " ثریا اپنی نانٹی کو اطراف سے درست "

کرتیں اسکے قریب آگئی تھیں۔۔۔۔۔ انکی نظریں تنقیدی تھیں۔۔۔۔۔ علیزہ زبردست قسم کی

گھبرا رہی تھی اس وقت " ہا۔۔۔۔۔ ہاں جی سب۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آپ پریشان

نہ ہوں "۔۔۔۔۔ وہ مسکرانے کی اداکاری بھی ٹھیک سے نہیں کر پارہی تھی۔۔۔۔۔

اچھا جا کس کے ساتھ رہی ہو۔؟ " انکے سوال پہ علیزہ کا حلق خشک ہو گیا۔۔۔۔۔ اس نے "

تھوک نگلا۔۔۔۔۔

ڈرائیور کے ساتھ "۔۔۔۔۔ وہ نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے ثریا اسکا

چہرہ پڑھ رہی ہیں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے دھیان سے جانا "۔۔۔۔۔ وہ سمجھنے والے انداز سے سر ہلاتی دوبارہ اپنے

کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔۔ علیزہ نے سردونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔۔۔۔۔ کتنا مشکل

وقت ہے یہ، یہ صرف علیزہ ہی جانتی ہے۔۔۔ وہ ایش پہ یقین کرنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنی ساری کشتیاں جلا کر وہ ایش کی کشتی میں سوار ہونے

جا رہی تھی۔۔۔۔۔

علیزہ کے چہرے پہ پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے۔۔۔۔۔ اس نے گہرے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔۔۔۔۔ چادر سے پسینا صاف کیا اور تیزی سے گہرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔ باہر کھڑے ڈرائیور نے اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا پر وہ منع کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔ داخلی دروازے کو عبور کرنے کے بعد وہ سڑک پہ آگئی تھی۔۔۔۔۔ وہاں سے وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھی۔۔۔۔۔ اور ڈرائیور کو انٹرپورٹ چلنے کا کہہ دیا۔۔۔۔۔ جب ٹیکسی چل پڑی تو اس نے زہریلے لہجے سے کہا

"میرا زندگی کی سب سے بڑی غلطی تم سے شادی تھی ضامن مجھے لگا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گی تو خوش رہوں گی پر تم نے تو میری زندگی ہی عذاب بنا کر رکھ دی تھی۔۔۔۔۔ میں آج بہت خوش ہوں کہ میری تم سے جان چھوٹ گئی۔۔۔۔۔ اب میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔ اس نے چلتی ٹیکسی سے ضامن کے بنگلے پہ آخری نگاہ ڈال کر کہا اور اپنا رخ سامنے کر لیا۔۔۔۔۔



"شاید اپنے کمرے میں"۔۔۔۔۔ یہ کہتے اس نے اپنی کمر پہ گرا پراندہ کاندھے پہ ڈال لیا اور اس کے رنگین دھاگوں سے کھیلنے لگی۔۔۔۔۔ کیرت اسکی بات سنتے ہی اوپر کی طرف دوڑی تھی۔۔۔۔۔ پر جب وہ علیزہ اور ضامن کے کمرے میں پہنچی تو وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔۔۔ بس بیڈ پہ ایک لفافہ رکھا تھا۔۔۔۔۔ جس پہ لکھا تھا۔۔۔۔۔

مسٹر ضامن تم ایک انتہائی بد دماغ اور کمینے شخص ہو تم سے شادی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم کیرت کی محبت میں اس حد تک غرق ہو۔۔۔۔۔ مجھے تم دونوں ہی زہر لگتے ہو۔۔۔۔۔ تم دونوں ایک دوسرے کے ہی لائق ہو۔۔۔۔۔ تم جیسے زہنی مریض کے ساتھ کوئی رہ بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔ جتنے دن میں تمہارے ساتھ رہی ایک پریشانی مجھے ہر وقت گھیرے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ پر اب میں آزاد ہوں میں نے تمہیں اپنی طرف سے طلاق کے پیپر بھیج دیے ہیں امید کرتی ہوں تم خوشی خوش سائن کرو گے اور یہ

رشتہ یہیں ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اسکا بدلہ اللہ لے گا تم کبھی خوش نہیں رہ سکو گے۔۔۔۔۔ اور میں نے تمہارے گھر سے جو بھی زیور اٹھایا ہے وہ میرا معاوضہ ہے اس سب کے بدلے میں جو تم نے میرے ساتھ کیا۔۔۔۔۔ لعنت





میم صاحب وہ گاڑڈ کہہ رہا ہے کہ ایش نے نوکری چھوڑ دی اور وہ اپنے گاؤں چلا گیا " ہے "۔۔۔۔۔ وہ بتانے سے زیادہ اس بات کی تصدیق چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے جانے کے بعد وہ ایش کے میں کمرے گئی تھی وہاں رات کے برتن رکھے تھے اور باقی سب بھی ویسا ہی پڑا تھا جیسا رات کو اس نے دیکھا بس اب کھلی الماری میں ایش کے کپڑے اور بیگ نہ تھا۔۔۔۔۔ اس کے اندر خطرے کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی تھی۔۔۔۔۔ وہ باہر آئی اور گاڑڈ سے پوچھا ایش کہاں ہے۔؟ "انداز عام تھا پر اندر اندر دل کھائی میں"

ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اور جب گاڑڈ نے اسے یہ بتایا کہ ایش نوکری چھوڑ کر صبح ہی چلا گیا ہے تو رخسار کی دنیا ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اور تب سے اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں پر وہ اپنے اوپر قابو کیے اب ثریا کے سامنے کھڑی تھی کہ شاید گاڑڈ جھوٹ بول رہا ہو پر اسکا یہ خیال بھی ملیا میٹ ہو گیا جب ثریا نے کہا۔۔۔

ہاں میرے پاس اس نے میسج بھیج رکھا ہے کہہ رہا تھا کہ بہت مجبوری ہے گاؤں جا رہا ہوں " ہو سکتا ہے اب دوبارہ نہ آسکوں مجھے حیرت تو ہوئی سوچا پوچھ لوں کیا وجہ ہے پر اس نے میری کال ہی نہیں اٹھائی۔۔۔۔۔ پر خیر اسکی مرضی وہ چھوڑ گیا تو چھوڑ گیا ہمارے پاس



اب میرے باپ کے مرنے پہ کوئی دل سے ہمارے گھر افسوس کے لیے نہیں آیا تھا۔۔۔۔ لوگ چھپ چھپ کر باتیں کر رہے تھے کہ میرا باپ ایک ناکارہ آدمی تھا۔۔۔۔ پر میں جانتا تھا کہ اس شخص نے ہمیں پالنے کے لیے کتنے جتن کیے ہیں پر اسکی قسمت نے اسکا ساتھ نہیں دیا تو اس میں اسکا کیا قصور۔؟

میں اس وقت بہت بے بس تھا کیونکہ میں چھوٹا تھا اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا اور مجھے اپنی روتی بلکتی ماں کو بھی سنبھالنا تھا۔۔۔۔ پر میں نے ہر اس شخص کا چہرہ اپنی آنکھوں میں بسالیا جو میرے باپ کو برا کہہ رہے تھے۔۔۔۔ صرف اس لیے کیونکہ میرا باپ انکا قرضہ اتارے بغیر مر گیا۔۔۔۔ میں نے پھر ہر اس شخص سے بعد میں بدلہ لیا تھا۔۔۔۔ میرے باپ کو کفن بھی پتہ نہیں کس نے دیا تھا اس شخص نے اپنا نام ظاہر کرنے سے انکار کیا تھا اور اسی نے پھر سارے خرچہ اٹھایا۔۔۔۔ کفن سے ختم تک کا۔۔۔۔ باپ چلا گیا پیچھے بچی ماں جو بوڑھی تھی۔۔۔۔ اب اور بوڑھی لگنے لگی تھی۔۔۔۔ وہ مجھے دیکھتی اور میں اسے۔۔۔۔ گھر میں کیونکہ اس کے علاوہ کچھ دیکھنے کے لیے نہیں تھا۔۔۔۔ میری نظر پھر بھی بار بار چولے کی جانب جا رہی تھی جو پورے دن سے ٹھنڈا پڑا تھا۔۔۔۔ اور پیٹ میں آگ جلی تھی۔۔۔۔ بھوک سے جان نکلنے کو تھی پھر میں اٹھا اور باہر بھاگ گیا۔۔۔۔

باہر بہت دیر تک سڑک پہ بے مقصد پھیرنے کے بعد مجھے

کچھ ایسا نظر نہ آیا جو میں کھا کر پیٹ بھر سکوں۔۔۔۔۔ عصر سے عشاء ہو گئی مجھے میں اب  
 چلنے تک کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ میں فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ بیٹھا  
 رہا۔۔۔۔۔ رات گہری ہوتی گئی۔۔۔۔۔ پیٹ بالکل کمر سے جا لگا۔۔۔۔۔ پیٹ میں اٹھتے درد  
 نے میری آنکھیں نم کر دیں تھیں تبھی میری نظر سامنے سنسان سڑک سے آتے ایک  
 لڑکے پہ پڑی جس کے ہاتھ میں تنور کی روٹیاں خاکی لفافے میں لپیٹی تھیں۔۔۔۔۔ وہ بہت  
 گرم ہیں میں یہ دیکھ کر بتا سکتا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ جس شاپر میں وہ روٹیاں تھیں اس کے اندر  
 کی جانب پانے کے قطرے تھے۔۔۔۔۔ اسی شاپر کے ساتھ ایک اور شاپر بھی اس لڑکے  
 نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جس میں سالن تھا۔۔۔۔۔ میرا دل بری طرح سے مچلا منہ میں پانی  
 بھر گیا۔۔۔۔۔ میں فوراً اٹھا اور اس لڑکے کے پاس گیا۔۔۔۔۔  
 میں پورے دن سے بھوکا ہوں مجھے کھانے کے لیے یہ دے دو بھائی؟" میرا اشارہ "  
 اسکے ہاتھ میں موجود شاپر کی طرف تھا پر اس لڑکے نے مجھے کہا  
 معاف کرو۔۔۔۔۔ اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ میں اس کے پیچھے گیا "  
 میں فقیر نہیں ہوں "۔۔۔۔۔"

تو مانگ کیوں رہے ہو۔؟ اگر میں یہ تمہیں دے دوں گا تو میرے کھر والے کیا کھائیں " گے چلو بھاگو یہاں سے "۔۔۔۔۔ وہ سختی سے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔ میں کچھ دیر اسے جاتے دیکھتا رہا پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اسکے پیچھے دوڑ لگائی اور جتنی تیزی سے بھاگ کر اسکے ساتھ سے میں شاہ پر چھین کر بھاگ سکتا تھا میں بھاگ گیا۔۔۔۔۔ میں نے اس لڑکے کو دھکا بھی دیا تھا اور وہ شاید گر گیا تھا تبھی میرے

پیچھے نہ آسکا۔۔۔۔۔ سوال پیٹ کا تھا کیسے نظر انداز کرتا۔؟ وہ میری پہلی چوری تھی۔۔۔۔۔ جسے میں نے اپنی ماں کے سامنے اپنی پہلی کمائی ظاہر کیا۔۔۔۔۔ ماں کو مجھ پہ اندھا یقین ہو گیا۔۔۔۔۔ روٹی سالن کی خوشبو ہی اتنی سحر انگیز تھی کہ وہ سارے سوال اور جاسوسی بھول گئی۔۔۔۔۔ اس رات ہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔۔۔۔۔ اور پھر میں اگلے دن کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔ میں نے اس رات سوچ لیا تھا کہ یہ میری آخری چوری تھی اب کبھی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ پر میری سوچ میرا خیال، پھر میرا خواب بن کر رہ گئی جو کبھی پوری نہ ہوئی میں نے کمانے کی کوشش کی پر جتنا محنت سے کم مل رہا تھا اس سے میں کئی گنا زیادہ دو نمبری سے کما سکتا تھا۔۔۔۔۔ اور میں نے ایسا ہی کیا میں جس دکان پہ کام کرتا تھا اس دکان کے پیسوں والے غلے سے میں پیسے اٹھا لیتا تھا۔۔۔۔۔

میں اسی دکان پہ ہمیشہ لگا رہتا اگر میرے اٹھارہ کے ہوتے ہی میری ماں نہ مرتی۔۔۔۔۔ میری ماں مری تو میں نے وہ کمانے کا بھرم ہی ختم کر دیا۔۔۔۔۔ میں نے دکان کے ساتھ ساتھ چھوٹی چوریاں شروع کر دیں۔۔۔۔۔ میں لاہور کے بازاروں میں جاتا لوگوں کے پرس گھڑیاں اور دوسری چیزیں ان سے ٹکرا کر اتا ریتا۔۔۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ میری پیسے کی بھوک بڑھنے لگی۔۔۔۔۔ میں نے پھر لوگوں پہ نظریں رکھنا شروع کر دیں۔۔۔۔۔ میں ایک شخص کو مکمل ٹریس کرتا اسکے گھر کا پتہ، بینک بیلنس، گھر کے افراد اور باقی ہر ایک چیز معلوم کرتا اور پھر اسے بہت مہارت سے گنگال کر کے فرار ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

کرتا (Scam) میں فیکس بک کے ذریعے بھی لوگوں کو سکیم

تھا۔۔۔۔۔ اس روز میرے پاس علیزہ کی فیکس بک پہ ریکویسٹ آئی تو میں بہت خوش تھا کہ مجھے ایک نیا بکرا مل گیا ہے۔۔۔۔۔ میں نے علیزہ کو خود سے میسج کیا اور اسے اپنے اعتماد میں لینا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ پر پھر مجھے ایک دن بازار میں تم نظریں آئیں۔۔۔۔۔ کال چادر میں ایک ڈری سہمی لڑکی، جو دکانوں سے اگر کچھ خرید لیتی تو اسکے چہرے پہ ایک معصوم سی مسکان رتھاں ہو جاتی۔۔۔۔۔ میں لاشعوری طور پہ تمہیں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر میں

تمہارے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔۔۔۔ اس دن میں نے تمہارا تمہارے گھر تک پہنچا کیا تھا۔۔۔۔ پر تم خود میں اتنی مگن تھیں کہ تمہیں معلوم ہی نہ ہوا کہ کوئی تمہارا پہنچا کر رہا ہے۔۔۔۔ اس رات پہلی بار میری نیند اڑی تھی۔۔۔۔ میں پوری رات تمہیں سوچتا رہا۔۔۔۔ اور جب مجھ سے رہا نہ گیا تو میں تمہارے پاس آ گیا۔۔۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کسی سے ملنے جاتے ہیں تو کیا لے کر جاتے ہیں اس لیے ایک پھول اور چاکلیٹ لے آتا تھا وہ راتوں کو محبت کی غرض سے آنے والا چکور میں ہی تھا۔۔۔۔ پر تم ضامن کی ہو گئی ہو یہ مجھے اس رات ضامن اور تمہیں ساتھ دیکھ کر معلوم ہوا تھا۔۔۔۔ مجھے اس رات بہت غصہ آیا تھا۔۔۔۔ میں بہت رویا تھا۔۔۔۔ میں ضامن کو مار دینا چاہتا تھا۔۔۔۔ پر اگر اسے کچھ کرتا تو تم ادا اس ہو جاتیں اس لیے خود کو بہت سنبھالا اور سمجھا کر تم سے اپنا آپ الگ کر لیا۔۔۔۔ مجھے جب پتہ چلا کہ علیزہ تمہاری بہن ہے تو میں اس سے بات کرنا چھوڑ دینا چاہتا تھا

میں اسے ابھی رابطے ختم کر تا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری جان خطرے میں ہے کیونکہ میں نے تمہاری چھت پہ وہ گڑیا اور خط دیکھ لیا جو تمہیں ضامن کی بھابھی نے بھجوایا

تھا۔۔۔۔ میں پھر تمہارے گرد برہان بن کر رہنے لگا۔۔۔۔ برہان کی دو نظریں ہمیشہ تمہاری حفاظت میں لگی رہتی تھیں۔۔۔۔ وہ برہان بھی میں ہی تھا جس کے خلاف تم نے پولیس کو یہ کہا تھا کہ تمہیں اس شخص سے جان کا خطرہ ہے۔۔۔۔ ہاں غلطی میری ہے کہ میں ایسے روپ میں آیا کہ تم مجھ سے ڈر گئیں۔۔۔۔ پر میں بس یہ چاہتا تھا کہ تمہیں کوئی نقصان نہ ہو پر ایسا نہ ہوا۔۔۔۔

اس روز میں تمہارے پیچھے ہی تھا جب تم اپنی گلی میں داخل ہوئیں میں نکرٹہ کھڑا تھا ابھی میں واپسی کے لیے پلٹا ہی تھا کہ مجھے کچھ غلط ہونے کا احساس بری طرح سے ہوا میں واپس تمہاری گلی میں داخل ہوا تو وہ جاسوس تمہیں لے کر جا کر رہا تھا میں چاہتا تو تمہیں وہیں بچا سکتا تھا پر میں اس سب کے پیچھے کون ہے اسے ڈھونڈنا چاہتا تھا۔۔۔۔ میرا شک ضامن کی مٹی پہ تھا پر اسکی بھابھی کو دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔۔

میں نے ضامن کو خود سے ہی نہیں بتایا تھا کہ اس کی بھابھی نے ہی تمہیں کڈنیپ کرایا ہے۔۔۔۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ خود سے تمہارے لیے کیا کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔ اور میں نے دیکھ لیا وہ سچ میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔ اس دن میں تم سے اور دور ہو گیا۔۔۔۔ میرا ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا میں اس شہر کو چھوڑ کر جا رہا تھا پر پھر تم نے جب ضامن سے شادی سے انکار کیا تو مجھے دھکا لگا۔۔۔۔ یہ سب مجھے علیزہ سے

معلوم چلا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ اس وقت وہ مجھے چھوڑ رہی تھی یہ کہہ کر کہ اسکے گھر والے اسکی شادی ضامن سے کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ اسکی یہ بات سن کر میری دنیا

گھوم گئی تھی۔۔۔۔۔

پھر اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کروں۔۔۔؟ پر پھر آہستہ آہستہ مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہاری دادی کی جھوٹی کہانی کا یہ نتیجہ ہے۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی بے وقوف ہو۔۔۔۔۔ کوئی اپنے بارے میں ایسی باتوں پہ یقین کر بھی کیسے سکتا ہے۔؟ پر تم نے کر لیا اور ضامن کی لاکھ کوششوں کے بعد بھی اسکی منگنی علیزہ سے کروادی۔۔۔۔۔ بس اس دن ہی میں جاتا جاتا پھر سے رک گیا۔۔۔۔۔ مجھے علیزہ سے بدلہ لینا تھا۔۔۔۔۔ تمہارا بدلہ۔۔۔۔۔ تمہارے سارے آنسوؤں کا بدلہ۔۔۔۔۔ اور میں نے اس سے ایش کے روپ میں ہی محبت کا کھیل جاری رکھا۔۔۔۔۔ میں ضامن کے گھر ڈرائیور بن کر چلا گیا اور میری جب بھی ملاقات علیزہ سے ہوتی میں اس وقت چکور کے نمبر سے ضامن کو ایک میسج کر دیتا تھا کہ تمہاری بیوی تمہارے ڈرائیور کے ساتھ اس وقت یہاں ہے۔۔۔۔۔ میں ایک تصویر بھی اسے بھیج دیتا تھا۔۔۔۔۔ میں ضامن کو علیزہ سے ہر قیمت پہ بدگمان کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ تاکہ علیزہ چاہ کر بھی اس کے کبھی قریب نہ ہو اور ایسا ہی ہوا۔۔۔۔۔ ضامن نے

علیزہ پہ نظر رکھنا شروع کر دی اور میں جان بوجھ کر علیزہ سے ضامن کے گھر ملتا تاکہ ضامن ہمیں ساتھ دیکھے۔۔۔۔۔

میں علیزہ کو کبھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ پر اس کے لالچ اور تم سے اسکی نفرت دیکھ کر میرے دل سے اس کے لیے نرمی چلی گئی۔۔۔۔۔ اور میں نے اسے ضامن کے گھر چوری پھر طلاق کے پیپر زپہ سائن کر کے بھاگ جانے کا کہا۔۔۔۔۔ اور وہ کچھ تردد کے بعد مان گئی۔۔۔۔۔ اور آج وہ میرا انتظار ائیر پورٹ پہ کر رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ آج سب کچھ ہار کر وہاں بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ اور آج

میرا بدلہ پورا ہو گیا۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ کوئی بھی کچھ بھی برا کرے گا تو میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ اب میں تم سب کی زندگیوں سے بہت دور چلا جاؤں گا۔۔۔۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ میں نے علیزہ کے ساتھ یہ سب کر کے ٹھیک کیا ہے یا غلط پر جیسا اس نے تمہارے ساتھ کیا اس کے ساتھ ایسا ہونا چاہیے تھا ورنہ اسے کبھی اپنی غلطی کا احساس نہ ہوتا۔۔۔۔۔ اور شاید تمہیں بھی۔۔۔۔۔ اب تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ علیزہ کسی کی نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ کسی سے محبت کر ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔ تم نے ضامن کو غلط ہاتھوں میں



بلا کی دھوپ سے آئی ہوں میرا حال تو دیکھ  
بس اب ایسا کرو تم سایہ دیوار ہو جاؤ

\*\*پروین شاکر\*\*

اسے اسیر پورٹ پہ بیٹھے اب چار گھنٹے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ پروہ آیا ہی نہیں۔۔۔۔۔ اس نے  
تو کہا تھا کہ وہ جلدی آجائے گا۔۔۔۔۔ علیزہ کے پہنچتے ہی۔۔۔۔۔ پر اب تو آخری فلائٹ بھی  
پرواز کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ سر دپڑنے لگے تھے۔۔۔۔۔ پرس اٹھاتے موبائل نکلا کر  
اس پہ نمبر ڈائل کرتے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ایش کا نمبر ڈائل  
کر کے فون کان سے لگایا پر نمبر بند تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کو لگا جیسے اس کا دل ابھی بند ہو جائے  
گا۔۔۔۔۔

وہ کال کرتی، روتی ہوئی اپنا پرس اٹھا کر اسیر پورٹ سے باہر آگئی۔۔۔۔۔ بہت ساری کالز  
کرنے کے بعد وہ تھک گئی۔۔۔۔۔ جسم کا ہر حصہ تھکن سے چور چور ہو گیا۔۔۔۔۔ پھر تبھی

اسکے موبائل نے بیپ کیا۔۔۔۔۔ علیزہ نے تیزی سے موبائل پہ آئے میسج کو چیک کیا۔۔۔۔۔ اور جیسے جیسے وہ میسج پڑھتی گئی وہ بکھرتی چلی گئی۔۔۔۔۔ ایش کے نہ آنے سے وہ ریت کا ڈھیر بنی گئی تھی اور اب اسکے میسج نے اسے ہوا میں تحلیل کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

اپنے گھر واپس چلی جاؤں میں اب تم سے کبھی نہیں ملنا چاہوں گا جس مقصد کے لیے میں " تمہارے ساتھ تھا وہ مقصد آج پورا ہو گیا ہے اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس دن تم مجھے چھوڑنے آئی تھیں اور آج میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں خدا حافظ میرا نمبر اب ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا کوشش بھی مت کرنا مجھ تک رسائی حاصل کرنے کی"۔۔۔۔۔ علیزہ نے ایش کا یہ میسج اتنی بار پڑھا اور ہر بار پڑھنے پہ اس نے اسے جھوٹ ہی مانا۔۔۔۔۔ وہ فٹ پاتھ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ سنسان سڑک پہ اتری تاریکی اسے دیکھ رہی تھی جو بہتی آنکھوں کو مسل کر بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں وہ آنے گا"۔۔۔۔۔ اس نے یہ جملہ کئی بار بولا۔۔۔۔۔ اور اپنے گھٹنوں کے گرد" بانہیں حائل کر لیں۔۔۔۔۔ اور انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔ ایش کو آنا ہی چاہیے علیزہ نے تو اسکے لیے سب کچھ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اب ایش اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے۔۔۔۔۔



اسکے اتنے قریب رہا اور اتنے کرداروں میں پھر بھی اسے احساس نہ ہوا کہ وہ ایک ہی شخص ہے۔۔۔۔۔ اسکا توجہ بھی ہمیشہ مختلف ہوتا تھا۔۔۔۔۔

کیرت کا سر گھومنے لگا۔۔۔۔۔ اب وہ اسے کیا کہہ کر پرکارے ایش، چکور، یا برہان۔؟  
 کیرت نے اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ لیا۔۔۔۔۔ کیا کوئی کیرت سے اتنی محبت بھی کر سکتا تھا  
 جتنی ایش نے کی۔۔۔۔۔ کیرت کے لاکھ انکار کے بعد بھی وہ کیرت کے ساتھ  
 رہا۔۔۔۔۔ کیرت کے چھوڑ دینے کے بعد بھی اس نے کیرت کا ساتھ نہ چھوڑا۔۔۔۔۔ اس  
 نے ہر طرح سے کیرت کی حفاظت کی اور اب اسکے دکھوں کا بدلہ بھی لے لیا۔۔۔۔۔  
 ، کیرت جب ایش کے کواٹر میں داخل ہوئی تو اسکی نظر داخل ہوتے ہی بیڈ کراؤن پہ پڑی  
 جہاں ایک چٹ تھی۔۔۔۔۔ جس پہ لکھا تھا  
 مجھے پتہ تھا تم آؤ گی اس لیے تمہارے لیے ایک چیز میں نے پہلے ہی تمہارے گھر کی  
 الماری میں رکھ آیا ہوں اس میں تمہارے ہر سوال کا جواب ہے "بیڈ کے سرہانے ایک  
 پھول اور چاکلیٹ بھی رکھی تھی۔۔۔۔۔ اگر یہ دو چیزیں نہ بھی رکھی ہوتیں پھر بھی کیرت یہ  
 لکھائی پہچانتی تھی۔۔۔۔۔ وہ تبھی اس چٹ اور گلاب کو اٹھا کر کمرے سے نکل کر گھر آ گئی  
 تھی۔۔۔۔۔

اور آتے ہی الماری کو دیکھا جس میں ڈائری رکھی تھی۔۔۔۔۔ جسے پڑھ کر اب کیرت پہ ساتوں آسمان آگرے تھے۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہو گیا۔؟؟ وہ اب ایش پہ غصہ کرے یا خوش ہو۔۔۔ اسکی بہن نجانے اس وقت لاہور کے کس ایر پورٹ پہ بیٹھی اسکا انتظار کر رہی ہوگی جو کبھی اس کے پاس نہیں جائے گا۔۔۔۔۔ ایک شخص کی محبت پانے کے لیے علیزہ نے کیرت کو روندنا اور اب ایش کی محبت میں وہ خود دل گئی۔۔۔۔۔ علیزہ کو ایش نے صرف چھوڑا ہی نہیں اس نے علیزہ کو ایسے چھوڑا کہ وہ کہیں کی نہیں رہی۔۔۔۔۔

کیرت کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔۔۔۔ اسے علیزہ پہ بے تحاشہ ترس آیا۔۔۔۔۔ وہ کہاں جائے۔؟ کہاں ڈھونڈے علیزہ کو۔؟ کیرت یہ سوچتے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کمرے سے نکلی تو رات آدھی ڈھل گئی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کو اندھیرے سے خوف محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اور اسے خوف سے کہیں زیادہ اس بات سے ڈر لگا کہ اسکی بہن اس تاریکی میں کہیں کھونہ جائے۔۔۔۔۔ کیرت کے اندر تک سناٹا چھا گیا تھا وہ پھر عجلت سے زینے پھلانگتی علیزہ کو ڈھونڈنے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔ گھر میں سونے بخبر لوگوں کی اب نیندیں اڑنے والی تھیں۔۔۔۔۔ نیم کا درخت پر جاگ رہا تھا گھونسلہ آج تک سنسان تھا۔۔۔۔۔ چڑیا نہ جانے کہاں اڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جاتی جاتی آنکھ سنسان کر گئی تھی۔۔۔۔۔

سڑک پہ چلتے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ علیزہ کو کہاں ڈھونڈے۔۔۔۔ وہ جب تھک گئی تو اس نے ضامن کو کال کی۔۔۔۔ پہلی کال اس نے اٹھائی نہیں تھی پر دوسری کال بہت

دیر تک جب گونجتی رہی تو اس نے کال اٹھالی۔۔۔۔

بولو۔؟ "وہ سپاٹ لہجے سے بولا تھا۔۔۔۔ کیرت کے لب لرزنے لگے۔۔۔۔"

ضامن می۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔ میں اپنی بہن کو اکیلے نہیں "

ڈھونڈ پا رہی میری آخری بار مدد کر دیں آپ کو خدا کا واسطہ۔۔۔۔۔ وہ سسکیوں کے

ساتھ رو رہی تھی۔۔۔۔ بیڈ پہ لیٹے شخص کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔۔ وہ بیڈ سے فوراً اٹھا۔۔۔۔

میں ابھی آ رہا ہوں مجھے بتاؤ تم کہاں ہو اس وقت۔؟ "کیرت بھرائی آواز سے اسے بتانے "

لگی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔۔۔۔۔ ضامن کیرت کے پتہ بتاتے ہی کمرے سے نکل

گیا۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کو آخری بات بس یہ ہی کہی تھی



ضامن بغیر تامل کیرت کو علیزہ کے پاس لے گیا۔۔۔۔۔ جب وہ وہاں پہنچے تو علیزہ انہیں  
فٹ پاتھ پہ ہی بیٹھی نظر آئی بالکل خاموش۔۔۔۔۔ جیسے کبھی بولی ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ کیرت  
اسکی حالت دیکھ کر ڈگمگا گئی۔۔۔۔۔ اسے ضامن کے ہاتھ کا سہارا لینا پڑا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر  
علیزہ کو دیکھتے وہ روتی رہی پھر اس نے کانپتی آواز سے علیزہ کو آواز دی۔۔۔۔۔ اسکی آواز پہ  
علیزہ نے پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔۔۔۔ کیرت اسکی طرف دوڑ کر آ رہی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ  
اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ پھر کیرت نے اسے قریب آ کر اپنے سینے سے لگا  
لیا۔۔۔۔۔ وہ زور زور سے رونے لگی وہ کہہ رہی تھی  
تم ٹھیک ہونا۔؟ "کیرت علیزہ کی ابھی بھی فکر کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ابھی بھی۔۔۔۔۔ جبکہ علیزہ"  
نے تو اسے ہمیشہ دکھ ہی پہنچایا۔۔۔۔۔ جب بھی ابو کیرت سے تھوڑی سی بھی محبت جتانے  
تو وہ دل میں کیرت کو قوستی۔۔۔۔۔ اکثر اس کے مرنے کی دعائیں کرتی۔۔۔۔۔ اسے  
بدعائیں دیتی۔۔۔۔۔ علیزہ نے تو ہمیشہ کیرت سے سب چھننے کی ہی کوشش کی  
تھی۔۔۔۔۔ تو پھر ابھی بھی کیوں کیرت اس سے لپٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔؟ اس کے لیے رو رہی  
تھی۔۔۔۔۔ بار بار اسکا چہرہ چوم رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکا چہرہ ہاتھوں میں لے کر اسے دیکھ رہی  
تھی جیسے ماں اپنے بچے کو کھو کر ملنے پہ پیار کرتی ہے اس وقت کیرت بھی ایسے ہی علیزہ  
سے محبت کر رہی تھی۔۔۔۔۔ علیزہ نے کیرت کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔ یہ وہی کیرت



تھا جو بار بار اسے ڈرا رہا تھا اسے بار بار کہہ رہا تھا کہ اب کیا کرو گی۔؟ کیا تمہارے گھر والے تمہیں رکھ لیں گے۔؟ اور لوگ کیا کہیں گے۔؟ اس نے پورے راستے ضامن سے بھی نظر نہ ملائی تھی۔۔۔۔ وہ سر جھکا کر منہ چھپا کر بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔ کیرت اسکا ہاتھ سہلاتی رہی تھی۔۔۔۔ اب بھی وہ جب علیزہ کے ساتھ گھر کے دروازے کے آگے کھڑی تھی تو اس نے علیزہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر کہا

میں سب سنبھال لوں گی"۔۔۔۔ اس نے یہ کہہ تو دیا تھا پر وہ خود سوچ رہی تھی اب ہوگا کیا۔۔۔؟ سب کو کیا بتانے گی وہ کس طرح سمجھائے گی۔؟؟؟ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔۔۔ تبھی اسے ضامن کا خیال آیا تو اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔۔۔۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔ کیرت اسے کچھ کہنا

چاہتی پر وہ کیا کہے گی۔؟ یہ سوچتے ہی وہ جاتے ضامن کو روک نہ سکی اور وہ چلا گیا۔۔۔۔ ضامن کے جانے کے بعد وہ دونوں جب گھر میں داخل ہوئیں تو ابو اور امی اٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔ کیرت کی ٹانگیں انہیں صحن میں ٹہلتے دیکھتے ہی کانپنے لگی تھیں۔۔۔۔ سردی میں بھی اسے پسینے آرہے تھے۔۔۔۔ پر اس نے علیزہ کا ہاتھ اتنی ہی مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔۔۔



خاموش رہی۔۔۔۔۔ سوال بڑھنے لگے امی نے کیرت کو آکر جھنجھوڑا۔۔۔

کچھ اس منہ سے پھوٹ لو میرا کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔۔۔۔۔ امی اب رو دینے کو "تھیں۔۔۔۔۔ کیرت کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اب کیا کہے۔۔۔ ابھی وہ کچھ سوچ کر کہتی کہ اسے علیزہ کی آواز اپنے کانوں میں سنائی دی۔۔۔ جو کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

میں نے ضامن سے طلاق لے لی۔۔۔۔۔ امی نے اپنا دل تھام لیا۔۔۔۔۔ ابو کے پیروں تلے زمن کھس گئی۔۔۔۔۔ اور دادی سانس لینا بھول گئیں۔۔۔۔۔ سب کچھ جیسے تھم گیا ہو۔۔۔۔۔ سب لوگ کچھ پل کے لیے پتھر بن گئے تھے۔۔۔۔۔ کیرت جس بات کو کہنے کے لیے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہی تھی علیزہ نے وہ اتنے آرام سے کہہ ڈالی تھی۔۔۔۔۔ کیا بکواس کر رہی ہو۔؟" امی نے دانت پیس کر علیزہ کا بازو دبوچا تھا۔۔۔۔۔

سچ کہہ رہی ہوں میں نے ضامن سے طلاق لے لی۔۔۔۔۔ وہ اب پوری کہانی بتانے لگی تھی۔۔۔۔۔ کیرت نے اسے چپ کروانا چاہا پر وہ بغیر رکے بولتی چلی گئی۔۔۔۔۔ اور جب اسکی بات مکمل ہوئی تو اسکے گال پہ ابو کا بھاری ہاتھ پڑا تھا جس کے بعد کیرت بھی خوف سے لرز گئی تھی۔۔۔۔۔

اس دن کے لیے تمہیں پیدا کیا تھا۔۔۔؟ یہ سب کیا کیا تم نے۔۔۔۔۔ ابو نے اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بول رہے تھے۔۔۔۔۔

میں تمہیں آج زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔ وہ استتعل سے غرائے " تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے ابو کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔

ابو چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔ ابو نے کہا جانے والی نظروں سے کیرت کو"

دیکھا تو اسکی جان نکل گئی کیرت نے آج تک اپنے ابو کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا وہ تو بہت شانت مزاج کے مالک تھے۔۔۔۔۔ علیزہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ابو نے اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھا اور خود سے دور دھکیل دیا۔۔۔۔۔ علیزہ فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔ دادی حیران سی سب دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اور امی دیوار سے لگی تھیں۔۔۔۔۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔۔۔ انہیں نہیں پتہ تھا کہ انکی اولاد ان کے ہاتھ سے اتنی نکل گئی ہے۔۔۔۔۔ کیرت علیزہ کے پاس بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے علیزہ کو خود میں سمیٹا ہی تھا کہ دادی عقب سے پھنکاری۔۔۔۔۔

یہ سب اس پچھل پیری کی وجہ سے ہوا ہے منحوس چھلاوا ہر وقت سوگ مناواے"

تھی۔۔۔۔۔ اسی کی نظریں کھا گئیں میری بچی کی خوشیوں کو۔۔۔۔۔ ہائے اللہ یہ کیا ہو گیا"۔۔۔؟ انہوں نے سینہ کو بئی شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔ کیرت انکی بات پہ توجہ دیے بغیر علیزہ کو چپ کر وار ہی تھی۔۔۔۔۔ پر دادی کو اتنا بول کر بھی صبر نہ آیا۔۔۔۔۔

ارے میں کہوں تھی یہ کالی بلی اس گھر کے لیے منحوس ہے۔۔۔۔ ہر روز ضامن کے " گھر جاوے تھی۔۔۔۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔۔ جن گھروں میں اس جیسی منحوس تیں پیدا ہو جاویں وہ گھر کہاں بسیں ہیں۔؟ ہائے۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔ اس کی نانی نے میرا سب کچھ برباد کیا تھا میرے ماں باپ اور بھیا کو کھا گئی اب یہ سپولی میری بچوں کی خوشیاں کھا گئی۔۔۔۔ ہائے اللہ"۔۔۔۔ وہ سینہ پیٹ پیٹ کر کیرت اور اسکی نانی کو گالیاں دے رہی تھی۔۔۔۔ کیرت کے اندر لاوا سا پکنے لگا۔۔۔۔ ابودادی سے لڑ رہے تھے پر وہ مسلسل بول رہی تھیں۔۔۔۔ کیرت کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ چیخ اٹھی۔۔۔۔

بس کریں آپ "وہ اتنا اونچا چیختی تھی کہ گھر میں سناٹا چھا گیا تھا۔۔۔۔ علیزہ اب گھٹ " گھٹ کر رہی تھی۔۔۔۔ امی ویسے ہی پتھر کی طرح دیوار سے لگی کھڑی تھیں۔۔۔۔ کیرت علیزہ کے پاس سے اٹھ کر دادی کے پاس آئی۔۔۔۔

میری نانی نہیں تھیں منحوس نہ میں ہوں کوئی منحوس نہیں ہوتا۔۔۔۔ کسی کا نصیب برا " نہیں ہوتا۔۔۔۔ یہ سب ہمارے ذہن کا فتور ہوتا ہے ہماری غلط سوچ ہوتی ہے اور آپ کی اس سوچ نے ہماری زندگیاں برباد کر دیں۔۔۔۔ آپ کی ایک بے وجہ کی نفرت نے

مجھ سے میرا سب پھین لیا میری نانی سے انکا شوہر بھی، آپ کو پتہ ہے نانا کی موت کیسے ہوئی تھی۔؟ "وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔۔۔۔۔ دادی سانس تک لینا بھول گئی تھیں۔۔۔۔۔ ابو بھی بالکل خاموش کیرت کو دیکھ رہے تھے جو لاوے کی طرح پھٹ پڑی

تھی۔۔۔۔۔ دادی کے کوئی جواب نہ دینے پہ کیرت نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔۔۔۔۔ نانا نے آپ کی وجہ سے زہر کھایا تھا آپ کی ہر روز کی اس لڑائی سے وہ اتنا تھک گئے " تھے کہ انہیں موت کو گلے لگانا پڑا۔۔۔۔۔ اگر میری بات پہ یقین نہیں ہے تو میں آپ کو آپ کے بھائی کا خط دکھاتی ہوں "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کمرے سے باہر گئی تھی جب وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں وہی خستہ حال کاغذ تھا جو نانی اکثر پڑھ کر رویا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ کیرت نے لا کر وہ دادی کے گھٹنے پہ رکھا تھا۔۔۔۔۔

اپنے بھائی کی لکھائی کی تو خوب پہچان ہوگی نا آپ کو پڑھیں اسے آپ کی آج ساری غلط " فہمیاں دور ہو جائیں گی نانی کہا کرتی تھیں کہ وہ یہ راز اپنے ساتھ ہی لے جائیں گی پر میں کسی کے ساتھ اتنا ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی کہ

اسکے مرنے کے بعد بھی اسے بے وجہ قوسا جائے۔۔۔۔۔

اس دن جب ابونے مجھے کہا کہ وہ آج کے بعد مجھ سے بات نہیں کریں گے تو میں بہت دیر تک صحن میں بیٹھی روتی رہی میں اس وقت خود کو بہت تنہا محسوس کر رہی تھی مجھے نانی یاد آنے لگی تھیں جن سے میں ہر بات کر لیتی تھی۔۔۔ تبھی میں صحن سے اٹھ کر نانی کے گھر گئی وہاں انکا قرآن اٹھا کر میں نے انہیں کی طرح سینے لگایا اور انہیں محسوس کرنے لگی تبھی یہ خط نکل کر میری گود میں آگرا تھا اور جب میں نے اسے پڑھا تو مجھے پتہ چلا کہ میں کس بات کی سزا آج تک بھگتی آئی ہوں۔۔۔

کیرت بول رہی تھی دادی نے کانپتے ہاتھوں سے خط اٹھایا اور اسکی تہ کھول کر اپنے سامنے کیا۔۔۔ اس پہ لکھا تھا۔۔۔۔۔  
"!پیاری زینت۔"

میں آج تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں رہی کہ میں تمہیں اپنے سامنے ذلیل ہوتا دیکھتا رہوں۔۔۔۔ میں نے تم سے شادی کر کے تمہاری زندگی برباد کر دی میرے گھر والوں نے تمہیں کبھی نہیں قبول کیا۔۔۔ ہر روز کی لڑائے نے مجھے تھکا دیا زینت۔۔۔۔ میں ذہنی طور پہ اتنا دباؤ میں آ گیا ہوں کہ میرا سارا کاروبار ڈوب گیا۔۔۔ اور میرے گھر والوں نے اس کی وجہ بھی تمہیں ٹھہرا دیا۔۔۔ میری بہن جس سے میں بہت محبت کرتا تھا اس نے میرے اماں ابا کی موت کا ذمہ دار بھی تمہیں ٹھہرایا وہ

تم پہ جھوٹے الزام لگاتی رہی کہ تم تعویز کرتی ہو پر میں نے خود اپنی بہن کو تمہارے سرہانے میں ایک بار کچھ رکھتے دیکھا تھا جب وہ گئی تو میں نے سرہانا ہٹایا تو اس کے نیچے تعویز تھا۔۔۔۔ میں اسی وقت اپنی

بہن سے لڑنا چاہتا تھا اسے کہہ دینا چاہتا تھا کہ وہ آج کے بعد میرے گھر نہ آئے پر نہ کہہ سکا۔۔۔۔

یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ پھر میری اور میری بہن کی عزت کیا رہ جائے تمہارے سامنے ہم دو کوڑی کے ہو کر رہ جائیں گے۔۔۔۔ میں اس وقت خود غرض ہو گیا تھا۔۔۔۔ میں اپنی بہن کے سامنے تمہارے حق میں لڑتا رہا پر میری بہن کی ہر روز کی اس لڑائی نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔۔ تمہارے وہ بے قصور آنسو اب میرے سینے پہ کسی سانپ کی طرح بیٹھے ہیں جو مجھے پل پل ڈس رہے ہیں۔۔۔۔ میں تمہیں کبھی خوشی نہیں دے پایا۔۔۔۔ اس لیے میں آج اپنی سانسیں بند کر رہا ہوں میں اب اس لائق بھی نہیں رہا کہ تمہیں کہیں دور کسی دوسری دنیا یا جگہ لے جاؤں جہاں کوئی نہ آسکے۔۔۔۔ اس لیے میں تمہیں چھوڑ کر اس دنیا سے جا رہا ہوں میں مر جاؤں گا تو شاید تم سکون میں





تھے۔۔۔۔ وہ بھی سب کچھ بھول گئے تھے وہ پھر سے دادی کا خیال رکھنے لگے  
تھے۔۔۔۔ اس رات وہ دادی کو دووائی دے کر جب انکے کمرے سے نکلے تو باہر  
برآمدے میں علیزہ کھڑی تھی۔۔۔۔ ابو نے اسے نظر انداز کیا اور جانے لگے علیزہ نے انکا  
ہاتھ پکڑا۔۔۔ ابو نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔ وہ آگے بڑھ جانا چاہتے تھے پر نہ بڑھ  
سکے علیزہ ان کے پیر پکڑ کر بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔۔۔ اور ابو کا پورا جسم لرزنے لگا خود  
پہ لاکھ قابو کرنے کے باوجود بھی وہ خود کو روک نہ سکے۔۔۔۔ انہوں نے علیزہ کو بازو سے  
پکڑا۔۔۔۔

میری بچی تم نے یہ کیا کر لیا اپنے ساتھ،؟ میں وقت سے پہلے مرجاؤں گا تمہیں یوں "  
اجاڑا ہودیکھ کر میں کیا کروں تمہارے لیے مجھے سمجھ نہیں آ رہا"۔۔۔۔ وہ اسے سینے سے لگا  
کر رو رہے تھے۔۔۔۔ ساری ناراضی وہ بھول گئے تھے۔۔۔۔  
ابو آپ دعا کریں میں مرجاؤں میں آپ سب کے لیے مصیبت بن گئی "  
ہوں"۔۔۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی ابو نے اسکے سر پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔۔۔۔  
اب مرنے کی بات نہ کرنا تمہارا باپ ابھی زندہ ہے مصیبت نہیں ہے میری کوئی بھی بیٹی "  
میرے لیے سمجھیں تم۔؟" انہوں نے ہلکا سا ڈانٹا تھا۔۔۔۔

اب یہ مرنے کی بات کرے تو ابوا سے دو لگائے گا"۔۔۔۔ کیرت بھرائی ہوئی آواز سے "اپنے کمرے کے دروازے سے بولی تھی۔۔۔۔ علیزہ اور ابونے چونک کر اسے دیکھا پھر ابواد اس سامسکائے۔۔۔۔ اور کیرت کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ بھی انور کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔۔"

لگتا ہے آج مجھے جگہ نہیں ملے گی۔؟ "فرحت جو دادی کی وجہ سے رک گئی تھی کمرے سے "نکل کر بولی تھی کیرت

تھوڑا سا پیچھے ہوئی

دیکھو درمیان میں جگہ تمہارے لیے ہی ہے"۔۔۔۔ فرحت نم آنکھوں سے آکر باپ کے سینے سے لگ گئی انور نے ان سب کو اپنے سینے سے لگا کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔ کیرت نے بھی آنکھیں موند رکھی تھیں جب اسے اپنے گال پہ لمس محسوس ہوا۔۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولی تو فرحت کو دیکھا جس نے اسکا گال چوما تھا۔۔۔۔ مجھے بھی معاف کر دیں آپنی۔؟ "وہ آنسو آنکھوں میں بھر کر آہستگی سے بولی تو کیرت نے

جوابی اسکا گال چوما

کب کا کر دیا معاف"۔۔۔۔"



کیا دیکھ رہی ہو۔؟ "انکی آواز پہ کیرت نے چونک کر گردن گھمائی پھر امی کو دیکھ کر اس نے نظریں دوبارہ گھونسلے پہ کر لیں۔۔۔۔۔"

امی یہ گھونسلہ خالی کیوں ہو گیا وہ چڑیا اب کیوں نہیں آتی۔؟ "اس نے پوچھا تو امی اداس "سامسکائیں۔۔۔۔۔"

جن گھروں سے مجبتیں روٹھ جائیں نا کیرت پھر وہاں پرندے بھی نہیں "

رہتے۔۔۔۔۔ گھروں میں پرندوں کا چھپانا ایک نشانی ہوتی کہ اس گھر میں ابھی محبت اور اپنائیت باقی ہے پر جب وہ نہ رہے تو پرندے بھی وہاں سے چلے جاتے ہیں "۔۔۔۔۔"

پر اب تو ہمارے گھر محبت واپس لوٹ آئی ہے امی "۔۔۔۔۔ کیرت نے اب اپنا رخ امی کی جانب کر لیا تھا۔۔۔۔۔ امی نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔"

نہیں ابھی اس گھر میں مجبتیں واپس نہیں آئیں۔۔۔۔۔ ابھی تمہارے حصے کی محبت روٹھی " ہوتی ہے جو اس کے پاس ہے جس کے پاس جانے سے تم کتر رہی ہو اس کے پاس چلی جاؤ کیرت ایک بار اور جا کر دیکھ لو شاید وہ معاف کر دے تمہیں "۔۔۔۔۔ امی نے اتنا کہہ کر گھونسلے کو دیکھا۔۔۔۔۔"



یہاں اتنے لوگوں میں دل نہیں لگ رہا تو وہاں اکیلے کیسے لگے گا۔؟ "ممی نے ناراضی سے " کہا تو وہ بس مسکائے۔۔۔۔ انکی مسکان میں اداسی تھی۔۔۔۔۔  
 بس ممی میں لگا لوں گا دل "۔۔۔۔۔"  
 تو یہیں لگا لو "۔۔۔۔۔"

یہاں لگا تھا پر ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔ انہوں نے یہ بات زیر لب کہی تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ جلد ہی چلے " گئے تھے نیویارک۔۔۔۔۔ اور ضامن نے چپ سادھ لی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب خاموش رہنے لگا تھا۔۔۔۔۔ اٹھتا۔۔۔۔۔ تیار ہوتا۔۔۔۔۔ آفس چلا جاتا۔۔۔۔۔ وہاں سے کسی دوست کے پاس۔۔۔۔۔ پھر لاہور کی سڑک پہ وہ پوری رات بے مقصد گاڑی دوڑاتا۔۔۔۔۔ جب تھک جاتا تو گھر لوٹ آتا۔۔۔۔۔ اور آ کر اپنے کمرے میں لیٹا رہتا۔۔۔۔۔ رات کے آخری پہرے سے نیند آیا کرتی تھی اور صبح کی پہلی کرن اسے جگا دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ پھر وہ بالکونی میں کھڑا ہو کر اپنی سرخ آنکھوں سے اگتا سورج دیکھتا رہتا۔۔۔۔۔ ڈھنڈ میں ننگے پیر وہ تب تک وہاں کھڑا رہتا جب تک آفس کا وقت نہ ہوتا۔۔۔۔۔

آج بھی وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ واپس اندر آیا فریش ہو کر اس نے کالا تھری پیس پہنا بالوں کو سنوار کر اسے خود پہ پر فیوم چھڑکا اور ہاتھ میں ریسٹ واچ ڈالتا وہ

کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ کمرے سے سیدھا وہ پورچ میں پہنچ گیا صبح کا ناشتہ وہ نہیں کیا کرتا تھا آفس جا کر ایک چائے کا ماگ پی لیتا تھا۔۔۔۔۔

وہ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اپنے بنگلے کی حدود سے نکل گیا۔۔۔۔۔ سڑک پہ گاڑیاں اکا دکا ہی تھیں وہ ہلکی رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔۔ دفعتاً اس نے گاڑی بس ایک پل کے لیے روکی۔۔۔۔۔ گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔۔۔۔ پھر دوبارہ اوپر چڑھا لیا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کون کھڑی تھی۔؟ وہ تو بالکل نہیں جانتا اسے۔۔۔۔۔ اس لیے ضامن نے گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔ اور جو بڑے اسٹائل سے لفٹ کا اشارہ کر رہی تھی ایک دم سے ہی خوش ہوئی لھر حیران ہو کر رہ گئی جب ضامن نے گاڑی آگے بڑھالی۔۔۔۔۔

آسمانی رنگ کی قیמצ شلوار کے ساتھ اسنے شفون کا سفید دوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ چلمن سی پلکوں پہ مسکارا لگا تھا۔۔۔۔۔ آہو چشم کا جل سے لبریز تھیں۔۔۔۔۔ گالوں پہ بلیشر لگا تھا اور باریک ہونٹوں پہ منڈورہ کی تیز میرون لپ اسٹیک۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں چوڑیاں تھیں۔۔۔۔۔ باریک ہیل پہنے پیروں کی انگلیوں پہ مہندی سے ڈزائن بنا تھا بالوں کو کھول کر انہیں اس نے کمر پہ پھیلا یا ہوا تھا ہوا سے چند لٹیں چہرے کو چوم رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسی کے دیکھنے والا دیکھتا رہ جائے اور جانہ سکے۔۔۔۔۔ پر ضامن تو چلا گیا دیکھ کر بھی۔۔۔۔۔

کیرت کا منہ اتر گیا۔۔۔۔۔ اس نے دور جاتی گاڑی کو دیکھا۔۔۔۔۔ جو

کچھ دور جا کر پھر سے رک گئی۔۔۔۔۔ کیرت نے بھنویں سکوڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔ گاڑی واپس  
 آرہی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی اور جب گاڑی پاس آگئی تو دانت  
 بھی باہر نکل آئے۔۔۔۔۔ وہ گاڑی کے شیشے کے پاس گئی۔۔۔۔۔ شیشہ بجایا۔۔۔۔۔ اس  
 نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔۔۔۔۔ اور کیرت کو سوالیہ نظروں دیکھا۔۔۔۔۔  
 لفظ پلیز۔؟ "کیرت نے بیچارہ سا منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔ ضامن نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور"  
 باہر آگیا۔۔۔۔۔

میں لفظ نہیں دے رہا کسی اور سے لے لو"۔۔۔۔۔ وہ بے نیازی سے ادھر ادھر  
 دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ کمر گاڑی کے ساتھ ٹکالی۔۔۔۔۔ کیرت نے حیرت سے اسے  
 دیکھا۔۔۔۔۔

"جب لفظ نہیں دینی تھی تو ر کے کیوں۔؟"

"!تمہارے لیے نہیں رکا۔"

جھوٹ "کیرت نے فوراً کہا۔۔۔۔۔ ضامن کا ناک پھول گیا۔۔۔۔۔"

سچ "۔۔۔۔۔ ضامن نے کہہ کر سر جھٹکا۔۔۔۔۔ کیرت نے گندا سا منہ بنایا۔۔۔۔۔"

نوجی "۔۔۔۔۔ ضامن نے بھنواؤ پر کرلی۔۔۔۔۔"

ہاں جی "۔۔۔۔۔ کیرت نے اب کی بار اسے گھورا تھا۔۔۔۔۔"

آپ دے رہے ہیں لفٹ یا نہیں۔؟ "کیرت دو قدم آگے ہوئی۔۔۔۔۔"

نہیں دے رہا سمجھیں تم "۔۔۔۔۔ وہ بھی دو قدم آگے آگیا۔۔۔۔۔ دونوں ایک دوسرے

کے بالکل مقابل کھڑے تھے۔۔۔۔۔ کیرت نے معصوم سامنے بنایا۔۔۔۔۔

"پلیز دے دیں۔؟"

کہانا نہیں تو بس نہیں جاؤ کسی اور سے لے لو "۔۔۔۔۔"

اچھا ٹھیک ہے بائے "۔۔۔۔۔ کیرت نے پیر پٹھا اور جانے لگی کہ

اس نے کیرت کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔

بیٹھو گاڑی میں "۔۔۔۔۔ رکھانی سے اسنے کہا تھا کیرت ہنسی۔۔۔۔۔"

میرے لیے ہی رکے تھے آپ "۔۔۔۔۔ ضامن نے جواب نہ دیا اور گاڑی میں بیٹھ

گیا۔۔۔۔۔ دوسرا دروازہ اسنے کیرت کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کی مسکان ماند پڑ

گئی وہ جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ضامن نے گاڑی چلا لی۔۔۔۔۔

ضامن سنیں۔؟" اس نے اپنا رخ ضامن کی طرف کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ پر ضامن آگے دیکھ " رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے بس "ہوں" کیا کیرت کی جانب نہ دیکھا۔۔۔۔۔  
ضامن۔؟" وہ اب کی بار چلا کر بولی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے بے ساختہ بریک لگائی۔۔۔۔۔ " کیا ہے۔؟"

"آپ کو میں نے کہا تھا میری بات سنیں۔"  
میں کانوں سے سن رہا تھا۔۔۔۔۔"  
تو مجھے آنکھوں سے دیکھنا بھی تھا نا آپ نے "وہ معصومیت سے بولی ضامن نے برہمی " سے اسے گھورا۔۔۔۔۔ وہ کچھ کہتا کہ کیرت بولی۔۔۔۔۔  
"ایم سوری ضامن۔؟"

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا یاد رکھنا۔۔۔۔۔ وہ اتنے آرام سے یہ بولا تھا کہ " کیرت نے اس بات کو ذرا محسوس نہ کیا۔۔۔۔۔  
آئی لو یو ضامن "۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔ اور ضامن چاہ کر بھی اسکا ہاتھ " اپنے ہاتھ سے نہ ہٹا سکا۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہا  
تمہیں لگتا ہے میں تمہیں اتنی جلدی معاف کر دوں گا۔؟ بہت "

ر لایا ہے تم نے مجھے سارے حساب لوں گا تم سے اور پھر بھی معاف نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔ ضامن کی آواز زندہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اور اسکی رندھی ہوئی آواز نے کیرت کو اندر تک زخمی کر دیا۔۔۔۔۔ وہ رونے لگی۔۔۔۔۔

میں بھی بہت روئی ہوں اپنی ایک غلطی کی وجہ سے میں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے میں " معافی کے لائق نہیں ہوں پر کیا کروں میں آپ کے بغیر رہ نہیں سکتی آپ مجھے لاکھ سزائیں دیں پر اپنے پاس رکھ لیں میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی "۔۔۔۔۔ اس نے ضامن کے ہاتھ پہ سر رکھ لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ضامن نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا۔۔۔۔۔ کیرت ایک پل کو رونا بھول گئی۔۔۔۔۔ وہ ضامن کو دیکھ رہی تھی جو گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کا سانس رک گیا۔۔۔۔۔ کیا وہ سچ کہہ رہا تھا کہ وہ کیرت کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔؟ کیرت تڑپ کر باہر نکلی تھی وہ اسکے قریب پہنچی۔۔۔۔۔ ضامن نے اسے نظر اٹھا کر نہ دیکھا بس موبائل نکلا کر اس پہ انگلیاں چلائیں اور کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔

کیرت دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی آنکھیں بھگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ سانس رکے رکے سے تھے۔۔۔۔۔ ضامن نے رخ اسکی طرف سے موڑا۔۔۔۔۔ اور بولا۔۔۔۔۔

مئی ابھی سارے کام چھوڑیں اور پریشے کے کھر جائیں میں مولوی اور آپکی بہو کو لارہا ہوں " مجھے اس لڑکی پہ بالکل یقین نہیں ہے ابھی یہ کہہ رہی ہے کہ مجھ سے محبت کرتی ہے پھر کل کو کسی اور سے میری شادی کروادے گی اس لیے آپ فوراً وہاں پہنچیں میں بھی بس آرہا ہوں "۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر موبائل کوٹ کی جیب میں ڈالا اور کیرت کو دیکھا۔۔۔۔۔

ٹھیک کہا نامیں نے۔۔۔۔۔ تمہارا کیا بھروسہ کبھی کچھ کہتی ہو کبھی کچھ "۔۔۔۔۔ کیرت جو شل کھڑی تھی ایک دم سے اس سے لپٹ گئی۔۔۔۔۔

میں اب کی بار سچ کہہ رہی ہوں "۔۔۔۔۔"

جھوٹی کہیں کی "۔۔۔۔۔ ضامن نے شرارت سے کہا اور اسکے گرد بانہیں پھیلا

لیں۔۔۔۔۔ کیرت نے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

میں جھوٹی نہیں ہوں "۔۔۔۔۔ اس نے احتجاج کیا۔۔۔۔۔ ضامن مسکایا۔۔۔۔۔"

ہاں تم جھوٹی نہیں تم گندی ہو اور بہت گندی ہو تم اب جانا مجھے چھوڑ کر تمہاری جان لے

لوں گا پاگل کہیں کی "۔۔۔۔۔ اس نے کیرت کے ماتھے کو چوم کر کہا تھا۔۔۔۔۔ کیرت کو

اپنی جلتی پیشانی پہ اسکے لب شبنم کی طرح محسوس ہوئے تھے وہ سب کچھ بھول گئی

تھی۔۔۔۔۔ وہ بس خاموش رہی۔۔۔۔۔



کیوں آئے ہیں۔؟ "اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ بھائی افضل پلٹے اسکی جھکی آنکھوں " کو دیکھا۔۔۔۔۔

تمہیں ہی لینے آتا ہوں پر تم ہر بار مجھے خالی ہاتھ بھیج رہی ہو تم ظلم کر رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ " ہر بار یہ ہی کہتے تھے۔۔۔۔۔ نیویارک جا کر بھی جب انہیں سکون نہ آیا تو وہ واپس علیزہ کے پاس آئے تھے۔۔۔۔۔ تب علیزہ نے دوبارہ کالج جانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اپنی چھوڑی ہوئی پڑھائی مکمل کر کے وہ اسکول میں پڑھانے لگی تھی۔۔۔۔۔ جب پہلی بار بھائی افضل اس سے ملنے آئے تھے تو وہ بری طرح گھبرا گئی تھی اور انکے سوال نے اسے اور پریشان کر دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر واپس چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ پر پھر بھائی افضل وقفے وقفے سے اس کے پاس آتے رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن علیزہ مانی نہیں تھی۔۔۔۔۔ وہ ہر بار وہی کہتی جو وہ آج کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

میں اچھی لڑکی نہیں ہوں بے وفا ہوں۔۔۔۔۔ " انہوں نے آج پہلی بار اسکی بات کاٹی تھی۔۔۔۔۔

تم بے وفا نہیں بے وقوف ہو۔۔۔۔۔ تم نے محبت چھیننی چاہی پر محبت جب بھی ملتی ہے خود سے ملتی ہے یہ نعمت ہوتی ہے علیزہ اسے پانے کے لیے آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ اور تمہاری آزمائش ہو چکی تم نے اپنی غلطی کی سزا بھگت لی اب خود

کو کب تک اس طرح دنیا سے دور رکھو گی۔؟ "وہ انکے سوال پہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں بھگی گئی تھیں۔۔۔۔۔ افضل بھائی نے ہمت کی۔۔۔۔۔ اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔ کیا دو سالوں میں بھی تمہیں مجھ پہ ترس نہیں آیا۔؟ محبت کا سوالی کیا ترس کا حقدار بھی نہیں۔؟ تم میری حالت پہ ترس ہی کھا لو۔۔۔۔۔ محبت دو نہ دو اپنی ہمدردی ہی دے دو۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اب جو ہوگا دیکھا جائے گا انہوں نے دل میں سوچ لیا تھا۔۔۔۔۔ علیزہ کا پورا جسم لرز رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے چھڑایا اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔۔۔۔۔

مجھے محبت نہیں کرنی آتی نہ ہی مجھے وفا کرنی آتی ہے آپ تھک جائیں گے اور مجھے ایک دن "چھوڑ دیں گے"۔۔۔۔۔ وہ بے ساختہ اسکے قریب ہوئے۔۔۔۔۔

غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔۔۔ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ تم سے وفا نہیں چاہتا" اور نہ ہی مجھے تمہاری محبت چاہیے میں بس تم سے تم کو چاہتا ہوں تم میری ہو جاؤ۔۔۔۔۔ محبت اور وفا میں خود کر لوں گا"۔۔۔۔۔ علیزہ نے بھگی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ پھر اس نے دوبارہ نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔ بھائی افضل نے اسکا ہاتھ پھر سے تھاما۔۔۔۔۔ اور وہ مسکا دیے۔۔۔۔۔ کیونکہ اب کی بار انکے ہاتھ پہ علیزہ کے ہاتھ کی بھی



تمہاری وجہ سے "۔۔۔۔"

اور میں اس لیے رو رہا ہوں کیونکہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا "۔۔۔۔۔"

تو اب کیوں آئے ہو۔؟ "وہ غصے سے بولی۔۔۔۔"

تم بن رہ جو نہیں سکا۔۔۔۔۔ اس لیے واپس آ گیا تمہیں ساتھ لے جانے "۔۔۔۔۔ رخسار"

نے اسے دیکھا پھر اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔۔۔ اور کھڑی

ہو کر بولی۔۔۔۔

تم نے دیر کر دی آنے میں میری شادی ہو گئی ہے اور تم اب دوبارہ مت آنا میرے "

شوہر نے دیکھ لیا تو میرا بسا بسا یا گھرا جڑ جائے گا "۔۔۔۔۔ وہ دوپٹے سے منہ صاف

کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ایش ابھی بھی گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس نے نظریں اٹھا کر اسے

گھورا۔۔۔۔۔ پھر کھڑا ہو کر بولا۔۔۔۔۔

بکو اس نہ کرو دو سال بعد آیا ہوں سو سال بعد نہیں جو تمہاری شادی بھی ہو گئی "۔۔۔۔۔"

کیوں میری شادی کیا سو سال بعد ہوئی تھی۔؟ تمہارے جانے "

کے فوراً بعد میں نے شادی کر لی تھی میرے تو تین بچے بھی ہیں "۔۔۔۔۔ ایش اسکے بغیر سوچے سمجھے بولنے پہ ہنسا۔۔۔۔۔ اور وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔ زبان دانتوں میں دبا لی۔۔۔۔۔ پھر کھنکاری۔۔۔۔۔

دو بچے جڑوا ہیں "۔۔۔۔۔ ایش نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔  
"طلاق لے لو اپنے شوہر سے ورنہ اٹھا کر لے جاؤں گا سمجھیں۔؟"  
نہیں سمجھیں "۔۔۔۔۔ وہ نظریں چرا کر بولی تھی۔۔۔۔۔  
میں سمجھا دوں گا تمہیں سب کچھ چورنی "۔۔۔۔۔ رخسار نے ناراضی سے اسے " دیکھا۔۔۔۔۔

میں چورنی ہوں تو تم کیا ہو۔؟ "۔۔۔۔۔ اسے ایش کی بات بری لگی تھی۔۔۔۔۔ ایش نے " شرارت سے اپنی آنکھیں گھمائیں۔۔۔۔۔  
میں بھی چور ہوں تبھی تو تم سے شادی کر رہا ہوں دونوں مل کر چوریاں کریں گے ٹھیک " ہے نا۔؟ " اس نے آنکھ دبا کر رخسار کو کہا تھا۔۔۔۔۔ رخسار ہنس دی۔۔۔۔۔ ایش نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے۔۔۔۔۔



انکی زندگی اور بھی خوشیوں سے بھر گئی تھی۔۔۔۔۔ ضامن وغیرہ نقش کے ہونے کے بعد بس کچھ عصر ہی پاکستان رہے تھے پھر وہ سب نیویارک آ گئے تھے۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ نے بھی اپنا سارا بزنس نیویارک ہی شفٹ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ پر آج وہ لوگ پاکستان جا رہے تھے۔۔۔۔۔ بھائی افضل کی علیزہ سے شادی کرنے۔۔۔۔۔

ضامن کو اب علیزہ سے کوئی فکر نہیں پڑتا تھا وہ سب کچھ اسی دن بھول گیا تھا جب کیرت اسکے پاس لوٹی تھی۔۔۔۔۔ اور اس نے بھائی افضل کے سامنے بھی انکی علیزہ سے شادی کو لے کر خوشی ظاہر کی تو بھائی افضل کے کاندھوں سے اور بھی بوجھ کم ہو گیا۔۔۔۔۔ اب وہ سب پاکستان جا رہے تھے۔۔۔۔۔ تبھی کیرت تیار ہو رہی تھی پر اب اسے تیار ہونا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ ضامن اسکے کاندھے پہ چہرہ رکھ کر اسے شیشے میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جانتی ہوں"۔۔۔۔۔ کیرت نے جواب دیا تو ضامن نے ہلکا سا نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔۔ "نہیں تم نہیں جانتیں آج والا لوکل والے سے زیادہ ہے"۔۔۔۔۔ "اچھا جی یہ ہر روز بڑھتا رہتا ہے۔؟"

ہاں جی بالکل میری بیوی اتنی پیاری ہے تو اسے دیکھتے دیکھتے یہ بھی اڑھتے رہتا " ہے "۔۔۔۔۔ کیرت مسکرا دی پھر اسنے ضامن کی بانہیں اپنی کمر سے ہٹائیں اور اسکی طرف گھومی۔۔۔۔۔

ضامن میں آج بہت خوش ہوں اب بھائی افضل اور علیزہ کی بھی شادی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ سب کو سب کی محبتیں مل جائیں گی پھر ہم سب خوش رہیں گے "۔۔۔۔۔ ضامن نے سر اثبات میں ہلایا اسکی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔۔ اس خوشی کے موقع پہ مجھے بھی کچھ چاہیے۔؟ "کیرت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ۔۔۔۔۔

کیا۔؟ "ضامن نے ہنسی دبائی۔۔۔۔۔ کھنکارا۔۔۔۔۔" تمہاری اس ریڈلپ اسٹیک کے نشان "۔۔۔۔۔ اس نے اپنے ماتھے پہ انگلی رکھی " یہاں "پھر اپنے ایک گال پہ "یہاں "پھر دوسرے پہ "اور یہاں بھی "۔۔۔۔۔ کیرت نے "بھنوا چکائی۔۔۔۔۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ بولی

ٹھیک ہے اپنی آنکھیں بند کریں "۔۔۔۔۔ ضامن نے فوراً سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ کیرت اسکے قریب ہوئی پنچوں کے بل تھوڑا سا اونچی ہوئی اور پیچھے ڈریسنگ

سے لپ اسٹک اٹھا کر اسنے کھولی اور ضامن کے ماتھے پھر دونوں گالوں پہ تیزی سے لگا دی وہ اس کا روای پہ چونکا تھا۔۔۔

اب خوش۔؟ "کیرت کہہ کروہاں سے بھاگی ضامن نے اپنا چہرہ شیشے میں " دیکھا۔۔۔۔۔ پھر لب بھیج کر وہ کیرت کے پیچھے دوڑا۔۔۔۔۔  
پریشے کی بچی تم اب گنیں "۔۔۔۔۔ وہ اسکے پیچھے تھا کیرت بیڈ کے قریب پہنچ گئی " تھی۔۔۔۔۔

ضامن نہیں دیکھیں نقش اٹھ جائے گا"۔۔۔۔۔ وہ اس کی کلائی پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ اور مروڑ " کر اسکی کمر پہ لے آیا تھا۔۔۔۔۔

اب بتاؤ لگا دوں یہ تمہارے منہ پہ۔؟ "وہ اپنا گال کیرت کے گال کے قریب لایا رہا" تھا کہ نقش کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں اور ساتھ منہ بھی۔۔۔۔۔ وہ اٹھتے ہی زور زور سے رونے لگا تھا۔۔۔۔۔ ضامن نے جلدی سے کیرت کی کلائی چھوڑی کیرت نے نقش کو گود میں اٹھایا۔۔۔۔۔ اور اسکا گال چھوما۔۔۔۔۔

شکریہ ماما کی جان "۔۔۔۔۔ وہ ہنسی دبا کر ضامن کو دیکھ کر بولی تھی۔۔۔۔۔

تم دونوں ماں بیٹا ایک جیسے ہو باپ بیچارے کی پرواہی نہیں ہے "۔۔۔۔ وہ اداسی سے کہہ کر نقش کو اپنی گود میں لے چکا تھا اور اسے پیار کرتا باہر لے جانے لگا۔۔۔۔۔ پھر دروازے میں جا کر رکا

یہ ادھا رہے بچو تم سے بدلہ تو میں لے کر رہوں گا "۔۔۔۔۔

منہ تو صاف کر لیں اپنا ضمنا من "۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر باہر جانے لگا تھا کہ کیرت نے اسکے عقب سے کہا۔۔۔۔۔ تو وہ

اوہ ہاں "کہہ کر ٹشو سے منہ صاف کرتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

اللہ ہم ہمیشہ ایسے ہی خوش رہیں اور کیرت کو یہ بات کبھی پتہ نہ چلے کہ اسکے ساتھ جو کچھ پہلے ہوا تھا وہ نور نے کروایا تھا میں نے اس سے یہ بات اس لیے چھپائی ہے کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہ چلی جائے یا وہ مجھ سے بدگمان ہو جائے۔۔۔۔۔ میں اسے خود سے دور جاتے نہیں دیکھنا چاہتا بس اب ہم کبھی جدا نہ ہوں اور میں اس کال والے شخص کا بھی مشکور رہوں گا جس نے ہمیں ملانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے میں زندگی میں اس سے ایک بار ضرور ملنا چاہوں گا پر پتہ نہیں وہ کہاں رہتا ہے پر جہاں بھی رہتا ہے وہ خوش

رہے "۔۔۔۔۔ وہ دل میں دعائیں کرتا نقش کو لے کر نیچے لاؤنج میں آ گیا تھا۔۔۔۔۔

اور اوپر کیرت تیار ہونے کے بعد ڈائری لے کر بیٹھی تھی۔۔۔۔ جو وہ ضامن سے چھپ کر لکھتی تھی۔۔۔۔

مجھے زندگی میں سب مل گیا محبت، جان سے زیادہ پیار کرنے والا شوہر اور چاند سا بیٹا۔۔۔۔ میں اکثر علیزہ کے لیے پریشان ہوتی تھی پر آج وہ پریشانی بھی دور ہو جائے گی۔۔۔۔ میں آج ہر طرح کی پریشانی سے دور ہو گئی ہوں مجھے اللہ نے سب کچھ دے دیا۔۔۔۔ جس اللہ سے میں نے بہت سے گلے کیے اس نے آج میرا ہر گلہ اپنی نعمتوں سے دور کر دیا۔۔۔۔ میں خود غلط تھی اور اس کا قصور وار قسمت اور قدرت کو ٹھہراتی رہی۔۔۔۔ اپنی کمیوں کا رونا روتی رہی۔۔۔۔ اور یہ بھول گئی کہ

ہم سب انمول ہیں۔۔۔۔ ہم جو بچپن میں اسم نکرہ اور اسم معرفہ پڑھا کرتے تھے میں اسکا ٹھیک مطلب اب سمجھی ہوں۔۔۔۔ ہم سب اسم معرفہ ہیں کیونکہ ہمارے جیسا اللہ نے کسی دوسرے کو نہیں بنایا۔۔۔۔ ہمارے نام ایک جیسے ہو سکتے ہیں پر ہماری ذات ایک دوسرے سے مختلف اور واحد ہے۔۔۔۔ ہم کسی دوسرے جیسے بالکل نہیں

ہیں۔۔۔۔ اور جن چیزوں جیسا کوئی دوسرا نہیں ہوتا وہ چیزیں انمول ہوتی ہیں جیسے میں انمول ہوں۔۔۔۔ میرے نام جیسی بہت سی لڑکیاں ہوں گی پر انکی شکل مجھ سے مختلف ہوگی وہ سب اپنی جگہ خوبصورت ہوں گی میں اپنی جگہ خوبصورت ہوں۔۔۔۔ اور ہر انسان کو اپنی

خوبصورتی خود پہچاننی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ظاہری بھی ہو سکتی ہے اور باطنی بھی۔۔۔۔۔ اور  
اس خوبصورتی کو پہچاننے کی سب سے پہلی شرط خود سے محبت ہے۔۔۔۔۔ انسان

کو خود سے محبت کرنی آنی چاہیے۔۔۔۔۔ جو خود سے محبت نہیں کرتا اس سے دوسرے بھی  
محبت نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ جو خود پہ توجہ نہیں دیتا اس پہ لوگ بھی توجہ نہیں  
دیتے۔۔۔۔۔ وہ ایک کمی بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ جیسے بہت سالوں تک میں  
رہی۔۔۔۔۔ پر جب میں نے خود سے محبت کرنا شروع کی اور خود پہ توجہ دی تو مجھے ضامن مل  
گئے۔۔۔۔۔

اور آج مجھے لگتا ہے جیسے میں دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے ایک ایسا  
شخص مل گیا ہے جو مجھے دن رات، پل پل بعد، دن میں کئی کئی بار فون کر کے بتاتا ہے کہ  
اسکا میرے بغیر دل نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔ وہ مجھے دیکھتا ہے تو اسے سب اچھا لگتا  
ہے۔۔۔۔۔ وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں اسکے لیے کتنی خوبصورت ہوں کتنی انمول  
ہوں۔۔۔۔۔ مجھے اب اپنی قسمت پہ رشک آتا ہے۔۔۔۔۔ میں پوری زندگی بھی اب  
سجدے میں گزار دوں تو بھی میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکوں گی۔۔۔۔۔



وہ لوگ پاکستان آگئے تھے اور آتے ہی انہوں نے بہت دھوم دھام سے افضل بھائی اور علیزہ کی شادی کی تھی۔۔۔۔۔ ضامن کی ممی اور ڈیڈاب علیزہ اور افضل بھائی کے لیے بہت خوش تھے وہ دل سے علیزہ کو اپنی بہو بنا کر لے کر گئے تھے۔۔۔۔۔ دادی کی طبیعت علیزہ کی شادی دیکھ کر اور بھی ٹھیک ہو گئی۔۔۔۔۔ کیرت نے آتے ہی نیم کے درخت پہ بنے گھونسے کو دیکھا تھا جس پہ چڑیا اپنے ہمسفر کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کیرت کے چہرے پہ خوشی پھیل گئی۔۔۔۔۔ انکے پرندے لوٹ آئے تھے۔۔۔۔۔ کیونکہ انکے گھر مجنتیں لوٹ آئی تھیں۔۔۔۔۔

ضامن کے بنگلے پہ تاروں کی رات سہانی لگتی تھی روشنی کے قہقہوں سے جگمگاتا بنگلہ تحیر میں مبتلا کرتا تھا۔۔۔۔۔ پورا بنگلہ خوشیوں سے بھر گیا تھا۔۔۔۔۔ پر بنگلے سے باہر آؤ تو سامنے اندھیرے میں ڈوبی سڑک پہ ایک گاڑی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ جس میں وہ سیاہ لبادے لیے بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ وہ ضامن کے بنگلے کو تنفر سے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ بہت دیر تک بنگلے کو

دیکھتی رہیں جب بنگلے کی روشنیاں گل ہونے لگیں تو ماہ نور نے زہر یلے لہجے سے کہا۔۔۔ ہم ایک دن ایسے ہی ان سب کی زندگیوں سے ساری خوشیاں چھین لیں گے ہم انہیں " کبھی خوش نہیں رہنے دیں گے۔۔۔۔۔ وقت بدلے گا اور بازی ہمارے ہاتھ میں بہت جلد

